آنچل
کراچی
سالگرہ نمبر ۳
aanchalpk.com
aanchalnovel.com
www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

مسلسل اشاعت کے 37 سال

مدیر اعلیٰ ——— مشتاق احمد قریشی

مدیرہ ——— قیصر آرا

مدیر مسئول ——— طاہر احمد قریشی

معاون مدیرہ ——— نجیبہ احمد

روشن احمد

جلد	37
شمارہ	01
مئی	2015

ماہنامہ آنچل

اشتہارات اور شکایات کیلئے

0300-8264242

رکن آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی

رکن کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز

رکن چیمبر آف کامرس

aanchalpk.com

aanchalnovel.com

www.aanchalpk.com/blog

onlinemagazinepk.com/recipes

info@aanchal.com.pk

/women.magazine

/pkwomenmagazine

ابتدائیہ

سرگوشیاں مدیرہ 14

حمد راؤ مظہر الیاس 15

نعت بنزاد لکھنوی 15

در جواب آں مدیرہ 16

دانش کدہ

مالک یوم الدین مشتاق احمد قریشی 21

ہمارا آنچل

حنا قریشی/شابانہ عابد ماہیہ احمد 25

ردائے گل/کرن شہزادی

سلسلہ وار ناول

مسو کی محبت راحت وفا 65

ٹوٹا ہوا تارہ سمیرا شریف طور 117

مکمل ناول

محبت ایسا نغمہ ہے اقرا صغیر احمد 29

کاش تمہیں پڑھا کرے عائشہ ناز علی 169

زندگی پھولوں کی راہ فرح طاہر 227

ناولٹ

محبت اب بھی باقی ہے نزہت جبین ضیاء 97

[illegible] کی بات عقیلہ ملک 151

محبت [illegible] کا صحیفہ ہے سباس گل 199

افسانے

انما الاعمال بالنیات سویرا فلک 113

بند محبتوں کے ثنا بخاری 221

تیرے کنول میرے گلاب سمیرا غزل صدیقی 253

آنچل حمیرا علی 263

باپ پراپرٹی عارفہ رانا 268

[illegible]

[illegible] کراچی 74400

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

مستقل سلسلے

روحانی مسائل کا حل	حافظ شبیر احمد	270	یادگار لمحے	جویریہ سالک	294
بیاض دل	میمونہ رومان	272	آئینہ	شہلا عامر	300
ڈش مقابلہ	طلعت آغاز	275	ہم سے پوچھئے	شمائلہ کاشف	309
بیوٹی گائیڈ	روبینہ احمد	279	آپ کی صحت	ہومیو ڈاکٹر ہاشم مرزا	314
نیرنگ خیال	ایمان وقار	281	کام کی باتیں	حنا احمد	318
دوست کا پیغام آئے	حنا احمد	287	جگنو میرے آنچل میں	ادارہ	320

021-35620771/2 ... 74200 ... 75

info@aanchal.com.pk ... 021-35620773

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت اس شخص پر رحم نہیں کرتے جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔" (متفق علیہ)

سرگوشیاں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
مئی ۲۰۱۵ء کا آنچل حاضر مطالعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب کیا۔ آپ کے آنچل نے اپنی حیات کے سینتیس (۳۷) سال مکمل کر لیے۔ اسے اس کی منزل تک پہنچانے میں جہاں اللہ تعالیٰ کا کرم اور فضل شامل ہے وہیں آپ لکھاری بہنوں کی محنت اور قاری بہنوں کی محبت بھی ہمارے سنگ رہی ہے۔ ورنہ تو اس طویل عرصے میں کتنے ہی اچھے اچھے ناموں سے جرائد سامنے آئے اور آ کر چلے بھی گئے ان میں اگر کمی تھی تو صرف اللہ کے فضل و کرم کی۔

آپ کی دعا اور تعاون کے سائے میں آپ کا ادارہ آنچل اپنے نئے ماہنامہ حجاب کا جلد ہی اجرا کر رہا ہے اس سلسلے میں پہلے بھی آپ کی خدمت میں گزارش کی جا چکی ہے کہ لکھاری بہنیں اپنی پر اثر خوب صورت تحریریں اور قاری بہنیں اپنی آرا، تجاویز ارسال کرنا شروع کر دیں تاکہ حجاب کو سجانے سنوارنے کا کام جلد از جلد شروع کیا جا سکے۔ جس طرح آنچل آپ کے تعاون کے بغیر ادھورا ہے اسی طرح حجاب کو بھی آپ کے بھرپور تعاون کی شدید ضرورت ہے تمام قاری بہنوں سے التماس ہے کہ وہ اپنے قریبی ایجنٹ یا ہاکر جس سے وہ آنچل ہر ماہ حاصل کرتی ہیں انہیں حجاب کے لیے بھی تاکید کر دیں تاکہ تمام ایجنٹ حضرات ادارے کو اپنی طلب سے بروقت آگاہ کر سکیں۔

میں اور ادارے کے تمام ہی ساتھی ان تمام قاری بہنوں کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں جن بہنوں نے سالگرہ کے موقع پر مبارک باد کے پیغامات اور تحائف ارسال کیے۔ آپ کا آنچل سے جڑا تعلق ہی ہے کہ آپ اپنی تحریروں کے ذریعے اپنی قلبی جذبات و احساسات کا اظہار کرتی ہیں۔ آپ کا شکریہ امید ہے جلد آنے والے "حجاب" سے بھی اپنا تعلق یوں ہی مضبوط رکھیں گی۔

خوش خبری۔ بہنیں نوٹ فرمالیں کہ ان شاءاللہ بہت جلد آنچل کے صفحات پر نازیہ کنول نازی کا نیا سلسلے وار ناول "شب ہجر کی پہلی بارش" اور اقرا صغیر احمد کا بھی نیا سلسلے وار ناول پڑھ پائیں گی۔

آئیے اس ماہ کے ستاروں پر۔

☆ محبت ایسا نغمہ ہے ۔۔۔ اقدار و روایات کی پاسداری کرتی اقرا صغیر کی خوب صورت تحریر۔
☆ کاش آنکھیں پڑھا کرے ۔۔۔ بولتی و گفتگو کرتی آنکھوں کی زبان صرف صاحب دل ہی سمجھتے ہیں نازک جذبوں اور احساسات کو لیے فرزانہ دانش نازکی ایک خوب ناول۔
☆ محبت اب بھی باقی ہے ۔۔۔ محبت کی مٹھاس لیے سب کی تحریر جس کے بعد بدگمانیاں سب کچھ لے ڈوبیں نزہت جبین کے قلم سے۔
☆ انما الاعمال بالنیات ۔۔۔ نیت صاف منزل آسان کے سانچے میں ڈھلا سویرا فلک کا سبق آموز افسانہ۔
☆ ذرا سی بات ۔۔۔ زیب داستان کے لیے ذرا سی بات کو بہت طول دیا گیا۔ عقیلہ ملک کے افسانہ میں پڑھیے۔
☆ آنچل ۔۔۔ آنچل کی حسین قوس وقزح کے رنگ، عمیرا علی مخصوص انداز میں۔
☆ بند مٹھیوں کے ۔۔۔ نفرتوں کے سیلاب میں بند مٹھیاں کیسے ٹوٹتے ہیں۔ حیا بخاری کا دل پذیر افسانہ۔
☆ باپ پر پوت ۔۔۔ مکافات عمل جب سامنے ہو تو سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔
☆ زندگی پھولوں کی راہ گزر ۔۔۔ تنگ چہرے کی حسینہ کی زندگانی آنچل نے کیسے سنواری آپ بھی جانیے فرح طاہر کی زبانی۔
☆ میرے کنول میرے گلاب ۔۔۔ سمیرا غزل کا مختصر افسانہ آپ کی سوچ کے نئے در وا کرے گا۔

اگلے ماہ تک کے لیے اللہ حافظ۔

دعاگو
قیصر آرا

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

حمد

تو نہ ہو تو سب کا جینا ہوجائے دشوار

شکر ہے مولا تیری ذات ہے سب کی پالن ہار

جن و انس ملائک اور یہ سورج چاند تارے

تیرے کارن قائم صحرا دریا اور کہسار

ایسے لفظ عطا کر مجھ کو عزت عظمت والے

جن سے کروں ہمیشہ مولا تیرا ذکر اذکار

جہاں جہاں بھی نظر ہے جاتی تیری شان کے جلوے

ہر اک شے سے جھلک رہا ہے مولا تیرا پیار

اپنا حبیب ﷺ دیا ہے ہم کو تیرا ہے احسان

ان سے بڑھ کر کون ہے مولا امت کا غم خوار

راؤ مظہر الیاس

نعت

مری چشم آرزو کی جو ہے آرزو مدینہ

مرا حال کچھ نہ پوچھو کہ ہے چار سُو مدینہ

مری ہر صدا کا مطلب مری بے خودیٔ الفت

جبیں گفتگو مدینہ سر گفتگو مدینہ

مرے رہبروں سے کہہ دو کہ مجھے نہ آ کے چھیڑیں

کہ ہے میری جستجو کیا مری جستجو مدینہ

یہ کمال جستجو ہے کہ کمال آرزو ہے

جہاں بند آنکھ کر لی ہوا روبرو مدینہ

ہوا جب سے عشق احمد ﷺ مرے دل میں جلوہ افگن

مرے دل کا حال یہ ہے کہ ہے سُو بسو مدینہ

ہوں عجیب کشمکش میں کوئی راز یہ بتا دے

کہ مدینہ رُو ہے کعبہ کہ ہے کعبہ رُو مدینہ

مرے جذبِ شوق یوں تو تجھے پُر اثر میں کہہ دوں

ترا ہو میں جب ہی قائل کہ دکھائے تُو مدینہ

بشریٰ کنزری

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

editor_aa@aanchal.com.pk
www.facebook.com/EDITORAANCHAL

درجوابِ آں

مدیرہ

اقبال بانو...... بورے والہ

پیاری ہمشیرہ! سدا خوش رہو، جذبات و احساسات کو لفظوں میں پرو کر یوں آپ سے نصف ملاقات کا شرف حاصل ہو جاتا ہے جو اچھا لگتا ہے۔ آپ نے اپنے قیمتی لمحات میں سے کچھ پل آنچل کے لیے مختص کیے اور سالگرہ نمبر کے متعلق اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا بے حد مشکور ہیں، امید ہے آپ کا یہ تعاون آئندہ بھی برقرار رہے گا۔ اللہ سبحان و تعالیٰ آپ کو دونوں جہاں کی خوشیاں و کامیابیاں عطا فرمائے آمین۔

گل پھینکے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

دیگر قارئین کے ساتھ ہم بھی از سر نو آپ کو باقاعدہ پڑھنے کے مشتاق ہیں۔

نازیہ کنول نازی...... ہارون آباد

ڈیئر نازیہ! سدا سہاگن رہو! آپ کی جانب سے موصول شادی کارڈ دیکھ کر خوشی ہوئی اور یہ جان کر بھی کہ آپ نے چھوٹے بھائی اور چھوٹی بہن کے فرض سے بھی آپ کے والدین کو اللہ سبحان و تعالیٰ نے بہ احسن طریقے سے سبکدوش کر دیا ہماری اور ادارے آنچل کی جانب سے آپ کو آپ کے گھرانے کو بہت بہت مبارک باد اور دعا ہے کہ اللہ سبحان و تعالیٰ آپ کو اور آپ کے بھائی بہن کو ہمیشہ خوش و خرم شاد و آباد رکھیں آمین۔

فاخرہ گل...... اٹلی

عزیزی فاخرہ! شاد و آباد رہو! طویل عرصے بعد آپ سے نصف ملاقات بہت اچھی لگی۔ آپ کے قلم سے بکھرتے موتی جیسے لفظوں کے ذریعے رشتہ اگرچہ ہمیشہ برقرار رہا لیکن آج یہ تعلق مزید استوار ہو گیا ہے۔ سالگرہ نمبر پسند کرنے کا بے حد شکریہ بے شک یہ آپ کا اپنا پرچہ ہے اور آپ ہی کی کاوشوں سے آراستہ و پیراستہ ہو کر ادبی تفریح کا سامان فراہم کرتا ہے۔ آنچل کے متعلق آپ کی قیمتی رائے آپ کا حسن نظر جب کہ ہمارے لیے باعث فخر ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ آپ کے قلم کے ذریعے علم کی جوت سب کے دلوں میں روشن رہے آمین۔

کوثر خالد...... جڑانوالہ

پیاری بہن! خوش رہو خط کے ماتھے پر خوب صورت حمد کی جگمگاتے جھومر کی طرح جھلملا رہا تھا۔ بے حد پسند آیا ہمارے متعلق آپ کی جو رائے ہے یہ آپ کی محبت ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے آپ کو بہترین ذہنی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور حمد و نعت کی صورت میں آپ کا کام دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں باعث سعادت ہے آپ کا افسانہ طویل تھا اس لیے شامل اشاعت نہیں ہو سکا۔

فریحہ شبیر' ایمن' انعم اور مبشرہ خان...... سرگودھا

ڈیئر سسٹرز! خوش رہیں! آپ کے تعریفی کلمات ہمارے لیے باعث فخر اور قابل رشک ہیں۔ ہمیشہ آنچل کو سجانے سنوارنے میں آپ کے ان الفاظ نے جہاں ہمارا حوصلہ بڑھایا وہیں آپ بہنوں کی آراء کو مدنظر رکھتے ہم نے اسے آراستہ کیا۔ تیسرا کنول اور آپ کی دیگر فرینڈز بھی الگ سے آنچل میں شرکت کر سکتی ہیں یہ آپ بہنوں کا اپنا پرچہ ہے۔

کوثر ناز...... حیدر آباد

ڈیئر کوثر! سدا خوش رہو' کہانی کے شائع ہونے پر مبارک باد۔ شکریہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے یہ سب آپ کی محنت کا صلہ اور انعام ہے آپ کے ادبی سفر کو مزید بہتر بنانے کی ہماری جانب سے ایک سراہتی کاوش ہے آپ ہمارے کام کو پسند فرماتی ہیں مشکور ہیں البتہ لیں تو بہتر رہے گا بس آنچل کی جگہ حجاب لکھنا ہوگا۔ آپ کی دیگر تحریریں پڑھنے کے بعد ہی آپ کو اپنی رائے سے آگاہ کریں گے فی الحال معذرت۔

ارم کمال...... فیصل آباد

ڈیئر ارم! شاد و آباد رہو آپ کے خط میں آپ کی کزن کی رحلت کی خبر سن کر دل بے حد رنجیدہ ہوا۔ اللہ سبحان وتعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ دونوں بچوں کے سر سے ماں کا آنچل چھن جانا بے شک بہت بڑا صدمہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ ان بچوں سمیت آپ سب کو صبر و استقامت عطا فرمائے اور مرحومہ کے درجات بلند فرمائے آمین۔ قارئین سے بھی امبر کے حق میں دعائے مغفرت کے ملتمس ہیں۔

حمیرا قریشی ...... حیدر آباد

ڈیئر حمیرا! سدا مسکراؤ آپ سے نصف ملاقات کے بعد آپ کی مصروفیات کا بھی بخوبی اندازہ ہوگیا اس مصروفیت کے حوالے سے ہماری جانب سے بھائی اور بہن کی شادی پر ڈھیروں مبارک باد قبول کیجیے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ انہیں دائمی خوشیوں سے نوازے۔ آپ کی تحریر قابل ہو چکی ہے اور ان شاء اللہ جلد آنچل کے صفحات پر جھلملاتی نظر آ جائے گی۔

ودیعہ یوسف ...... کراچی

پیاری ودیعہ! خوش رہو آپ نے خط میں آپ کی حماقت کے متعلق پڑھ کر بے ساختہ ہی ہونٹوں پر مسکراہٹ کا احاطہ کرلیا جب آپ نام اور ایڈریس لکھنا ہی بھول گئیں تو آپ کی ڈاک کیونکر ہم تک پہنچے گی؟ بہرحال اس دفعہ خط قبول ہوگیا ہے اور جواب بھی حاضر ہے۔ آپ آئندہ بھی شرکت کر سکتی ہیں اپنا افسانہ ارسال کر دیں معیاری ہوا تو ضرور حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

دعائے سحر ...... فیصل آباد

پیاری دعا! جگ جگ جیو آپ کی نظم کی اشاعت پر ہماری جانب سے مبارک باد قبول کریں۔ آپ کا کہنا بجا ہے بے شک اولاد کی کامیابی پر ماں باپ کا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔ آپ کی والدہ کے لیے یہ ایک بڑی خوش خبری ثابت ہوئی بہرحال دعا آپ کی کامیابیوں میں آپ کے ہمراہ اور آپ کی خوشیوں کے لیے ماں دعا گو ہیں کیونکہ ماں ایسی ہستی ہے جس کا ناتا ہمیشہ اپنی اولاد سے برقرار رہتا ہے۔

دلکش مریم ...... چنیوٹ

ڈیئر دلکش! شاد و آباد رہو آپ کی غیر حاضری کے دوران ہم نے بھی آپ کی کمی کو محسوس کیا جہاں تک دعائیہ نظم کی اشاعت اور آپ کے نام کی بابت ہے تو گزیا ہمیں ان بہن کا خط موصول ہوا تھا۔ ان کی تسلی کی خاطر وضاحت کر دینا ضروری تھا۔ آج بھی بہت سی بہنیں نیرنگ خیال میں دیگر شعراء کی نظمیں غزلیں اپنے نام کے ساتھ ارسال کر دیتی ہیں' کافی حد تک کوشش تو کی جاتی ہے کہ انہیں رد کر دیا جائے لیکن بعض اوقات ایسا نہیں ہو پاتا۔ امید ہے اس وضاحت کے بعد آپ بدگمانی ختم کرتے ہوئے پچھلی خفگی کو فراموش کر دیں گی۔

طیبہ نذیر ...... شادیوال' گجرات

پیاری بہن! جیتی رہو آپ کا خط پڑھ کر اندازہ ہوا کہ آپ اپنی والدہ اور دیگر بہن بھائیوں سے کس قدر محبت و التفات رکھتی ہیں۔ اسی لیے اپنی والدہ کے لیے پریشان ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کی والدہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور آپ کے بھائیوں کو بھی بہترین روزگار و کاروبار عطا فرمائے آمین۔

سونیہ علی ...... ریشم گلی مورو

ڈیئر سونی! جگ جگ جیو عجیب انداز میں کیا آپ کا شکوہ بھی اچھا لگا بہرحال ان مضر صحت اشیاء کے استعمال سے بہتر ہے کہ آپ ہر مہینے ڈاک کا لفافہ ہی خرید لیں آپ کے خط کا جواب حاضر ہے امید ہے اپنا نام آنچل میں جھلملاتا دیکھ کر ساری خفگی اڑن چھو ہو جائے گی۔

عاصمہ' رمشا' فائقہ ...... کھتیالہ شیخاں

ڈیئر سسٹرز! شاد و آباد رہیں بزم آنچل میں پہلی بار شرکت پر خوش آمدید 2005ء سے آپ کا اور آنچل کا ساتھ ہے جان کر خوشی ہوئی تعارف ان شاء اللہ باری آنے پر لگ جائے گا۔

ثوبیہ صابر ...... نامعلوم

پیاری ثوبیہ! جیتی رہو آپ کی تحریر ''محبت ہے زندگی'' قبولیت کی سند حاصل کرنے میں ناکام ٹھہری۔ بہرحال پڑھ کر یہ اندازہ ضرور ہوا کہ آپ میں لکھنے کی صلاحیت موجود ہے۔ آپ طوالت سے گریز کرتے ہوئے اسی قسم کے موضوعات پر افسانہ لکھنے کی کوشش جاری رکھیں' کامیابی آپ کے قدم

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

چھ سے گی ان شاءاللہ۔

پارس بنت دین...... للہ شریف

ڈیئر پارس! سدا مسکراؤ' شریف نامی شہر سے شرکت کرنے والی ایک معصوم و شریف بچی سے ملاقات اچھی لگی۔ آپ آنچل فیملی کا حصہ بن چکی ہیں اب آپ بھی اپنی نگارشات کے ذریعے دیگر سلسلوں میں شرکت کرسکتی ہیں۔

سائرہ حبیب اوڈ...... عبدالحکیم

ڈیئر سائرہ! جگ جگ جیو' آپ کے خط کو پڑھ کر اندازہ ہوا آپ حساس اور باشعور سوچ کی مالک ہیں۔ ہمارے معاشرے کا یہی تو المیہ ہے کہ آج بھی بہت سے معاملات میں صنف نازک کو صرف اس لیے پیچھے رکھا جاتا ہے کہ وہ بنت حوا ہے اور یہی اس کا قصور گردانا جاتا ہے اللہ سبحان و تعالیٰ ایسے لوگوں کو نیک ہدایت عطا فرمائے آمین۔ آپ آئندہ بھی شریک محفل ہوسکتی ہیں۔

صائمہ سکندر سومرو...... حیدر آباد

ڈیئر سسٹر! سدا سہاگن رہو' آنچل اور آپ کے دیرینہ تعلق کے متعلق جان کر بے حد اچھا لگا۔ بے شک بیس سال کا عرصہ ایک طویل دورانیہ ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کو صحت و سلامتی کے ساتھ نیک و صالح اولاد عطا فرمائے اور آپ کے قدموں تلے جنت رکھ دے آمین۔

ثوبیہ...... راولپنڈی

ڈیئر ثوبی! جیتی رہو' آپ آنچل کے لیے لکھنا چاہتی ہیں یہ جان کر اچھا لگا۔ کسی بھی اصلاحی موضوع پر مختصر افسانہ ارسال کرسکتی ہیں اگر آپ کا افسانہ منتخب ہوگیا تو اس صورت میں آپ کو کسی طرح کی قیمت ادا نہیں کرنا ہوگی' بے فکر رہیے۔

ارم کمال...... ڈی جی خان

ڈیئر ارم! جیتی رہو' آپ کی شاعری متعلقہ شعبے کو ارسال کردی ہے۔ رد و قبول کا فیصلہ وہیں طے پاتا ہے اگر گزشتہ شاعری شامل نہیں ہوئی تو ضرور آپ کی شاعری آنچل کے معیار کے مطابق نہ ہوگی' شاعری کے علاوہ آپ دیگر سلسلوں میں شرکت کے ذریعے آنچل فیملی کا حصہ بن سکتی ہیں۔

بشریٰ خان...... لیہ

پیاری بشریٰ! آباد رہو' بے نام منزلیں کے نام سے آپ کی تحریر موصول ہوئی۔ موضوع کا چناؤ بہتر ہے لیکن انداز تحریر ابھی پختہ نہیں' کچھ باتوں میں تضاد بھی موجود ہے وسیع مطالعے اور مشاہدے کے بعد آپ اس کمزوری کو دور کرسکتی ہیں۔ امید ہے محنت اور جد و جہد کے ساتھ اپنی کاوش جاری رکھیں گی۔

زیب النساء...... حافظ آباد

ڈیئر زیبی! خوش رہو' آپ کا اور آنچل کا دیرینہ ساتھ ہے لیکن آپ نے آج ہمت کرتے ہوئے قلم بھی اٹھالیا جان کر اچھا لگا۔ پیاری بہن جو لوگ لفظوں کی لڑی میں اپنے احساسات و جذبات کو پرو کر صفحۂ قرطاس کی زینت بناتے اور ہمارے ذریعے ہم تک پہنچاتے ہیں وہ بھی آپ اور ہم جیسے ہی ہیں بہرحال آپ نے اب ہمت کرکے قلم سے ناتا جوڑ ہی لیا ہے تو امید ہے کہ یہ تعلق استوار رہے گا۔ "پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ" یقیناً آپ کی شرکت پر ہی ہم آپ کو آنچل فیملی کا حصہ بناسکتے ہیں۔

جاذبہ ضیافت عباسی...... دیول مری

پیاری جاذبہ! شاد رہو' آپ کی تحریر "لو ہم ہار گئے" پڑھ لی گئی ہے انداز تحریر اور موضوع دونوں لحاظ سے ناپختہ کمزور تحریر ہے۔ فی الحال آپ صرف مطالعہ پر توجہ دیں اس کے بعد ہی قلم اٹھائیں۔

سیدہ سحر گیلانی...... نامعلوم

پیاری سحر! شاد و آباد رہو' آنچل اور آپ کی پہلی حادثاتی ملاقات کے متعلق جان کر اچھا لگا اور اس دن سے آپ نے آنچل کو اپنا ہم قدم بنالیا۔ آپ کے جذبات قابل تحسین و قابل فخر ہیں' آپ آنچل کے دیگر سلسلوں میں باقاعدگی سے شرکت کرسکتی ہیں' یہ آپ بہنوں کا اپنا ہی پرچہ ہے۔

آسیہ اشرف...... گنگاپور

پیاری آسیہ! خوش رہو' شکوہ و شکایت سے مزین آپ کا خط موصول ہوا' بہرحال آپ کا یہ انداز اور نصف ملاقات بھی اچھی لگی۔ گزشتہ سانحہ پشاور کے تحت لکھی گئی بہت سی کہانیاں موصول ہوئیں سب کا موضوع عمدہ اور دردناک ہی تھا جسے پڑھ کر ایک بار پھر سے وہی درد

روح میں اترتا محسوس کیا۔ کہانی کو رد کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ ہم اس حقیقت اور آپ کے محبت سے بھرپور جذبات سے انکاری ہیں۔ رد ہونے کی وجہ دراصل انداز تحریر کی کمزوری اور ناپختگی ہے سو آپ مزید مطالعے اور محنت کے ساتھ اپنی کوشش جاری رکھیں۔

نزہت بی بی...... ایبٹ آباد

ڈیئر نزہت! جیتی رہو آپ کے کہنے پر خط کا جواب بمعہ تحریر کی اصلاح کے حاضر ہے۔ آپ کی تحریر ”پیار کی خاطر“ موضوع کا چناؤ نہایت کمزور ہے۔ انداز تحریر میں بھی پختگی نہیں ہے بہتر ہے کہ فی الحال آپ اپنے مطالعے پر توجہ دیں اور دیگر نامور رائٹرز کی تحریروں کا بغور مطالعہ کریں۔ ابھی آپ ناول مت ارسال کریں افسانے پر ہی کوشش جاری رکھیں۔

ثنا منیر کھوکھر...... سرگودھا

پیاری ثنا! آباد رہو آپ کی تحریر ”ثنا ساقی“ موصول ہوگئی ہے سال گرہ نمبر سے فراغت کے بعد ہی اس کے متعلق آپ کو حتمی رائے سے آگاہ کریں گے۔ جہاں تک نظم کا تعلق ہے وہ متعلقہ شعبے کو ارسال کردی جاتی ہے اگر معیاری ہوئی تو ضرور لگ جائے گی ورنہ معذرت۔

ثانیہ مغل...... للیانی

ڈیئر ثانیہ! جگ جگ جیو آپ کی تحریر کے متعلق ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا کیونکہ آپ کی سابقہ تحریر تو فائنل کی سیٹنگ کے بعد آخری مراحل میں تھی اب آپ کے سبب رد ہوگئی اور نئی تحریر اب پھر ان مراحل سے گزرنے کے بعد ہی جگہ بنا سکے گی۔

عروہ نیازی...... میانوالی

پیاری عروہ! خوش رہو آپ نے اپنی تحریری سفر کے آغاز میں ہی ”نیکی“ کے عنوان سے ایک طویل ناول لکھا ہے۔ آپ کا انداز اگرچہ اصلاحی ہے یہی اصلاح اور نصیحت سے بھرپور اس تحریر میں دلکشی کا عنصر مفقود ہے۔ کہانی کا حسن بے جا طوالت اور مشاہدے کی قلت کی بنا پر ماند پڑ گیا ہے۔ آپ کی تحریر کہانی سے زیادہ ایک ناصحانہ لیکچر کی مثال لگ رہی ہے۔ امید ہے اس تفصیلی جواب کے بعد آپ ان کمزوریوں کو دور کرتے ہماری اصلاح سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گی اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

بشریٰ باجوہ...... اوکاڑہ

ڈیئر بشریٰ! سدا مسکراؤ آپ کی جانب سے ارسال کردہ تحریروں کے مطالعے کے بعد آپ کی تحریر ”رونی“ آنچل میں اپنا مقام بنانے میں کامیاب ٹھہری جبکہ دوسری تحریر بعنوان ”ذرا سا فرق“ کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں۔ آپ اسی طرح کے موضوعات پر مختصر افسانے پر اپنی کوشش جاری رکھیں۔ امید ہے مزید بہتری آئے گی۔

سیدہ برجیس رباب...... میانوالی

ڈیئر برجیس! سدا سہاگن رہو شادی کے بعد کہانی کی اشاعت کی صورت میں آپ کو بہت بڑی خوشی مل جائے گی ان شاء اللہ۔ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو مزید خوشیوں سے ہمکنار کرے ایک خوش خبری ہماری طرف سے بھی ہے کہ آپ کی مزید دونوں کہانیاں بھی کامیابی کی سند حاصل کرچکی ہیں۔ جلد ہی ایک بار پھر آنچل کے سائے تلے آپ اپنا نام جھلملاتا دیکھیں گی۔ آپ کا ایڈریس نوٹ کرلیا ہے آئندہ نصف ملاقات کے لیے اس پر رابطہ برقرار رہے گا۔

ایم فاطمہ...... محمود پور

پیاری فاطمہ! شاد رہو آپ کی تینوں کہانیاں پڑھ ڈالیں لیکن کوئی خاص تاثر قائم کرنے میں ناکام رہیں۔ انداز تحریر بہت کمزور اور موضوعاتی لحاظ سے بھی بہت محنت کی ضرورت ہے۔ املا کی بھی بے حساب اغلاط موجود ہیں۔ فی الحال آپ کے لیے یہی مشورہ ہے کہ اپنا مطالعہ وسیع کیجیے اس کے بعد ہی قلم اٹھائیں۔

کائنات گل...... دولت نگر

ڈیئر کائنات! ہم بھی کی بن کر کلیوں کی طرح مہکتی رہو چاہتوں ومحبتوں سے بھرپور آپ کا تفصیلی خط موصول ہوا گویا آپ نے جس طرح ہر سلسلہ پر خوب صورت الفاظ میں تبصرہ کیا ہے اور دعاؤں سے نوازا ہے بے انتہا آپ کی اس چاہت پر ہمیں فخر محسوس ہوا آپ کے مہکتے الفاظ کی خوش بو نے ہمیں اپنے حصار میں لیے اس بات کا احساس دلایا کہ آپ نہایت مخلص اور خوب صورت دل کی مالک ہیں۔ اللہ سبحان وتعالیٰ آپ کو جزائے

ضمیر عطا فرمائے آمین۔ جہاں تک آپ کی تحریر کی بات ہے تو آپ کی یہ تحریر کامیابی حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ موضوع کے چناؤ میں احتیاط کرتے ہوئے کسی اور موضوع پر قلم اٹھائیں۔

سحر انجم...... لاہور کینٹ

ڈیئر سحر! شاد و آباد رہو آپ کی تحریر "میرا گھر میری جنت" آنچل کے صفحات پر اپنی جگہ بنانے میں ناکام ٹھہری بہرحال پڑھ کر اس بات کا اندازہ بخوبی ہو گیا کہ آپ میں لکھنے کی صلاحیت موجود ہے۔ آپ کا موضوع کا چناؤ تو عمدہ ہے لیکن تحریر میں روانی کا عنصر مفقود ہے۔ وسیع مطالعہ آپ کی صلاحیت کو مزید جلا بخشنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ دیگر بڑے رائٹرز کی تحریروں کا بغور مطالعہ کریں اور اپنی کاوش جاری رکھیں۔

حرا قریشی...... ملتان

ڈیئر حرا! شاد رہو آپ کی تحریر "آدھی روٹی" کے نام سے موصول ہوئی پڑھ کر اندازہ ہوا کہ آپ میں لکھنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے آپ نے موضوع کا چناؤ بھی خوب کیا اب اپنے اندر موجود اس فن کو مزید جلا بخشتے ہوئے اس کامیابی کی ایک شمع سے مزید شمع جلاتے ہوئے چہار سو چراغاں کر دی جائیں۔ ہماری جانب سے تحریر کے منتخب ہونے پر ڈھیروں مبارک باد آئندہ بھی قلم کا حق یونہی ادا کرتی رہیے گا۔

ام ایمان قاضی...... کوٹ چھٹہ

پیاری ایمان! خوش رہو سب سے پہلے تو عمرے کی سعادت حاصل کرنے پر ڈھیروں مبارک باد۔ بے شک اس در کی زیارت بہت بڑی خوش نصیبی ہے جو اللہ سبحان و تعالیٰ نے آپ کے مقدر میں لکھ دی۔ اب کہانیوں کے متعلق جان کر پچھلی تمام خفگی بھی دور ہو جائے گی۔ "پچھتاوا" "کیچی اور زندگی کے رنگ" آپ کی تینوں تحریریں آنچل کے لیے مختص کر دی گئی ہیں جلد اپنا نام جھلملاتا دیکھ پائیں گی جبکہ "برا بھلا وقت" از سر نو ارسال کر دیں یہ تحریر ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔

ناقابل اشاعت:

ذرا سا فرق' خواہش کی تکمیل' محبت زندگی ہے' بے نام منزلیں' خاموش محبت' میرا گھر میری جنت' حاصل' آ گئی فصل سکون' بلا عنوان' اپریل فول' سنگین بھول' راز' مغرور لیلیٰ' رواجوں کی قیدی' زندگی اک عجب موڑ پر وہ ملا نہیں تو گلہ نہیں' آ جا تیرے ماتھے پر چاند بن کے ابھروں' میں آتو کیسے' نفس' امید نہیں چھوڑی' یکطرفہ محبت' میرا نصیب' اک طرز تغافل' فیصلہ' آزمائش' نئی سوچ' تربیت' دعا' دل کے رشتے' کمزور دشمن' محبت ذاتی مسئلہ ہے' محبت نقش ہے دل پہ' کچی ڈور' رشتے اپنائیت کے' کٹھن ہے راہ گزر' روشنی کے ہالے میں' یہ دیا جلا دے کوئی' محبت خاموش ہی اچھی' اعتبار ٹوٹنے نہ دینا' میں تم سے مکمل ہوں' نادانی' روح کے گھاؤ' کنوارا کیلا ہے' محبت کا سفر' ایک بار کہو' شکوے دلوں کے' آنچل تیرے نام' دل بے ایمان' لو ہم ہار گئے' صلہ' حاصل' بلا عنوان' آئی ان محبت' تم سے محبت ہے' چاہتیں' محبت زندگی ہے' پیار کی جادوگری' بھرتی ہے ماں' ظلم کی سزا' ایک پل آپ بیتی' زندگی کی آغوش میں' زندگی اور انسان' مائے نی میں کنوں آکھاں' انمول دولت' روز کل کا ہمسفر' ہمارا محسن' آبرو' اپنا گھر' زندگی' بارش' ہوا مجھ پہ یوں۔

مصنفین سے گزارش

☆ مسودہ صاف خوش خط لکھیں۔ ہاشیہ لگائیں صفحہ کی ایک جانب اور ایک سطر چھوڑ کر لکھیں اور صفحہ نمبر ضرور لکھیں اور اس کی فوٹو کاپی کرا کر اپنے پاس رکھیں۔

☆ قسط وار ناول لکھنے کے لیے ادارہ سے اجازت حاصل کرنا لازمی ہے۔

☆ نئی لکھاری بہنیں کوشش کریں پہلے افسانہ لکھیں پھر ناول یا ناولٹ پر طبع آزمائی کریں۔

☆ فوٹو اسٹیٹ کہانی قابل قبول نہیں ہوگی۔ ادارہ نے ناقابل اشاعت تحریروں کی واپسی کا سلسلہ بند کر دیا ہے۔

☆ کوئی بھی تحریر نیلی یا سیاہ روشنائی سے تحریر کریں۔

☆ مسودے کے آخری صفحہ پر اپنا مکمل نام پتا خوشخط تحریر کریں۔

☆ اپنی کہانیاں دفتر کے پتا پر رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے ارسال کیجیے۔ 7 فرید چیمبرز عبداللہ ہارون روڈ۔ کراچی۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

مسائل الدین

مشتاق احمد قریشی

قدیم زمانے میں نزول قرآن کریم سے قبل یہ رواج تھا کہ رؤسا اور بادشاہ اور سرداران قوم یعنی امرا اپنے ہاتھوں میں اپنی امارات کے اظہار کے طور پر سونے کے کڑے پہنتے تھے جس سے ان کی امتیازی حیثیت نمایاں ہوتی تھی اور سونا ریشم اور باریک ریشم کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ دنیا میں چونکہ حکم الٰہی کے مطابق مردوں کے لیے سونا اور ریشمی لباس کی ممانعت ہے جن لوگوں نے احکام الٰہی کے مطابق عمل کرتے ہوئے ان محرمات (حرام کی ہوئی) سے اجتناب کیا ہوگا انہیں جنت میں یہ ساری چیزیں میسر ہوں گی۔ وہاں اہل جنت عدن کے لیے کوئی چیز ممنوع نہیں ہوگی بلکہ اہل جنت جس چیز کی بھی خواہش کریں گے وہ موجود ہو جائے گی۔

ترجمہ: ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کا غائبانہ وعدہ اللہ مہربان نے اپنے بندوں سے کیا ہے بے شک اس کا وعدہ پورا ہونے والا ہی ہے۔ (مریم۔۶۱)

آیت کریمہ میں رب کریم اپنے ایسے بندوں کو خوش خبری سنا رہا ہے جنہوں نے دنیا کی زندگی میں اپنی تمام زندگی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و بندگی میں گزاری ہوگی ان کے ایمان کی پختگی کہ انہوں نے جنت کو بغیر دیکھے صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے غائبانہ وعدے پر یقین کرتے ہوئے اس کے حصول کے لیے ایمان اور تقویٰ کا راستہ اختیار کیا ہوگا اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے ہی اپنے بندوں کو خوش خبری سنا رہا ہے کہ ان سے جو جنت عدن اور اس کی نعمتوں کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے بار بار دہرا رہا ہے۔

ترجمہ: وہ ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے وہاں انہیں سونے کے کنگن اور موتیوں (کے زیور) سے آراستہ کیا جائے گا اور ان کے لباس وہاں ریشم کا ہوگا۔ (فاطر۔۳۳)

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اہل جنت عدن کو خوش خبری سنا رہا ہے وہ ایسی جنت میں داخل ہوں گے جو دائمی ہے جس کو فنا نہیں ہے یہاں کی زندگی بھی نہ ختم ہونے والی دائمی زندگی ہوگی وہ انتہائی قدر و منزلت کے ساتھ رہیں گے جس طرح کوئی بادشاہ دنیا میں اپنی سلطنت میں رہتا ہے۔ نیکیوں میں سبقت کرنے والے سب اول کے لوگ وراثت کا حق ادا کرنے والے اپنی کتاب و سنت میں پیش پیش رہا کرتے ہیں ہر کام میں اول اولی اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچانے والے انبیاء علیہم السلام ہیں جو بڑی فضیلت رکھتے ہیں وہی ان جنتوں میں داخل ہوں گے۔

امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تین درجے یا طبقے بیان کیے گئے ہیں۔ (۱) پہلے وہ لوگ جو بعض فرائض میں کوتاہی اور بعض محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جو گناہ صغیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں جنہیں اپنے نفس پر ظلم کرنے والا کہا گیا ہے وہ اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو اعلیٰ درجے سے محروم کر لیتے ہیں۔ (۲) دوسری

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

قسم کے وہ لوگ ہیں جو ملے جلے عمل کرتے ہیں بعض کے نزدیک وہ جو فرائض کے پابند محرمات کے تارک تو ہیں لیکن کبھی مستحبات کا ترک اور بعض محرمات (جنہیں حرام کہا گیا ہے) کا ارتکاب بھی ان سے ہوجاتا ہے یا وہ ہیں جو نیک تو ہیں مگر پیش پیش نہیں ہیں۔ (۳) تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو دین کے معاملے میں سب پر سبقت کرنے والے ہیں جو نہ محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں نہ ہی مستحبات کو ترک کرتے ہیں۔ مفسرین کی اکثریت کے مطابق یہ تینوں گروہ بالآخر جنت میں داخل ہوں گے خواہ محاسبہ (حساب کتاب) کے بغیر یا حساب کتاب کے بعد خواہ مواخذہ سے محفوظ رہ کر یا کوئی سزا پانے کے بعد جبکہ وارثین کتاب یعنی مسلمان کے بالمقابل دوسرے گروہ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ "جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہے۔
اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ جن لوگوں نے اس کتاب یعنی قرآن حکیم کو مان لیا ان کو جنت نصیب ہوگی اور جنہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا ان کے لئے جہنم مقدر ہوئی۔ اس کی تائید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث جو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
"جو لوگ نیکیوں میں سبقت لے گئے ہیں وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے اور جو بیچ کی راس رہے ہیں ان سے محاسبہ ہوگا مگر ہلکا محاسبہ رہے گا۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو محشر کے پورے طویل عرصے میں روکے رکھے جائیں گے پھر انہیں بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں لے لے گا اور یہی لوگ ہوں گے جو کہیں گے کہ شکر اللہ کا جس نے ہم سے غم دور کردیا۔" جیسا کہ اس آیت مبارکہ سے متصل آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
ترجمہ: وہ کہیں گے کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جس نے ہم سے غم دور کردیا یقیناً ہمارا رب معاف کرنے والا اور قدر فرمانے والا ہے۔ (فاطر۔۳۴)
حدیث شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات کی پوری تفسیر بیان فرمادی ہے کہ اہل ایمان کے تینوں طبقوں کا انجام حدیث شریف کے ذریعے الگ الگ ارشاد فرما دیے ہیں بیچ کی راس والوں سے ہلکا محاسبہ ہونے کا مطلب ہے کہ کفار کو تو ان کے کفر کے علاوہ ہر ہر جرم اور گناہ کی جداگانہ سزا ملے گی مگر اس کے برعکس اہل ایمان میں جو لوگ اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال والے میدان حشر میں پہنچیں گے ان کی نیکیوں اور گناہوں کا مجموعی حساب ہوگا ایسا نہیں ہوگا کہ ہر ہر نیکی کی الگ الگ جزا دی جائے گی اور ہر ہر گناہ کی سزا الگ ہوگی سب کا مجموعی حساب ہوگا نیکیوں سے تمام گناہ گھٹا دیے جائیں گے اور اگر گناہ زیادہ ہوئے تو گناہوں سے نیکیاں گھٹا دی جائیں گی اور باقی جزا یا سزا کا فیصلہ ہوجائے گا۔ اور وہ اہل ایمان جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہوگا یعنی جن کے گناہ کبیرہ زیادہ ہوں گے (کفر اور شرک کے علاوہ) ان کو محشر کے پورے عرصے میدان حشر میں ہی روکے رکھا جائے گا۔ اس کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ وہ بھی جہنم میں نہیں ڈالے جائیں گے بلکہ ہوسکتا ہے کہ اللہ جو بڑا ہی رحیم وکریم ہے اپنے ان خطاکار اہل ایمان لوگوں کو صرف "تابر خاست عدالت" کی ہی سزا دے یعنی روز محشر کی پوری طویل مدت جو نہ معلوم کتنی صدیوں طویل ہوگی جیسا کہ سورۃ السجدہ ۵ اور المعارج ۴ تا ۷ میں ارشاد الٰہی ہے۔ یوم حساب میدان حشر میں دنیا کہ ایک ہزار سال کے

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

برابر یا اس سے زیادہ ہوگا جیسا کہ آیت میں ہے۔

ترجمہ: ایک ایسے دن جس کی مقدار تمہارے شمار سے ایک ہزار سال ہے۔ (السجدہ۔۵)

جیسا کہ آیت کریمہ میں ارشاد ہوا ہے۔ حشر کا دن ان مختصر فیصلہ لوگوں پر اپنی تمام ترسختیوں کے ساتھ گزارا جائے گا' یہاں تک کہ آخر کار اللہ رحیم و کریم ان پر رحم فرمائے گا اور عدالت الٰہی کے خاتمہ کے وقت ان مختصر لوگوں کے لئے حکم الٰہی صادر ہوجائے گا کہ انہیں بھی جنت میں داخل کردو اسی مضمون کے متعدد اقوال محدثین نے بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے نقل کئے ہیں۔ مثلاً حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابو سعید خدریؓ حضرت براء بن عازب رضوان اللہ اجمعین جیسے جید صحابہ کرام کے اقوال جو اپنی طرف سے تو نہیں ہوسکتے یقیناً انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور سنا ہوگا۔

اس سے کسی بھی اہل ایمان کا یہ سمجھ لینا قطعی درست نہیں ہوگا کہ مسلمانوں کو جنہوں نے ''اپنے نفس پر ظلم کیا ہے'' ان کو صرف ''تابرخاست عدالت'' ہی کی سزا ملے گی اور ان میں سے کوئی جہنم میں نہیں جائے گا لیکن قرآن کریم اور حدیث شریف میں متعدد ایسے جرائم کا ذکر ہے جن کے مرتکب کو ان کا ایمان بھی جہنم سے نہیں بچا سکے گا مثلاً جو کسی مومن کو دانستہ یعنی عمداً قتل کرے اس کو جہنم کی سزا کا خود اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے اس طرح قانون وراثت الٰہی کی حدود کو توڑنے والوں کے لئے صاف صاف اعلان کیا ہے وہ اصحاب النار ہیں اور کبائر گناہ کا ارتکاب کرنے والے سود خور کے لئے بھی اعلان الٰہی موجود ہے اور احادیث میں بھی تصریح ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (الصف۔۱۲)

روز حشر روز حساب میدان حشر میں سب سے زیادہ فائدے میں اہل ایمان مسلمان رہیں گے جنہوں نے دنیا کی زندگی شرک سے بچتے ہوئے حالت ایمان میں گزاری بھلی اچھی یا بری اسی کا حساب روز آخرت میدان حشر میں رب ذوالجلال پورے عدل و انصاف کے ساتھ فرمائے گا لہٰذا روز آخرت کے لئے اہل ایمان افراد کے لئے اس سے بڑی خوش خبری کوئی اور ہو نہیں سکتی کہ انہیں جنت عدن میں داخل کردیا جائے گا۔

(۳) **جنت الماوی**۔ کے لغوی معنی ہیں قیام کرنا' رہنا' سکونت پذیر ہونا' ٹھکانا قرآن حکیم میں اس کا ذکر تین جگہ ہوا ہے۔ سورۃ النزعت میں لفظ ماوی جہنم کے ساتھ استعمال ہوا' اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے'' آیت ۳۹ جبکہ دوسری جگہ آیت ۳۱ میں جنت کے لئے استعمال ہوا ہے' سورۃ السجدہ میں جنت الماوی کا ذکر کیا گیا ہے۔ ماوی اسم ظرف ہے اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں انسان قرار پکڑتا ہے آرام کرتا ہے۔ جنت الماوی اس لئے کہا گیا ہے کہ یہیں حضرت آدم علیہ السلام کو رکھا گیا تھا۔ یہ جبرائیل اور دیگر ملائکہ کی رہائش گاہ ہے۔ یہاں شہداء رہیں گے۔ پرہیزگار اہل ایمان رکھے جائیں گے۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumoves.net

اسے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ مذکورہ آیت کریمہ ۱۹ سے قبل کی آیات کو بھی ایک ساتھ ہی سمجھا جائے تاکہ آیت کا مفہوم پوری طرح واضح ہوسکے۔

ترجمہ: کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک (کا سامان) ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے جو کچھ اعمال کیا کرتے تھے یہ ان کا بدلہ ہے۔ بھلا یہ کہیں ہوسکتا ہے کہ جو شخص مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہوجائے جو فاسق ہو۔ یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے نیک اعمال کئے ہیں ان کے لئے جنتوں کی قیام گاہیں۔ مہمان داری ہے ان کے اعمال کے بدلے میں جو وہ کرتے تھے۔ (السجدہ ۱۷تا۱۹)

آیات کریمہ میں اللہ جل شانہ کا انداز تخاطب بڑا کریمانہ اور قربت لئے ہوئے ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک متقی اطاعت گزار بندوں سے شفقت و بے پناہ محبت و قربت کا احساس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بذات خود اپنے نیک بندوں اپنے دوستوں کے لئے خاص تحفے تیار کر رکھے ہیں جن کو پوشیدہ رکھا ہے ان کی کسی کو کوئی اطلاع نہیں دی گئی آیت کریمہ کے ذریعے اپنے اہل ایمان بندوں کو اشارۃً خبر دی ہے یہ تحفے ان کو یوم حساب میدان حشر سے فراغت کے بعد اچانک ظاہر کئے جائیں گے یہ کتنی قدر افزائی کتنی عزت افزائی کا عمل ہوگا کہ رب ذوالجلال اپنے رحم و کرم کی بارش برساتے ہوئے اپنے اطاعت گزار نیک و صالح دوستوں کو وہ نادیدہ خاص تحفے اپنی موجودگی میں عطا فرمائے گا۔

سبحان اللہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا کرم و فضل ہے کہ وہ اپنے بندوں کو کس کس طرح اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے انسان دنیا میں رہتے ہوئے جس طرح بھی بن پڑتا ہے اور جس قدر بھی اپنی بندگی و اطاعت کا اظہار کر دیا ہو اس کی خالص اطاعت و بندگی کی بڑی ہی قدر فرماتا ہے یہی وجہ ہے کہ آیت میں اطلاع دے رہا ہے کہ ان کے لئے خاص تحفے تیار کر رکھے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ خاص رحم و کرم فضل اور تعلق کا معاملہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے نیک اعمال کا اجر کئی گنا بڑھا کر عطا فرماتا ہے۔

اپنے نیک و صالح بندوں کی دل جوئی اور تسلی کے لئے آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے نیک و صالح بندوں کے مقابلے میں فاسق و فاجر کیسے یکساں ہوسکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے اپنے مومن بندے اور فاسق بندے کا فرق بیان فرمادیا ہے۔ کہ دونوں قطعی برابر نہیں ہوسکتے دونوں کے آخرت کے راستے بھی الگ الگ ہوں گے۔ دنیا میں مومن اور فاسق اپنے مزاج، شعور اور طرز عمل میں غرض کسی بھی چیز میں برابر نہیں ہوتے پھر وہ بھلا آخرت کی زندگی میں کیسے برابر ہوسکتے ہیں۔

(جاری ہے)

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumoviess.net

حرا قریشی

سلام شوق مدیرہ‘ پیاری پیاری قارئین‘ آنچل سے منسلک تمام ٹیم ممبرز اور ان افراد کے لیے جو سب سے پہلے حرا قریشی کو ڈھونڈ کر پڑھتے ہیں اور پھر باقی سلسلے بس انہی محبتوں اور چاہتوں کے زیر اثر اپنا تعارف بھیجنے کی ادنیٰ سی جسارت کر رہی ہوں۔ اس امید پر کہ ٹاپ پر نہ بھی ہو لاسٹ فہرست میں تو ضرور خوش آمدید کا تمغہ حاصل کر لیں۔

میں؟ میری ذات؟ میری شخصیت‘ کچھ بھی نہیں۔

میری زیست؟ محبت کے دائروں میں مقید۔

میری کامیابی؟ والدین‘ اساتذہ اور احباب جاں کی محبتوں اور ریاضتوں کا حاصل ہے۔

میری خوش قسمتی؟ والد حیات ہیں‘ محبت کرنے والے بہن بھائی ہیں۔

میری بدقسمتی؟ ایک چراغ ہے جو شدید تیرگی میں بھی روشن نہیں ہو پاتا۔ المختصر یہ کہ ماں نہیں ہے۔

باعث کشش چیزیں؟ دسمبر‘ فیض کی شاعری‘ احباب سخن کے ستائش سے بھرے جملے‘ تحفظ کا سائبان فراہم کیے بھائی‘ بابا کا سر پہ رکھے دست اور دعائیں۔

میری کمزوریاں؟ ذہانت‘ محنتی لوگ‘ مسکراتے نونہال‘ میرے بابا......

میری خوبیاں؟ یہ تو آپ جناب بتائیں گے۔

میری تعلیم؟ ڈبل بیچلر پلس ایم ایڈ

میری فیورٹ کتاب؟ پاک قرآن سے بڑھ کر کوئی نہیں۔

پسندیدہ مصنف؟ بہت سی ہیں مگر عمیرہ پہلے نمبر پر۔

پسندیدہ وقت؟ طلوع سحر‘ غروب آفتاب۔

پسندیدہ جگہ؟ خانہ کعبہ۔

پسندیدہ موسم؟ جس موسم میں بھی دسمبر کا سماں آ جائے۔

پسندیدہ رنگ؟ شفق اور فلک کے بدلتے تیوروں کے سبھی رنگ۔

پسندیدہ منظر؟ جب بھی‘ جہاں بھی‘ معصوم نونہال ہنس رہے ہیں۔

میرا اثاثہ؟ میرے بابا‘ میری شاعری‘ میری کتابیں‘ احباب سخن۔

پسندیدہ مہینہ؟ اکتوبر (جس کی اسی ماہ کی پندرہ تاریخ کو دنیا میں جو تشریف لائے اس کی وجہ سے بس۔

میرے شوق؟ مطالعہ سر فہرست‘ شاعری کرنا‘ لکھنا‘ دوستوں سے گپ شپ (جس کے لیے شاذ و نادر ہی اب وقت دستیاب ہوتا ہے)۔

پسندیدہ خوشبو؟ مہندی کی۔

پسندیدہ تعلق؟ جو بشر کا اپنا رب دو جہاں سے ہوتا ہے۔

میری تھکن اور آرام کا مصرف؟ نماز‘ ذکر الٰہی۔

میری دنیا کی پہلی چاہت؟ لیلۃ القدر۔

میری گائیڈز؟ ریگ جاں‘ شمائل۔

میری نیکی؟ خود کو مصروف رکھنا رب کے پسندیدہ کاموں میں۔

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

میری غلطی/برائی؟ کوئی ایک ہو تو بتاؤں' صفحے کم پڑ جائیں گے۔

میری پیاس؟ علم (نت نئی چیزوں سے متعلق)

میری حوصلہ افزائی؟ شعاع' خواتین' کرن' آنچل کے تعریفی کلمات۔

میری محبت؟ اللہ جی (سب کو چھوڑ سکتے ہیں قادر مطلق کو نہیں)۔

پسندیدہ جانور؟ گلہری (خصوصاً جب کچھ کھائی ہے)۔

پسندیدہ شاعر؟ فاخرہ بتول۔

پسندیدہ لباس؟ (جو حجاب کا بہترین سامان فراہم کرے)۔

پسندیدہ ایجاد؟ موبائل۔

پسندیدہ ناول؟ لاتعداد۔

پسندیدہ شعبہ؟ ٹیچنگ (کیونکہ معلم ہونا پیشہ پیغمبری ہے)۔

پسندیدہ قلم؟ جو معیاری تخلیق کا باعث بنے۔

بس اتنا کافی ہے کہ بقول شیکسپیئر کے ''اختصار کمال ذہانت ہے'' مزید ٹی وی' میوزک' فلمز وغیرہ سے کوئی خاص لگاؤ نہیں۔ قابل افراد کو دیکھ کر اپنی اندر مزید صلاحیتیں اجاگر کرنے کو جی چاہتا ہے بجائے کے رشک و حسد میں مبتلا ہوجائیں۔ معیاری تحریریں پڑھ کر اپنی تحریری رگ میں بھی ارتعاش برپا ہوجاتا ہے۔ آخر میں ڈھیر سے ڈھیر ساری دعائیں اور نیک تمنائیں' آنچل کے منسلک تمام افراد کے لیے دعائیں کرتے رہیے گا کہ ہماری کامیابی آپ کی دعاؤں کا حاصل ہی تو ہے۔ بطور خاص آنچل کے لیے

مہکے صدا بہار کی صورت تیرا وجود
تو مسکرائے شام کی رعنائیوں کے ساتھ

شاہانہ عابد

السلام علیکم! آپ سب بہنیں حیران ہو رہی ہوں گی کہ یہ کون؟ تو چلیں میں آپ کو اپنے بارے میں کچھ بتاتی ہوں' نام تو آپ لوگ پڑھ ہی چکے ہیں۔ اداس و ویران آنکھیں جن میں ہلکی ہلکی سی صدا موجود رہتی ہے' بالوں کو سمیٹ کر کیچر میں جکڑنے کے بعد بھی چہرے کے اطراف کو چھولی لٹیں نارمل سے کپڑے ہاتھ چوڑی بالی لونگ مہندی کاجل کی سراپا ہے جب بھی کھانا بناتے تو بھی صفائی کرتے' کبھی کپڑے دھوتے تو کبھی انہیں پریس کرتے' کبھی بچوں کے پیچھے نڈھال ہوتے' کبھی اپنے ہی آپ میں گم ہر وقت سوچتے رہنا' اپنے اردگرد ڈائریاں پھیلائے ملی ہوں شہانہ عابد......! بنی سنوری خوشبوؤں میں مہکی لباس چوڑی مہندی لپ اسٹک سے سجی اسٹائل سے بنائے گئے بال کچھ کچھ نخریلی مگر بہت جلد سب سے فری ہوجانے والی ہر وقت ہر محفل میں قہقہے بکھیرنے والی بہن بھائیوں سے لڑ جھگڑ کر فرمائشیں پوری کروانے والی بھر کی جان پہچان میں گفٹ تھما دینے والی' آنکھوں میں شرارتی سی چمک ہونٹوں پر ہر وقت مسکراہٹ ہلکے ہلکے گنگناتے رہنا' حد سے زیادہ حساس ہونا ہر رشتے سے محبت کرنا سب پر بھروسہ کر لینا اور بھروسہ ٹوٹنے پر خود بھی ٹوٹ جانا' ہفتوں روتے رہنا' بچوں کے ساتھ بچی بنی گھومنے پھرنے کی شوقین ایسی تھی شہانہ محمود شیخ! تعارف ہے تو عجیب سا مگر شاید میں خود کے بارے اور نہ لکھ سکوں کیونکہ شہانہ محمود سے شہانہ عابد تک کے سفر میں میں کہیں اٹک

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

گئی ہوں کسی یاد نے دامن تھام لیا ہے۔اس سے اتنی جلدی پیچھا نہ چھڑا سکوں گی' زندگی رہی اور آپ بہنوں نے چاہا تو پھر ملیں گے اپنی پسند ناپسند خوبی خامی کے ساتھ تب تک کے لیے اللہ نگہبان اور ہاں بتائیے گا ضرور ہمارا تعارف کیسا لگا' کس شہانہ سے مل کر اچھا لگا ویسے مجھے تو......!

حفصہ عطاریہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ومغفر اللہ! کیسے ہیں آپ سب؟ اب اپنے تعارف کا آغاز کرتے ہیں لہٰذا توجہ میری طرف مجھے حفصہ کہتے ہیں لیکن میرا نک نیم چٹی مٹی ہے۔ 31 مارچ کو آ کر اس دنیا کو آ ٹھ چاند لگا دیئے' بہن بھائیوں سے چھوٹی ہوں۔زیر تعلیم ہوں اور ساتھ ساتھ آنچل کے ساتھ زندگی کا سفر طے کر رہے ہیں۔آنچل کو 2007ء سے پڑھ رہی ہوں اور تا زیست پڑھتے رہیں گے ان شاء اللہ۔آنچل نہایت ہی پیارا اور دلنشین پرچہ ہے اس کو پڑھ کر بہت سی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔خوبیوں خامیوں کا تذکرہ کروں گی' اپنے دشمنوں کے بارے میں بھی غلط نہیں سوچ سکتی۔ غصے کی بے حد تیز اور منہ پھٹ ہوں اللہ پاک میری یہ بُری عادت ختم کر دے' آمین۔ ہر اچھی اور پیاری لڑکیوں کی طرح بہت حساس ہوں' نماز کی پابند ہوں لیکن فجر کی نماز آہم......! اللہ ہدایت دے مجھے' آمین۔اب باتیں پسند و ناپسند کی کھانے میں صرف چکن بریانی پسند ہے۔ میٹھے میں فرنی' لباس میں میکسی' جیولری میں انگوٹھی' بریسلیٹ اچھے لگتے ہیں۔ارے پھلوں کا تو ذکر ہی نہیں کیا جی' جناب آم اور انناس نہایت شوق سے کھاتی ہوں۔رنگوں میں سرخ اور ہیزل گرین کلر بہت پسند ہے۔ایک تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے لاڈلے اور میٹھے محبوب نبی پاک صلی اللہ علیہ سلم کے روضۂ مبارک کا دیدار کروں۔اللہ ہم سب کی دلی تمنا قبول کرے' آمین ثم آمین۔اچھی شاعری پڑھتی ہوں جو سمجھ آ جائے۔خود بھی شاعری کر لیتی ہوں۔ناولوں میں "محبت دھنک رنگ اوڑھ کر' جو ریگ دشت فراق ہے' افسوس جاں' محبت دل پر دستک' دشت آرزو' میرے ساحر سے کہو" بہت بہت اچھے لگے اور ان کو لکھنے والی رائٹرز بھی بہت بہت اچھی لگتی ہیں۔ اللہ ان سب کو کامیابیاں دے' آمین۔آنچل کی تمام ریڈرز بھی بہت اچھی ہیں۔ دوستیں نہ ہونے کے برابر ہیں اگر آپ میں سے کوئی دوستی...... خیر آپ سب کی مرضی۔آنچل کے تمام سلسلے بہت ہی پسند ہیں' خاص کر "ہم سے پوچھئے" اچھا لگتا ہے۔میں نے دل کی تمام باتیں کہہ دیں جو رہ گئیں وہ پھر کبھی سہی' آپ سب کی خدمت میں پیش کروں گی۔ میں لفظوں کی کھلاڑی ہوں' آپ نے مجھے کبھی جانا ہی نہیں' سب سے اہم کام ریڈیو سنتی ہوں۔اچھا بھئی جا رہی ہوں' آخری بات کسی کو دھوکہ مت دینا' وہ گھوم پھر کے آپ کے پاس آ جائے گا کیونکہ اسے اپنے ٹھکانے سے بہت پیار ہوتا ہے۔ اپنے

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

والدین اور بزرگوں کا خیال رکھیے گا کیونکہ ان کی دعاؤں سے آپ اس جہاں میں بھی اور آخرت میں بھی کامیاب ہوں گے اللہ حافظ۔

کرن شہزادی

ارے ارے ڈرنے کی کوئی بات نہیں اندھیرا ہے تو کیا ہوا ہم آگئے روشنی کرنے کے لیے تو جناب ہمیں کرن شہزادی کہتے ہیں۔ دیکھا ہم نے بولا تھا اس لیے بتا دیتے ہیں کرن تو روشنی کو بولتے ہیں تو شہزادی کا بھی بتا دیتے ہیں اب آپ بول رہے ہوں گے لو بھلا کہاں کی شہزادی تو جناب ہم اپنی چھوٹی سی سلطنت کی خوب صورت شہزادی ہیں۔ بس جی بہت آزمالیا لیں سنیں ہم نے 11 ستمبر کو اپنی روشنی سے اپنے گھر کو چار چاند لگادیے۔ (اوہو میرے چار چاند کو اتنا غور سے نہ دیکھو) اور اس لحاظ سے اس کی ساری خوبیاں (صرف خوبیاں) مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ خوبیاں یہ ہیں کہ بہت حساس ہوں ہر کسی کے ساتھ فینر ہوں اور خامیاں تو جناب ہم میں چراغ لے کر بھی ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتیں (ہاہاہا)۔ لو جی اب ہنسنا بند کرو تو ہاں میں کہہ رہی تھی کہ میں فرسٹ ایئر کی اسٹوڈنٹ ہوں ادب سے بے حد لگاؤ ہے یوں سمجھ لیں کہ کتابی کیڑا ہوں۔ میں نے چھٹی کلاس سے ڈائجسٹ پڑھنا شروع کیے اور تمام ڈائجسٹوں میں آنچل میرا فیورٹ رسالہ ہے۔ موسٹ فیورٹ نازیہ کنول نازی آپی سمیرا شریف طور اینڈ ام مریم باجی ہیں۔ کلرز میں بلیک وائٹ اینڈ اسکائی بلو پسند ہیں۔ جیولری میں نیکلیس اور چوڑیاں پسند ہیں۔ ڈریس میں لانگ شرٹ اور چوڑی دار پاجامہ پسند ہے۔ پرفیوم اور ہر طرح کے گلاب بہت پسند ہیں۔ کھانے سب کھالیتی ہوں بریانی اور طاہری میری فیورٹ ہیں۔ سویٹ ڈش میں کھیر پسند ہے ایف ایم بہت شوق سے سنتی ہوں۔ طاہر عباس اور کنول عرفان میرے پسندیدہ آر جے ہیں۔ مجھے عالی بجو اور بھانجی انابیہ پرنس بہت یاد آتی ہیں کیونکہ وہ کراچی میں رہتی ہیں۔ مجھے پرنس انا کی مسکراہٹ بہت پیاری لگتی ہے وہ ہنستی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے زندگی مسکرانے لگی ہو۔ ارے دوستوں کو تو بھول ہی گئی ہمارا گروپ پورے اسکول میں مشہور ہے جس میں سب سے زیادہ پیاری دوستیں کرن فاروق (کشمیری سیب) مریم عالم نبیلہ شاہ نگہت بٹ مشی خان کلثوم لمبے قد کی وجہ سے پورے گروپ میں مشہور ہے۔ میری دوستوں میں میری جان ہے۔ اچھا جناب بہت شکریہ میرا تعارف پڑھنے کا اور بتایئے گا ضرور کہ آپ کو میرا انٹرویو کیسا لگا اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا رب راکھا۔

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

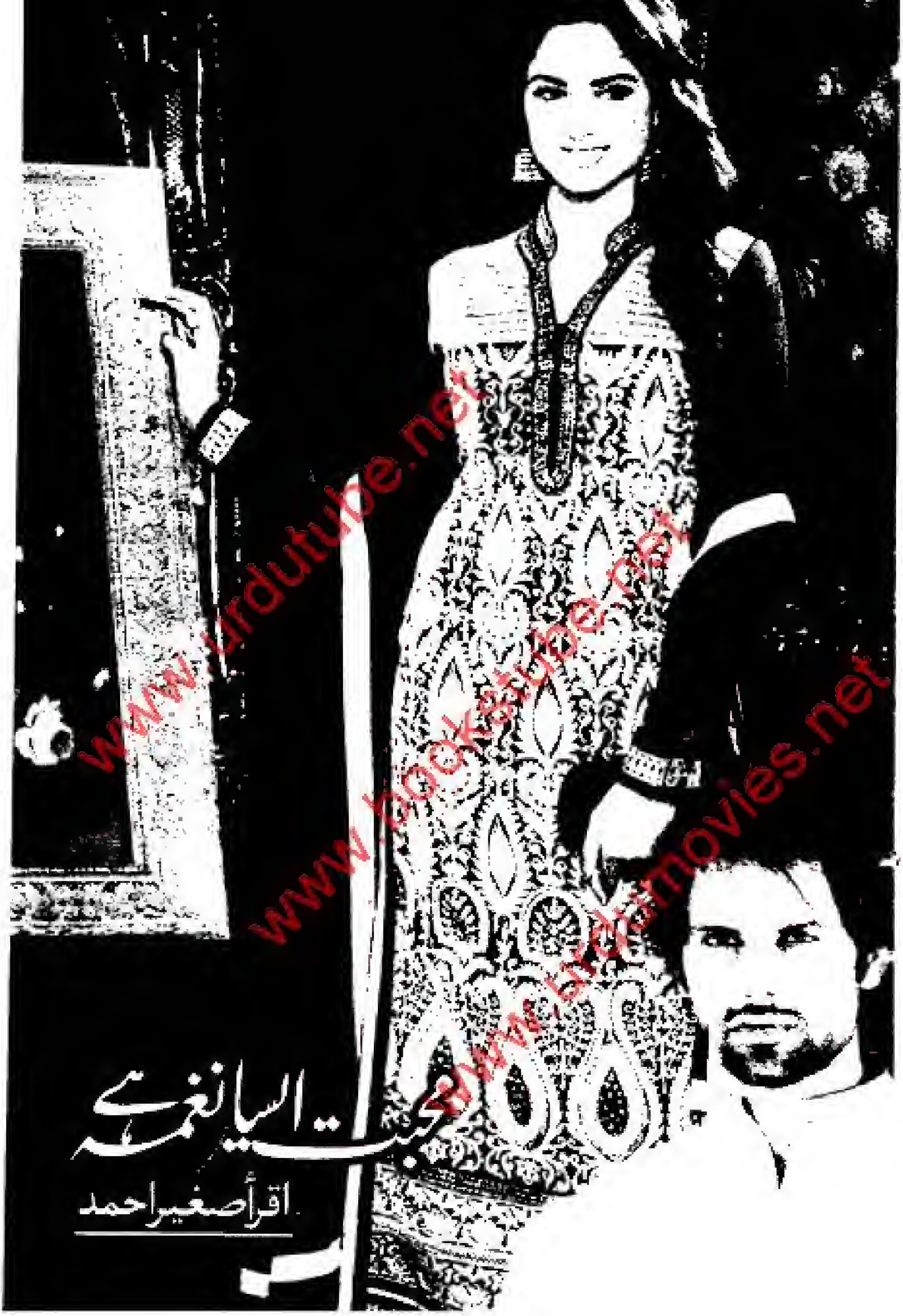

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

میں پتھر ہوں مگر سچ بولتا ہوں
وہ آئینہ ہے اور سچا نہیں ہے
صراطِ عشق پر مڑ کر نہ دیکھو
پلٹنے کا کوئی رستہ نہیں ہے

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

آصف اور عارف دو بھائی ہیں آصف صاحب کے اچانک انتقال کے بعد عارف کاروباری کرائسز میں ایسے پھنسے کہ یکے بعد دیگرے دونوں گاڑیاں فروخت کرنی پڑی تھیں۔ بینک بیلنس صفر ہوگیا تھا حالات انتھک محنت کے بعد قابو میں آئے لیکن پہلے جیسے نہیں ہوسکے تھے۔ ان کے بیٹے حماد نے ان کے برنس میں دلچسپی نہیں لی اور میڈیکل کالج میں ایڈمیشن لے لیا اور اب وہ ہاؤس جاب کررہا ہے۔ مائدہ آصف کی بیٹی ہے اور انہی کی خواہش پر مائدہ اور حماد کی منگنی ہوئی ہے مائدہ کا میٹرک کا ایگزام دے کر ابھی فارغ ہے اور گھر کے کاموں میں دلچسپی نہ ہونے کے باوجود رضوانہ بیگم کا ہاتھ بٹاتی ہے جس پر ذرا سی کوتاہی پر اسے انہی کے عتاب کا نشانہ بننا پڑتا ہے جبکہ تائی جی (رخسانہ بیگم) اس کی سائیڈ لے کر مائدہ کو بچالیتی ہیں۔ یوسف صاحب اور مہر بانو کی دو اولادیں ملائکہ اور عمر ہیں ملائکہ کالج میں پڑھ رہی ہے اور عمر بزنس میں ہے۔ یوسف صاحب سخت گیر باپ ہیں انہیں بچوں کا آزادی سے گھومنا پھرنا پسند نہیں ہے وہ چاہتے ہیں کہ بچے اب بھی ان کی انگلی پکڑ کر چلیں اس لیے گھر کے سب فیصلے وہ اپنی مرضی سے کرتے ہیں اور کسی کو اس میں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یوسف صاحب عمر کی شادی اپنے دوست کی بیٹی سے کرنا چاہتے ہیں۔ چاندنی ایک بگڑی ہوئی لڑکی ہے اس کا آئے دن کسی نا کسی کے ساتھ افیئر رہتا ہے۔ اس کی ماں (فردوس) بھی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہے ایک حادثہ میں چاندنی عمر سے ملتی ہے اور اس کو اپنے حسن کے جال میں پھانسنے کی کوشش کرتی ہے حماد اور مائدہ کی محبت کو دیکھتے ہوئے (رضوانہ بیگم اور رخسانہ بیگم) ان کی جلد شادی کا سوچتے ہوئے حماد اور مائدہ کو ایک دوسرے سے پردہ کرنے کو کہتی ہیں۔ عمر کو جب پتا چلتا ہے کہ یوسف صاحب اپنی مرضی سے اس کی شادی اپنے دوست کی بیٹی سے کرنا چاہتے ہیں تو وہ انکار کردیتا ہے اور ماں کے سامنے چاندنی کا نام لے کر انہیں سکتے میں مبتلا کردیتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

قہر و غضب کی تصویر بنے یوسف صاحب سامنے کھڑے تھے۔ مارے خوف و دہشت کے فردوس کی آنکھیں باہر کو آ گئی تھیں ان کی چیخ کی آواز سن کر تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی چاندنی بھی باہر آئی اور ان کو دیکھ کر ماں سے زیادہ وہ شاکڈ ہوئی۔

"نامراد عورتوں! اب کیا سانپ سونگھ گیا ہے تم لوگوں کو؟ جس آگ سے تم دوسروں کے گھر جلانے کی سعی کررہا تھا وہ آگ میرے گھر کا بھی راستہ دیکھنے لگی بدبختوں تمہاری جرأت بھی کیسے ہوئی میرے بیٹے کو ورغلانے کی۔" ان کے پرطیش لہجے میں نفرت و غصے کی بجلیاں کڑک رہی تھیں چاندنی سہم کر ماں کے پیچھے ہوگئی جبکہ فردوس نے مستعدی سے اپنے حواسوں کو یکجا کیا اور ان کی طرف دیکھ کر رکھائی سے گویا ہوئیں۔

"جناب! کس کی بات کر رہے ہیں آپ؟ ہم آپ اور آپ کے بیٹے کو جانتے بھی نہیں غلط جگہ پر آگئے ہیں آپ۔"

"ٹھیک کہہ رہی ہو غلط جگہ پر ہی بدقسمتی سے آگیا ہوں۔"

"آپ کو احساس ہوگیا ہے تو جایئے پھر کیوں کھڑے ہیں یہاں۔" ان کے گہرے طنز پر وہ تلملا کر گویا ہوئی تھیں۔

"میں خوب اچھی طرح سے نبٹنا جانتا ہوں تم بدمعاش عورتوں سے اگر کل تک یہ گھر چھوڑ کر یہاں سے رفع نہیں ہوئیں تو ساری زندگی تم لوگ جیل میں سڑوگی بہت اوپر تک رسائی ہے میری مجھے کمزور مت سمجھنا اور غصے سے تم نے کوئی کامپلیکیٹ کرنے کی کوشش کی تو اسی وقت سارا علاقہ تمہارا تماشہ دیکھے گا۔" یوسف صاحب کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ فردوس اور چاندنی کو ان کے ایک ایک لفظ کی سچائی کا احساس ہونے لگا تھا وہ جو اپنی چرب زبانی اور خود اعتمادی سے بڑوں بڑوں کو چت کرنے کا ہنر رکھتی تھیں سامنے موجود پرنور و بارعب چہرے والے شخص کے روپ میں ان کو اپنی موت نظر آنے لگی تھی کوئی لمحہ ضائع کیے بنا انہوں نے وہاں سے جانے کا فیصلہ کیا ویسے بھی مختصر سامان سمیٹنا تھا وہاں ان کا کچھ نہ تھا یوسف صاحب تنبیہہ کرکے جاچکے تھے۔

وہ تیزی سے سامان پیک کرنے لگی تھیں چاندنی نے سب سے پہلے موبائل سے رابطہ کیا تھا۔

⦿......⦿......⦿

اس نے چائے کا مگ سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا آہٹ پر رخسانہ نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا اور ان کے چہرے پر مسکراہٹ کا رنگ چمک اٹھا۔ اٹھتے ہوئے انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر قریب بٹھاتے ہوئے کہا۔

"بہت بدقسمت ہوتی ہیں وہ مائیں جو بیٹیوں سے محروم رہتی ہیں۔ شکر ہے میرے پروردگار کا جس نے اس رحمت سے محروم ہونے کے بعد بھی محروم نہیں رکھا تمہارے وجود سے میرے گھر اور میرے دل کو منور رکھا ہے۔"

"ارے میری بھولی ماں! اس لڑکی کی یہ سب چالاکی ہے دکھاوا ہے میرے جیسے اسمارٹ اینڈ ویل آف اور خوبرو کے کامیاب ترین ڈاکٹر کو حاصل کرنے کی تمام تر چالیں ہیں اصل روپ تو یہ اس وقت دکھائے گی جب یہاں بہو بن کر آئے گی۔" اندر کمرے سے نکلتے ہوئے حماد نے شوخ لہجے میں کہا۔

"خبردار حماد! جو تم نے ہم ماں بیٹی کے درمیان ذرا بھی لگائی بجھائی کی کوشش کی مائدہ آج بھی میری بیٹی ہے اور کل بھی رہے گی۔"

"مگر...... پرسوں نہیں رہے گی کیونکہ بہو جو بن جائے گی۔" وہ کہاں باز آنے والا تھا اس کی پرشوق نگاہیں فیروزی و سفید لیمن ایمبرائیڈری سوٹ میں ملبوس جھینپی جھینپی سی مائدہ پر تھیں۔

"تائی جان! میں جا رہی ہوں کوئی کام تو نہیں ہے؟"

"دیکھا امی! اس کے دل میں چور ہے تب ہی تو بھاگ رہی ہے۔"

"فالتو بات مت کیا کرو میری بچی کو تنگ کرتا ہے۔"

"میری بھولی ماں! آپ کو کیا پتہ یہ ایسی چھوٹی چور ہے کہ لٹنے والے کو فوری طور پر پتہ بھی نہیں چلتا...... میرا دل میری نیندیں میرا چین و سکون......" وہ بیباک انداز میں شروع ہوا تو مائدہ دوپٹہ درست کرتی سرخ چہرے کے ساتھ وہاں سے چلی گئی۔

"ارے حماد! سر پھرے کچھ ماں کے سامنے ایسی باتیں کرتا اچھی بات ہے کوئی...... وہ بچی بھی شرما کر چلی گئی تمہاری وجہ سے۔" مگ اٹھاتے ہوئے رخسانہ مسکرا کر گویا ہوئیں۔

"آپ سے کیا پردہ امی! آپ تو میری ماں بھی ہیں اور دوست بھی اور دیکھیں وہ آپ کی بیٹی نما بہو میرے لیے چائے نہیں لائی۔" وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹتے ہوئے گویا ہوا۔

"تم نے ابھی کچھ دیر قبل انکار کر دیا تھا اور اب

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

شکایت کر رہے ہو۔" انہوں نے چائے پیتے ہوئے محبت سے کہا۔

"دو ہفتے بعد تمہارا ہاؤس جاب مکمل ہوجائے گا تمہاری ڈگری ملنے کی خوشی میں عارف خاندان بھر کی دعوت بڑے شاندار طریقے سے کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں سوچ رہی ہوں اسی تقریب میں مائدہ کو انگوٹھی پہنادیں اور شادی کی ڈیٹ بھی فکس کردیتے ہیں۔"

"اس دن ہی شادی کردیں نا آپ میری۔" وہ بے صبرے پن سے بولا۔

"توبہ ہے بھئی! ہوجائے گی شادی بھی کیوں اتنے اتاولے ہورہے ہو۔"

"امی! آپ کی ارینج میرج تھی نا؟" وہ سنجیدہ ہوا۔

"ہاں...... لیکن اس وقت کیوں پوچھ رہے ہو؟" ان کے چہرے پر حیا کا تبسم چمک اٹھا تھا۔

"پھر آپ لو میرج کی کٹھنائیوں کو نہیں جانیں گی۔" وہ مسکرایا۔

"سنو! مائدہ کو آصف نے پسند کیا تھا یہ ارینج میرج ہی ہوگی۔"

"اور میری پسند کا کریا ارینج ود لو میرج ہوگئی نا۔" اس کے ساتھ وہ بھی ہنس دی تھیں۔

☆☆☆......

"عمر! ہم اسکول لائف سے یونیورسٹی لائف تک ساتھ رہے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کی فیملیز سے اچھی طرح واقف ہیں تمہاری باتیں کل رات ہی سمجھ پایا ہوں انکل جو کچھ کہہ رہے ہیں...... وہ غلط نہیں ہے...... میرا مطلب ان کا تجربہ ہم سے زیادہ ہے۔" معاذ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"شٹ یار! میں نے تم سے اپنی پرابلم شیئر اس لیے کی ہیں کہ تم مجھے بہترین طریقے سے کوئی مشورہ دو گے اور تم پاپا کی وکالت کرنے لگے۔" اس نے آگے رکھی پلیٹ دور کردی لہجہ خاصا سرد تھا۔

"میں انکل کی سائیڈ نہیں لے رہا...... میں یقین نہیں کرپارہا ہوں کہ تم چند دنوں میں کسی لڑکی سے اس طرح انسپائر ہوئے کہ اب گھر والوں کی مرضی کے برخلاف اس کو لائف پارٹنر بنانا چاہ رہے ہو۔" اس نے نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے سمجھایا۔

"تم چند دنوں کی بات کررہے ہو معاذ! محبت تو چند لمحوں میں ہوجاتی ہے۔" وہ بے حد سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"محبت......!" وہ بے ساختہ ہنس پڑا تو عمر کا موڈ مزید بگڑ گیا۔

"تم کو چند لمحوں میں محبت ہونے والی نہیں ہے میرے بھائی! تم کالج اور پھر یونیورسٹی کے دور میں ایک سے ایک حسین و خوب صورت لڑکیوں کے ساتھ رہے ہو اس وقت تمہارا دل نہیں پگھلا تو اب میں کس طرح یقین کرلوں تم کسی چاندنی کے چکور بن گئے ہو۔"

"پاگل تھا میں جو تم سے ہمدردی کی توقع رکھی...... بھول گیا اندھیرے میں اپنا سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے پھر بھلا تم کس طرح میرا ساتھ دو گے۔" وہ بل پے کرنے کے بعد والٹ جیب میں رکھتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم اپنے احساسات سمجھنے کی سعی کررہے ہو اور میری باتوں کو امپورٹنس دے رہے ہو عمر! پلیز...... یہ محبت نہیں صرف ہمدردی یا ترس ہے جو وہ خواتین کو کسی سہارے کے بغیر دیکھ کر تمہیں ان سے ہورہا ہے۔" وہ اس کے ساتھ ہی چل دیا جبکہ عمر کا موڈ بری طرح سے آف تھا۔

"چلو بقول تمہارے ہمدردی و ترس ہی سہی میں کسی کا سہارا ہی بن جاؤں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کم از کم لوگوں کی ڈس ہارٹ کرنے والی ڈی گریڈ کرنے والی نگاہوں سے تو وہ ماں اور بیٹی محفوظ رہیں گی۔"

"وہ ساری زندگی کسی مرد کے سہارے کے بنا گزارتی آئی ہیں...... اب تمہیں دیکھ کر سہارے کی ضرورت کیوں محسوس ہونے لگی انہیں تم اس بات کو جذبات سے ہٹ کر سوچنے کی سعی کرو۔"

"تم مجھے فورس نہیں کرسکتے میں آج ہی کورٹ میرج کررہا ہوں پاپا نے جو پہرے لگائے تھے وہ لگا لیے میں

www.urdutube.net www.booksube.net www.urdumoves.net

اب ان کی انگلی پکڑ کر چلنے والا ہرگز نہیں ہوں میں بھی عقل و شعور رکھتا ہوں۔" اس کا لہجہ درشت تھا۔ باتوں کے دوران وہ پارک کی ہوئی کار تک پہنچ گئے تھے۔ معاذ بغور عمر کا جائزہ لے رہا تھا وہ اس کے بچپن کا دوست تھا۔ بے حد قریب سے جانتا تھا' ذہانت و قابلیت کے ساتھ از حد حساسیت کا بھی مالک تھا' لڑکیوں سے تعلقات استوار کرنے کا وہ قائل خود بھی نہ تھا مستزاد اس پر یوسف صاحب کی کڑی نگاہوں وسخت رویے نے ان کے درمیان خوب صورت رشتے کے لطافتوں کو کسی حد تک نفرتوں میں بدل ڈالا تھا جو آج بے نقاب ہوچکی تھی۔

"میں جانتا ہوں تمہیں اس لڑکی سے محبت نہیں ہوئی ہے تم صرف اور صرف انکل کو نیچا دکھانے کے لیے اپنی زندگی کو بھی داؤ پر لگا رہے ہو۔" عمر نے اس کی بات سنی ان سنی کر کے ایک جھٹکے سے کار اسٹارٹ کی اور کچھ کہے بنا وہاں سے چلا گیا۔

◐ ◐ ◐

سورج آہستہ آہستہ گم ہوتا جارہا تھا ماحول میں گہری خاموشی پھیلی ہوئی تھی ہوا بھی ساکت تھی پرندے جھنڈ کی صورت اپنے آشیانوں کی جانب لوٹ رہے تھے اور وہ کھڑی گم ہوتے سورج کو دیکھ رہا تھا معاً آہٹ پر پلٹ کر دیکھا وہ کافی کا مگ چھوٹی ٹرے میں رکھے آرہی تھی۔

"ہوں...... بہت تابعداری دکھانے لگی ہو...... میرا مطلب ہے کہ خاصی سمجھ دار ہوگئی ہو۔" مگ لیتا ہوا چھیڑنے لگا تھا مائدہ برا مانے بغیر بولی۔

"امی کا بس چلے تو تمام اچھائیاں اور دنیا بھر کی سلیقہ مندی میرے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دیں اٹھتے بیٹھتے ہدایت دیتی رہتی ہیں مجھے یہ سب امی کی محنت کا ہی رزلٹ ہے۔"

"اے ون رزلٹ ہے شکر ہے تمہیں باتیں بنانے کے علاوہ بھی کچھ بنانا آیا۔"

"اور تمہیں دل جلانے کے علاوہ کچھ نہیں آتا ہے نامعلوم تمہارا برتاؤ مریضوں کے ساتھ کیسا ہوگا؟ بے چارے بیماریوں کی مار تو سہتے ہی ہیں مزید تم جیسے ڈاکٹر کو

آپ دنیا کے کسی بھی خطے میں مقیم ہوں
ماہنامہ آنچل
ماہنامہ نئے افق
ہم بروقت ہر ماہ آپ کی دہلیز پر فراہم کریں گے
ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زر سالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)
پاکستان کے ہر کونے میں 700 روپے
افریقہ، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے
5000 روپے (ایک ساتھ منگوانے پر)
6000 روپے (الگ الگ منگوانے پر)
مڈل ایسٹ، ایشیائی، یورپ کے لیے
4500 روپے (ایک ساتھ منگوانے پر)
5500 روپے (الگ الگ منگوانے پر)
رقم ڈیمانڈ ڈرافٹ، منی آرڈر، منی گرام ویسٹرن یونین کے ذریعے بھیجی جاسکتی ہیں۔
مقامی افراد دفتر میں نقد ادائیگی کرسکتے ہیں۔
رابطہ: طاہر احمد قریشی 0300-8264242
نئے افق گروپ آف پبلی کیشنز
[illegible] عبداللہ ہارون روڈ، کراچی۔
فون نمبر: +922-35620771/2
aanchalpk.com
aanchalnovel.com
Circulationn14@gmail.com

جھیلنا سزا ہوگی ان کے لیے۔" وہ جو کافی کی تعریف سننے کی چاہ میں آئی تھی جل کر گویا ہوئی۔

"ارے تم جیسے جیلس لوگ ایسا ہی سوچ سکتے ہیں...... ورنہ مریض تو میری باتوں سے ہی صحت یاب ہوجاتے ہیں اور ینگ لڑکیاں تو ایک نظر مجھے دیکھتے ہی......" وہ کالر درست کرتے ہوئے بولا۔

"مرجاتی ہوں گی۔" اس نے جلے بھنے لہجے میں اس کی بات کاٹی۔

"ہاں بالکل! ایک نظر میں ہی مرنے لگتی ہیں مجھ پر......"

"ہوں...... مرجاؤ تم بھی ان پر، کیوں پھر شادی کا ڈھونگ رچا رہے ہو؟" وہ غصے میں کہتی ہوئی پلٹی تب ہی آگے بڑھ کر اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"چھوڑو مجھے! تم ہر وقت ایسی باتیں کرکے مجھے جلاتے ہو۔" وہ رو پڑی اور اسے روتے دیکھ کر حماد کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔

"مائدہ! تم رونے لگیں، جانتی ہو میں تمہارے آنسو برداشت نہیں کرسکتا پھر بھی تم مجھے تکلیف دیتی ہو۔" اس کے بھاری لہجے میں تڑپ تھی۔

"ایسی باتیں مجھے اچھی نہیں لگتیں ہاتھ چھوڑو میرا۔" حماد نے اسے ٹیبل پر رکھا اور خود اس کو منانے کی سعی کرنے لگا...... وہ سخت ناراض ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ جوڑ کر معافیاں مانگنے اور اٹھک بیٹھک کے بعد راضی ہوئی تھی۔

"مائی گاڈ! تم تو بے حد ظالم بیوی ثابت ہوگی۔"

⊙......⊙......⊙

مہر بانو اور مائدہ کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں رات عمر اور یوسف صاحب کی ہونے والی تکرار سے گھر کی فضا میں سناٹا دخاموشی پھیلی ہوئی تھی اور مہر بانو اسی وحشت سے خوف زدہ تھیں کہ...... یہ خاموشی کسی آنے والے طوفان کا پیش خیمہ نہ بن جائے دونوں ماں بیٹی کے دل سوکھے پتوں کی طرح بکھرے جارہے تھے وہ ایک دوسرے کو تسلیاں دیتیں ایک دوسرے کے آنسو صاف کرتے رہی تھیں۔

"یہی خوف تھا مجھے کسی دن یوسف کی ڈکٹیٹر شپ بیٹے کو ان کے مقابل نہ لا کھڑا کرے...... آہ! وہ دن آ گیا نہ۔"

"ممی! پلیز آپ کا بی پی پہلے ہی ہائی ہو رہا ہے آپ نے اتنا خود پر سوار کرلیا ان کے رویوں کو تو کس طرح خود کو سنبھال پائیں گی ابھی بھائی نے شادی کی اجازت طلب کی ہے تو اتنا ہنگامہ ہوا ہے اور جب وہ شادی کرلیں گے تو پھر کیا ہوگا؟"

"اللہ نہ کرے جو عمر اس لڑکی سے شادی کرے ایک قیامت ہی ٹوٹ پڑے گی اس گھر پر۔" مہر بانو دہل کر گویا ہوئی تھیں۔

"کتنی بری لڑکی ہے وہ جس نے گھر میں آنے سے قبل ہمارے اندر دوریاں پیدا کردی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی لڑکیوں سے ہر گھر کو محفوظ رکھے۔ بھائی، پاپا ہم پر سختی تو شروع سے کرتے ہیں مگر اس حد تک مخالفت کریں گے ایسا تو تصور میں بھی نہیں سوچا تھا۔"

"عمر بے حد اپ سیٹ ہوکر گھر سے نکلا اور آپ کے پاپا بھی خاصے غصے میں گھر سے گئے تھے دونوں ہی ابھی تک گھر نہیں آئے ہیں اور فون بھی آف ہیں۔" ان کے لہجے میں بے پناہ اضطراب تھا۔

"مجھے تو عجیب وسوسے ستا رہے ہیں نا جانے کیا ہونے والا ہے...... باپ بیٹے کی پسند و ناپسندیدگی کیا گل کھلائے گی؟"

"ممی! آپ اتنی فکرمند نہ ہوں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔" مائدہ نے خود کو سنبھالتے ہوئے ان کو تسلی دی جو رات سے سخت مضطرب و بے کل تھیں سیڈیٹس لینے کے باوجود بھی بی پی کنٹرول نہ ہو رہا تھا۔

"کس طرح سنبھالوں خود کو حالات میرے اختیار سے باہر ہوچکے ہیں۔" اس لمحے ہی باہر سے قدموں کی چاپ ابھری تھی۔

"کس بات کا رونا دھونا ہے یہ؟" وہ آتے ہوئے ان کو

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

آنسو پونچھتے دیکھ کر سخت لہجے میں گویا ہوئے۔

"یہ سب تمہاری ڈھیل کا نتیجہ ہے کتنی مرتبہ سمجھایا کہ بچوں کے معاملے میں آنکھوں کو بند نہ رکھو شیر کی نگاہ رکھنی پڑتی ہے صرف سونے کے نوالے کھلانے سے بچوں پر کوئی گرفت نہیں رکھ سکتا۔" ان کے مقابل بیٹھتے ہوئے وہ رعب دار لہجے میں گویا ہوئے تو ملائکہ ان کے بگڑے تیور دیکھ کر وہاں سے چلی گئی تھی۔

"یوسف! عمر کوئی نا سمجھ بچہ نہیں ہے نہ ہی ان پر اب کوئی نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے آپ نے بچپن سے نگاہ رکھی کیا فائدہ ہوا ان پر اتنی سختی کرنے کا؟؟ آج وہ آپ کے مقابل کھڑے ہیں۔"

"کھڑا ہوا ہے میرے سامنے! دیکھنا کیسے منہ کے بل گرتا ہے ان نا ہنجار عورتوں کے دام میں پھنس کر خود کو بڑا تیس مار خان سمجھ رہا ہے تمہارا بیٹا۔ پہلی دفعہ باپ کی مرضی کے خلاف کچھ کیا اور وہ بھی کیچڑ میں جا گرا بد بخت کہیں کا۔"

"یوسف صاحب پلیز!" وہ اٹھ کر ان کے قریب آ کر رندھے لہجے میں گویا ہوئیں جبکہ وہ اسی طرح گردن اونچی کیے بیٹھے رہے۔

"کچھ اپنے رویے میں لچک پیدا کیجیے وقت کے ساتھ ساتھ والدین کو بھی اپنے رویوں کو بدلنا چاہیے عمر کو آپ شفقت سے سمجھائیں گے ان عورتوں کی اصلیت بتائیں گے تو وہ ضرور آپ کی بات مانے گا وہ جوان ہے جذباتی ہے اس عمر میں زیادہ تر فیصلے جذباتی ہوتے ہیں آپ کو بردباری وتحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔"

"مجھے سمجھانے سے بہتر ہے تم اپنے بیٹے کو سمجھاؤ میں حق پر ہوں جو کہہ رہا ہوں وہ سن کر کوئی بھی اسے غلط نہیں کہے گا۔" وہ معمولی سی لچک دکھانے کو تیار نہ تھے۔

"آپ کیا جگ ہنسائی کی خواہش رکھتے ہیں؟"

"یہ سوال تم نے اپنے بیٹے سے کیوں نہیں کیا؟"

"میری ذات کی ناقدری کا احساس تو مجھے اب ہوا ہے میری پروا نہ آپ کرتے ہیں اور نہ بیٹا کوئی فکر کرنے والا ہے آپ کو اپنی خاندانی ناموس کی فکر ہے تو عمر بھی شاید آپ کو نیچا دکھانے کے لیے کچھ سننے و سمجھنے کو تیار نہیں۔"

"تم بھی بیٹے کی طرح جذباتی ہو رہی ہو بہر کیف میں معاملہ نبٹا کر آیا ہوں وہ گھر چھوڑ کر چلی گئی ہیں۔" ان کے چہرے پر طمانیت تھی۔

☾……☾……☾

رخسانہ نے حماد کو شادی میں جلد بازی کرنے پر ڈانٹ کر چپ تو کرا دیا تھا مگر اس کی خواہش ان کی بھی آرزو بن کر کچھ زور آوری دکھانے لگی کہ انہوں نے فوراً ہی عارف اور رضوانہ سے بات کی اور تھوڑی بہت پس و پیش کے بعد عارف اور رضوانہ بیٹی کو رخصت کرنے پر راضی ہو گئے۔

"ارے رضوانہ! تمہاری بیٹی اوپر پورشن سے نیچے پورشن میں ہی تو رخصت ہو کر آئے گی پھر تم تو ایسی اداس ہو رہی ہو گویا وہ کہیں دور جا رہی ہے۔" بہن کی آنکھیں نم دیکھ کر وہ خوش دلی سے کہہ رہی تھیں۔

"آپا میں جانتی ہوں مگر بیٹی کی جدائی کا تصور ہی ماؤں کو بے کل کر دیتا ہے تنہائی کا احساس ابھی سے میرے دل میں اداسی پھیلا رہا ہے۔" وہ بے ساختہ رو دی۔

"تم کیوں تنہا ہونے لگیں رضو! ہم کہیں دور تو نہیں جا رہے میں اور حماد مائدہ کے ساتھ یہیں رہیں گے اسی گھر میں سب ساتھ۔" بہن کو گلے لگاتے ہوئے رخسانہ کی آواز بھی بھرا گئی تھی۔

عارف بھی مرحوم بھائی کو یاد کر کے غم زدہ سے ہو گئے تھے خاصی دیر تک وہ ایک دوسرے کو تسلی دلاسے دیتے رہے تھے۔

"باجی! اب مائدہ حماد سے مکمل پردہ کرے گی بالکل سامنے نہیں آئے دونوں کی شادی میں دن ہی کتنے باقی ہیں یہ تھوڑا عرصہ ان کو ایک دوسرے کے بغیر ہی گزارنا ہوگا حماد کو اچھی طرح سمجھا دیجیے گا۔" عارف کے جانے کے بعد رضوانہ نے بہن کو کہا۔

"ہاں ہاں بے فکر رہو سمجھا لوں گی حماد کو مان جائے گا وہ۔ اور نہ ماننے کی وجہ بھی کوئی نہیں اس کی دلی مراد بر آنے

والی ہے اب جو کھوگی وہ آنکھیں بند کر کے مانے گا۔"

"مائدہ کی پسند کا فرنیچر خریدوں گی' کہتی ہوں تیار ہو جائے' ہمارے ساتھ چلے فرنیچر دیکھ کر کچھ شاپنگ بھی کر آئیں گے۔" رضوانہ کے لہجے میں وہی فکر مندی و عجلت در آئی تھی جو ایسے موقعوں پر ماؤں کے لہجے میں سمٹ آتی ہے۔

"میں ساری بری اس کی مرضی و پسند کے مطابق تیار کروں گی' تم کو جہیز کے لیے خوامخواہ سامان خریدنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے کچھ کپڑے اور ہلکی پھلکی جیولری خرید لو بس...... میں تمام چیزیں بری میں رکھوں گی۔" انہوں نے پھر پورا اپنائیت کا احساس دیا۔

●......●......●

وہ ششدر کھڑا گیٹ پر لگے تالے کو دیکھ رہا تھا' پھیلتی رات کا اندھیرا وہ اپنے حواسوں پر اترتا محسوس کررہا تھا' دوپہر سے اب تک لاتعداد کالز کیں چاندنی کو اور ہر کال پر پاور آف کا جواب سن کر وہ یہاں پہنچا اور یہاں بھی اندھیرے کا راج اور گیٹ پر تالا دیکھ کر اس کے اندر وہم جنم لینے لگے تھے۔

"کہاں چلی گئی ہو چاندنی! صبح کورٹ میرج کا سن کر تم نے بے حد خوشی کا اظہار کیا تھا' لمحوں میں سالوں کی پلاننگ کر ڈالی تمہاری چہکتی سونے کے سکوں کی جیسی کھنکھناتی آواز نے مجھے احساس دلایا تھا' عورت کے بغیر مرد ادھورا ہے' زندگی بے رنگ ہوتی ہے' اتنی مختصری مسرتیں دے کر تم کہاں چلی گئیں؟ کیوں چلی گئیں' بنا کچھ کہے' بنا کچھ بتائے' اب کہاں ڈھونڈوں گا تمہیں؟" اس کے وجیہہ چہرے پر کرب پھیل گیا خوب صورت آنکھیں جلنے لگیں۔ وہ جو ایک خوب صورت زندگی کے سپنے کھلی آنکھوں سے دیکھنے لگا تھا' بڑی زبردست ٹھوکر لگی تھی وہ منہ کے بل گرا تھا اور پھر شکستہ قدموں سے گھر میں داخل ہوا تو ماں اور بہن کو اپنا منتظر پایا۔

"اتنی دیر لگا دی بھیا! میں اور مما بہت پریشان ہو گئے تھے کہاں تھے آپ؟" ملائکہ اس کے بازو سے لپٹ کر بولی۔

"آپ کبھی گھر سے باہر اتنا ٹائم رہتے نہیں ہو اس لیے فکر مند ہو گئی تھی۔" مہربانو بیٹے کے چہرے پر محبت کے بجھتے دیپ دیکھ کر سخت رنجیدہ تھیں۔ صد افسوس اس کی پسند ہی ایسی تھی جو کبھی قابل قبول نہیں ہو سکتی تھی۔ کوئی شریف گھرانے کی لڑکی اس کی پسند ہوتی تو وہ پوری طرح اس کا ساتھ دیتیں اور اس کے چہرے پر تاکامی اور اداسی کی جگہ فتح مندی کے گلاب مہک رہے ہوتے' مسرتوں کے جگنو چمک رہے ہوتے۔ اس کا ماتھا چومتے ہوئے وہ ایسا ہی سوچ رہی تھیں۔

"کھانا لگا رہی ہوں فریش ہو کر آجائیں فافٹ۔"

"سوری مما! مجھے بھوک نہیں ہے کھانا نہیں کھاؤں گا۔ بہت تھکن محسوس کررہا ہوں ریسٹ کروں گا۔" اس کا لہجہ بکھرا بکھرا سا تھا۔

"کچھ تو کھالیں بھیا! آپ نے بھی سارہ دن کچھ نہیں کھایا۔"

"میرا بالکل موڈ نہیں ہے کچھ بھی کھانے کو مجھے فورس مت کریں۔" وہ وہاں آتے یوسف صاحب کو دیکھ کر نگاہیں چرا کر گویا ہوا۔

"ماں اور بہن کو کس بات کا غصہ دکھا رہے ہو میاں! تمہیں چھوڑ کر وہ بدبخت عورتیں گئی ہیں' گھر کی عورتوں سے کیوں ایسے بات کر رہے ہو؟" ان کی زبان دو دھاری تلوار کی مانند چلنے لگی تھی۔

"ہوں...... یہ آپ کا ہی کارنامہ ہے پاپا! شک تو مجھے اس وقت ہی ہوا تھا' مگر میں نے خود کو جھٹلایا...... یہ سوچ کر کہ آپ ایسا نہیں کر سکتے' ان مظلوم عورتوں کو نہیں نکال سکتے۔"

"وہ مظلوم عورتیں تھیں تو بھاگیں کیوں؟ یہیں رہ کر اپنی مظلومیت کا ثبوت کیوں نہیں دیا؟ کیوں پولیس کی دھمکی پر بھاگ گئیں؟" وہ بیٹے کے تیزی سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ کر بولے تھے۔

"پولیس! ہونہہ' یہاں کی پولیس کو آپ بھی اچھی طرح

جانتے ہیں اور میں بھی پیسہ لے کر کسی کو بھی مجرم بناتی ہے ہماری پولیس۔"

"جس طرح ہاتھ کی تمام انگلیاں برابر نہیں ہوتیں اسی طرح ہر جگہ اچھے اور برے لوگ ہوتے ہیں اور بھاگتا وہی ہے جو چور ہوتا ہے۔"

"پھر وہی فضول بحث شروع ہوگئی ہے آپ دونوں میں، جس بحث نے گھر کا سکون و قرار تباہ کردیا ہے خدارا ختم کردیں اس بحث کو ہمارے گھر کا یہ ماحول نہ تھا' یہ کیا ہورہا ہے ہمارے درمیان؟" بات بڑھتی دیکھ کر مہرالنساء درمیان میں چلی آئی تھیں۔

"مما آپ درمیان میں نہ آئیں پلیز' میں اب یہاں رہنے والا نہیں ہوں' یہ گھر' یہ شہر ہی نہیں یہ ملک چھوڑ کر چلا جاؤں گا' مجھ سے میری خوشیاں چھین لی گئی ہیں' میرے خواب نوچ لیے گئے ہیں۔"

"ابھی اور اسی وقت نکل جاؤ میرے گھر سے مجھے ایسے ناخلف بیٹے کی ضرورت نہیں ہے جو گھر میں بہن کی پروا کیے بغیر ان آوارہ عورتوں سے تعلقات رکھتا ہے بے حمیت انسان۔" وہ بھی بھرے بادلوں کی طرح برس رہے تھے۔

"آپ کی نظر میں ہر وہ عورت آوارہ اور بدکردار ہے جو برقع نہیں اوڑھتی' حجاب نہیں لیتی اور اس برقع اور حجاب میں کس طرح کی بدچلن عورتیں چھپی ہوتی ہیں یہ معلوم ہے آپ کو......؟"

"تمہارا مطلب ہے تمہاری ماں اور بہن حجاب لیتی ہیں تو یہ......"

"پاپا پلیز! کچھ بھی کہہ دیتے ہیں آپ۔" مارے صدمے اور رنج کے وہ گنگ رہ گیا جبکہ وہ تحمل سے ایسے میں کہہ رہے تھے۔

"عورت باپردہ ہو یا بے پردہ اس کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں رہتا' شفاف پانی کا جھرنا اور کیچڑ کا جوہڑ اپنی شناخت خود ہوتا ہے اسی طرح باحیا اور بے حیا عورت بھی اپنی پہچان کرا دیتی ہے۔"

"میں آپ سے مزید کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا' کیونکہ میں جانتا ہوں آپ جو کہہ رہے ہیں اس پر ہی قائم رہیں گے اور میں یہ کبھی نہیں بھلا سکوں گا کہ...... میرے باپ نے ہی میری خوشیاں بھسم کی ہیں۔" وہ کہہ کر رکا نہیں اپنے بیڈ روم کی طرف چلا گیا۔

"ایسی اولاد پر میں نہایت شرمندہ ہوں' اب کھانا بھی ملے گا یا ہوا پر گزارا کرنا پڑے گا؟" ان کو گم صم دیکھ کر وہ غصے سے کہہ اٹھے۔

◐......◐......◐

خلاف توقع حماد نے پہلی بار بڑی فرماں برداری کا ثبوت دیتے ہوئے مائدہ سے نہ ملنے پر کوئی اعتراض ظاہر نہ کیا تھا' بہت خوش تھا اپنی شوخ و شنگ طبیعت کے باعث اوپر مائدہ کے پورشن میں پہنچ جایا کرتا تھا' پھر کبھی پردوں کے پیچھے چھپ کر تو کبھی دروازوں کے پیچھے سے عشقیہ اشعار گنگنانا' فلمی گانے سنانے لگتا' مائدہ کو اب اس سے حجاب آنے لگا تھا گو کہ اس کی امی نے سختی سے منع کیا تھا کہ وہ حماد کے سامنے نہ آئے مگر جب سے تاریخ طے ہوئی تھی ان کی شادی کی از خود ہی وہ اس کا سامنا کرنے کی سکت نہ پارہی تھی' سارا کانفیڈنس ہوا ہوگیا تھا۔

شادی میں ایک ہفتہ رہ گیا تھا' حماد کو شوخی و [illegible] کم ہوتے ہوتے ختم ہوگئی اس بات کو کسی نے محسوس نہیں کیا مگر وہ اس کی مزاج شناس تھی' حماد کی گھمبیر خاموشی و الجھا ہوا سا انداز اسے بھی الجھانے لگا تھا' اس نے ہمت کرکے ماں سے ذکر کیا تو وہ مطمئن انداز میں گویا ہوئیں کہ حماد اب شادی شدہ زندگی کی ذمہ داریاں اٹھانے والا ہے' سنجیدہ تو اس کو ہونا تھا اور یہی لاجک تائی جان نے بھی دی تھی لیکن اس کا دل ان کی باتوں سے نہیں بہل سکا تھا وہ ان دیکھے وسوسوں کا شکار ہونے لگی' وہ دل کے اضطراب سے آتی بے کل ہوئی کہ موقع نکال کر جس وقت عارف کے ساتھ جیولر سے جیولری لینے کے لیے وہ دونوں خواتین بھی ساتھ گئی تھیں وہ دبے پاؤں پیچھے چلی آئی جہاں وہ بیٹھا کسی کیس کی فائل دیکھ رہا تھا' وہ اردگرد سے بے خبر فائل میں گم تھا وہ

ٹھٹک کر رک گئی‘ شمعیل کے میرون صوفے پر وہ وائٹ کاٹن کے شلوار سوٹ میں ملبوس عام دنوں سے زیادہ نکھرا نکھرا اور جاذب نظر لگ رہا تھا۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

”اب بس بھی کرو‘ کیا نظر لگانے کا ارادہ ہے؟“ وہ اتنا بے خبر نہیں تھا جتنا وہ سمجھ رہی تھی‘ اس کی آواز پر وہ خجل ہو کر بولی۔

”اچھا تو تم دیکھ رہے تھے اور میں سمجھی تم پڑھنے میں مصروف ہو۔“

”قسم لے لو جو تم کو ایک نگاہ بھی دیکھا ہو۔“

”اچھا...... پھر کس طرح پتہ چلا میرے آنے کا؟“

”میں تمہیں تمہاری خوش بو سے پہچانتا ہوں‘ آہٹوں سے نہیں۔“ اس نے فائل بند کر کے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا‘ کچھ مہکتے جذبوں کی چمک تھی اس کی نگاہوں میں وہ حیرانی سے دمکتی نگاہیں جھکا کر پٹ کو دیکھنے لگی وہ مبہم سا مسکرا دیا۔

”مجھے گھر والے چوکی داری کرنے کو چھوڑ گئے ہیں تم کیوں آئی ہو یہاں‘ چند دن مجھ سے ملے بغیر نہیں رہ سکتی ہو تم؟“

”پلیز حماد تم ایسی باتیں کرو گے تو میں چلی جاؤں گی‘ میں پہلے ہی بے حد اپ سیٹ ہوں بے حد عجیب سے خیالات آ رہے ہیں مجھے دن رات‘ متوحش کیے ہوئے ہیں۔“ اس کی آواز میں آنسوؤں کی نمی محسوس ہونے لگی‘ خوب صورت آنکھوں میں کئی خوف کی آمیزش تھی۔

”کیسے خیالات‘ کس سے خوف محسوس کر رہی ہو بتاؤ مجھے؟“ وہ اٹھ کر قریب چلا آیا‘ مائدہ کو اس کے ملبوس سے اٹھتی مہک نے اپنائیت کا قلبی احساس بخشا تھا۔ وہ دلی کیفیت بتانے لگی۔

”تم خوامخواہ کے وسوسوں میں پھنس کر پریشان ہو رہی ہو ڈیئر! میں بالکل ٹھیک ہوں‘ کچھ نہیں ہوا ہے میں پرفیکٹ ہوں۔“

”کچھ چھپا رہے ہو کوئی نہ کوئی تو بات ایسی ہے جو تمہیں ڈپریسڈ کر رہی ہے میرا دل کہتا ہے۔“

”ارے ہماری شادی میں چند دن رہ گئے ہیں اور تم وسوسوں کی بات کر رہی ہو‘ تم کو تو اچھی اچھی باتیں کرنی چاہئیں۔“ اس نے حسب عادت بات مذاق میں اڑانے کی سعی کی۔

”حماد! اگر سچ مچ تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو سچ سچ بتاؤ‘ تم کیوں پریشان ہو‘ پلیز تمہیں ہماری محبت کا واسطہ۔“

”او گاڈ! تم محبت میں بھی بلیک میل کرتی ہو‘ کچھ ایسے میٹرز بھی ہوتے ہیں جو سیکرٹ رکھنے پڑتے ہیں۔“

”میں کچھ نہیں جانتی تم سچ سچ بتاؤ مجھے۔“

”اچھا...... تم نہیں مانو گی۔ سنو ہاسپٹل میں کچھ سینئرز ڈاکٹرز کو مارنے کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔“ وہ آہستگی سے بولا۔

”اوہ...... تو پھر تم کیوں پریشان ہو رہے ہو؟ تم کو تو دھمکی نہیں آئی نہ جن کو آئی ہے وہ خود نمٹ لیں گے۔“ اس کے سر سے گویا ایک بوجھ اترا وہ مسکرا کر بولی۔

اس کو مسکراتے دیکھ کر وہ بھی مسکرایا اور کہنے لگا۔

”چلو اس بات پر اسٹرونگ چائے پلا دو کیا یاد کرو گی۔“

”صرف چائے یا ساتھ سینڈوچ بھی لاؤں؟“

”یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے بھلا۔“ اس نے حیرانی ظاہر کی۔ وہ سر ہلاتی کچن میں چلی آئی کیبن سے ساس پین نکال ہی رہی تھی کہ ڈوربیل کی آواز آئی تو اس کا دل خوف سے دھڑک اٹھا کہ امی اور بابا کو یہاں موجودگی کا کیا جواز پیش کرے گی؟ یہی سوچتی ہوئی وہ کھڑکی کھول کر باہر دیکھنے لگی۔ حماد گیٹ کی طرف جا رہا تھا۔

وہ دیکھنے لگی اس نے گیٹ کھولا تھا اور دوسرے لمحے وہ بری طرح حواس باختہ ہو گئی جب تین نقاب پوش گیٹ کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور دوسرے لمحے انہوں نے کوئی لمحہ ضائع کیے بنا ہاتھوں میں پکڑے اسلحے کا منہ کھول دیا تھا۔

بے ساختہ نکلنے والی چیخیں فائرنگ کی آوازوں میں دب کر رہ گئیں۔ اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا حماد کا سفید لباس سرخ ہوتا جا رہا تھا‘ وہ کٹے ہوئے درخت کی

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

مانند ذہن یوں ہوا تھا کہ وہ بھی ہوش و حواس سے بیگانہ فرش پر گر پڑی تھی۔

⦿ ...... ⦿ ...... ⦿

وہ اپنا سامان پیک کرنے میں مصروف تھا جب ملائکہ کو اپنے روم میں آتے دیکھ کر اس کے ہاتھ رک گئے۔ وہ اس کے قریب آ گئی۔

"آپ اتنے سنگ دل بن گئے بھائی آپ مجھے اور مما کو سزا دینا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کی نوزائیدہ محبت اس قدر زور آور ہے کہ اس کے سامنے ہماری محبت بھی کمزور پڑ گئی؟" ملائکہ کی پلکوں پر آنسو چمک رہے تھے مگر لہجہ محبت و شکوہ سے لبریز تھا۔

"آپ بھی مجھ سے خفا ہو رہی ہو' پاپا نے جو سلوک میرے ساتھ کیا اس کی تکلیف آپ محسوس نہیں کر رہی ہو؟" وہ بیگ بند کرتا ہوا شکوہ بھرے انداز میں کہہ اٹھا۔

"پاپا کا رویہ ہم بچپن سے دیکھ رہے ہیں' اب میں عادی ہو چکی ہوں اور آپ کو بھی عادی ہو جانا چاہیے تھا۔"

"خوب! میں بھی آپ کی طرح چوڑیاں پہن کر گھر بیٹھ جاؤں اور کل کو جس کھونٹے سے وہ باندھ دیں بندھ جاؤں؟ سوری ملائکہ! کل تک اپنی لائف پاپا کی مرضی پر گزارتا آیا ہوں' لیکن اب بہت ہو گیا ہے' جو مجھے کرنا ہے وہ کروں گا۔" اس کے لہجے میں بغاوت کے ساتھ بے زاری بھی نمایاں تھی۔ وہ مضطرب و سخت بے چین تھا' چاندنی کی ریشمی آواز سماعتوں میں گونج رہی تھی' نگاہوں میں اس کا چہرہ فریم ہو کر رہ گیا تھا۔

"بھائی! آپ ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں'! مما اور میں آپ کے بنا نہیں رہ پائیں گے' مما تو پہلے ہی بیمار رہتی ہیں اور آپ کی جدائی وہ کسی طور بھی برداشت نہیں کر پائیں گی اور میں...... میں تو آپ کے بغیر مر جاؤں گی۔" پلکوں پر رکے آنسو رخساروں پر بہہ نکلے۔

"پلیز' رو مت ملائکہ۔" اس نے آگے بڑھ کر اس کا سر تھپتھپایا۔

"آپ نہ جائیں بھائی! اگر آپ چلے گئے تو ہم پھر کبھی نہیں مل پائیں گے' پاپا نہ خود آپ سے ملیں گے اور نہ ہمیں ملنے دیں گے۔"

"میں کب چاہتا ہوں گھر اور گھر والوں کو چھوڑ کر جانا۔"

"پھر کیوں جا رہے ہیں' مت جائیں' مما کی خاطر رک جائیں۔" وہ روتی ہوئی اس کے سینے سے لگ گئی۔

اور اس کے پاؤں میں زنجیر پڑ گئی...... محبت کے بھی عجیب روپ ہیں' ایک محبت گھر چھوڑنے پر اکسا رہی تھی تو دوسری محبتوں نے اس کے قدم جکڑ لیے تھے۔

⦿ ...... ⦿ ...... ⦿

دل کے اداس بام و در پر
دیپ کیا اس کے جلا کے
یاد کے شجر تلے
اشکوں کی رم جھم کب رکی ہے
بیتے دنوں کی راکھ میں
جلا کر انگلیاں
آنسوؤں کی بارش کب رکی ہے
وہ اور بھی شدت سے یاد آیا
دیکھا جب بھی اسے بھلا کر
حد نظر تک ہوا محسوس
زیست میں تیری کمی ہے
اشک روک کر بھی دیکھا
ٹھہری ہوئی پلکوں پر نمی ہے
دل کے ہر کونے پر تیری تصویر سجی ہے
اور تصویر پر جا بجا میرے آنسوؤں کی نمی ہے!!!!

شادی کی شہنائیوں سے گونجنے والے گھر میں موت کے پر ہول سناٹے پھیل گئے تھے۔ اس گھر سے ایک نہیں دو جنازے ساتھ اٹھے تھے۔ حماد نے سب سے چھپا رکھا تھا کہ دوسرے ڈاکٹرز کے ساتھ دھمکیاں اسے بھی مل رہی تھیں اور اس نے پولیس کو انفارم کر دیا تھا اور یہی غلطی اسے زندگی سے دور لے گئی تھی' پولیس میں موجود کالی بھیڑوں نے اپنا کام کر دکھایا' وہ جو دلہن کے حسین سپنوں میں گم تھا بند آنکھوں میں وہ تمام خواب' وہ ساری خواہشیں ساتھ لے

گیا اور بیٹے کی جوان موت رخسانہ کا دل بھی دھڑکنا بھلا گئی۔ شوہر کی موت کے بعد وہ بیٹے کے لیے زندہ رہی تھیں اور اب بیٹے کی آرزوؤں بھری موت سہہ نہ پائیں اور خود بھی زندگی سے منہ موڑ گئیں۔ رضوانہ کے لیے زندگی ایک امتحان بن گئی۔ محبت کرنے والی بہن جدا ہوئی تھی تو بیٹے جیسا ہونے والا داماد بھی روتا چھوڑ گیا تھا' مستزاد صدمے پہ صدمہ بیٹی اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھی تھی دو ماہ گزرنے کے بعد بھی وہ حماد کو بھول نہ پائی تھی وہ ابھی بھی اس کے خیالوں میں زندہ تھا۔ ابھی وہ کافی کا مگ اور سینڈوچ کی پلیٹ ٹرے میں رکھے وہاں آئی اور ان سے مخاطب ہوئی تھی۔

''امی! امی میں نے کافی کے ساتھ سینڈوچ بھی بنا لیے ہیں حماد کو خالی چائے یا کافی اچھی نہیں لگتی' میں اسے جلدی سے دے کر آجاؤں کی آپ فضول مت کیجیے کہ شادی میں کم دن رہ گئے ہیں اور میں پھر بھی اس سے پردہ نہیں کر رہی ہوں۔''

''وہ ان حاجتوں سے بے نیاز ہو گیا ہے مائدہ... میری بچی۔'' وہ اس سے ٹرے لے کر رکھتی ہوئی بے اختیار رو پڑی تھیں۔

''حماد اس دنیا میں نہیں ہے وہ ہم سے دور جا چکا ہے وہ اللہ کو پیارا ہو گیا ہے مائدہ! حواسوں میں لوٹ آؤ۔''

''یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں امی آپ؟ میرے حماد کو کچھ نہیں ہوا' اس نے کافی مانگی ہے مجھ سے' دینے جا رہی ہوں میں۔'' وہ بڑبڑاتی ہوئی حماد کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ اندر آتے ہوئے عارف بھی غم زدہ سے کھڑے رہ گئے تھے۔

''دیکھا آپ نے میری بچی بالکل پاگل ہو گئی ہے یہ کیسی آفت ٹوٹ پڑی ہے ہم پر' بہن اور بیٹے کو تو کھو یا ہی مائدہ کو اس حال میں کس طرح دیکھ پائیں گے۔'' وہ بے تحاشہ رو رہی تھیں۔

''صبر اور تسلی سے کام لو...... مائدہ کی حالت میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے مائدہ کو آج ہم سائکاٹرسٹ کو دکھائیں گے وہی بہتر علاج کر سکتا ہے۔'' عارف از حد ملول و دل گرفتہ تھے۔ وہ تھکے تھکے انداز میں بیڈ پر بیٹھ گئے۔

''میں تو کہتی ہوں ابھی چلیں۔''

''میں نے ہاسپٹل میں معلوم کیا ہے ڈاکٹر کی ٹائمنگ رات کی ہے ابھی شام ہو رہی ہے خیر زیادہ ٹائم تو نہیں ہے تم جا کر مائدہ کو چلنے کے لیے راضی کرو اس نے گھر سے نکلنا ہی چھوڑ دیا ہے۔'' وہ کمرے سے نکل کر صحن میں آئیں تو مائدہ ٹرے پکڑے واپس آ رہی تھی اور ان کو دیکھ کر روتے ہوئے ہی گویا ہوئی۔

''پتہ نہیں کیوں وہ ناراض ہو گیا ہے مجھ سے' حماد کا کچھ ڈور لاک کر کے بیٹھ گیا ہے کھول ہی نہیں رہا۔''

☾......☾......☾

دھیرے دھیرے گھر کا ماحول ٹھیک ہوتا چلا گیا تھا۔ یوسف صاحب کا دل بیٹے کی جانب سے صاف ہوا تھا یا نہیں' ان کے دل کی کیفیت کا اندازہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ عمر نے بھی کئی ہفتوں تک اپنی نوزائیدہ محبت کے بچھڑ جانے کا سوگ بھرپور انداز میں منایا' ماں' بہن کی محبت دلاسے ہوتی تو وہ نہ معلوم کیا کرتا' زخمی دل کا کوئی مداوا نہ تھا۔ اس نے جو دیکھ چکا تھا انہیں جہاں دل بے قرار گھسیٹ کر لے جاتا تھا' وہ اس سوچ و فکر میں گم رہا کرتا کہ نامعلوم وہ مظلوم و بے سہارا عورتیں کہاں کہاں کی خاک چھانتی پھر رہی ہوں گی۔

''کہاں گم رہتے ہو؟ لگتا ہے اس بدبخت لڑکی کے خیالوں سے ابھی تک پیچھا نہیں چھڑا پائے ہو۔'' یوسف آتے ہوئے اسے خیالوں میں گم دیکھ کر اپنے مخصوص طنزیہ انداز میں گویا ہوئے۔

''اگر چھڑانا بھی چاہوں تو آپ نہیں چھڑانے دیں گے کبھی بھی۔ میں تو اسے بھولنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن مجھ سے زیادہ یاد وہ آپ کو رہتی ہے۔'' وہ سر اٹھا کر کڑوے لہجے میں بولا۔

''لاحول ولا قوۃ کیسی فضول باتیں کرتے ہو ہمیشہ سے

ہوش مندی کے فیصلے کرتا رہا ہوں جیسے آج ملائکہ کا رشتہ طے کرآیا ہوں۔" وہ گردن اکڑا کر کہتے ہوئے بیٹھ گئے تھے۔ وہاں آتی ملائکہ پردے کی اوٹ میں ہوگئی اور مہربانو ہونق چہرے کے ساتھ اندر آئی تھیں۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں پاپا آپ؟ آپ کس طرح سے ملائکہ کی زندگی کا فیصلہ خود بنا کسی کے مشورے سے کرسکتے ہیں؟"

"باپ ہوں میں ملائکہ کا اور اس کا ہر فیصلہ کرنے کا حق مجھے حاصل ہے۔"

"اٹ از رونگ پاپا! زندگی ملائکہ کو گزارنی ہے اور کس کے ساتھ گزارنی ہے اس فیصلے کا حق بھی اسے ہی کرنا ہوگا۔" ان کی حاکمانہ نیچر کو جانتے ہوئے بھی وہ بہن کے حق میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ مہربانو ڈبڈبائی نگاہوں سے ان کو دیکھ رہی تھیں۔ جنہوں نے اتنا اہم فیصلہ کرتے وقت مشورہ تو در کنار بتانا بھی گوارا نہ کیا تھا۔

"خاموش رہو تم! میں اپنی بیٹی کے مستقبل کا بہترین فیصلہ کررہا ہوں باپ سے زیادہ بیٹی کی خوش حالی کون چاہ سکتا ہے۔"

"جی یہ چاہت ہے آپ کی جو نہ جانے کس سے رشتہ طے کرآئے ہیں اور یہاں مما تک کو بے خبر رکھا ہے آپ نے ماں سے زیادہ اولاد کا کوئی بھلا چاہ ہی نہیں سکتا آپ بھی نہیں۔ میں کبھی اپنی بہن کی شادی اس جگہ نہیں ہونے دوں گا۔"

"اچھا تم روکو گے مجھے کیا تجربہ ہے تمہارا لوگوں کو پرکھنے کا؟ کس بنیاد پر اچھے اور برے لوگوں کی پرکھ کرسکو گے؟"

"لوگوں کو جانچنے کی پرکھ عمر و تجربے کی کسوٹی پر نہیں ہوتی۔"

"ہوں...... ہوں جو مسکرا کر بات کرکے جھوٹ موٹ آنسو بہا کر جھوٹے و بناوٹی قصے سنا کر ملے تم ان پر یقین کرلو گے...... جیسے وہ بازاری عورتیں تمہیں الو بنائی رہیں اور تم اپنے باپ کو ہی اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھنے لگے ہو۔"

وہ معاف کرنے والے نہیں تھے موقع ملتے ہی طنز و طعنوں کی تلوار وہ مہارت سے چلانے لگے تھے۔

عمر کی رنگت بالکل سرخ ہوگئی تھی ماتھے کی رگ ابھر آئی تھی۔

"عمر! بیٹھ جاؤ بیٹا آپ کے پاپا کی عادت ہے اسی طرح زبان سے گھائل کرنے کی آپ مجھے بھی دیکھو میں بھی صبر کررہی ہوں۔" پہلی بار ان کی زبان پر شوہر کے خلاف کوئی شکایت آئی تھی لمحے بھر کو یوسف صاحب بھی کچھ کہہ نہ سکے۔

"ٹھیک ہے میری عادت ہے کھری بات کرنے کی اور مجھ جیسے لوگ کبھی کسی دور میں پسندیدہ نہیں رہے ہیں اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ میں سچ بولنا چھوڑ دوں اور حق و ناحق پر ہامیاں بھرتا پھروں۔"

"بچوں کی زندگی کے فیصلے تنہا نہیں ہوتے ہیں یوسف صاحب! اس میں گھر کے افراد کے ساتھ ساتھ لڑکی کی مرضی بھی معلوم کی جاتی ہے۔ ویسے تو مذہب کا بے حد پرچار کرتے ہیں ایسے اہم موقعوں پر شرعی احکامات کو کیوں بھول جاتے ہیں آپ جیسے لوگ؟"

بیٹی کے مستقبل کے خوف نے مہربانو کو بھی بولنے پر مجبور کردیا تھا۔ پردے کے پیچھے سے ملائکہ چپ چاپ چلی گئی تھی۔

"ماں اور بیٹا کس طرح میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہو کوئی ابھی بارات نہیں آرہی ہے بتا رہا ہوں ابھی سب۔"

رضوانہ لائٹس آن کرتی ہوئی اس کے روم میں آئی جہاں وہ سب سے بے خبر چہرہ گھٹنوں میں چھپائے بیٹھی تھی۔ ملگجے کپڑے بکھرے الجھے بال اس کے دل کی حالت بیان کررہے تھے۔ ماں کی آہٹ پر بھی اس نے چہرہ نہیں اٹھایا وہ اس کے قریب بیٹھ گئیں اور اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے ممتا بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔

"مائدہ! بیٹی مغرب کی اذان ہوچکی ہے نماز پڑھ لو

اٹھو۔" آواز پر اس نے چہرہ اٹھا کر دیکھا جو سوکھے پھولوں کی مانند تھا۔ بے رنگ، مرجھایا ہوا زرد چہرہ، ان کے دل سے ہوک اٹھی تھی۔ یہ چہرہ پھولوں کی مانند شگفتہ ہوا کرتا تھا۔

ان آنکھوں میں زندگی بھی مسکراتی تھی۔

یہ ہونٹ قہقہوں و مسکراہٹوں سے سجے رہتے تھے۔

"کیوں ہر وقت بات بے بات ہنستی رہتی ہو نہ ہنسا کرو۔"

"تم مائدہ کو ہنسنے سے مت منع کیا کرو، اس کی ہنسی سے ہی تو گھر میں رونق ہے یہ چپ ہو جائے تو ہر طرف سناٹا چھا جائے گا۔"

"بالکل سچ کہتی تھیں آپا تم، اب گھر کے در و دیوار سناٹے و ویرانی سے سہمے ہوئے رہتے ہیں اور یہ مائدہ جس کی ہنسی مجھے دہلائے رکھتی تھی، نا معلوم کیوں میرا دل کہتا تھا آج یہ جتنا ہنس رہی ہے کل اتنا رونا ہی نہ پڑے میری بچی کو...... میرا وہم...... حقیقت ثابت ہوا، مہندی سے سرخ ہونے والے ہاتھ خون کی لالی سے سرخ ہوگئے، میری ہنستی مسکراتی بچی صرف سانس لیتا وجود بن گئی۔ کل تک بات بات ہنسنے والی آج ہنسنا ہی بھول گئی ہے۔

"اوہ اذان ہوگئی اور مجھے آواز ہی نہیں آئی۔" اس نے چونک کر بال لپیٹتے ہوئے کہا۔

"مائدہ اپنے کمرے میں تنہا بیٹھی کیا سوچتی رہتی ہو؟"

"میں تنہا کب ہوتی ہوں امی، حماد مجھے تنہا کب رہنے دیتا ہے۔" اس کے کھوئے کھوئے لہجے پر وہ پریشانی سے استفسار کرنے لگی۔

"تم نے دوا میں کھانا چھوڑ دی ہیں بیٹا۔"

"آپ سمجھتی ہیں دوائیں کھا کر میں حماد کو بھول جاؤں گی؟ کیا ان دواؤں میں اتنی طاقت ہے جو حماد کو مجھ سے جدا کر سکیں۔"

"میں تمہاری دشمن نہیں ہوں مائدہ۔"

"جو مجھے حماد سے دور کرے گا وہ میرا دوست بھی نہیں ہے۔" اس کے انداز میں خاصی اجنبیت و جذباتیت تھی۔

"اس حقیقت کو سمجھو بیٹی! حماد تم سے دور چلا گیا ہے۔ ایسی جگہ جہاں سے وہ واپس نہیں آ سکتا، کوئی واپس نہیں آتا وہاں سے۔" اس کو سمجھاتے سمجھاتے ان کے آنسو خشک ہوگئے تھے اور وہ جان کر بھی جاننا نہیں چاہتی تھی۔

"مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا ہے بیٹی۔"

"جب دل ہی مر جائے تو کس طرح زندگی کا احساس ہوتا ہے امی! میں پاگل نہیں ہوں، مگر میں زندہ بھی نہیں ہوں، حماد کے ساتھ میں بھی مر چکی ہوں آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔" وہ دانتوں سے ہونٹ کچلتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"پھر میں اور عارف کس کے لیے جئیں؟ ہم بھی مر جائیں جب تم ہمیں کچھ سمجھتی نہیں ہو، تمہیں ہمارے دکھوں کا احساس نہیں ہے، عارف اور میں صرف تمہارے لیے جی رہے ہیں۔" وہ ضبط کے باوجود بھی رو پڑی تھیں۔ مائدہ ان سے لپٹ گئی۔

"امی! آپ ایسی باتیں نہ کریں، آپ اور بابا سے میں بے حد محبت کرتی ہوں، بہت محبت کرتی ہوں۔"

"پھر ہماری خاطر خود کو بدلو بیٹا! تم تو دنیا سے ہی نہیں خود سے بھی بیگانہ ہوگئی ہو، عارف ان صدموں سے سنبھلے تھے کہ تمہاری اس حالت نے انہیں بیمار و کمزور کر ڈالا ہے، جو آتے جاتے تمہاری طبیعت پوچھتے ہیں، صبح سے گھر واپسی تک کئی فون کر ڈالتے ہیں۔" وہ آنسو صاف کرتی ہوئی کہنے لگیں۔

"ٹھیک ہے امی! میں خود کو بدلنے کی سعی کروں گی، لیکن آپ بھی مجھ سے وعدہ کریں۔"

"کیسا وعدہ؟"

"آج کے بعد آپ کبھی بھی مجھ سے حماد کو بھولنے کا نہیں کہیں گی۔"

"یہ کیسا وعدہ ہے، زندہ رہنے کے لیے زندہ لوگوں سے تعلقات رکھنے پڑتے ہیں۔ حماد ماضی تھا اور ماضی بھلانا پڑتا ہے۔" دل پر پتھر رکھے بیٹی کی خاطر وہ اپنوں کے متعلق کہہ رہی تھیں۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

ریان خوش شکل وخوش مزاج شخص تھا وہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھا اور سب سے بہترین بات یہ بھی کہ وہ یوسف صاحب کی بڑی بہن کا بیٹا تھا۔ ان کی بہن نے فون کرکے گھر رشتہ لانے کی اجازت چاہی تھی اور انہوں نے اپنی جلد باز طبیعت کے باعث تمام تکلفات وروایات بالائے طاق رکھ کر فون پر اسی وقت ہی رشتہ منظور کرنے کی خوش خبری دے دی تھی۔ بہن بھی بھائی کے مزاج آشنا تھیں کوئی اعتراض نہ کیا اور ان سے ساری بات سن کر مہر بانو کے چہرے پر خوشی دوڑ گئی تو باپ سے خفا ہونے کے باوجود بھی وہ مطمئن ہوگیا۔ ریان جیسا بندہ اس کی بہن کا شریک حیات بننے کے لائق تھا۔ یوسف کی طرح ان کی بہن بھی بے صبری ثابت ہوئی تھیں۔ وہ اسی شام مٹھائی فروٹ اور منگنی کی انگوٹھی لے کر آگئیں۔ عمر ملائکہ کے چہرے پر مسرت کے رنگ دیکھ کر خوش تھا۔

"بھائی صاحب! ملائکہ اب میری بیٹی ہوگئی ہے بہت جلد میں اسے اپنے گھر لے جاؤں گی۔" انگوٹھی پہنانے کے بعد وہ اسے لپٹاتے ہوئے محبت سے بولیں۔ "اب آپ بھی عمر کے لیے کوئی لڑکی دیکھ لیجیے۔"

عمر کے مسکراتے لب سنجیدہ ہوگئے۔ ان کا منہ بنتا دیکھ کر مہر بانو نے کہا۔

"آپا! یہ نیک کام بھی آپ ہی کیجیے کوئی لڑکی ہے آپ کی نظر میں جو عمر کے ساتھ سوٹ کرے؟"

"یہ بات تو عمر سے معلوم کرو۔" وہ سامنے بیٹھے عمر کو مسکرا کر دیکھ کر بولیں۔

"اس دور میں لڑکے خود اپنی پسند کی لڑکی ڈھونڈ لیتے ہیں۔"

"آپ کو تو معلوم ہی ہے یوسف نے کیسی پرورش کی ہے بچوں کی لڑکی پسند کرنا دور کی بات وہ بات کرنا پسند نہیں کرتے۔" عمر اٹھ کر چلا گیا یوسف کی طرح نگاہیں اس کی پشت پر دور تک جمی رہیں۔ جبکہ وہ کہہ رہی تھیں۔

"خیر یہ بات تو ہے آپ کے گھر کی مثال تو سارے خاندان میں دی جاتی ہے تم نے اور یوسف نے بہت اچھی تربیت کی ہے دیکھو نہ شادی کی بات سن کر کس طرح عمر چلا گیا ہے ورنہ اس دور کے بچے تو بے شرمی سے خود کرتے ہیں ایسی باتیں۔"

"اب یوسف خود ڈھونڈیں گے عمر کے لیے لڑکی۔"

بارش اچانک ہی شروع ہوئی تھی۔ دوپہر تک کوئی امکان نہ تھا۔ عارف گھر کی طرف رواں دواں تھے جب ان کی نگاہ سڑک کے ایک سائیڈ کھڑی کار اور کار میں بیٹھے شخص پر پڑی تو وہ رک گئے۔

"السلام علیکم یوسف بھائی۔" وہ کار سے نکل کر ان کی طرف بڑھے۔

"وعلیکم السلام! تم...... عارف میاں ہی ہو نا؟" وہ کار سے نکل کر انہیں پہچانتے ہوئے پرشفقت لہجے میں گویا ہوئے۔

"جی ہاں میں عارف ہوں کار خراب ہوگئی ہے کیا؟"

"ہاں گھر سے نکلتے وقت تو ٹھیک ٹھاک تھی راستے میں بگڑ گئی۔ بیٹے کو فون کررہا ہوں تو سگنلز ہی غائب ہوگئے ہیں۔" موٹی موٹی بوندیں دونوں کو ہلکا ہلکا بھگو رہی تھیں۔

"یہ موسم کی وجہ سے پرابلم ہو رہی ہے آپ میرے ساتھ چلیں قریب ہی ہے میں ورکشاپ فون کرکے کسی مکینک کو بلوا کر گاڑی ٹھیک کروادوں گا آپ اتنے میں یہ ٹائم میرے غریب خانے پر گزاریں۔" یوسف صاحب نے کچھ تکلف سے کام لیا مگر عارف کے خلوص بھرے اصرار پر ان کے ہمراہ گھر چلے آئے تھے۔

آصف سے ان کی دوستی ایک پارٹی میں ہوئی تھی اور وہ بہت جلد گہرے دوست بن گئے تھے۔ آصف کے توسط سے عارف سے بھی ان کی ہیلو ہائے ہوتی تھی۔ شادی کے بندھن میں بندھنے کے باوجود ان کی دوستی میں سر مو فرق نہ آیا تھا اور ان کے گھرانے بھی آپس میں میل ملاپ رکھتے تھے۔

اس دوستی کو اس وقت زوال آیا جب آصف اس دنیا کو چھوڑ گئے پہلے پہل تو وہ عارف کی دل جوئی کرنے آتے

رہے عمر کے ہم عمر حماد کو سینے سے لگائے رکھتے تھے اس دوران ان کا ٹرانسفر سرگودھا ہوا تو وہ مجبوراً ان سے دور ہوئے تھے اور پھر وقت کی چلن کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی میں ایسے مگن ہوئے کہ کراچی آنے کے بعد بھی وہ اس طرف کا رخ نہ کرسکے۔

بارش کھل کر برس رہی تھی۔

ان کے دل پہ آصف کے جوان بیٹے کی موت کا سن کر دکھ کا ایک بوجھ سا آ گرا تھا' کئی لمحوں تک وہ ایک لفظ نہ بول سکے تھے ایسا کبھی ہوتا ہے لفظوں کی قطاریں سامنے مودب کھڑی ہوتی ہیں لیکن زبان ساکت رہ جاتی ہے عارف اور رضوانہ جو دکھوں کے بوجھ اٹھائے تھک گئے تھے ایک ہمدرد و غم گسار کو دیکھ کر ہر دکھ بتاتے چلے گئے۔ وہ بھی بظاہر تو چٹان لگتے تھے مگر تھے تو انسان ہی ان کے دکھ پر آنکھیں نم ہونے سے نہ بچا سکے تھے۔

وہ بے حد سنجیدہ پرخلوص سی لڑکی جس نے بڑی نفاست سے ان کے آگے لوازمات سے ٹیبل بھر دی تھی' جس کی آنکھوں میں اداسی تھی تو سادہ چہرے پر خشک پتوں جیسی ویرانی تھی اتنی کم عمری میں ایسا سادگی و وقار اس دور کی لڑکیوں میں کہاں تھی۔

"بارش کا زور کم ہوا ہے گھر والے بھی پریشان ہو رہے ہوں گے عارف مجھے اجازت دو اب۔" وہ کھڑکی سے باہر گرتی بوندوں کو دیکھتے ہوئے اجازت طلب کرنے لگے۔

"کچھ دیر اور رک جائیں بھائی صاحب' مدتوں بعد کسی اپنے کا ساتھ نصیب ہوا ہے' آپ کی سنگت میں بڑی راحت ملی ہے۔" عارف کے لہجے سے ہر لفظ سے سچائی جھلک رہی تھی۔

"بے فکر رہو میں بہت جلد مہربانو اور مائدہ کو لے کر آؤں گا۔"

"قسمت تو اللہ ہی بناتا ہے اور ہمارا ایمان یہی ہے ہر کام اس کے حکم پر ہوتا ہے اور اس کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی بہتری چھپی ہوتی ہے' لیکن یہ بات تو ہے آصف بھائی کے بعد ان کے جوان بیٹے کی موت اور وہ بھی شادی سے ایک ہفتہ قبل بڑا المیہ ہے۔ عارف اور رضوانہ بھابی پر ایک قیامت سی ٹوٹ پڑی ہے۔" ان کی باتیں سن کر مہربانو افسردہ لہجے میں گویا ہوئیں۔

"ان کا دکھ ایک طرف مجھے سب سے زیادہ اس بچی پر ترس آ رہا ہے کتنی معصوم و بھولی لگ رہی تھی وہ' کم سنی میں ہی بردباری و وقار اس بچی کے وجود کا حصہ بن گیا ہے۔ دل موہ لینے والی صورت ہے بہت شریف و باحیا لڑکی ہے۔" وہ تصور کی آنکھ سے مائدہ کو دیکھ رہے تھے خاصے متاثر ہوئے تھے کئی گھنٹے وہ ان کی نگاہوں کے سامنے رہی تھی۔

خوب صورت حزن آمیز حسن...... خاموشی سے سر جھکائے گھر کے کاموں میں مصروف...... کم گو فرماں بردار' بااخلاق و نکھرا نکھرا سی بہو وہ چاہتے تھے۔

"ارے آپ نے تو اتنی عجلت میں اس لڑکی کو بہو بنانے کا فیصلہ بھی کرلیا پہلے عمر سے اس کی مرضی معلوم کریں۔" وہ بیٹے کا مزاج جانتے ہوئے آہستگی سے بولیں۔

"پوچھ لو اس سے بھی میں نے کب روکا ہے مگر فیصلہ میرا ہی چلے گا' عمر کو سمجھا دینا اور سنو......" وہ کچھ سوچ کر مخاطب ہوئے۔

"مائدہ کی شادی ہونے والی تھی' اس کا کزن کس طرح ہلاک ہوا یہ کچھ بھی نہیں بتانا عمر کو...... وہ شاید نہیں مانے گا۔"

"یہ غلط ہے بات کہاں چھپتی ہے ایک دن حقیقت سامنے آ جاتی ہے' اگر کسی طرح پتہ چل گیا عمر کو پھر بسا ہوا گھر خراب ہوگا۔" ان کے لہجے میں اندیشے بول رہے تھے۔

"ایسا کچھ نہیں ہوگا تم ابھی جا کر عمر سے بات کرو' ہم کل چل رہے ہیں راستے سے ہی انگوٹھی مٹھائی وغیرہ خرید لیں گے۔"

"پہلے آپ ان سے ذکر تو کریں وہ رشتہ پسند کریں تو ہی اس طرح انگوٹھی لے کر جانا اچھا بھی لگے گا اور......" وہ آہستگی سے رک رک کر گویا ہوئیں۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumoves.net

"عمر کی مرضی بھی معلوم ہو جائے پھر ہی انگوٹھی و مٹھائی اچھی لگے گی۔"

"عمر کبھی میرے فیصلے سے سرتابی کی جرأت کر نہیں سکتا ہے اور رہا سوال عارف سے بات کرنے کا تو وہ میری بات پر خوش ہو کر فوراً ہی بات پکی کر دے گا۔" ان کا یقین قابل دید تھا۔

"جاتی ہوں عمر کے پاس بتاتی ہوں اسے۔" وہ اس کے کمرے میں آئیں تو وہ ان کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ انہوں نے بلا تمہید عمر کو سب بتا دیا تھا۔

"پاپا کب تک ہمیں اپنی محکوم رعایا سمجھتے رہیں گے مما۔" وہ گہرا سانس لے کر ڈھیلے انداز میں بیٹھ گیا۔

"زبردستی نہیں ہے بیٹا!" وہ گھبرائی۔

"پاپا سے کہیے گا وہ زبردستی کرنے کا سوچیں بھی نہیں ان کی پسند کی ہوئی لڑکی مجھے پسند نہیں آئے گی۔"

"اپنے پاپا سے اس طرح متنفر مت ہو بیٹا! میں مانتی ہوں انہوں نے ہر فیصلے میں ہمیشہ جلد بازی کی ہے مگر بیٹا وہ حق پر ہوتے ہیں ان کا مزاج کڑوا سہی...... نیت بری نہیں ہوتی ہے وہ دل کے برے نہیں ہیں۔"

"دل کون دیکھتا ہے مما! سب زبان ہی دیکھتے ہیں۔"

"تمہیں دوسروں سے کیا سروکار گھر کی فضا کو خوش گوار رکھنے کے لیے ہمیں ایک دوسرے کی اچھی باتیں یاد رکھنی ہوں گی ان تمام باتوں کی کڑواہٹوں کو بھلا کر جو ہمارے درمیان فاصلے بڑھا رہی ہیں۔" وہ اس کے قریب بیٹھی ہوئے ہوئے شانہ تھپکتی رہی تھیں اپنے نرم و شیریں انداز میں اسے سمجھا رہی تھیں۔ دل تو اس کا بھی بے حد گداز تھا شائستگی و وقار اس کی شخصیت سے چھلکتا تھا۔ حال ہی میں اس کے رویے میں بیگانگی و گستاخی جو در آئی تھی اس کا سبب یوسف صاحب کی ہٹ دھرم طبیعت اور جائز و ناجائز بات منوانے کی حاکمانہ طبیعت کے باعث آئی تھی۔

"مما! آپ کی خاطر میں جان دینے کو بھی تیار ہوں مگر پاپا کی چوائس قبول کرنا کسی آگ کے جلتے کنویں میں چھلانگ لگانا ہے میرا دل نہیں مان رہا پاپا کی نیچر سے میں واقف ہوں۔"

وہ یک ٹک ماں کو دیکھ رہی تھی جنہوں نے گویا اس کی سماعتوں میں صور پھونک ڈالا ہو قیامت آگئی ہو اور اس کی ذات ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی تھی۔ پھٹی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"ماجدہ! اس طرح کیا دیکھ رہی ہو میری بیٹی! میں نے کوئی انہونی بات نہیں کی کب تک تم اس گھر میں رہوگی؟" انہوں نے قریب جا کر اسے لپٹانا چاہا اور وہ بدک کر پیچھے ہٹی۔

"یہ بھی ہوم چھوڑ آئیں مجھے میرے لیے اس گھر میں جگہ نہیں ہے۔"

"کیوں میرے دل کو گھائل کرتی ہو بیٹی......"

"مت کہیں مجھے بیٹی میں مر گئی میں اور میری لاش کو دلہن بنا کر آپ کس کی سیج سجانا چاہتی ہیں کوئی ماں ایسا کر سکتی ہے؟" وہ کسی طوفان کی مانند بپھر رہی تھی۔

"میں تمہارے دل پر گزرنے والے دکھ و تکلیف کو سمجھتی ہوں بیٹی کیونکہ میں نے بھی ایک اذیت کا دریا عبور کر کے یہ فیصلہ کیا ہے۔ حماد کو میں نے بھی بچپن سے بیٹے اور داماد کے روپ میں دیکھا تھا۔" حماد کے نام پر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"عارف کا اور مجھے کبھی پھر بیٹے کی چاہ نہیں ہوئی ہم شکر کرتے تھے اللہ نے بیٹا اور بیٹی عطا کی ہیں زندگی کی ہر کمی پوری کردی ہے۔ آہ! کیا معلوم تھا ایسا وقت بھی آئے گا وہ پھولوں سے سجی گاڑی میں آنے کے بجائے چار کاندھوں پر روانہ ہو جائے گا۔" آہ و فغاں کا ایک حشر وہاں اٹھ گیا تھا دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر رونے لگیں اور دیر تک روتی رہیں عارف نے آکر ان کو دلاسہ دیا۔

"جانے والے چلے گئے اب آنسو بہانا ان کو تکلیف دینے کے مترادف ہے بیٹا! غم کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو ایک وقت بہت چھوٹا لگتا ہے جب آصف بھائی کا انتقال ہوا مجھے لگا میں اب ان کے بغیر جی نہیں پاؤں گا بہت جلد مر

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

جاؤں گا اور دیکھو آج تک زندہ بیٹھا ہوں' چھ ماہ قبل اپنوں کو اپنے ہاتھوں سے قبروں میں اتارا ہے پھر بھی سانسیں لے رہا ہوں۔" مائدہ سسکیاں لے رہی تھی۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھے کمزور لہجے میں سمجھا رہے تھے۔

"میرے سمجھانے کا مقصد یہ ہے مائدہ! یہ دنیا کا چلن ہے کوئی کسی کے لیے نہیں مرتا' البتہ جدائی کا گھاؤ آسانی سے نہیں بھرتا۔ اس زخم کو بھرنے میں وقت لگتا ہے اور ساری بات تو یہ ہے اب ہمارے پاس وقت نہیں ہے کب بلاوا آجائے معلوم نہیں' اپنی زندگی میں ہم تمہاری شادی کرنا چاہتے ہیں۔" ان کا لہجہ گھٹا گھٹا سا تھا' وہ کبھی اس کے سر پر ہاتھ رکھتے' کبھی پہلو بدلتے اور کبھی نگاہ بیوی کی طرف ڈالتے جو ان کی باتوں پر تائید میں گردن ہلا رہی تھیں۔

"بابا! آپ مجھے گلا دبا کر مار دیں' سمندر میں غرق کرآئیں' میں اف نہیں کروں گی مگر میں شادی نہیں کروں گی۔"

"وہ زمانہ بیت گیا میری بیٹی! جب لوگ بیٹیوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا کرتے تھے اب تو میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے' جس میں بیٹیوں کو رحمت قرار دیا گیا ہے' میں جاہل نہیں ہوں' میں تمہیں عزت وشان کے ساتھ گھر سے رخصت کرنا چاہتا ہوں بیٹی' عارف نے اپنے بیٹے عمر کا رشتہ مانگا ہے' عمر ایک لائق فائق' قابل ہونہار لڑکا ہے' اس کے ساتھ تم خوش رہو گی۔" وہ اس کے آنسو صاف کررہے تھے۔

"حماد کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا' مجھے شادی نہیں کرنی ہے۔" اس کے لہجے میں دکھ بھری ضد تھی۔ وقت بھی کئی روپ بدلتا ہے' کل تک اس کا باپ کے سامنے آنکھ اٹھا کر بات کرنا محال تھا اور آج وہ سر اٹھائے ان سے کہہ رہی تھی' وہ خود بھی بکھرے ہوئے تھے اور اس کی دلی حالت کا بھی ان کو اندازہ تھا۔ نرمی اور شفقت سے سمجھانے کے باوجود بھی وہ نہ مانی تو انہوں نے اپنی ٹوپی اتار کر اس کے قدموں میں رکھ دی۔

◉......◉......◉

یوسف عمر کے مسلسل انکار کو کسی خاطر میں نہ لائے تھے دوسرے دن بیوی اور بیٹی کے ہمراہ جا کر نہ صرف بات پکی کی' ساتھ ساتھ ہی ڈیٹ بھی فکس کر آئے تھے اور بہن کو بھی ملائکہ کی شادی کی ڈیٹ دے دی تھی اور بے حد سیاست سے یہ سب کیا تھا۔ عمر نے مارے اشتعال و ناپسندیدگی کے گھر سر پر اٹھا لیا تھا۔ وہ مائدہ سے رشتہ ختم کرنے کے درپے تھا یوسف نے صاف کہہ دیا جو ہونا تھا وہ ہو گیا اگر تم اس لڑکی سے تعلق ختم کرو گے تو پہلے اپنی بہن کا بھی خیال رکھنا' تمہاری کرنی کا پھل تمہاری بہن کو بھرنا پڑے گا اور بہت کچھ وہ کہہ گئے تھے۔

"مائدہ بے حد سلجھی ہوئی نیک و اچھی لڑکی ہے بیٹا' آپ کی اور اس کی جوڑی بہت خوب صورت لگے گی' پہلی نظر میں ہی پسند آئی ہے واقعی وہ لڑکی اس گھر کی بہو بننے کے لائق ہے۔"

"بھائی! رئیلی وہ بہت پرکشش اور نائس ہیں' اب آپ غصہ تھوک دیں' پہلے تو ہم بھی بابا کی چوائس سے خائف تھے' مگر مائدہ بھابی کو دیکھ کر بابا کے انتخاب پر دنگ رہ گئے۔" ملائکہ نے بھی سچے لہجے میں تعریف کی تھی۔

"مما آپ اور ملائکہ بابا کا ساتھ دے رہی ہیں نا؟"

"اس میں آپ کی بھلائی ہے آپ ایک نظر مائدہ کو دیکھیں تو' ملائکہ موبائل میں کئی تصویریں لائی ہے۔"

"مجھے نہیں دیکھنا' جو دل چاہے کریں۔" وہ وہاں سے چلا گیا۔

"مما! پریشان مت ہوں' چند دنوں کی بات ہے' شادی کے بعد دیکھے گا پروانے کی مانند ان کے آگے پیچھے گھومیں گے۔" ملائکہ نے ماں کو پریشان ہوتے دیکھ کر تسلی دی۔

"ہوں...... دعا کریں عمر کا دل موم ہو جائے۔" وہ فکرمند تھیں۔

◉......◉......◉

جب انسان کچھ پالیتا ہے تو کچھ کھو بھی دیتا ہے' پانے کی سرشاری وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کم ہوتی جاتی ہے اور کھو دینے کا ملال وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتا رہتا

ہے۔اس نے پائے بغیر کھویا تھا۔ محبوب سے بچھڑنے کا دکھ' ادھوری محبت کا سوگ کم بھی نہ ہوا تھا کہ اسے والدین کی خواہشوں کی سولی چڑھنا پڑا تھا اور اس نے باپ کے شملے کی لاج رکھنے کی خاطر خود کو پتھر بنا لیا تھا۔ عمر کی ماں' جس نے پہلی بار اسے دیکھا اور گرویدہ ہوگئی تھیں' اس نے خاموشی کے پردے میں اپنی ناپسندیدگی چھپالی تھی' چٹ منگنی پٹ بیاہ والا معاملہ تھا' عمر کی فیملی کی آمد ورفت ہر دوسرے تیسرے دن ہورہی تھی۔ پہلے انہوں نے اسے شادی کی شاپنگ اپنی پسند سے کرنے کے لیے ساتھ لے جانا چاہا اس کے انکار پر برا مانے بغیر وہ جیولری سیٹ' غرارے تو کبھی سینڈلز' کھسے و چپل وغیرہ دکھانے اس کی پسند معلوم کرنے آتی تھیں اور ان کی موجودگی میں وہ امی کو بے حد سراسیمہ دہراساں دیکھتی رہی وہ آنکھوں آنکھوں میں اس سے التجا کرتیں اشارے کرتیں کہ وہ کسی چیز پر پسندیدگی کا اظہار کردے مگر وہ اس سے خوف زدہ تھیں کہیں ان پر اس کی ناپسندیدگی ظاہر نہ ہوجائے' باہر لوگوں نے اس کو تو کوسنا شروع کر دیا تھا' کوئی آسانی سے اس کا ہاتھ تھامنے والا نہ تھا۔ عمر کا رشتہ ان کی توقعات سے بڑھ کر تھا۔ انہوں نے سب بھول کر مائدہ کو راضی کیا تھا کہ آج وہ حماد کی یادوں کے ہجوم میں کھو گئی ہے اور کل جب یادوں کی آنچ بجھتے بجھتے سرد ہوگی تو تنہائی میں اسے سہارے کی ضرورت ہوگی' تب وہ ماں باپ کی دور اندیشی کو سمجھے گی اور اپنے اس رویے پر نادم ہوگی۔

وقت کسی کے لیے نہیں ٹھہرتا ہے اس کا کام دوڑنا ہے اور یہ دوڑتا رہتا ہے' اس کے نصیب میں سہاگن ہونا لکھا جا چکا تھا' سو وہ برستی آنکھوں اور تڑپتے دل کے ساتھ نکاح نامے پر سائن کر کے عمر یوسف کی ہوگئی تھی وہاں دوسرے لوگوں کے ہمراہ موجود عارف اور رضوانہ نے تشکر بھری سانس لی تھی۔ ایک خوف اس کے انکار کا کسی بوجھ کی طرح سینے سے ہٹا تھا' مبارک سلامت کا شور تھا' لمبے گھونگھٹ میں وہ خاموشی سے رو رہی تھی' حماد کی مہک اسے قریب محسوس ہو رہی تھی' وہ شاید اس سے شکوہ کر رہا تھا۔ اتنی جلدی اسے بھلا کر کسی اور کی ہونے پر' ساتھ جینے' ساتھ مرنے کی قسمیں کھانے والی آج کسی اور کی ہوگئی تھی وہ رو رہا تھا' چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے' سرخ آنسو وہ بے ہوش ہوگئی۔ دلہن بے ہوش ہوگئی' دلہن بے ہوش ہوگئی کی صدائیں شادی ہال کے ڈریسنگ روم میں پھیل گئی تھیں' کوئی جوس لے کر دوڑا تو کوئی پانی' اس نے آنکھیں کھولیں تو مہربانو جو اسے سہارا دیے بیٹھیں تھیں گویا ہوئیں۔

"دیکھا میں نہ کہتی تھی نظر لگی ہے میری بہو کو' بھائی میں صدقہ کرنے جارہی ہوں اور منع کردوں گی کوئی اس طرف نہ آئے' آپ کچھ دیر آرام کروائیں پھر رسموں اور رخصتی تک ٹھیک ہوجائے گی مائدہ۔" مہربانو کہہ کر وہاں سے چلی گئیں اور رضوانہ نے بڑھ کر دروازہ لاک کیا اور مائدہ کے پاس آ گئیں۔

پنک دھیروں کنٹراسٹ لہنگا سوٹ میں اس کے سوگوار حسن پر ٹوٹ کر روپ چڑھ رہا تھا' وہ نظریں چرا گئیں تاب ہی نہ تھی نظر بھر کر دیکھنے کی۔

"مجھے اور عارف کو فخر ہے بیٹی تم پر' ہمارا کہا مان کر ہماری عزت رکھی ہے آج سے تم ہمارے لیے پرائی ہوگئی ہو۔" آواز بھرا گئی۔

"ماں کی تربیت بیٹیوں کے سسرال میں دکھائی دیتی ہے۔ تمہیں وہاں بھی سرخرو رکھنا اور عمر تمہارا مزاجی خدا ہے اس کو کبھی بھی شکایت کا موقع نہ دینا اور نہ ہی حماد کا نام تمہارے منہ پر آئے غلطی سے بھی ماضی کا ایک لفظ نہ کہنا مرد کچھ بھی کرتے رہے ہوں وہ اپنی شریک حیات پر کسی دوسرے مرد کی پرچھائیں بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے ہیں۔" وہ قریب بیٹھ کر اسے دھیمے لہجے میں سمجھانے لگی تھیں۔

"حماد کا نام' اس کی یادیں' اس کی باتیں میں کبھی نہیں بھول سکتی' زندگی میں عمر سے کچھ چھپانے والی ہوں۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

"پاگل مت بنو مائدہ!" باہر سے دستک

تندرستی کی حفاظت، حسن کی بقا اور جوانی کے دوام کیلئے نباتاتی مرکبات سب سے بہترین ہیں
پاکستان میں قدرتی جڑی بوٹیوں پر تحقیق کرنیوالے ادارے کے نامور اور
سینئر ترین ماہرین کی شبانہ روز کاوش کی بدولت سائنسی اصولوں پر تیار کردہ
خالص نباتاتی مرکبات، قدرت کی تخلیق اور ہماری تحقیق کا شاندار نتیجہ
اب ..... پُر مسرت اور صحت مند زندگی
سب کیلئے سدا کیلئے
نباتاتی نکھار کورس
قیمت دوا 1 ماہ -/3000 روپے
نباتاتی اکسیر موٹاپا کورس
قیمت دوا 1 ماہ -/3000 روپے
نباتاتی فگر اپ کورس
قیمت دوا 1 ماہ -/3000 روپے
نوٹ خواتین کے حسن و صحت سے متعلق علاج و مشورہ کیلئے شعبہ تشخیص و تجویز سے رابطہ کریں
یہ کورس صرف ہمارے ادارے سے ہی دستیاب ہو سکتے ہیں - ہوم ڈلیوری کیلئے ابھی رابطہ کریں
کتاب صحت مند زندگی سب کے لئے سدا کے لیے ادارہ سے منگوائی جا سکتی ہے
ادارہ تحقیق نباتات
061-6771931 فون
0345-8881931 موبائل

ہونے لگی تھی۔

"رات ہی وہ تمہیں کاغذ تھما کر نکال باہر کرے گا لوگوں نے پہلے ہی نحوست کا لیبل تم پر لگادیا ہے اب کیا......" وہ دانستہ چپ ہوگئیں۔ دروازے پر دستک جاری تھی۔

"کل حماد مر گیا تھا آج میں مر گئی ہوں' میرا آپ اور بابا سے اب کوئی تعلق نہیں رہا ہے' مجھ سے ملنے مت آیئے گا وہاں۔"

◉......◉......◉

"تھوڑا سا مسکرا تو دو یار! ایسا لگ رہا ہے تمہیں یہاں مار کر لایا گیا ہے۔ مانا کہ دلہا بن کر کچھ زیادہ ہی خوبرو لگ رہے ہو۔" اسے بے زار اور بالکل سنجیدہ دیکھ کر قریب بیٹھے معاذ نے سرگوشی کی۔

اس نے باپ کے چہرے پر پہلی بار بے تحاشا خوشی اور مسکراہٹیں دیکھی تھیں وہ مہمانوں سے خندہ پیشانی سے پیش آرہے تھے' کئی بار ان کے قہقہے بھی گونجے تھے اور اسے لگ رہا تھا یہ سب وہ اس کی شکست اور اپنی جیت پر منارہے ہوں۔

"عمر کیا ہوا...... کیوں اس قدر بے چین لگ رہے ہو؟" وہ دیکھ رہا تھا طانگ اور مہرباتو دیگر خواتین کے ہمراہ دلہن کو اسٹیج کی طرف لا رہی تھیں اور عمر کا چہرہ متغیر ہوتا جارہا تھا۔

"باہر چلو میرے ساتھ۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہال سے باہر آگیا تھا۔ وہاں آکر اس نے گہرے سانس لیے تھے۔

"عمر! تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے...... کیا ہوا؟"

"پاپا کو دیکھا تم نے کس طرح وہ اپنی کامیابی پر خوش ہیں؟" وہ اضطرابی انداز میں بالوں میں انگلیاں پھیرتا ہوا بولا۔

"ایسے موقع پر سب باپ اس طرح ہی خوش ہوتے ہیں۔"

"نہیں...... وہ بیٹے کی خوشی پر خوش ہوتے ہوں گے میرے پاپا اپنی پسند کی لڑکی کو مجھ پر مسلط کرنے اور چاندنی کو مجھ سے جدا کرنے پر خوش ہیں۔" وہ بلا کا بدگمان و متنفر ہورہا تھا۔

"فار گاڈ سیک عمر! آج کے اس حسین دن میں ایسی باتیں مت کرو انکل نے تمہاری بہترین لائف کے لیے یہ سب کیا ہے' محبت کرتے ہیں تم سے اور تم آج بھی اس عورت کا نام لے رہے ہو' جو بھاگ گئی تھی۔"

"بھاگ نہیں گئی انہیں بھاگنے پر مجبور کیا گیا ہے میرا دل کہتا ہے۔"

"شٹ یار! اس لڑکی کا سوچو' جو تمہارے نام سے کچھ دیر بعد تمہارے گھر میں داخل ہوگی' تم اس کا استقبال ان ہی باتوں سے کرو گے؟"

"وہ میرے گھر میں آرہی ہے' میرے دل میں نہیں' اس کی جگہ دل میں نہیں ہے۔" وہ کاٹ دار انداز میں کہتا ہوا واپس ہال کی طرف چلا گیا۔

دوسرے ہال سے نکلتی چاندنی اور فردوس نے حیرانی سے کچھ فاصلے پر کھڑے عمر کو دیکھا تھا' دیدہ زیب شیروانی سوٹ میں وہ بہت وجیہہ لگ رہا تھا' اس کے کہنے سے لگ رہا تھا وہ دلہا ہے' وہ ارد گرد سے بے خبر اپنے ساتھی کے ساتھ باتیں کررہا تھا۔ چاندنی کی آنکھوں میں لمحے بھر کو اندھیرا چھا گیا تھا۔

"چلو چاندنی! ایسا وہ بڑھا بھی نہیں ہوگا اگر اس نے دیکھ لیا تو...... خیر نہیں ہے ہماری۔" عمر کے اندر جانے کے بعد فردوس نے وہاں سے گزرتے ہوئے مہمان سے کنفرم کرلیا تھا کہ آج عمر کی شادی ہے' وہ گم صم چاندنی کا ہاتھ تھام کر بولتی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھ گئی تھیں۔

◉......◉......◉

یوسف صاحب نے ڈھیروں نوٹ دلہن اور دلہا پر سے وار کر ملازمین میں تقسیم کروائے تھے۔ خلاف عادت وہ چہک رہے تھے۔ مہمان ان کی خوشی کے ساتھ ساتھ دلہن کے قریب بیٹھے عمر کی ازحد سنجیدگی کو بھی محسوس کررہے تھے۔ اس کے انداز میں موجود بیگانگی و لاتعلقی ڈھکی چھپی

نہیں تھی۔ رسموں کے دوران بھی اس نے ایسی لاتعلقی کا مظاہرہ کیا تھا خواتین میں چہ میگوئیاں ہونے لگی۔

''عمر کی بیگانگی بتا رہی ہے لڑکی اس کی پسند کی نہیں ہے۔''

''اس دور میں بھی کوئی بیٹوں کی پسند کے بنا شادی کرتا ہے؟''

''لڑکی تو گھونگھٹ میں چھپا چاند ہے۔''

''ارے آپی! خوب صورتی ایک طرف...... مگر سہاگن وہی ہو پیا من بھائے۔'' یہ سرگوشیاں گھر والوں کی سماعتوں سے مخفی نہ رہ سکیں۔ یوسف نے ایک نگاہ قہر آلود عمر پر ڈالی جو موبائل کان سے لگائے وہاں سے لان کی طرف جا رہا تھا پھر وہ مہربانو کی طرف چلے آئے جو چائے بنوانے کے بہانے سے وہاں سے کچن کی طرف آ گئی تھیں۔

''اچھا بدلہ لیا ہے تمہارے بیٹے نے۔'' وہ قریب آ کر غرائے۔

''ہمارا اور اس بچی کا تماشہ بنوا کر سارا حساب بے باک کر ڈالا۔''

''پلیز! آہستہ بولیں مہمانوں تک آواز جائے گی۔'' کچھ دیر قبل خوشی سے تمتماتا چہرہ اداسیوں میں گھر گیا تھا۔

''مہمان سب سمجھ گئے ہیں لوگوں کو کسی کی کیا پروا ہوتی ہے وہ ایسے موقعوں کی تو چاہ کرتے ہیں میرے گھر بیٹھ کر میرے ہی خلاف لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع صاحب زادے نے دیا ہے برسوں کی عزت لمحوں میں خاک میں ملا دیا دلہن کو کمرے میں پہنچاؤ تاکہ یہ لوگ فارغ ہوں یہاں سے۔''

◉......◉......◉

اس کو شور و غل، چھیڑ چھاڑ ہنسی و قہقہے ذرا نہیں بھا رہے تھے وہ مما کی منت و سماجت کے بعد بہت سست کر اس لڑکی کے پاس بیٹھا تھا جو سر جھکائے گھونگھٹ میں بیٹھی تھی۔ خوب صورت مہندی و چوڑیوں سے سجے گود میں دھرے ہاتھ بتا رہے تھے وہ دلکش حسن کی ملکہ ہے مگر دل کا کیا کیا جائے جو کسی کی ضد پر آ جائے تو پری بھی پانی بھرتی نظر آتی ہے سو اس کے دل میں نہ کوئی جذبہ بیدار ہوا اور نہ ہی کسی معطر خیال نے جگہ بنائی اور ابھی وہ اٹھنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ سیل فون بج اٹھا اور اسکرین پر ایک مانوس نمبر دیکھ کر وہ چونکا اور کسی کی پروا نہ کرتے ہوئے لان کے اس حصے کی طرف چلا آیا جو پرسکون تھا اس اثناء میں لائن ڈسکنکٹ ہو چکی تھی۔

اس کے اندر ایک جوش و جنون نے انگڑائی بھری اور وہ نمبر پش کرنے لگا ایک، دو، تین، چار اور متعدد بار کال کرنے کے بعد بھی دوسری طرف سے کال ریسیو نہیں کی گئی تھی وہ جھنجلا کر رہ گیا۔

''تم یہاں ہو...... اندر بلایا جا رہا ہے تمہیں۔'' معاذ اسے ڈھونڈتا ہوا اس طرف آ کر بولا اس کے دیگر کزنز و دوست اس کے سرد و بیگانہ رویے کی باعث اس سے دور دور تھے۔

''کیوں؟'' وہ موبائل جیب میں رکھتا ہوا بولا۔

''آج تمہاری شادی ہوئی ہے بھابی صاحبہ کمرے میں تمہارا انتظار کر رہی ہیں آتی رات ہو گئی ہے اور کتنا انتظار کرواؤ گے ان کو۔''

''ساری زندگی وہ صرف انتظار ہی کرے گی۔'' وہ طنز سے گویا ہوا۔

''کیا دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا...... کیسی باتیں کر رہے ہو تم؟'' معاذ کو اس کی آنکھوں میں سفاکی و لیجے میں درندگی محسوس ہونے لگی۔

''دیکھو میرے بھائی جو ہونا تھا وہ ہو گیا، انکل کے رویوں کی سزا ان کو کیوں دینا چاہتے ہو جو تمہاری خاطر سب کو چھوڑ کر آئی ہیں۔'' جواباً وہ چپ چاپ اس کے ہمراہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔

مہکتے ہوئے سرخ گلابوں اور موتیا کے پھولوں سے کمرہ مہک رہا تھا۔ مہربانو اپنی نند (ملائکہ کی ساس) کے ہمراہ اسے بیڈ پر بٹھا کر ساتھ ہی آرام کرنے کا کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھیں دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ سیدھی ہوئی تھی۔ بیڈ کی چادروں اور گلاب و موتیا کی لڑیاں تھیں، وہ خالی

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

خالی نظروں سے ان پھولوں کو دیکھ رہی تھی جیسے وہ اس کے لیے نہیں کسی اور کے لیے سجے ہوں' شادی ہال سے اس گھر تک کا سفر اس نے بے حس و حرکت ذہن کے ساتھ کیا تھا' کوئی کیا کہہ رہا ہے؟ اسے پسند کیا گیا یا نہیں' اسے خبر نہ تھی اور اس اجنبی کمرے کے ماحول نے اس کی بے حسی ختم کردی تھی۔

"اس جگہ پر آنے کے خواب تو میں نے حماد کے ساتھ دیکھے تھے' تعبیر کسی اور شخص کے ساتھ مل رہی تھی' وہ جس کے نام سے بھی واقف نہ تھی۔ چند دنوں میں ہی وہ مجھے اس جگہ پر لے آیا' جس جگہ کی تمنا کرتا ہوا حماد ابدی نیند سو گیا' میں حماد تمہیں نہیں بھلا سکتی' نہ بھلا سکوں گی۔ پھر عمر کے ساتھ میں کس طرح..... پاپا نے بھی تو اپنی قسموں کی زنجیر میرے قدموں میں ڈال کر منہ پر مہر لگادی ہے' کیا کروں؟ کس طرح عمر کو بتاؤں میں اس کے ساتھ مناقفت بھری زندگی نہیں گزار سکتی' میں حماد سے محبت کرتی ہوں' عمر کو محبت کا دھوکہ نہیں دے سکتی۔" معاً دروازہ کھلا اور بند ہوا تھا' بھاری قدموں کی آواز اس کی طرف تھی۔ وہ یکدم سمٹ گئی' سر جھک گیا' دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

"لوگوں کی زندگی میں یہ رات بڑی خوشیوں اور مرادوں والی آتی ہے' اگر تمہاری جگہ چاندنی ہوتی تو میں بھی ان خوش نصیبوں میں ہوتا اور اس رات کی تمام خوب صورتی و پراسراریت کو اپنے نام کرلیتا..... تم میری نہیں پاپا کی پسند بن کر آئی ہو' تم میرے لیے آج بھی ناپسندیدہ ہو اور ہمیشہ رہو گی اب سب جاننے کے بعد بھی یہاں رہنا چاہو تو رہ سکتی ہو لیکن مجھ سے کسی قسم کی سپورٹ کی توقع نہ رکھنا۔" اس نے بیڈ کے کنارے کھڑے ہو کر بھاری لہجے میں ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا' بے حد کٹھور اور پتھریلا لہجہ تھا اس کا' ایک نگاہ اس پر نہ ڈالی تھی۔ مائدہ کے اندر سکون در سکون اترنے لگا' دل نارمل انداز میں دھڑکنے لگا' تکلیف کا پہاڑ تھا جو اس کے وجود سے سرک گیا تھا۔

وہ کہہ کر سائیڈ روم میں چلا گیا اور مائدہ اطمینان سے زیورات اتارنے لگی وہ باہر آ کر ڈریسنگ کے آگے کھڑا ہو کر بال برش کرنے لگا۔ مائدہ دوپٹہ اور لہنگا سنبھالتی سائیڈ روم میں چلی گئی' وہ کن انکھیوں سے مڑ کر دروازے کے پیچھے گم ہوتے وجود کو دیکھ رہا تھا۔

بڑی شاطر ثابت ہوئی تھی یہ لڑکی' نہ روئی' نہ گڑگڑائی پہلی رات اس بیدردی سے ٹھکرائے جانا کوئی لڑکی برداشت نہیں کرتی' نہیں کرسکتی' پھر کیا یہ لڑکی اتنی مضبوط اعصاب کی ہے؟

"اسٹوپڈ..... تم یہ کیوں بھول رہے ہو وہ پاپا کی پسند ہے وہ لڑکی ہے اور پاپا نے پہلے ہی پرکھ چکے ہیں تب ہی وہ خاموشی سے سنتی رہی۔ ایک لفظ نہ کہا منہ پر تالا لگائے بیٹھی رہی اور اب کس اطمینان سے چینج کرنے گئی ہے جیسے شادی نہیں کوئی مذاق ہو۔"

"چالاک و مکار لڑکی پاپا اور تمہاری پلاننگ کس طرح فلاپ کرتا ہوں' تم دیکھنا دو دن میں بھاگتی دکھائی نہ دو۔" اس نے کھولتے ذہن کے ساتھ سوچا اور خود لائٹ آف کرکے لیٹ گیا' پھولوں بھری سیج پر وہ چاندنی کے بارے میں سوچنے لگا' اس نے اتنے ٹائم بعد کال کیوں کی؟ بات کیوں نہیں کی؟ عین شادی کی رات کو اس کی کال آنے کا مقصد کیا تھا اور اس کو شادی کا علم کیسے ہوا؟ پھر اب کال ریسیو نہ کرنے کا مقصد کیا؟ محبت کی دبی چنگاری شعلہ بن گئی تھی ابھی بھی وہ بار بار کال کر رہا تھا مگر وہ چینج کرکے آئی تو کمرے میں ڈم لائٹ کی مدھم نیلگوں روشنی میں عجیب سا ماحول تھا وہ بیڈ کی طرف گئی' بڑی الماری سے رضائی نکال کر بیڈ سے دور نیچے کارپٹ پر سر کے نیچے کشن رکھ کر لیٹ گئی تھی۔

●.....●.....●

"ممی! ساری رات ہوگئی اب تو عمر کی کال ریسیو کرنے دیں' لگتا ہے وہ اب بھی محبت کرتا ہے تب ہی اتنی حسین رات میں بیوی کو ٹائم دینے کے بجائے مجھے کالز کرتا رہا ہے اور آپ نے ایک کال ریسیو نہ کرنے دی۔" چاندنی ماں کے ہاتھ سے سیل جھپٹنے کی سعی کرتی گویا ہوئی۔

"ایک کال بھی تم ریسیو کرلیتیں عمر کی تو وہ سارا چارم ختم

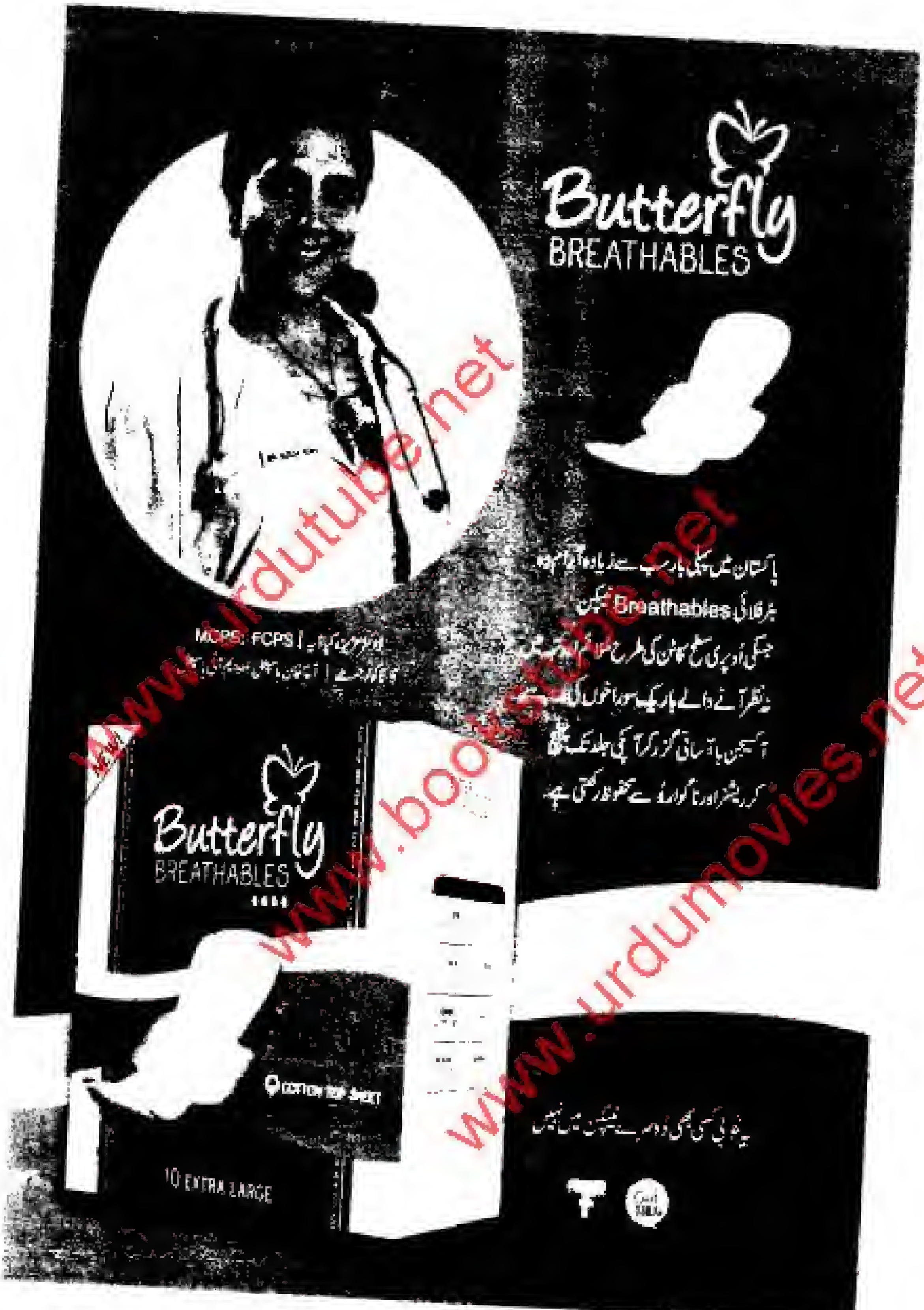

www.urdutube.net
www.booksTube.net
www.urdumovies.net

ہوجاتا تھا اب دیکھو کس طرح پروانے کی مانند بھاگا بھاگا آرہا ہے یہاں۔" وہ موبائل اس کی طرف اچھالتی ہوئی معنی خیز لہجے میں گویا ہوئیں۔

"عمر آرہا ہے......! اسے یہاں کا ایڈریس کس نے دیا؟"

"تم اپنی ماں کو اناڑی سمجھتی ہو تم روم میں تھیں تب میں نے اسے کال کی اور وہ سب بتادیا جو تم نے اس کے لیے کیا۔"

"میں نے کیا کیا ممی! رات میں امجد کے ساتھ تھی پھر......" اس نے اسے خاموش کرا کے تمام پلاننگ سمجھادی تھی۔

☾......☾......☾

"صبح وہ کمرے سے کب نکلا اسے معلوم ہی نہ ہوسکا اس کی آنکھ تو مہربانو کے جگانے سے کھلی تھی وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔

مہربانو ان کے روم کی طرف آرہی تھیں جب انہوں نے تیز قدموں سے عمر کو گیٹ سے نکلتے دیکھا انہوں نے دروازے کو ہاتھ لگایا تو وہ کھلتا چلا گیا وہ اندر آئیں تو دلہن کو کارپٹ پر سوتا دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔ مائدہ نے دوپٹہ سر پر رکھتے ہوئے سلام کیا تھا۔

"جیتی رہو!" انہوں نے پیشانی چومتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں کیوں سوئیں؟" ان کے لہجے میں کھوکھلا پن تھا۔

"آنٹی! نئی جگہ ہے...... مجھے نیند نہیں آرہی تھی۔" اس نے اپنے ساتھ ان کا بھرم بھی رکھ لیا تھا مہربانو کو ٹوٹ کر پیار آیا۔ وہ اسے تیار ہونے کا کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھیں۔

آج ان کا ولیمہ تھا اور ملائکہ کی رخصتی تھی سو بے حد کام تھے ورنہ ان کا دل تو چاہ رہا تھا وہ اس سے عمر کے رویے کا پوچھیں۔ ناشتے کے بعد دوپہر کے کھانے تک خوب گہما گہمی رہی پھر شام چائے کے بعد ان کو ڈرائیور پارلر ڈراپ کر گیا۔ عمر صبح کا نکلا شام تک نہ آیا تھا۔ یوسف صاحب کو ایک چپ لگ گئی تھی جو سب نے نوٹ کی تھی۔

☾......☾......☾

"وہ کہتے ہیں نہ بیٹا! دل کو دل سے راہ ہوتی ہے میں اور چاندنی ہمارے مہر کی شادی اٹینڈ کر کے آرہے تھے جب اس کی نگاہ آپ پر پڑی اور آپ کو دلہا بنے دیکھ کر اس پر تو بجلی گر گئی بڑی مشکل سے گھر تک آئے اور یہاں آ کر اسے ہوش ہی نہ رہا' ڈاکٹر کو بلایا' اس نے دوائیں دیتے ہوئے بتایا کہ نروس بریک ڈاؤن ہوتے ہوتے رہ گیا' بہت گہرا صدمہ لیا ہے کسی بات کا انہوں نے۔" چاندنی کی اور سے نڈھال سی پڑی تھی' عمر کی نگاہیں لگا ہے بگاہے اس کی طرف اٹھ رہی تھیں' اس کے چہرے پر مسرت تھی۔

"ٹھیک ہو جائے گی اب یہ میں جو آ گیا ہوں اس کے پاس۔"

"سوری عمر! میری چاندنی کو اب کوئی ایسے خواب نہ دکھاؤ جن کی تعبیر نہ ملے...... یہ پھر سے موت کی سولی پر نہ چڑھ جائے۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ آنٹی! میں نے پہلے بھی آپ کو نہیں چھوڑا تھا' آپ خود مجھے انفارم کیے بغیر چلی گئی تھیں۔"

"میں اور چاندنی آپ کے فادر کی دھمکیوں کی وجہ سے گئے تھے۔ انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا' ہم صرف آپ کی وجہ سے وہاں سے آگئے اور کانٹیکٹ اس لیے نہیں کیا کہ...... آپ کے اور ان کے درمیان کوئی نفرت کا رشتہ قائم نہ ہو۔" خوب گھوما پھرا کر وہ میٹھے لہجے میں یوسف سے بدظن کرتی گئیں۔

"خیر...... ان باتوں کو چھوڑو' کافی بنا کر لاتی ہوں ابھی۔" وہ تیر نشانے پر دیکھ کر وہاں سے اٹھ گئیں۔

"ہوں...... خفا ہو...... یا نہ بولنے کی قسم کھائی ہے تم نے؟" فردوس کے جانے کے بعد وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر شوخی سے بولا۔

"آپ کو اس سے کیا؟ آپ جا کر اپنی وائف کے

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

ساتھ لائف انجوائے کیجیے' ہونہہ شادی کے وعدے کسی سے کرتے ہیں اور شادی کسی سے۔" وہ ہاتھ چھڑا کر روٹھے لہجے میں گویا ہوئی۔

"وائف تو تم ہی میری ہوگی۔" دوبارہ ہاتھ پکڑا۔

"رئیلی......!" وہ اس کی طرف دیکھ کر طنز سے مسکرائی۔

"آف کورس! تم فائنٹ ریڈی ہوجاؤ۔"

"مجھے بہلاؤ مت' بے حد بے وقوف بن چکی ہوں۔"

"میری محبت کی توہین نہیں کرو۔" وہ سنجیدہ ہوا۔

"آج ولیمہ ہے تمہارا اور تم مجھ سے کہہ رہے ہو شادی کروگے۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور اس کے شانے سے سر ٹکا کر رونے لگی۔

"میں تمہیں کسی کے ساتھ شیئر نہیں کرسکتی عمر' ایک عرصہ میں نے...... تمہارے بن تڑپتے ہوئے کاٹا ہے اور تم ملے بھی تو کسی اور کے ہوکر' کل سے میں یہ سوچ سوچ کر انگاروں پر لوٹ رہی تھی کہ...... تم کسی کے پاس ہو...... کسی کے ساتھ ہو اور میں......"

"ایسا کچھ نہیں ہے میں نے اسے ایک نگاہ نہیں دیکھا ہے۔" اس نے محبت سے اس کے اشک پونچھتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ...... میں کیسے یقین کروں تمہاری ان باتوں کا......؟"

"اگر جھوٹ ہوتا تو میں اس وقت تمہارے پاس نہیں اس کے پاس ہوتا' دیکھ رہی ہو گھر سے کالز آ رہی ہیں اور میں بہانے کررہا ہوں۔" اس نے یقین دلادیا پھر وہ سب کی پروا کیے بنا اس کی دل جوئی میں لگا رہا اسے لے کر لانگ ڈرائیو پر نکل گیا' سورج چھپا اور چاند نمودار ہوا تب اسے یاد آیا آج صرف اس کا ولیمہ ہی نہیں ہے ملائکہ کی رخصتی بھی ہے بہن کے لیے گھر جانا ہی تھا۔

⚫......⚫......⚫

ان کی انا اور ذاتی افتخار کا بت آج چکنا چور ہوگیا تھا...... جس بیٹے کو معاشرے کی برائیوں اور بے راہ روی سے بچانے کے لیے انہوں نے جذبات کو تھپک کر سلادیا تھا۔ دل مچلتا تھا گول مٹول' سرخ چھوٹے چھوٹے گالوں والے عمر کو خوب سینے سے لگائیں' پیار کریں' پشت پر بٹھا کر سیر کروائیں وہ تمام ناز نخرے اٹھائیں جو باپ اپنے بچوں کے اٹھاتے ہیں...... وہ دیکھ رہے تھے اس دور کے نوجوان سب کا احترام و خوف دل سے نکالے معاشرے کو آلودہ کرنے میں مصروف ہیں اور ماحول کو دیکھتے ہوئے انہوں نے دونوں بچوں کو فاصلے پر رکھا اور ان کے قدم قدم کی نگرانی کرتے رہے اور وقت گزرتا گیا۔ ہمارے مذہب میں ہر معاملے میں میانہ روی کا حکم دیا گیا ہے اس حکم سے وہ کب تجاوز کر گئے ان کو احساس ہی نہ ہوسکا تھا۔

ان کے وقار کو پہلی ضرب اس وقت لگی' جب عمر کی پسند کا ان کو پتہ چلا...... وہ ششدر رہ گئے ان سے اسکی کہاں بھول ہوئی تھی جو عمر گندگی کے ڈھیر میں گرنے کو تیار تھا۔ اس قصہ کو ختم کروا کر بہت سوچ سمجھ کر انہوں نے مائدہ سے شادی کرائی کہ صورت و سیرت میں یکتا مائدہ جیسی سوہنی بیوی پا کر وہ خوش ہوگا اور ان کی قریب آجائے گا' ایسا کچھ بھی نہیں ہوا' یہاں بھی سب ان کی سوچ کے برعکس ہوا۔ شادی پر بھی اس نے اپنے رویے سے سب پر اپنی ناپسندیدگی ظاہر کردی اور رہی سہی کسر ولیمے میں پوری ہوگئی۔

وہ ولیمے پر آنے والا لاسٹ مہمان تھا۔ کل کے مقابلے میں آج اس کے چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک تھی' تھری پیس سوٹ میں ملبوس نک سک سے تیار' ہینڈسم و جاذب نظر لگ رہا تھا۔ وہاں موجود عارف اور رضوانہ بھی داماد کو دیکھ کر خوش ہوئے تھے کیونکہ وہ دیر سے آئے تھے اس وجہ سے لوگوں کی باتیں اور چہ میگوئیاں سن سکے تھے جو عمر کی غیر موجودگی کی وجہ سے ہورہی تھیں۔

"ارے آپ ابھی تک جاگ رہے ہیں' خاصی رات گزر گئی ہے۔" مہر بانو نے کروٹ بدلی اور انہیں جاگتے دیکھ کر اٹھ بیٹھیں۔

"اب کبھی بھی میں سکون کی نیند نہ سوسکوں گا مہر۔" ان

کا بارعب لہجہ اس وقت بکھرا ہوا تھا۔

"خیریت تو ہے کیا ہوا کیا ملائکہ کی یاد آ رہی ہے؟ اسے رخصت ہوئے چند گھنٹے ہی ہوئے ہیں۔" وہ اٹھتے ہوئے بولیں۔

"وہ بیٹی ہے میری اس کی یاد دل سے جا سکتی ہے۔"

"پھر...... آپ عمر کے رویے کی وجہ سے پریشان ہیں؟"

"ہاں' تم ہی بتاؤ مہر میں نے اس پر سختی اس لیے کی تھی کہ...... وہ بگڑ نہ جائے' آج کل کے لڑکوں کی طرح بری صحبت میں نہ پڑے' اس کا بھلا ہی چاہا اور اس نے مجھے دشمن سمجھ لیا' کل اور آج تھوتھو کروائی ہے اس نے مجھ پر۔ ہر کوئی یہی کہہ رہا تھا شادی عمر کی پسند کی نہیں ہے۔ اس نے شادی کو قبول نہیں کیا۔" چند قطرے آنسوؤں کے ان کا چہرہ بھگو گئے تھے۔

"سنبھالیں خود کو یوسف! ٹھیک ہو جائیں گے وہ' ہماری بہو بہت مخلص و صابر ہے عمر کا رویہ بھی بدلے گا۔" ان کو پانی دیتے ہوئے وہ سمجھا رہی تھیں۔

"وہ ہمارے ساتھ رہ کر بدل نہیں سکا' کل ملائکہ کا ولیمہ ہے' پرسوں کی فلائٹ سے اسے گھومنے پھرنے کہیں بھیجتا ہوں۔"

◐......◐......◐

گزشتہ شب کی طرح آج بھی وہ کارپٹ پر دراز تھی' آج عمر نے کوئی بات نہیں کی تھی وہ موبائل پر بڑے خوش گوار موڈ میں کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ وہ سمٹی ہوئی رضائی اوڑھے لیٹی تھی' تھکن سے انگ انگ ٹوٹ رہا تھا وہ سونا چاہ رہی تھی مگر ملائکہ کے آنسوؤں کی سسکیاں اس کے حساس دل کو بے چین کر رہی تھیں وہ بھائی کو یاد کر کے کتنا روئی تھی' بار بار فون کرنے پر بھی وہ وقت پر نہیں آیا تھا۔

عمر نے آخری وقت اسٹیج پر آ کر اسے گلے لگایا' پیشانی چومی اسی وقت رخصتی کا شور مچا اور وہ روتی ہوئی رخصت ہو گئی تھی۔ اسے پہلی بار معلوم ہوا بہن و بھائی کی محبت بھی بے مثال ہوتی ہے۔ اس نے کروٹ لی چوڑیوں کی جھنکار خاموشی میں گنگنا اٹھی وہ چند لمحوں میں خوابوں کی وادی کی سیر کر رہی تھی جہاں حماد اس کا ہاتھ تھامے پرشوق لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"تمہارے ہاتھوں میں چوڑیاں کتنی اچھی لگتی ہیں' تمہارے ہاتھ حسین ہیں یا یہ چوڑیاں ہی اتنی خوب صورت ہیں کہ تمہارے ہاتھ حسین لگ رہے ہیں۔"

"آفرآل میرے ہاتھ ہی اتنے خوب صورت ہیں کہ کانچ کی چوڑیاں بھی لشکارے مار رہی ہیں۔" بیڈ پر لیٹے باتیں کرتے عمر نے چونک کر دیکھا تھا' مدھم روشنی میں وہ بے سدھ سوتی دکھائی دے رہی تھی۔

"تم جیلس کر رہے ہو عمر! تم اپنی بیوی کے ساتھ ہو نا؟" دوسری طرف چاندنی کی شک بھری آواز ابھری۔

"وہ سو رہی ہے...... تم ہر وقت شک مت کیا کرو۔"

"اچھا...... یہ بتاؤ وہ کیسی لگ رہی تھی آج؟"

"تم سے زیادہ حسین نہیں لگ رہی تھی۔"

"اس کا مطلب ہے حسین لگ رہی تھی۔" وہ جیلس ہوئی۔

"آئی ڈونٹ نو اب تم سو جاؤ تمہیں نیند کی ضرورت ہے گڈ نائٹ اینڈ سوئیٹ ڈریمز۔"

◐......◐......◐

فردوس بیگم کپڑے وغیرہ رکھ رہی تھیں چاندنی نے بالوں میں برش کرتے ہوئے مرر میں ماں کو دیکھتے ہوئے فکر مند لہجے میں کہا۔

"ممی! ہم عمر کے ساتھ کاغان تو جا رہے ہیں پر اس امجد کا کیا ہوگا' عمر کی موجودگی میں' میں اسے جھوٹے وعدوں پر ٹرخا رہی ہوں اگر......"

"ارے مگر کیا' دفع کرو اس چھچھوندی بھرے کباب کو چار ماہ سے وعدے پر وعدے کر رہا ہے بنگلہ اور گاڑی دلانے کا اور دیا کیا اس نے؟ چند لاکھ روپے اور اس بنگلے کا ریشٹ دیتا ہے ابھی عمر کے ہمراہ چلو امجد کی پروا نہ کرو اس کو میں خود دیکھ لوں گی۔" وہ ایک کے بعد دوسرا بیگ تیار کرنے لگیں۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

"عمر کے ساتھ وہ بھی ہوگی' عمر بتا رہا تھا وہ بڈھا زبردستی اسے ساتھ بھیج رہا ہے...... اس نے ہمیں دیکھ کر بڈھے کو بتادیا تو......؟"

"تمہیں تو بس ڈرنا اور ڈرانا ہی آتا ہے' خود سوچو عمر ہمیں بھی لے کر جارہا ہے تو اس نے بھی کچھ نہ کچھ بندوبست کیا ہی ہوگا اور میں ہوں تمہارے ساتھ دیکھنا کس طرح دودھ میں گری مکھی کی طرح نکال پھینکتی ہوں اس مائدہ کو۔"

ملائکہ نے خوشی خوشی ان کے بیگ تیار کیے وہ رات ولیمے سے واپسی ان کے ساتھ آ گئی تھی۔ مائدہ بدحواس تھی وہ بار بار مہربانو سے کہہ رہی تھی آنٹی آپ بھی ساتھ چلیں۔

"ارے کیوں اتنا پریشان ہورہی ہو بھابی جان' میرے بھائی بہت اچھے ہیں بے حد خیال رکھیں گے آپ کا آپ خوشی خوشی جائیں۔"

"ملائکہ ٹھیک کہہ رہی ہے بیٹا آپ بے فکر ہوکر جائیں۔" یوسف صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا' دعائیں دیں اور پہلی بار وہ از خود عمر سے گلے ملے تھے اس کی پیشانی چومی تھی۔

وہ شاکڈ ہوگیا...... مگر ظاہر نہیں کیا ائرپورٹ وہ ساتھ آئے تھے وہ پلین میں داخل ہوا تو فردوس اور چاندنی کو بیٹھے دیکھ کر چہرے پر طمانیت پھیل گئی اور وہ ائرہوسٹس کی رہنمائی میں ان سیٹوں کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ بیٹھی تھیں۔

چاندنی نے سیاہ کشمیری کڑھائی والی شال میں نصف ڈھکے چاند چہرے کو دیکھا اور اس کے اندر حسد کی آگ بھڑکتی چلی گئی۔

وہ حسن پھولوں کو مات دینے والا حسن تھا۔

اس سرد ماحول کی تمام سرد مہری عمر کے مزاج میں سمٹ آئی تھی۔ ان کی شادی کے ابتدائی دن تھے وہ دونوں ایک دوسرے سے بے پروا اپنی دنیاؤں میں مگن تھے۔ عمر نے کا نیچ کیا اور یہاں آتے ہی بتادیا تھا وہ اس کی خاطر نہیں چاندنی کی خاطر یہاں آیا ہے' وہ کسی کی بھی خوشی کو دل میں جگہ نہ دے' اس کا سارا وقت چاندنی کے ساتھ گزرے گا' چاندنی کے لیے اس نے کھل کر محبت و چاہت کا اظہار بھی کیا تھا۔ چاندنی اور اس کی ممی کو وہ سفر کے دوران دیکھ چکی تھی' دونوں نے اس سے ایک لفظ نہ کہا مگر نگاہوں کے تیر اس پر برسائی رہیں۔ پہلے اس کی سیٹ تھی پھر عمر کے برابر چاندنی اور اس کی ممی کی تھی۔ چاندنی عمر کے بازو سے بازو چپکائے باتیں کرتی رہی تھی۔

عمر نے وارننگ دی تھی کہ اس نے پاپا' مما کو کچھ بتانے کی سعی کی تو وہ اسے کھڑے کھڑے طلاق دے کر نکال دے گا۔ اسے کون سی اس کی فکر تھی جو وہ کسی کو بتاتی' وہ اس کی پروا کرنے والی کہاں تھی' اگر ای کی قسمیں درمیان میں نہ ہوتیں تو وہ بھی اسے بتادیتی اس تعلق کو جوڑنے کے لیے اس کے ساتھ بھی تو زبردستی کی گئی تھی' والدین اپنی محبت کا خراج اسی طرح وصول کرتے ہیں اور بچوں کو منافقت بھری زندگی گزارنے پر مجبور کرتے ہیں' جیسے وہ چاندنی کے ساتھ تھا' وہ حماد کی یادوں میں گم رہتی تھی۔

"عمر! تم رات تک میرے ساتھ ہوتے ہو تمہاری وائف کوئی اعتراض تو کرتی ہوگی...... کچھ تو کہتی ہوگی؟" وہ ریسٹورنٹ میں ڈنر کے بعد کافی پی رہے تھے تب چاندنی نے پوچھا۔

"نہیں' وہ بہت بے ضرر اپنی دنیا میں گم رہنے والی لڑکی ہے۔"

"اوہ رئیلی! اس کا مطلب ہے تم اس سے امپریس ہونے لگے ہو؟"

"ایک تو تم بات بات پر جیلس بہت ہوتی ہو۔" وہ خفگی سے بولا۔

"میں جیلس نہیں ہورہی' میں ڈر جاتی ہوں' وہ تمہاری بیوی ہے' کبھی تمہارا دل اس پر آ گیا تو میرا کیا ہوگا...... مرد کے ارادے اور نیت بدلتے میں دیر نہیں لگتی ہے۔" وہ دل کی بات زبان پر لے آئی۔

"میں ایسا ہوتا تو آج تم میرے ساتھ بیٹھی نہ ہوتیں۔" اس کا لہجہ محبت کی پھوار سے بھیگا ہوا تھا۔

دیر خاصی ہوگئی تھی عمر اسے کالج کے باہر چھوڑ کر چلا آیا تھا۔

"تمہیں میری بھوک کا احساس ہی نہیں ہوتا چاندنی! کب سے ویٹ کررہی ہوں۔" فردوس نے فوراً اس کے ہاتھ سے شاپرز جھپٹے اور بروسٹ کا ڈبہ نکال کر دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کردیا۔ چاندنی نے شاپرز بیڈ پر الٹ دیے تھے اور انواع واقسام کی چیزیں بکھر گئی تھیں۔ فرائڈ مونگ پھلی کے پیکٹس، ڈرائی فروٹ اور دیگر جیولری و سوٹس، پرفیوم وکاسمیٹکس تھیں۔

"ایک ویک اینڈ گزر چکا ہے اور تم اس کو شادی کے لیے راضی کرنے کے بجائے ان تحفوں پر ہی اکتفا کررہی ہو۔" وہ جلدی جلدی کھاتے ہوئے جتانے لگیں۔

"ارے ممی! عمر کو اس منتھ کے لاسٹ میں ایک پراجیکٹ سے کروڑوں کا پرافٹ ہونے والا ہے وہ ہوتے ہی ہم شادی کرلیں گے اور لندن چلے جائیں گے۔" وہ سامان دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی۔

"اس کی بیوی کا کیا ہوگا؟"

"کچھ بھی ہو ہماری بلا سے ہم دونوں تو لندن میں عیش کریں گے۔ عمر پاکستان آتا جاتا رہے گا۔"

رات برف باری ہوئی تھی ہر چیز نے سفیدی اوڑھ لی تھی۔ راستے بھی برف سے بھر گئے تھے وہ آدھے راستے سے واپس آیا تھا، پہاڑی تودہ گرنے کے باعث راستہ بند ہوگیا تھا وہ گھر آیا تو واچ مین نے بتایا کل تک ہی راستہ صاف ہوگا وہ بددلی سے لاک کھول کر اندر آیا۔ فرش پر دبیز کارپٹ بچھا ہوا تھا وہ بے آواز چلتا ہوا آ رہا تھا۔ معاً رک گیا وہ سیل کان سے لگائے باتیں کررہی تھی۔

"مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں امی میں آپ لوگوں سے کوئی واسطہ رکھنا نہیں چاہتی، آپ نے دل بھر کر مجھے اس کا سوگ منانے نہیں دیا، میرے زخم ابھی بھرے بھی نہیں تھے کہ....." وہ بے تحاشا روتے ہوئے کہہ رہی تھی وہ پلٹ کے پیچھے ہوگیا۔

"آپ اسے بھول گئی ہیں مجھے بھی بھول جائیں آپ کے لیے بھولنا بہت آسان ہے سمجھ لیں میں بھی مرگئی ہوں۔" اس نے موبائل رکھا اور ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔ عمر ششدر رہ کر کھڑا رہ گیا۔

مائدہ کی ان سلجھی گفتگو اسے بھی الجھا گئی وہ کمرے میں آیا۔ سیل پر چاندنی کو نہ آنے کی وجہ بتائی پھر باتوں کا سلسلہ چل پڑا اس کی وہی باتیں تھیں لندن شفٹ ہوتے فلیٹ کو ڈیکوریٹ کرنے کی، ڈائمنڈ جیولری خریدنے کی اپنی سوں کی روز وہ بھی اس کے ساتھ اس پلاننگ میں شامل ہوتا تھا مگر اس وقت وہ ہوں ہاں کررہا تھا۔ اس کا ذہن مائدہ کی سسکیوں لفظوں میں الجھا ہوا تھا چاہ کر بھی وہ بھول نہیں پا رہا تھا۔

"آپ نے مجھے اس کا سوگ بھی منانے نہیں دیا، میرے زخم ابھی بھرے بھی نہ تھے کہ..... آپ نے مجھے پرایا کردیا۔" موبائل سائیڈ میں رکھ کر وہ بیڈ پر لیٹ گیا، عجیب سی کیفیت اس پر طاری ہوگئی تھی چاندنی سے زیادہ بات نہ کی تھی۔

"آپ اسے بھول گئی ہیں..... مجھے بھی بھول جائیں۔" سماعتوں میں پھر کوئی سرگوشی گونجی تھی۔

ایک ہفتے سے زائد دن گزر چکے تھے انہیں یہاں آئے ہوئے اس عرصے میں مائدہ کے ساتھ وقت کم گزرا تھا مگر اس مختصر ٹائم میں اس کی بہت خوبیاں اس پر آشکار ہوئی تھیں وہ کم گو، مخلص، خیال رکھنے والی و ساتھ دینے والی لڑکی تھی ہمہ وقت گرم شال میں لپٹی جھکی نگاہوں والی لڑکی کبھی شکایت وشکوہ زبان پر نہ لائی تھی، کبھی اپنے حق کی بات نہ کی تھی ایک کمرے میں ہوتے ہوئے بھی اپنی موجودگی کا احساس نہ دلایا تھا، ممی پاپا کی کال آنے پر وہ بہت خوب صورت طریقے سے ان کو مطمئن کرتی رہی تھی۔

"وہ اپنی ممی سے کیوں ناراض ہے..... کیوں ان سے ملنا نہیں چاہتی..... وہ کون ہے جس کا وہ سوگ منانا چاہتی

تھی...... یا ستا رہی ہے؟" شک کے ناگ نے ڈنک مارا وہ تڑپ کر اٹھ بیٹھا۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟" وہ دروازہ ناک کر کے اندر آئی۔

"واجد مین نے بتایا ہے آپ واپس آ گئے ہیں۔" وہ فکرمند لگ رہی تھی۔

"ہوں...... آئم فائن۔" اس نے جلتی نگاہ ڈالی سفید رنگت میں سرخیاں تیر رہی تھیں، سیاہ وگلابی سوٹ میں خود بھی گلاب لگ رہی تھی۔

"یہ اتنی حسین ہے کیا اس کو کسی نے چاہا نہیں ہوگا...... اور اس نے؟" ایک اور ڈنک شک کے ناگ نے مارا تو وہ بے قرار ہوا تھا۔

"مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔" وہ اس کے دل کی کیفیت سے بے خبر کہہ رہی تھی۔

"نہیں ٹھیک ہوں، کافی بنا دو۔" وہ چہرے پر ہاتھ رکھ کر لیٹ گیا۔ عجیب حالت تھی دل کی وہ اس کی پروا بھی نہ کرتا تھا اور اس کے متعلق سوچے بھی جا رہا تھا شاید وہ نکاح میں تھی، جسمانی نہ سہی ذہنی بندھن بندھ چکا تھا، سارا دن چاندنی کے ساتھ گزارنے کے بعد وہ اس کی تنہائی کے خیال سے رات واپس آ جاتا تھا، یا اس کی پرخلوص خدمت گزاری، ممی پاپا اور دادی کو مطمئن رکھنا...... یا پھر وہ سب جو آج اس نے سنا تھا وہ سب جس میں اس کا ذکر کر رہی تھی، جو اس کے دل کے قریب تر تھا اور یہ خیال اسے کسی اذیت میں مبتلا کر رہا تھا۔

وہ سارا دن گھر پر رہی تھا اس کی نگاہیں مائدہ پر تھیں۔ واجد مین کی بیوی نے ڈسٹنگ کی، برتن دھوئے چلی گئی مائدہ نے لنچ و ڈنر خود تیار کیا تھا، کھانا پہلی بار کھایا تھا اسے پسند آیا سارا دن جو اس نے مائدہ میں بات شدت سے نوٹ کی وہ عبادت کی پابندی تھی ہر نماز کے بعد، قرآن پاک کی تلاوت کے بعد رو رو کر دعا مانگتی اور اس قدر روتی تھی کہ ہچکیاں بندھ جاتی تھیں، فالتو وقت میں وہ گہری سوچوں میں گم رہتی تھی۔ اس کو عمر کی موجودگی کا خیال آتا تو چونک کر بھی کافی

غزل

سمندر سارے شراب ہوتے
تو سوچو کتنے فساد ہوتے
گناہ نہ ہوتے ثواب ہوتے
تو سوچو کتنے فساد ہوتے
کس کے دل میں کیا چھپا ہے
بس خدا ہی جانتا ہے
دل اگر بے نقاب ہوتے
تو سوچو کتنے فساد ہوتے
تھی خاموشی ہماری فطرت
جو چند برسوں کبھی نبھ گئی ہے
زباں پہ اپنی جواب ہوتے
تو سوچو کتنے فساد ہوتے

نور الہدیٰ مغل...... حیدرآباد سندھ

جائے یا جوس لیے چلی آتی، جھکی نظروں کے ساتھ...... گویا نظریں اٹھی تو بھید کھل جائے گا، چوری پکڑی جائے گی۔

......☆☆☆......

دوسرے دن وہ چاندنی کے پاس چلا آیا تھا، ماں بیٹی نے کل رونی ذکر چھیڑ دیا تھا اور آج ان کی باتیں اسے پرکشش نہیں لگ رہی تھیں، ذہن بوجھل بوجھل ہو رہا تھا اور اعصاب تھکے ہوئے۔

"آج تو لیزی بوائے بنے ہوئے ہو عمر!" چاندنی نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"رات میں اچھی طرح سو نہیں سکی ہوں ریسٹ کرنے جا رہی ہوں، عمر بیٹے آپ بھی ریسٹ کر لیں، تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔" فردوس کہہ کر اس کے لائے ہوئے سامان کے شاپرز اٹھا کر وہاں سے چلی گئیں، چاندنی نے گھور کر جاتی ہوئی ماں کو دیکھا۔

"ممی کی بھوک ختم نہیں ہوتی، وہ کھانے گئی ہیں سونے نہیں۔"

"کھانے دو کیا ہوا ہر سامان میں ڈبل تعداد میں

لایا ہوں۔"

"ڈارلنگ! کیا ہوا ہے تم اپ سیٹ لگ رہے ہو؟" وہ اس سے جڑ کر بیٹھ گئی عمر کو دور ہونا پڑا تھا۔

"اوفوہ! اب تو ہماری شادی ہونے والی ہے پھر بھی فاصلہ؟"

"شادی ہونے والی ہے ہوئی نہیں ہے ہر کام اپنے وقت پر اچھا لگتا ہے۔" اس کے لہجے میں ناگواری دور تک تھی۔

"اچھا ڈیئر! اب تم خفا ہو کر نہ بیٹھ جانا سوری کیا آج باہر چلنے کا موڈ نہیں ہے۔" وہ مسکرائی۔

"آج موڈ نہیں ہے تم کچھ اچھا سا کک کرو وہ کھائیں گے۔"

"میں اور کوکنگ۔" وہ قہقہہ مار کر ہنسی۔

"تمہیں کوکنگ نہیں آتی؟"

"ارے تم بھی کیسے دقیانوسی مردوں کی طرح باتیں کرتے ہو تم جیسے کروڑ پتی آدمی کی بیوی کھانا پکاتی اچھی لگے گی۔"

"مائدہ کوکنگ کرتی ہے اور بیسٹ کرتی ہے۔" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا تھا چاندنی کو برا تو لگا پھر مسکرا کر بولی۔

"وہ چھوٹی فیملی سے آئی لڑکی ہے جہاں مردوں کو قابو کرنے کے لیے گر سکھائے جاتے ہیں اور دیکھ لو تم اس کی تعریف کر رہے ہو۔" وہ الماری کھول کر کچھ ڈھونڈ رہی تھی تب ہی چند تصویریں نکل کر کارپٹ پر بکھری تھیں وہ بے خبر الماری میں بکھرے کپڑوں سے الجھ رہی تھی اور وہ شاکڈ ان تصویروں کو دیکھ رہا تھا۔

جن میں وہ دلہن بنی کسی نوجوان کی آغوش میں تھی اس نے جھک کر ایک تصویر اٹھائی جس میں اس کے ساتھ فردوس بیگم بھی تھیں۔ وہ تصویر اس کی جیب میں منتقل ہو گئی تھی۔ وہ یہاں سکون حاصل کرنے آیا تھا۔ معلوم ہوا وہ دھوکوں فریبوں کے جال میں جکڑا ہوا ہے پھر بھی دل کو موہوم سی امید تھی یہ سب جھوٹ ہو چاندنی کی محبت سراب نہ ہو۔

"اوہ! یہ فوٹوز بھی گر گئے کالج میں میں نے ڈرامے میں برائیڈل کا رول کیا...... یہ اسی وقت کی فوٹوز ہیں۔" چاندنی ہراساں ہو گئی تھی خوف زدگی اس کے چہرے کے نقوش سے عیاں تھی وہ اضطرابی انداز میں انگلیوں کو مروڑنے لگی تھی۔

"عمر! خدا کی قسم یہ ڈرامہ......"

"شٹ اپ! صفائی وہ دیتا ہے جو مجرم ہوتا ہے میں یہ لے کر جا رہا ہوں اس میں موجود شخص وہی لگ رہا ہے جو اس رات تمہیں کڈنیپ کر رہا تھا۔" اس کے لہجے میں شعلے لپک رہے تھے۔

"اس کی نیت خراب ہو گئی تھی مجھ پر اس لیے وہ......"

"بس! کچھ دیر ویٹ کرو...... پھر دیکھنا تمہاری بے وفائی کا کیسا مزہ چکھاتا ہوں۔" وہ چیخا تھا۔

"ارے کیا ہوا بیٹا کیوں چیخ رہے ہو؟" فردوس گھبرائی ہوئی آگئیں۔

"یہ کون ہے آپ بھی نہیں جانتی اس کو؟" اس نے جیب سے تصویر نکال کر ان کی طرف اچھالی۔

"یہ...... یہ قمر ہے کمبخت نے زبردستی ڈرا دھمکا کر میری بچی سے نکاح کیا اور بھاگ گیا چھوڑ کر۔" وہ گھبراہٹ میں بول گئیں۔

"امی! کیا کہہ رہی ہیں آپ؟" وہ اس سچ پر سٹپٹا کر بولی۔ قبل اس کے کہ عمر غصے کی حد سے بڑھ جاتا اس کا سیل فون بج اٹھا اور واجد حسن کی کال سن کر وہ تیزی سے بھاگا تھا۔

"ارے شکر ہے وہ گیا خس کم جہاں پاک...... میں تو کہتی ہوں جان بچی سو لاکھوں پائے کروڑوں کو چھوڑو جان بچا کر بھاگو یہاں سے تمہاری وجہ سے سارا کھیل بگڑ گیا کتنا کہا تھا ان تصویروں کو جلا دو۔"

"آپ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے امی! یہ پہلا مرد ہے جس سے میں محبت کرتی ہوں اس نے مجھ سے محبت ہی نہیں عزت بھی کی ہے۔"

"اب کرے نہ وہ تم سے محبت ہونہہ اب وہ تمہاری

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

صورت پر تھوکنا بھی پسند نہیں کرے گا اس سے پہلے وہ واپس آکر ہم کو گولی مارے بھاگ چلو یہاں سے۔"

چاندنی کے خوب صورت چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے اس کی زندگی میں مردوں کا آنا جانا لگا رہتا تھا ان مردوں میں کبھی بھی عمر یوسف جیسا مرد نہ آیا تھا اور اسے معلوم تھا نہ ہی کبھی آئے گا..... وہ بیٹھ کر روتی رہی جبکہ فردوس پھرتی سے سامان چیک کرنے میں مصروف تھیں۔

⚫ ..... ⚫ ..... ⚫

نامعلوم کس طرح مائدہ کا پاؤں سلپ ہوا اور وہ واش روم میں گر گئی تھی سر میں لگنے والی چوٹ کے باعث بے ہوش ہوگئی تھی۔ واچ مین کی بیوی صفائی کرنے آئی تو اس نے دیکھا اور واچ مین کو خبر دی اور اس نے اسی لمحے عمر کو کال کردی تھی۔ وہ آندھی طوفان کی طرح وہاں پہنچا تھا' وہ ہوش میں تھی' واچ مین کی بیوی کاٹن سے اس کا زخم صاف کررہی تھی جس پر خون جم گیا تھا۔

"کس طرح گر گئیں۔" وہ زخم پر ڈریسنگ کرتا ہوا گویا ہوا۔

"کس طرح پاؤں سلپ ہوا مجھے پتہ ہی نہ چلا۔" وہ آنکھیں موندے نقاہت سے کہہ رہی تھی' باہر آتے ہوئے وہ بے اوسان گری تھی بدن میں چوٹیں لگی تھیں اور کئی گھنٹے پڑے رہنے کی وجہ سے سارا جسم اکڑ کر بہت درد کررہا تھا۔

"پتہ کس طرح چلے گا خیالوں میں جو کھوئی رہتی ہو...... کس کے خیالوں میں کھوئی رہتی ہو؟" چاندنی کے فریب پر وہ ویسے ہی وحشی بنا ہوا تھا مستزاد اس پر وہ اس کی کل امی سے ہونے والی باتیں نہیں بھول پا رہا تھا۔ عجیب پھنکارتا ہوا لہجہ تھا اس نے آنکھیں کھول دیکھا وہ بہت قریب تھا اس کی لودیتی آنکھیں نیزے کی انیوں کی مانند چبھتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں وہ کبھی قریب نہیں آیا تھا اور اب......!

"بتاؤ جواب دو' جس کو بھول نہیں پائی ہو' سوگ منا رہی ہو اس کی جدائی کا کون ہے وہ؟" اس کی آنکھیں

> **خواہش**
>
> انسان کی خواہشات سے اللہ کو دلچسپی نہیں ہے وہ اس کی تقدیر اپنی مرضی سے بناتا ہے' اسے کیا ملتا ہے اور کیا نہیں ملتا اس کا فیصلہ وہ خود کرتا ہے جو چیز آپ کو ملتی ہے اس کی آپ خواہش کریں یا نہ کریں وہ آپ ہی کی ہے وہ کسی دوسرے کے پاس نہیں جائے گی مگر جو چیز آپ کو نہیں ملتی وہ کسی کے پاس بھی چلی جائے مگر آپ کے پاس نہیں آئے گی۔ انسان کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ جانے والی چیز کے غم میں مبتلا رہتا ہے آنے والی چیز کی خوشی اسے مسرور نہیں کرتی۔
>
> عمیرہ احمد کی تصنیف' ایمان' امید اور محبت سے اقتباس
>
> فردوس شہوار رفیق...... کالا گوجراں' جہلم

کھل گئی تھیں۔

"دیکھو مجھے جھوٹ سے نفرت ہے' سچ سچ بتاؤ' تم اپنی امی سے کیوں خفا ہو؟ کس کا سوگ منا رہی ہو تم؟ کل میں نے تمہاری باتیں سن لی تھیں۔" اس نے گویا انکشاف کردیا۔

اس کی حالت بے چین وابتر تھی۔ شدید ذہنی اذیت کا شکار تھا وہ۔

"آپ نے جس طرح مجھے کہا میں اسی طرح آپ کے ساتھ رہ رہی ہوں۔ پھر آپ کا یہ سب پوچھنے کا مطلب؟" وہ اٹھ بیٹھی تھی۔

"مطلب نہیں کی ہے میرا تم سے جواب طلب کرنے کا' میں یہ گلٹی فیل کرتا تھا کہ...... تم سے ناانصافی کررہا ہوں' تمہارا حق تمہیں نہیں دے پا رہا' تم کتنی نیک و پارسا ہو جو کوئی بھی لفظ زبان پر لائے بنا میرا بھرم رکھ رہی ہو' لیکن معلوم نہ تھا تم خیالوں میں کسی اور کے ساتھ وقت گزار رہی ہو' تب ہی میری پروا نہیں ہے تمہیں۔"

"کیا سارے حقوق مردوں کو حاصل ہیں وہ بیوی کی موجودگی میں بھی دوسری عورتوں سے چکر چلا سکتے ہیں' ہنی مون کے نام پر بیوی کو لاکر کمرے میں بند کرتے ہیں اور باہر عیاشیاں کرتے ہیں۔"

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

"فضول مت بولو ورنہ منہ توڑ دوں گا تمہارا۔" وہ دھاڑا۔

"کون ہے وہ بتاؤ' جس کے تصور سے تم نکل نہیں ہو یقیناً میری غیر موجودگی میں تم اس سے سیل پر باتیں بھی کرتی ہوگی۔"

"حماد.....!" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا' کئی آنسو بھی ٹوٹ کر گرے۔

"حماد!" اسے لگا وہ شعلوں میں گھر گیا ہو۔

"تم میں اور بازاری عورت میں کوئی فرق نہیں ہے وہ گاہکوں کو الو بناتی ہیں اور تم جیسی عورتیں اپنے شوہروں کو۔"

"عورت سچ بول دے تو بازاری کہلاتی ہے اور مرد ہر گناہ کرکے بھی مرد کہلاتا ہے عمر صاحب! بازاری حرکتیں کرنے والے مرد بھی بازاری ہوتے ہیں....." بھرپور تھپڑ اس کے رخسار پر پڑا تھا۔

"چلو..... میں اب تمہاری صورت بھی دیکھنا نہیں چاہوں گا۔" وہ سر جھکا کر رونے لگی تھی۔

◉......◉......◉

اشکوں میں بہہ گیا ہے ہر ایک خواب آرزو
چہرے پر حسرتوں کا لہو مل رہے ہیں ہم

رات کی فلائٹ سے وہ کراچی واپس آگئے تھے رات خاموشی سے کٹا تھا۔ عمر گیٹ سے ہی اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ عارف اور رضوانہ نے معاملے کی سنگینی محسوس کرلی تھی مگر اس کی حالت دیکھ چپ رہے تھے۔ وہ آ کر کچھ دیر بعد سوگئی اور ساری رات سکون سے سوتی رہی تھی۔ ناشتے کے بعد عارفہ نے خود اس سے اس طرح واپسی کی وجہ پوچھی تھی اس نے بھی پہلی رات سے کل تک ہونے والے واقعے کی ہر بات ان کو بتادی تھی۔ وہ بیٹی کی کرماں نصیبی پر دنگ رہ گئے۔

"رضوانہ! تم نے ایسا کرکے اچھا نہیں کیا مائدہ پہلے دن ہی عمر کو حماد کے متعلق سب بتادیتی تو آج اس طرح واپس نہیں آتی۔" ان کے شانے ڈھلک گئے بے دم سے ہوگئے وہ۔

"پھر تو وہ اسی رات واپس بھیج دیتا۔" وہ آہ بھر کر بولیں۔

"واپس تو اس کو آنا ہی تھا..... ہزار بار سمجھایا حماد اور مائدہ کو نہیں ملنے دو شریعت محرم و غیر محرم کے ملاپ کی اجازت نہیں دیتی۔ منگنی کوئی تعلق نہیں ہے جس میں لڑکا لڑکی بے تکلفی سے ملیں۔"

"ہمیں کیا پتہ تھا حماد اتنی جلدی چلا جائے گا؟"

"پتہ تو کسی کا بھی نہیں ہے کب کس کا بلاوا آجائے۔ اس طرح ملنے جلنے سے اس طرح کی گتھیاں پیدا نہیں ہوتی۔" آج ان کی باتیں باتحتی ان کی سمجھ میں آرہی تھیں اور پچھتاووں کے ساگر میں وہ ڈوبتی جارہی تھیں۔

"امی! میں اب بھی وہاں نہیں جاؤں گی۔" مائدہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں اب تمہارے معاملے میں نہیں بولوں گی تم کو پورا اختیار ہے اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے کا۔" وہ دھیمے سے گویا ہوئیں۔

"کاش! یہ اختیار پہلے ہی آپ مجھے دے دیتیں تو......"

"ہم نے تمہاری بہتری چاہی تھی بڑے لوگوں میں بیاہ کر سوچا تھا تمہارا مستقبل محفوظ کردیا ہے تمہیں وہاں کوئی دکھ نہیں ہوگا۔"

"بڑے لوگوں کے دل بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔" اس کے خیالوں میں عمر کا آگ برساتا چہرہ تھا۔

◉......◉......◉

مائدہ کو گھر اتار کر اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ وہ گھر آیا تو ملازم سے پتا چلا مما پاپا ملائکہ کے گھر گئے ہیں اور کل آئیں گے..... وہ بھڑکتے ذہن کو پرسکون کرنے کے لیے ٹرنکولائزر کھا کر سوگیا۔ دوسرے دن اس کی آنکھ مما کی دستک کی آوازوں سے کھلی اس نے دروازہ کھولا۔

"ارے بہو کہاں ہے اور آپ بنا اطلاع دیے آگئے؟" وہ کمرے میں اسے نہ پا کر حیرت سے بولیں۔

"آرہا ہوں ابھی ہاتھ لے کر پھر بتاتا ہوں آپ کی لاڈلی کے کرتوت جس طرح کی زندگی وہ گزار کر آئی

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

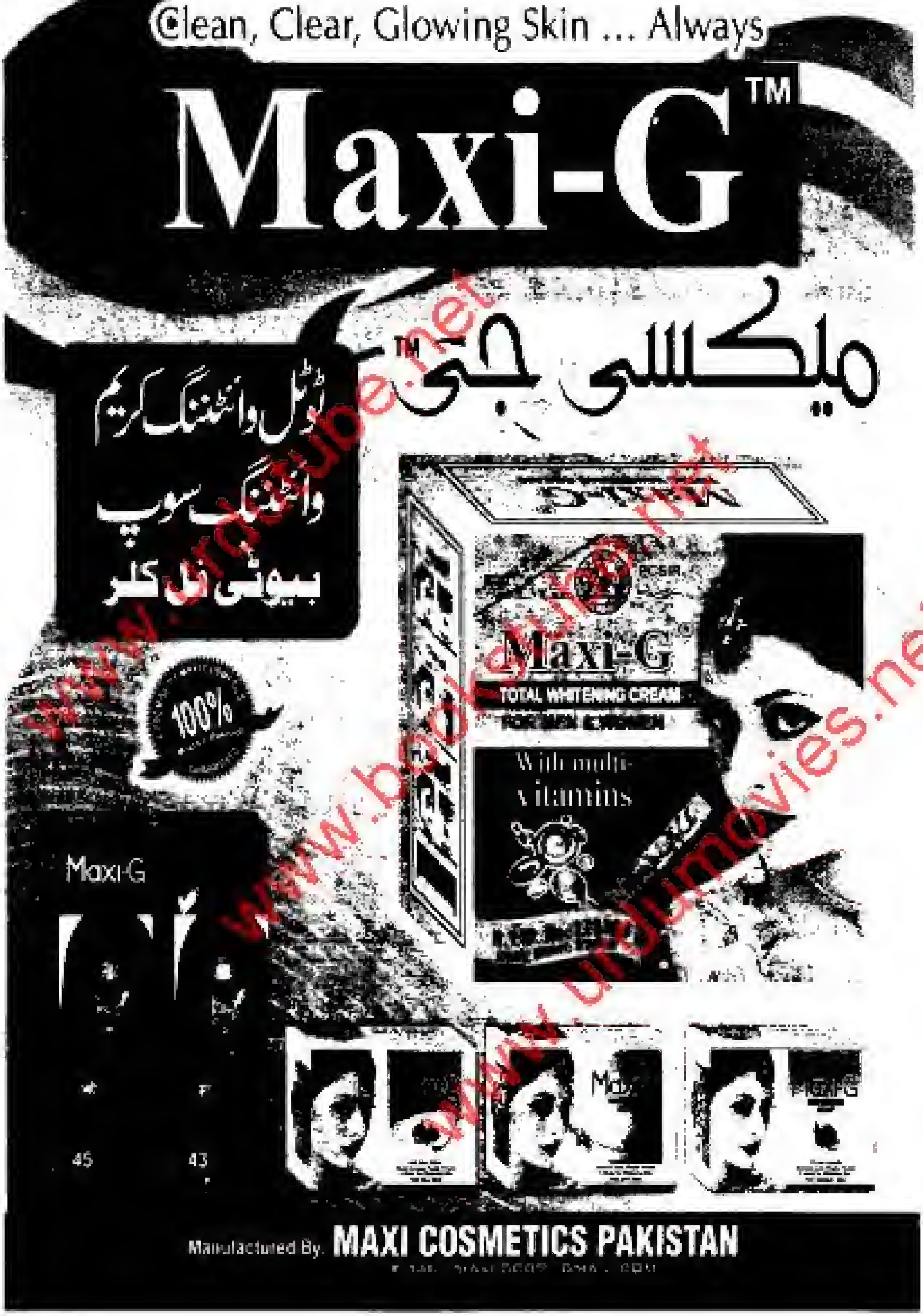

Clean, Clear, Glowing Skin ... Always
Maxi-G™
میکسی جی™
ٹوٹل وائٹننگ کریم
وائٹننگ سوپ
100%
PCSIR
Maxi-G
TOTAL WHITENING CREAM
With multi-vitamins
Maxi-G
45
43
Manufactured By. MAXI COSMETICS PAKISTAN

ہیں۔" اس کا موڈ بری طرح آف تھا وہ ان کو حق دق چھوڑ کر چلا گیا۔ یوسف صاحب نے تحمل سے اس کی باتیں سنی جو باتیں کم الزامات زیادہ تھے پھر اچانک وہ اٹھا اور ان کے قدموں میں بیٹھ کر اپنے گستاخانہ رویوں کی معافی کے ساتھ ساتھ چاندنی کی ہرجائی پن کی ساری تفصیل بتا ڈالی وہ بار بار معافیاں مانگ رہا تھا۔

"میں اپنے پروردگار کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے تمہیں برباد ہونے سے بچا لیا۔" انہوں نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"مائدہ نے تمہیں کوئی دھوکا نہیں دیا وہ بے خطا لڑکی ہے۔"

"اس نے خود اقرار کیا ہے کہ وہ حماد......؟"

"حماد اس کے کزن کا نام ہے...... جواب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"دنیا میں نہیں ہے! آپ کا مطلب ہے وہ مر گیا ہے؟" وہ چونکا۔ یوسف صاحب نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

"آپ کے پاپا نے پہلے ہی منع کر دیا تھا ورنہ میں آپ سے کچھ نہ چھپاتی اور وہاں مائدہ کی امی نے اسے قسم دی تھی مائدہ کو بھی پہلی رات ہی آپ کو اپنے بارے میں بتانے سے گریز کرتیں۔" وہ شرمندہ ہوا انجانے میں کیا کچھ نہ وہ اسے کہہ گیا تھا اپنے ہر ہر لفظ سے اسے پچھتاوا ہو رہا تھا غصہ عقل کا دشمن ہوتا ہے۔

ممّا پاپا اپنی لاڈلی بہو سے ملنے چلے گئے تھے اس سے نہیں پوچھا تھا۔ چاندنی کے وقتی پیار کی پٹی جو آنکھوں سے ہٹی تو اسے سب صاف صاف دکھائی دینے لگا پیار میں دھوکہ کھا کر وہ ہر شے سے بے زار ہو گیا تھا۔ پیار کر چاہنے والا ساتھی اچانک چلا جائے تو......!

"میں محبت میں ایک لمحہ برداشت نہ کر سکا تم پیاری ہو مائدہ۔" حماد نے کال کر کے کہا۔

"آئم سو سوری میں نے تم پر ہاتھ اٹھایا' بے جا الزامات لگائے۔"

"جو ہونا تھا وہ ہو گیا عمر یوسف! اب آپ مجھے میری زندگی جینے دیں' میں حماد کی یادوں سے کبھی باہر نہیں آؤں گی آپ کو میں حماد کی جگہ نہ دے سکوں گی...... آپ مجھے......"

"پلیز آگے کچھ مت کہنا۔" اس نے جلدی سے بات کاٹی۔

"تم مجھے ہر حال میں قبول ہو' حماد کی یادوں سمیت۔" اس کے لہجے کی سرد مہری غائب تھی' بہت میٹھے لہجے میں وہ بات کر رہا تھا۔ مائدہ کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"مائدہ! میں نے انجانے میں پاپا کا بہت دل دکھایا ہے اب ٹھوکر کھا کر مجھے عقل آ گئی ہے' ہمارے بڑے جو ہمارے لیے فیصلے کرتے ہیں وہ ہی ہمارے لیے بہترین و کامیاب ہوتے ہیں۔"

"جی...... بس ہم کو ٹھوکر لگ کر ہی عقل آتی ہے' اس وقت تو ہمارے اپنے سب سے زیادہ دشمن لگتے ہیں۔" وہ بھی پاپا کی باتوں کو آج سمجھی تھی' منگنی کوئی ایسا تعلق نہیں ہے جس کی بنیاد پر وہ حماد کے ساتھ رہتی کی...... پہلے ہی وہ فاصلہ تھی تو آج حماد کا دکھ اتنا بڑا نہ لگتا۔

"میں آ رہا ہوں تمہیں لینے ریڈی ہو جاؤ۔" وہ مسکرا کر بولا۔

مائدہ نے سمجھوتہ کر لیا تھا...... حماد کی محبت شاید عمر کی سنگت میں کبھی نہ کبھی کم ہو جانی تھی۔

شام کا گلابی سماں تھا سمندر کی لہریں سورج کی روشنی سے چمک رہی تھیں اور وہ اس کا ہاتھ تھامے اس جگہ ہی جا رہا تھا جہاں وہ اور حماد بھی بیٹھا کرتے تھے۔

اس کی آنکھوں سے ایک موتی گرا اور ریت میں جذب ہو گیا۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

موم کی محبت
راحت وفا

قسط نمبر 10

سمٹ سکا نہ کبھی زندگی کا پھیلاؤ
کہیں بھی ختم غمِ عاشقی نہیں ہوتا
نکل ہی آتی ہے کوئی نہ کوئی گنجائش
کسی کا پیار کبھی آخری نہیں ہوتا

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

شرمین صفدر کو عارض کی طرف سے آنے والا میسج دکھاتی ہے۔ صفدر شرمین کو تسلی دے کر خود عارض سے بات کرنے کو کہتا ہے مگر شرمین منع کردیتی ہے۔ سنجنا عارض کو ایک ریستوران میں دیکھ کر اس کے پاس آ بیٹھتی ہے وہ غیر مذہب سے تعلق رکھتی ہے اور عارض سے دوستی کرنا چاہتی ہے۔ زیبا کے والد کا انتقال ہوجاتا ہے اور اس کی خود کی طبیعت بھی بگڑ جاتی ہے۔ تدفین کے بعد جہاں آرا بیگم صفدر سے زیبا کو گھر لے جانے کا کہتی ہیں تو زیبا ان کی وحشت میں گھری آنکھوں کو دیکھنے لگتی ہے۔ صفدر کا رویہ بھی زیبا کے ساتھ ٹھیک نہیں ہوتا وہ جہاں آرا بیگم کے سامنے گھر کے کام کا عذر رکھتا ہے تو جہاں آرا بیگم حکم صادر کردیتی ہیں جو اسے مجبوراً ماننا پڑتا ہے اور زیبا کو لے کر گھر آجاتا ہے۔ بوبی کو بھولی کا گھر آنا ناگوار گزرتا ہے وہ اس کی معصوم حرکتوں اور سر میں لگے تیل اور آنکھوں میں لگے کاجل سے خار کھاتا ہے اور بھولی کو ان سب کے استعمال سے سختی سے منع کرتا ہے۔ آغا جی عارض کو فون کرکے واپس آنے کے لیے کہتے ہیں تو وہ انہیں شرمین سے رشتہ ختم ہونے کا بتا کر حیران کردیتا ہے۔ صفدر عارض کو فون کرکے شرمین سے رشتہ ختم کرنے کی وجہ پوچھتا ہے تو وہ ٹال جاتا ہے جس پر صفدر کو غصہ آجاتا ہے۔ شرمین کو اپنے گھر کے کاغذات میں سے صبیح احمد کا ایک خط ملتا ہے جس کو پڑھ کر وہ افسردہ ہوجاتی ہے۔ زیبا کی اچانک طبیعت خراب ہوجاتی ہے۔ صفدر ماں اور زیبا کو اسپتال چھوڑ کر جانا چاہتا ہے لیکن جہاں آرا بیگم اس کو کہیں بھی جانے سے سختی سے منع کردیتی ہیں۔ بوبی کی بڑھتی ہوئی بے باکی کو دیکھتے ہوئے زرشتہ آپا بوبی کے منہ پر تھپڑ مار دیتی ہیں۔ بوبی غصے سے ناشتہ چھوڑ کر اپنے کمرے میں بند ہوجاتا ہے جبکہ شرمین خود کو قصوروار محسوس کرتے ہوئے شرمندگی محسوس کرتی ہے۔ ممی اسپتال کے باہر لان میں بنچ پر بیٹھے صفدر کو بیٹے کی ولادت کی خوشی سنا کر اسے سمجھاتی ہے کہ وہ زیبا اور بچے کو قبول کرلے مگر صفدر صاف انکار کردیتا ہے۔

(اب آگے پڑھیں)

○......❖❖......○

کئی ہفتوں کے بعد موسم میں خوش گوار تبدیلی آئی تھی آسمان صاف تھا خنکی میں بھی بہت کمی آگئی تھی۔ سنہری دھوپ امریکیوں کے لیے تو کسی نعمت سے کم نہیں ہوتی۔ بہت چہل پہل اور گہما گہمی کا سماں تھا۔ وہ آفس سے واپسی پر راستے میں آنے والے ایک پارک کے قریب رک گیا۔ گاڑی پارک کی اور اندر آگیا۔ بچے کھیل رہے تھے چند جوڑے چہل قدمی کررہے تھے۔ کچھ ادھیڑ عمر مرد اور خواتین بنچوں پر بیٹھے اخبار اور میگزین پڑھنے میں منہمک تھے وہ چاروں طرف دیکھتے ہوئے یہ سوچ رہا تھا کہ یہاں دل بہل جائے گا قرار آجائے گا آفس میں ضروری کام نمٹائے اور زیادہ دیر بیٹھ نہ سکا۔

نہ دل کو وہاں تسلی اور سکون تھا اور نہ یہاں بے دلی سے دھیرے دھیرے چلنے لگا۔ کسی کی اس کی طرف توجہ نہیں تھی وہاں ویسے بھی کسی کو کسی سے مطلب نہیں ہوتا۔ چھوٹے سے پارک کے آخری کونے میں وکٹوریہ اسٹائل کے وڈن بینچ پر بیٹھ کر خالی خالی نگاہوں سے وہ ایک ہی سمت دیکھنے لگا۔ مگر وہاں بھی درختوں کی اوٹ سے شرمین کا چہرہ ہی دکھائی دیا۔

"تم مجھے چھوڑ کیوں نہیں دیتیں؟ میں بے شمار چہرے فراموش کر آیا ہوں۔ تم...... تم کیوں سائے کی مانند میرے تعاقب میں رہتی ہو؟ کیوں مجھے یاد دلاتی ہو...... یاد دلاتی ہو تو...... سنو میں کب تمہیں بھول سکا ہوں۔ مجھے تو ہر پل تمہاری یاد آتی ہے، کبھی سانسوں کے چلنے پر تو کبھی دل کے مچلنے پر، کبھی بارش کے برسنے پر تو کبھی آنکھیں چھلکنے پر تم سن سکو تو سنو کبھی چاند کے نکلنے پر تو کبھی سورج کے ڈھلنے پر کبھی دن کے سویروں میں تو کبھی رات کے اندھیروں میں...... دیکھ سکو تو دیکھو میں تمہیں بھول نہ سکا تمہاری یاد آتی ہے لوگوں کے میلے میں تو کبھی تنہا اکیلے میں۔ میں نے تم ہی سے محبت کی اور تم کو آسانی سے کسی اور کے لیے چھوڑ دیا اب میں عمر بھر بھگتار ہوں گا یہاں وہاں اور معلوم ہے کہ اب ہمارا ملن ممکن نہیں تم میرے لیے اپنی پہلی محبت کیسے بھول سکتی ہو اور وہ بھی تو شاید دیوانہ وار تمہیں چاہتا ہے۔ تمہاری فوٹو سینے سے لگائے پھرتا ہے میں تمہارا کچھ بھی نہیں تھا۔ بس اتفاقاً ملے اور پھر جدا ہو گئے کاش! تم نے ایک بار میرے کہنے پر ہی کہی، میری خواہش پر ہی سہی ایک بار صرف ایک بار اقرار محبت کیا ہوتا پھر چاہے انکار کیا ہوتا لیکن شرمین وہ شخص قابل رحم ہے میرے نزدیک دل کا مریض ہے اسے بکھرنے سے تمہیں ہی بچانا چاہیے کاش! میں اسے سمجھا سکتا تمہارے بارے میں بتا پاتا۔ اب تو شاید کبھی ملاقات ہو۔ میں کب تک تم سے بچ کر یہاں چھپا رہوں گا آخر مجھے لوٹنا ہے لیکن تمہارے لیے نہیں۔" آخری جملہ نجانے بے خیالی میں بنا تو بولی۔

"کس سے باتیں کر رہے ہو؟"

"آپ......؟" وہ بری طرح چونک اٹھا اسے دیکھ کر خوش گوار تاثر چہرے پر نہیں آیا تو وہ منہ بنا کر بولی۔

"اس قدر برا منہ بنا رہے جیسے میں بھوت پریت یا کوئی آ گیا ہوں۔"

"بس...... مجھے ایسا لگتا ہے۔" وہ پوری سنجیدگی سے کہہ گیا تو وہ برا مان کر قریب بینچ پر بیٹھ گئی۔

"کیا لگتا ہے؟"

"یہی کہ آپ میرا تعاقب کسی آسیب کی مانند ہی کر رہی ہیں۔"

"کاش آپ اس بات کی جگہ یہ کہہ دیتے کہ آپ میرے لیے بے قرار ہو کر پارک کی خاک چھان رہی ہیں۔"

"یہاں خاک ہوتی ہی نہیں۔"

"ہاہاہا...... ویری فنی۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"ایکسکیوز می۔" وہ اٹھنے لگا تو اس نے شرٹ کھینچ کر بٹھا لیا۔

"کچھ تو خیال کریں آپ کو تلاش کرنے میں اچھا خاصا وقت برباد کیا ہے۔"

"حیرت ہے آپ کی بے تکلفی پر۔" وہ روکھے لہجے میں کہہ گیا۔

"مجھے بھی حیرت ہے آپ کی لاتعلقی پر۔"

"ایکسکیوز می ہمارا کوئی تعلق ہے ہی نہیں۔" کھرا جواب تھا۔

"تو بن جائے گا۔"

"وہاٹ......؟"

"میرا مطلب، بار بار ملتے رہنے سے شناسائی ہو ہی جاتی ہے۔" اس نے بات بنائی۔

"اوکے..... میں اجازت چاہتا ہوں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
"تو میں نے بھی ساتھ جانا ہے یار میں پیدل جاؤں گی کیا؟" اس نے بڑی بے تکلفی سے کہا۔
"مگر.....!"
"مگر کیا؟ آپ مجھے میرے اپارٹمنٹ کے قریب ڈراپ کردیجیے گا۔"
"لیکن میں آپ کو ساتھ نہیں لے جاسکتا۔"
"اوکے..... ہائے ہائے سی یو ٹومارو۔" سنجنا نے فوراً ہی کہہ دیا تو عارض کو کچھ شرمندگی ہوئی تو کچھ دیر رکا اور پھر بولا۔
"چلیے میں ڈراپ کردیتا ہوں۔"
"اوہ..... تھینک یو۔" وہ بچوں کی طرح خوش ہوگئی وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا آگے آگے چل دیا تو وہ پیچھے پیچھے چلنے لگی۔

○.....❁❁.....○

جہاں آرا بیگم کے لیے حیران کن لمحہ تھا۔
وہ کسی گہری سوچ میں غلطاں تھا جبکہ انہوں نے ریشم کے گالے جیسا وجود اپنی محبت کی بانہوں میں سمیٹ کر اس کی طرف بڑھایا تھا۔ جسے وہ دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔ نتھی کمرے سے باہر کسی کام سے آئی تو یہ منظر دیکھ کر رک گئی اور بولی۔
"صنوبر بھائی، بیٹے کی خوشی میں کہاں کھوگئے ہیں آپ؟" وہ چونکا۔
"ارے بی بی تو میں بھی دیکھ رہی ہوں، مگر خوشی دکھائی تو نہیں دے رہی۔" جہاں آرا اماں تھیں اندازہ لگاتے ہوئے بولیں۔
"ماتھے پر لکھ کر لگاؤں؟" بڑا کھردرا جواب تھا۔
"صاحب اولاد ہونے پر ماں باپ ایسا ہی تو کرنا چاہتے ہیں۔" نتھی نے بڑی گہری ضرب لگائی۔
"جی بجا فرمایا آپ نے۔" اس نے جل کر نتھی کو جواب دیا۔
"اب پکڑو بچے کو، کان میں اذان دو۔" جہاں آرا نے اس طرح کہا کہ اس نے جلدی سے اسے تھام لیا۔ ریشم کی پوٹلی سی اس کے مضبوط ہاتھوں میں آئی اور ایک عجیب سی لہر ریڑھ کی ہڈی تک سرائیت کر گئی۔ خوب صورت گول مٹول سا بچہ آنکھیں موندے جہاں کے ہاتھوں میں تھا وہ اس کا بیٹا ہے یہ سوچ کر اس نے جھرجھری سی لی اور جلدی سے کمرے میں گھس کر اسے بیڈ پر لٹا دیا۔ زیبا سے کافی فاصلے پر، زیبا نے جلدی سے اسے اچک کر بانہوں میں بھرلیا۔ وہ کمرے سے بھاگ جانا چاہتا تھا کہ زیبا نے ہی قفل توڑا۔
"اگر خود اذان نہیں دینی تو کسی مولوی صاحب کا بندوبست کردیں۔ میرا بچہ اللہ کا نام تو سن لے۔" وہ خاموش رہا تو وہ پھر بولی۔
"اور اس کا نام؟"
"مجھ سے پوچھنے کی وجہ؟"
"تاکہ آپ کو شکوہ نہ رہے۔"
"کیسا شکوہ؟"
"کہ نام رکھنے کا موقع نہیں دیا۔"
"دیکھو ان فضول باتوں کے سہارے کوئی راہ نکالنے کی ضرورت نہیں جو دل چاہے رکھو، بس یہاں سے جانے کی

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

تیاری رکھو۔" وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔

"یاد دہانی کا شکریہ آپ کہیں تو میں ابھی چلی جاتی ہوں۔"

"کہاں؟" جہاں آرا زیبا کے لیے یخنی لے کر کمرے میں آئیں آخری جملہ سن کر بولیں۔

"جی...... میں کمرے سے باہر جانے کا کہہ رہی تھی۔" زیبا ٹال گئی۔ تو وہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔

"ہرگز نہیں ابھی زیادہ چلنے پھرنے کی ضرورت نہیں۔" وہ بولیں۔

"میں باہر جا رہا ہوں۔" صفدر نے کہا تو جہاں آرا جذباتی ہو گئیں۔

"اذان دی؟"

"امی اسی کے لیے جا رہا ہوں مولوی صاحب کو لاتا ہوں۔" صفدر نے فوری طور پر جھوٹ گھڑا۔

"بہتر تو یہ تھا کہ تم خود اذان دو بچے کے کان میں۔" وہ بولیں۔

"مجھے ٹھیک سے دینی نہیں آتی۔"

"چلو ٹھیک ہے نماز پڑھ کے ساتھ ہی لے آؤ۔"

"جی بہتر ہے۔"

"صبح سب سے پہلے بچے کا عقیقہ ہوگا مٹھائی بھی آرڈر کرو۔" جہاں آرا نے آرڈر دیا تو وہ جل کر بولا۔

"میں نماز چھوڑ دوں کیا؟"

"نہیں صفدر بھائی آپ جائیں۔" منحی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو وہ غصے سے باہر نکل گیا۔

"پتا نہیں صفدر کو کیا ہو گیا ہے؟" جہاں آرا کچھ فکر مندی سے بولیں۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں خالہ جان صفدر بھائی کو خوشی نہیں ہوئی۔" منحی نے کہا۔

"ایسا تو نہیں ہو سکتا شاید کوئی دفتری پریشانی ہو گی۔" جہاں آرا نے ٹالنے کی خاطر کہا۔

"منحی اب تم آرام کرو۔" زیبا نے کہا گزشتہ دو راتوں سے وہ سو بھی نہیں سکی تھی۔

"کوئی بات نہیں میں آرام سے ہوں کل صبح حاجرہ خالہ کے پاس چلی جاؤں گی۔"

"بیٹا میں کھانا تیار کر کے آواز دوں گی پھر آرام کرنا۔" جہاں آرا اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"خالہ میں نے سالن پکا لیا ہے آپ چلیں میں چپاتی پکاتی ہوں اور پھر آپ کے ساتھ ہی سوؤں گی۔" منحی نے جواب دیا۔

"ابھی صفدر آتے ہوں گے۔" زیبا نے یاد دلایا۔

"ہاں...... اس کے آنے پر ہی کھانا کھائیں گے۔" جہاں آرا بیڈ کے قریب آ گئیں اور پوتے کو گود میں لے کر بیٹھ گئیں۔

○......❖❖......○

یونی کھانے کے لیے نہیں آیا تو شرمین کو کافی شرمندگی محسوس ہوئی وزینت آپا تو رات کا کھانا ٹھیک طریقے سے کھاتی نہیں تھیں۔ اس نے بھولی کو اس کے کمرے میں بھیجا تو وہ کافی دیر گزرنے کے باوجود واپس نہیں آئی تو اس نے خود بھی کھانا چھوڑ دیا۔ زینت آپا کے لیے شوگر فری بسکٹ اور گرم دودھ کا گلاس لیا اور باہر نکلی تو بھولی راستے میں مل گئی وہ رک گئی بھولی نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

"چھوٹے صاحب نے میری بات ہی نہیں سنی۔"

www.urdutube.net
www.booksbube.net
www.urduquotes.net

"اتنی دیر سے تم کیا کررہی تھیں؟" اس نے پوچھا۔
"چھوٹے صاحب نے سارا سامان پھینک رکھا تھا۔"
"اوہ...... سمجھ گئی۔"
"میں نے سب ٹھیک کر کے رکھ دیا۔" بھولی نے کہا۔
"اچھا کیا اور کھانے کے برتن اٹھواؤ اور جا کر سو جاؤ۔"
"ایک بات ہے۔" بھولی نے متوجہ کیا تو وہ رک گئی۔
"کیا؟"
"چھوٹے صاحب نے بڑی جلدی سارے کپڑے رکھ لیے۔"
"کیا مطلب؟"
"کالے بیگ میں سب کپڑے رکھ لیے ہیں۔"
"بیگ میں، کہاں تھا بیگ؟" شرمین ٹھٹکی۔

"وہیں کمرے میں، وہ کہیں جا رہے ہوں گے۔" بھولی نے اپنی دانست میں بتایا اور آگے بڑھ گئی مگر وہ وہیں کھڑی سوچنے پر مجبور ہوگئی بیگ کی تیاری چونکا دینے کو کافی تھی۔

اس نے بابا کو دیکھا آواز دی اور دودھ، بسکٹ والی ٹرے انہیں تھما کر بوبی کے کمرے کا رخ کیا کمرے کے باہر چند لمحے رکی رہی، یقیناً اس نے یہی ردعمل ظاہر کرنا ہوگا کہ وہ چلا جائے مگر اس طرح تو ایک ماں سے اس کا اکلوتا بیٹا دور ہو جائے گا۔ یہ خیال ذہن میں آتے ہی اس نے دروازے پر دستک دی اور دروازہ ہلکا سا اندر کی طرف دھکیلا تو بھولی کے کہنے کے مطابق اس کا بڑا سا سفری بیگ تیار رکھا تھا۔ وہ اوندھے منہ بیڈ پر دراز تھا۔ کمرے کی حالت کافی حد تک بھولی سنوار گئی تھی۔ مگر پھر بھی کمرے کا نقشہ بگڑا ہوا تھا چھوٹی بوتلیں، میز پر پڑی تھیں اور چھوٹی چھوٹی چیزیں بھولی ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ گئی تھی۔ اس نے کسی بھی چیز کو ہاتھ لگائے بغیر واپسی کا ارادہ کیا مگر وہ شاید آہٹ پا کر کسمسایا اور پھر سرخ آنکھوں سے دیکھا۔

"تماشا دیکھنے آئی تھیں۔"
"کیسا تماشا؟" وہ عجیب سی سے بولی۔
"بھولی نے بتایا ہوگا کہ ایسا سامان ملا ہوگا۔" وہ مکمل طور پر بیدار ہو چکا تھا۔
"بھولی نے کیا بتانا تھا اسے کیا کہہ کر بھیجا تھا؟"
"بتایا ہوگا کہ بیگ تیار ہے ایک بےوقوف لوٹ کر جا رہا ہے۔" وہ طنزیہ بولا۔
"نہیں ایسا کچھ نہیں بتایا اس نے۔" اس نے کوئی تاثر دیے بنا کہا۔
"تو اب جان لو جا رہا ہوں تم نے مجھے بےوقوف بنایا۔"
"الزام تراشی کی ضرورت نہیں اور تم کیوں جاؤ؟" وہ بےبسی سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔
"تاکہ تم خوش رہو کوئی تمہاری تکلیف کا سبب نہ ہے۔"
"چلتی ہوں! اس کا فیصلہ ابھی باقی ہے۔" وہ یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ بوبی کو اور بھی غصہ آیا ایک بار پھر سارا سامان کمرے میں میدان جنگ کا منظر پیش کرنے لگا۔ پرفیومز کی خوب صورت نازک بوتلیں کرچی کرچی ہوگئیں اس پر بھی سکون نہ ملا تو سائیڈ ٹیبل سے اپنی فوٹو اور کمپیوٹر ٹیبل سے کمپیوٹر زمین پر اٹھا کر پھینک دینے کے بعد

www.urdutube.net
www.urdutube.net
www.booksandurdunovels.net

گھریلو ہتھیار

چمٹا: جب انسان نے آگ جلانا سیکھی تو یہ خطرناک ہتھیار بھی وجود میں آ گیا اگر بیگم کا نشانہ صحیح ہو تو کیا مجال ہے کہ شوہر اپنے آپ کو اس سے بچا سکے۔

بیلن: بہترین خانگی ہتھیار ہے انتہائی خطرناک بھی جبکہ بیگم کے لیے ایک معمولی کھلونے سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ صبح دوپہر، سہ پہر شام اور رات کو اس کا کثرت سے استعمال شوہر کو مٹھی میں رکھتا ہے۔

پھوکنی: سنگین صورتحال میں جل ککڑی بیگمات اس کا بھرپور استعمال کرتی ہیں۔ چمٹے کا اہم عصر ہتھیار ہے غریب طبقے میں عام ہے۔

چمچہ: گوکہ اس کے سائز اور معیار میں فرق ہوتا ہے مگر یہ ہر گھر کی اشد ضرورت ہے۔ ظالم تھکے، سست مجبور اور مغموم شوہر کو راہ راست پر لانے کے لیے نہایت موزوں ہتھیار ہے۔

مگرمچھ کے آنسو: بے غم (بیگم) کا سب سے موثر ترین ہتھیار...... پانی کے دو نمکین جھوٹے قطرے بڑے بڑے پہاڑ ڈھا دیتے ہیں۔ یہ بیگمات کا آخری ہتھیار ہے ہر کلاس میں اس کا استعمال عام ہے۔ بڑے بڑے نامور ہیرو اس کے آگے ڈبل زیرو ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔

عائشہ پرویز...... کراچی

دوبارہ بستر پر گر گیا۔ اسے لگا تھا کہ شرمین اسے منانے گی اس کا بیگ کھول کر سب کپڑے نکالے گی اسے روکے گی مگر ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔

"محبت کیا چیز دیکھ کر ہوتی ہے؟ چہرہ، دولت، عمر یا محبت......" وہ اپنی پشت سے بوبی کی آواز سن کر پلٹی جب سے اس کے کمرے سے آئی تھی تب سے بالکونی میں کھڑی اپنے لیے موزوں فیصلہ کرنے کا سوچ رہی تھی۔ ایسا فیصلہ جس سے ممی پاپا کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ ان کی زندگی کا محور بوبی ہے اور بوبی سے وہ بدظن ہو کر خود کو سزا دیں گی۔ ان کو تکلیف ہوگی اور ان کی تکلیف میں وہ کسی قسم کا اضافہ نہیں کر سکتی۔ بوبی کے منہ پر تھپڑ مار کر انہوں نے خود کو کمرے میں قید کر لیا بالکل چپ سادھ لی۔ ناشتے کے لیے میز پر نہیں آئیں اور اگر بوبی کا بیگ دیکھ لیں گی تو شاید ان کا صدمہ ناقابل تلافی ہوگا اس صورت میں کیا کرنا چاہیے۔ یہی سوچ رہی تھی کہ اب وہ خود روبرو آ گیا تھا۔

"بولیے؟"

"بوبی، میرے پاس بولنے کو کچھ نہیں ہے مجھے تو اب فیصلے کا حق استعمال کرنا ہے۔" وہ بہت آہستگی سے کہہ کر کمرے کے اندر آ گئی۔

"کیسا فیصلہ؟"

"میرا ذاتی مسئلہ ہے۔" اس نے کچھ غیر معمولی سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ...... مطلب ہم غیر ہیں۔" وہ برا مان گیا۔

"دیکھو بوبی بات اپنے یا غیر کی نہیں ہے، اصول کی ہے۔" وہ کرسی پر آرام سے بیٹھتے ہوئے بولی۔

"محبت میں کوئی اصول نہیں ہوتا۔" وہ چلایا۔

"آہستہ بولو مت تہذیب چھوڑو۔"

"میرا خیال تھا کہ تم میرے جانے کا سن کر پہنچ جاؤ گی۔"

"تو تم مجھے آزما رہے تھے۔"

www.urdutube.net www.booksube.net www.urdumovies.net

"یہی سمجھ لو اگر تم نہیں تو پھر مجھے جانا ہے۔"

"میرا خیال ہے مجھے یہ فیصلہ کرنا ہے۔"

"کیسا پتھر دل ہے تمہارا؟"

"تھا نہیں بنا دیا گیا۔" وہ زخمی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

"شرمین محبت میں طاقت ہوتی ہے ایک دوسرے کو جذب کر لیتی ہے۔"

"ہونہہ کوئی طاقت نہیں ہوتی محبت ایک دھوکہ فریب خود ساختہ لذت کے سوا کچھ نہیں میں نے محبت کا چہرہ پڑھ رکھا ہے۔"

"میں اپنی محبت کی بات کر رہا ہوں۔"

"تم بھی اس لفظ کی حقیقت سے جلد آشنا ہو جاؤ گے۔" وہ تلخی سے بولی۔

"یہ محبت نہیں ہے کہ تمہاری وجہ سے آیا اور تمہارے لیے جا سکتا ہوں۔" اس نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"میں نے ایسا نہیں چاہا مجھے کوئی مطلب نہیں۔"

"میرے جانے سے......" وہ دکھی ہو کر بولا۔

"ہونہہ، تمہیں اپنی ماما کا خیال کرنا چاہیے۔" اس نے ٹالا۔

"ان کا خیال اور ہے اور تمہارا اور......" وہ اڑ گیا۔

"اچھا پلیز اب جاؤ میرے سر میں بہت درد ہے۔"

"شرمین۔"

"ہمم۔"

"پلیز۔" بہت منت تھی اس کی آنکھوں میں وہ دیکھ نہ سکی پلکیں گرا لیں۔

"جاؤ، جا کر سامان سیٹ کراؤ۔" اس نے اشارتاً کہا۔

"مطلب۔"

"زینت ماما کو بہت صدمہ ہوگا۔"

"اور تمہیں۔"

"میں نے ابھی سوچا نہیں۔"

"سوچو پلیز۔"

"او کے اب جاؤ۔" اس نے کہا تو وہ چلا گیا۔

......☆☆☆......

بابا کی غیر متوقع آمد ہوئی تھیں۔

عارض حیرت زدہ سا انہیں دیکھ کر لپٹ گیا۔ ان کے سینے سے لگ کر شکوہ کیا۔

"مجھے اطلاع کیوں نہیں دی، میں ایئر پورٹ آ جاتا۔"

"میں جانتا تھا کہ میرے بیٹے کے پاس آج کل ٹائم نہیں ہے، وہ نئی کہانی تخلیق کر رہا ہوگا۔" بابا نے بڑی گہری بات نرمی سے کہی اور صوفے پر بیٹھ گئے۔

"بابا...... ایسا کچھ نہیں ہے۔"

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

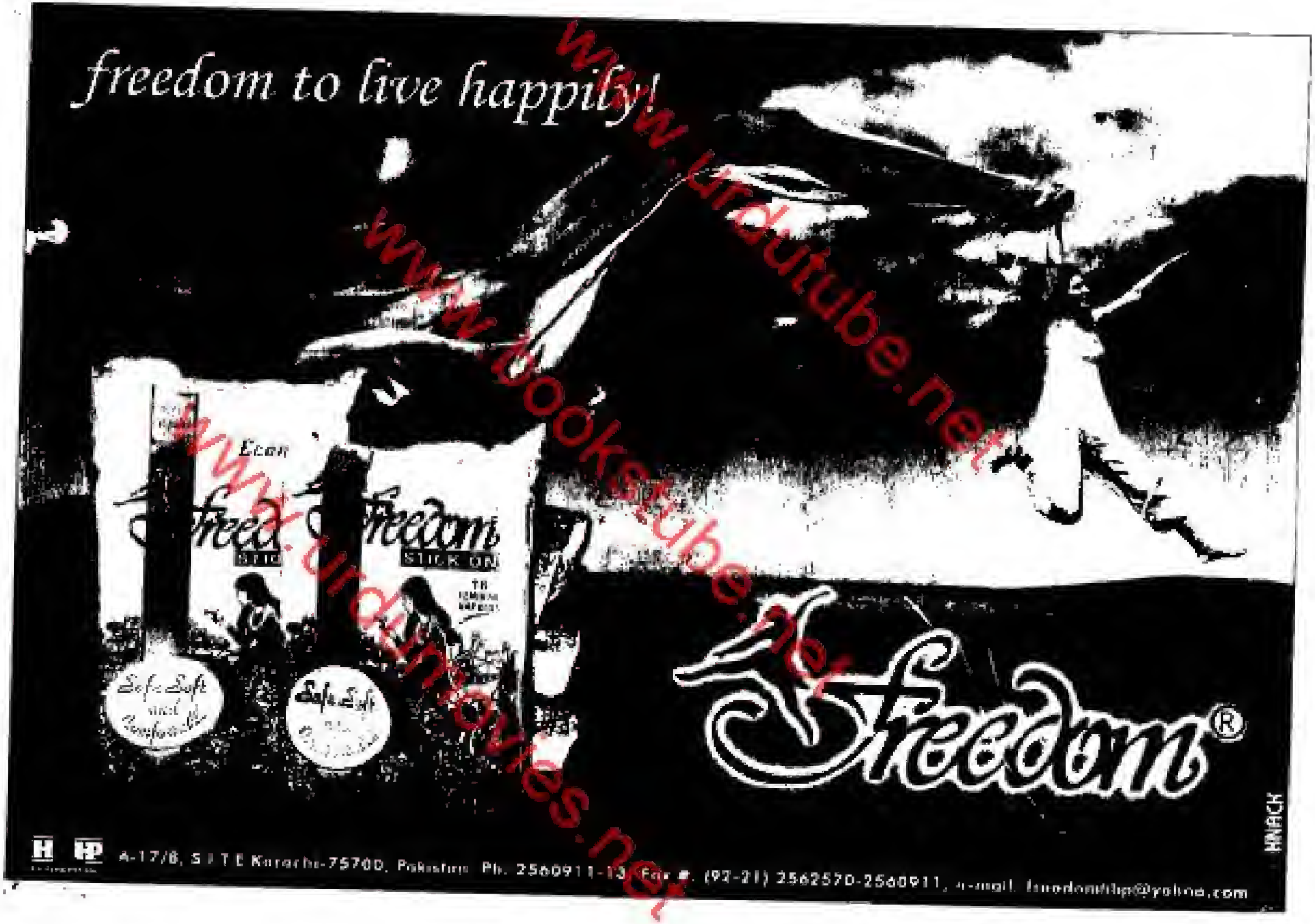
freedom to live happily!
Freedom
STICK ON
Freedom®
HNACK
A-17/8, S I T E Karachi-75700, Pakistan Ph. 2560911-13 Fax #. (92-21) 2562570-2560911

"نہیں ہوتا تو یہ سب بھی نہ ہوتا۔"

"کیا سب؟" اس نے کچھ الجھی انداز میں کہا تو وہ بہت حیرت سے بولے۔

"کمال ہے میرے لال سب عہد و پیماں بھول بھال کر ایک معصوم لڑکی کی خوشیاں چھین لیں اور پتا بھی نہیں۔"

"بابا آپ کو کیا اندازہ کہ اسے اس کی خوشیاں ہی دی ہیں۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"اچھا آپ چھوڑیں اتنی دور یہ پوچھنے آئے ہیں کیا؟"

"ہاں یہی پوچھنے آیا ہوں یہی دیکھنے آیا ہوں۔" وہ بڑے اطمینان سے بولے۔

"آپ کو یقین نہیں کہ میں اب ایسا نہیں ہوں۔" اس نے پوچھا۔

"عارض میں تمہارا باپ ہوں تم سے زیادہ تم کو جانتا ہوں۔"

"خیر.... آپ چینج کر کے آرام کریں میں کچھ کھانے کا آرڈر کردوں پھر باتیں ہوں گی۔" وہ بولا۔

"وہ مینجر لا رہا ہے میں نے ائرپورٹ اسی کو بلایا تھا آپ میرے پاس بیٹھو۔" انہوں نے بڑے پیار سے اس کا ہاتھ تھام کر پاس بٹھایا۔

"بابا پلیز شرمین میرے فیصلے سے خوش ہے اس کی خوشی سے میں خوش ہوں باقی میں نے اچھا کیا یا برا اس کا فیصلہ وقت کرے گا۔"

"اور اس وقت تک آپ امریکہ کے مہمان رہیں گے۔"

"میں نے آنا ہی تھا بس چند ضروری کام تھے وہ نمٹا کے آ جاتا۔" اس نے نظریں چرائیں۔

"دیکھو عارض شرمین بہت اچھی اور پیاری لڑکی ہے مسلمان، پاکستانی تعلیم یافتہ اور خوب صورت جس کی خوب صورتی پہ آپ مرمٹے تھے۔" بابا نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا کہ وہ ٹھٹکا انہوں نے بطور خاص مسلمان اور پاکستانی کیوں کہا؟

"میں نے کب کچھ کہا۔"

"میرا مطلب ہے اپنے مذہب کا خیال کرلو۔"

"بابا مطلب کیا ہے آپ کا؟" وہ سخت تعجب کا شکار ہوا۔

"یار تم آپ خود سمجھدار ہو، تسلیم کرلو ورنہ میں تو آیا ہی بہت کچھ کنفرم کر کے ہوں۔" انہوں نے کافی سنجیدگی سے جواب دیا اس کی چھٹی حس بیدار ہوئی۔

"آپ کی کنفرمیشن غلط ہے۔"

"درست ہے، مزید ثبوت یہاں مل جائیں گے۔" آغا جی نے کچھ خفگی سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ الجھن کا شکار ہو گیا۔

"سوچ لو بس اتنا یاد رکھو کہ مذہب کا فرق کوئی چھوٹا فرق نہیں ہوتا۔" انہوں نے اس کی الجھن بھانپ کر کہا تو وہ جھنجلا گیا۔

"جانے آپ کیا کہے جا رہے ہیں؟"

"میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ تم شرمین کو ایسے کیسے دھوکہ دے سکتے ہو۔"

"شرمین کے لیے میں نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے اور بتا دیا ہے اسے بھی صفدر کو بھی۔"

"تو پھر مان لو کہ اس ہندو لڑکی کا جادو چل گیا۔" انہوں نے بم چھوڑ دیا وہ بھک سے اڑ گیا۔

www.urdutube.net
www.booksnbe.net
www.urdumovies.net

”کیا..... یہ آپ کو کس نے بتایا؟“

”یہ چھوڑو کہ کس نے بتایا۔“

”بابا آپ اس وجہ سے آگئے۔“ اسے حیرت ہوئی۔

”ہاں کیونکہ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ اس ہندو لڑکی سے تمہاری محبت کتنے دن چلے گی۔“

”اوہ گاڈ.....!“ وہ سر تھام کے رہ گیا۔

○.....❖❖.....○

سُنی کے جانے سے زیبا کو کچھ مشکل کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ حالانکہ وہ آج صبح ناشتا کرا کر گئی تھی جہاں آرا کی ضعف پیری کا مسئلہ تھا۔ رات بھر وہ بچے کو سنبھالتی رہیں سو انہیں حرارت سی تھی زیبا نے خود ہمت کی انہیں ضد کر کے بستر پر لٹایا اور ان کے کندھے دبائے صفدر کو تو انہوں نے بکرا لانے کے لیے بھیج دیا تھا سُنی بھی آج ہی آئی تھی زیبا ذہنی طور پر تیار تھی بچے کو جلدی سے کپڑے تبدیل کرا کر سلایا اور خود پہلے باورچی خانے میں آئی اور پھر وہیں کی ہوگئی۔

کچھ دیر بعد صفدر آیا تو وہ برتن دھونے کے بعد کچن کی صفائی میں مصروف تھی۔ بکرا صحن میں باندھ کر وہ جہاں آرا کے تخت پر دراز ہوگیا زیبا ہاتھ خشک کر کے آئی اور امی کے پاس جانے کو کہا۔

”کیا کردیا میری امی کو؟“

”میں نے کیا کرنا تھا؟ رات بھر جاگنے کی وجہ سے حرارت سی ہے۔“ وہ سہم سی گئی۔

”ان کو بلیک میل کر کے اب یہاں سے ہٹاؤ۔“ وہ کروٹ لے کر لیٹا رہا۔

”بلیک میل.....“

”پلیز جاؤ معصوم نہ بنو۔“

”ناشتہ بنا کر لاؤں۔“

”نہیں میں کر کے آیا ہوں۔“

”ہاں.....“

”آپ مجھے تھوڑا آرام کرنے دیں۔“

”کمرے میں جا کر لیں۔“

”ہنہ کمرے میں تو تم قابض ہو۔“ وہ طنزیہ بولا۔

”نہیں وہ آپ کا کمرہ ہے بلکہ گھر ہی آپ کا ہے ہم ماں بیٹے تو مہمان ہیں۔“ اس کا لہجہ بہت کربناک تھا صفدر نے محسوس کیا مگر بولا تو اتنا۔

”تو مہمان کب جائیں گے۔“

”جب آپ کی امی قبول کرلیں گی۔“

”واہ..... مطلب امی قبول کرلیں گی تو جانے نہیں دیں گی۔“ وہ اٹھ بیٹھا۔

”صفدر اچھی طرح جانتے ہیں آپ کہ میں نے کیا کہا ہے؟“ وہ رو دی۔

”بس..... بس جلدی چلی جاؤ اپنے بچے سمیت۔“

”آپ کو عبدالصمد سے اتنی نفرت ہے۔“ اس نے پوچھا۔

”کون عبدالصمد؟“

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

''ہمارا بیٹا عبدالصمد۔'' اس نے بتایا۔

''اوہ..... تو نام بھی رکھ لیا۔''

''جی امی جان نے رکھا ہے۔''

''امی جان نے.....'' وہ بڑبڑایا۔

''میں کمرہ خالی کردیتی ہوں ابھی۔'' وہ جانے کو مڑی تو وہ بولا۔

''رہنے دو ایک نیا تماشا کھڑا مت کرو۔''

''میں خود تماشا ہوں۔'' وہ دھیرے سے کہہ کر چلی گئی تو وہ پشت سے اسے دیکھنے لگا وہ بہت کمزور ہوگئی تھی قدم لڑکھڑا رہے تھے بمشکل پھولی سانس کے ساتھ قدم اٹھا رہی تھی۔

''صفدر..... صفدر۔'' کمرے میں سے جہاں آرا کی آواز آئی تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''جی..... جی آیا امی۔''

''صفدر آدمی کو خدا نہ کھلائے کبھی آدمی کا خدا بنتا۔'' وہ اس کو دیکھتے ہوئے بولیں۔ وہ کچھ سمجھا نہیں۔

''کیا ہوا؟''

''میں نے تو تمہیں محبت کرنی سکھائی تھی اور تم زیبا سے اپنی بیوی سے ایسا سلوک۔'' انہوں نے کافی دکھ سے کہا۔

''کیا..... کیا سنا آپ نے؟'' وہ گھبرا گیا کہ کہیں امی نے سب کچھ تو نہیں سن لیا۔

''اس نے ناشتہ نہیں کیا تمہاری وجہ سے میں نے بہت کہا مگر وہ تمہارا انتظار کرتی رہی اور....'' وہ بولتے بولتے چپ ہوگئیں تو اسے یقین ہوگیا کہ امی نے سب باتیں سن لیں مگر وہ غنودگی میں چلی گئیں تو اس نے خود کو تسلی دی کہ غنودگی میں شاید کچھ سنا اور کچھ نہیں سنا۔ وہ اٹھنے لگا کہ وہ پھر چونک کر بولیں۔

''قصاب کو بلاؤ اور زیبا سے آرام کرنے کو کہو عبدالصمد کو مجھے لا دو۔''

''امی..... آپ آرام کریں بس۔'' وہ لمبی سانس بھر کر باہر نکل آیا اسے حیرت تھی کہ انہیں زیبا کی ہی فکر کھائے جا رہی تھی۔ وہ انہیں کیسے بتاتا کہ وہ تو اسے جلد از جلد یہاں سے نکالنا چاہتا ہے مگر یا انہیں کیسے بتاتا؟

○......✤✤......○

بھولی بھاگتی ہوئی آئی اور پھولی سانس کے ساتھ اسے زینت کی طبیعت خرابی کا بتایا تو وہ اپنی وارڈ روب بند کرکے بھاگی اور ان کے کمرے میں پہنچی تو انہیں بیڈ پر چت لیٹے دیکھ کر پریشان ہوگئی۔

''زینت آپا..... آپ ٹھیک تو ہیں؟''

''ہمم..... ہاں بس ٹھیک ہوں۔'' انہوں نے اپنی نم آلود آنکھوں سے اسے دیکھا۔

''مگر بھولی نے تو مجھے ڈرا دیا۔''

''بھولی تو پاگل ہے میں نے تو اسے منع بھی کیا۔''

''خیر تو ہے آپ ٹھیک تو نہیں لگ رہیں۔'' اس نے خدشہ ظاہر کیا۔

''بس یونہی کی وجہ سے مجھے اس کو تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا لیکن اگر ایسا نہ کرتی تو اس کو عقل نہیں آنی تھی۔''

''میں شرمسار ہوں میری وجہ سے ایسا ہوا۔'' وہ شرمندگی سے بولی۔

''بھولی نے بتایا کہ اس نے بیگ تیار کرلیا ہے۔'' زینت نے بہت دکھی لہجے میں بتایا۔

''بھولی کو تو زیادہ بولنے کی عادت ہے خالی بیگ رکھا ہے کہیں نہیں جارہا ہو۔'' اس نے تسلی دی۔

"جاتا ہے تو جائے میں تھک گئی ہوں ماب میں نے فیصلہ کرلیا ہے۔"

"آپا آپ کیوں ٹینس ہیں سب ٹھیک ہے۔"

"شرمین بس تم کوئی غلط بات نہ سوچنا۔"

"آپا بہتری کے لیے کوئی قدم تو اٹھایا ہی جاتا ہے۔"

"بس مجھے بوبی کی نہیں تمہاری فکر ہے۔" انہوں نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"میں ٹھیک ہوں آپ فکر نہ کریں۔"

"کاش سوو دھوکے باز اچھا نکلتا تو شادی ہو جاتی۔"

"تو کیا ہو جاتا سو بعد میں دھوکہ دیتا۔"

"بوبی کو تو قرار آ جاتا۔" ان کی آواز مدہم ہوگی۔

"زینت آپا میری زندگی میں اتنی آسانی سے خوشی کیسے آجاتی؟" وہ بولی۔

"اللہ پوچھے گا اس مکار سے۔"

"چھوڑیں ابھی بیٹا میں کچھ بنا کر لاؤں۔"

"نہیں، بھولی کو دیکھو الٹے سیدھے کپڑے پہنے پھر رہی ہے بوبی نے غور کرلیا تو اس پر غصہ نکالے گا حمیدہ بتا رہی ہے کہ شیشے کی میز پر کھڑی ہو کر جالے اتار رہی تھی گری اور میز کا شیشہ چکنا چور ہو گیا۔" زینت آپا نے بتایا تو وہ ہولے سے مسکرا دی۔

"یہ لڑکی بھی چھلاوہ ہے کچھ نا کچھ کرتی ہی رہتی ہے۔"

"بس پڑھی لکھی نہیں ہے اور ماحول کا بھی اثر ہے۔"

"اچھا آپ آرام سے رہیں میں دیکھتی ہوں اور آپ کے لیے فروٹ لاتی ہوں۔" وہ اٹھی اور باہر نکل آئی مگر بوجھل ذہن اور بوجھل قدموں کے ساتھ زینت آپا کو دل کی بات بتا نہیں سکی تھی کہ وہ یہاں سے جانے کا فیصلہ کر رہی ہے بلکہ کرچکی ہے کیونکہ اس سے بہتر حل کوئی نہیں بوبی کو یہاں سے اس سے دور نہیں جانا چاہیے۔ بیمار ماں کے اکلوتے بیٹے کو ہر صورت ان کے پاس رہنا چاہیے۔ اس کا کیا تھا اپنے گھر کے دو کمرے تالا لگا کر بند کیے تھے ان میں جا کر رہ سکتی تھی۔ کرائے دار اچھی فیملی تھی وہ تنہا بھی نہ ہوتی مگر یہ بتانے کا اس میں صرف حوصلہ نہیں ہو رہا تھا۔ اس فیصلے سے زینت آپا کو بہت دکھ ہونا ہے۔ میں کیسے انہیں راضی کروں؟" یہ سوچ سوچ کر راہ تلاش کر رہی تھی مگر کچھ حاصل نہیں تھا۔ سیب سنک کے نل پر اچھی طرح دھوئے، چھری اٹھائی تو بوبی وہیں آ گیا۔

"میں آفس جا رہا ہوں۔" اس نے بتایا۔

"تو جاؤ۔"

"اور تم۔"

"مجھے کہیں اور جانا ہے۔" اس نے ذو معنی سی بات کی اور باہر چلی گئی۔

......☆☆☆......

کمپیوٹر پر کام کرتے کرتے وہ تھک گیا تو کرسی کی پشت پر سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔ لیکن کچھ ہی دیر بعد عبدالصمد کے رونے کی آواز پر اس نے گردن گھما کر دیکھا۔ وہ تیز تیز ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا اور رو رہا تھا۔ اس نے جھنجلا کر اسے دیکھا اور تلملا کر باہر نکلا زیبا باورچی خانے میں مصروف تھی وہ برس پڑا۔

"تم...... تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو؟ گھر کے کام کر کے جگہ نہیں بن سکتی۔" اس نے بڑی سختی کے ساتھ کہا تو وہ متحیر سی دیکھتی رہ گئی۔

"سنا نہیں جا کر اپنے بیٹے کو سنبھالو، جسے میرے سرہانے چھوڑ کر آئی ہو۔"

"میرا ہی بیٹا ہے آپ کا دل تو پتھر ہے۔" اس نے گیلے ہاتھ خشک کرتے ہوئے کہا۔

"سنو طعنے دینے کی ضرورت نہیں۔" اس نے کھا جانے والے انداز میں کہا تو وہ طنزیہ مسکرائی۔

"آپ میرے طعنوں سے گھبرا گئے ابھی تو انتظار کیجیے جب زمانہ کیچڑ اچھالے گا۔"

"زمانہ تم پر کیچڑ اچھالے گا تمہارا ماضی دیکھ کر۔"

"صفدر صاحب اب مجھے پروا ہی نہیں رہی۔"

"ہونہہ جب یہاں سے نکلو گی تو پوچھوں گا۔"

"میں پھر بھی خوف زدہ نہیں۔" وہ یہ کہہ کر کمرے کی طرف گئی تو اس نے غصے سے ٹماٹر کی ٹوکری اٹھا کر فرش پر پھینک دی۔

"تم یہ غصہ ایک دفعہ ہی نکال لو بہتر ہوگا۔" جہاں آرا نے ایک دم یہ کہہ کر اسے ہکلانے پر مجبور کردیا۔

"غصہ ہی نکالوں گا اتنا کام کرتے کرتے ذرا دیر کو آنکھیں موندیں تو بچے نے رو رو کر کمرہ سر پر اٹھالیا۔" وہ پوری تفصیل بیان کر کے نظریں چرا گیا۔

"کون ہے وہ لے آؤ اسے میں بھی تو دیکھوں؟"

"کسے...... کون؟" وہ چونکا۔

"اسی کو جس کی وجہ سے تم نے زیبا کی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے اپنے بیٹے کی خوشی بھی منانے سے گریز کر رہے ہو۔"

"ایسا کیوں سوچتی ہیں آپ؟"

"اور کیا سوچوں میں نے سب دیکھا ہے اور سنا بھی ہے۔"

"امی یہ فضول باتیں نہ کریں میں نے آپ کے کہنے کے مطابق سب آرام تو دے رکھا ہے۔" وہ خاصی اضطرابی کیفیت سے دوچار تھا۔

"میرا بچہ! بس میرا مطلب یہ ہے کہ بے چاری زیبا کا ہے ہی کون؟ اور ہمارے گھر کی پہلی خوشی گھر میں آئی ہے۔" جہاں آرا دودھ کے جھاگ کی مانند بیٹھ گئیں۔

"مجھے ایسا لگتا ہے کہ بہو اور پوتے کے علاوہ آپ کو کوئی نظر ہی نہیں آتا۔" اس نے شکوہ کیا۔

"میرے جگر گوشے ہو تم لیکن عبدالصمد اب میری جان ہے۔" وہ صفدر کو سینے سے لگاتے ہوئے بہت محبت سے بولیں تو وہ ماں کی معصوم ممتا پر فدا ہو گیا۔ صحن میں پڑی کرسی پر بیٹھ کر زیبا سے گلے شکوے کرنے لگا۔

"کاش...... کاش زیبا تم نے زندگی کی اتنی بھیانک تصویر نہ دکھائی ہوتی۔ تم چھپا لیتیں نہ شریک کرتیں مجھے میرے حوصلے اور ظرف کو نہ آزماتیں میں فرشتہ تو نہیں تھا۔ میں انسان تھا اور انسان ہی ہوں۔ نہ حوصلہ ہے نہ ظرف کیا کروں میں اپنی ماں کی اندھی محبت کا تمہیں جانا ہے اور وہ ایسا کب چاہتی ہیں۔ پھر کیا ہوگا کیسے بتاؤں کا تمہارے جانے کی وجہ شاید انہیں یقین ہی نہ آئے جیسا کہ اب بھی وہ صرف بہو اور پوتے کی شدید محبت میں گرفتار ہیں۔"

"صفدر میاں یہ بچے سے بڑھتی ہوئی محبت لمحہ بہ لمحہ مضبوط ہوتی جائے گی اور پھر چاہ کر بھی اس محبت کے اثر سے امی کو تو نکال نہیں سکو گے ان کی دلی آرزو پوری ہوئی ہے وہ یہ صدمہ جھیل نہیں سکیں گی او میرے خدا میری رہنمائی فرما میرا راستہ

آسان کریں میں اس پل صراط پر کیسے چل پاؤں گا۔" وہ بے بسی کے عالم میں کافی دیر یکی سوچتا رہا۔

......☆☆☆......

موسم بہت اچھا تھا۔
ہلکی ہلکی سنہری دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ وہ باہر نکل رہا تھا تو آغا جی بھی جوگر پہن کر اس کے ساتھ ہو لیے۔ پیدل فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے اچھا لگ رہا تھا۔ وہ چپ تھا آغا جی چاہ رہے تھے کہ وہ بولے کوئی بات کرے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرے مگر وہ جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ دیے چپ چاپ چل رہا تھا کافی دور آنے کے بعد ایک بینچ نظر آئی تو آغا جی نے بیٹھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔
"یار، یہاں کچھ دیر بیٹھتے ہیں۔"
"جی۔" وہ بھی ان کے برابر بیٹھ گیا۔ تب آغا جی نے چند لمحے آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھتے ہوئے خود ہی بات شروع کی۔
"مجھے معلوم ہے کہ تمہارے اندر کوئی ہنگامہ ہے مگر حیران ہوں کہ مجھے دوست سمجھنا چھوڑ دیا۔"
"بابا کچھ بھی نہیں ہے آپ نہ آتے تو میں نے آنا ہی تھا۔"
"مجھے صاف صاف بتاؤ کس لڑکی کی وجہ سے تم نے شرمین کو چھوڑا ہے۔" انہوں نے دوٹوک بات کی۔
"کون سی لڑکی۔"
"وہی ہندو لڑکی۔"
"وہ وہ تو بس ویسے ہی مل گئی آپ کو کسی نے غلط انفارمیشن دی ہے۔"
"عارض میں مذہب کے معاملے میں کوئی گنجائش نہیں رکھتا اور شرمین کو دھوکہ دینے کی اجازت بھی نہیں دے سکتا۔"
آغا جی کا لہجہ خاصا بدلا ہوا تھا۔ اس نے طویل سرد آہ بھری اور جواب دیا۔
"بجائے اس کے کہ کسی کو اپنا کر چھوڑا جائے پہلے ہی چھوڑ دینا بہتر نہیں؟"
"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چھوڑا ہی کیوں جائے؟"
"بس چھوڑ دیا اس سے آگے کچھ نہیں۔"
"عارض بتانا پڑے گا۔" وہ مصر ہو گئے۔
"بابا بس اس چیپٹر کو بند کر دیں۔" وہ بیزار سا اٹھ کھڑا ہوا۔
"تاکہ تم اس لڑکی سے راہ و رسم بڑھا سکو۔"
"فی الحال ایسا کچھ نہیں ہے چلیں اب دیر ہو رہی ہے۔"
"ہمہ، یعنی میرا پوچھنا بے سود ہے۔" آغا جی افسردگی سے واپسی کے لیے چلتے ہوئے بولے۔
"آج کیمیکلز کا کنسائنمنٹ بھجوانا ہے۔" اس نے بتایا۔
"ٹھیک ہے۔" آغا جی نے مختصراً کہا۔
پھر سارے راستے دونوں چپ رہے مگر عارض کے ذہن میں ایک شدید قسم کی جنگ جاری تھی۔
"یہ بابا کو سجنا کے بارے میں کس نے ورغلایا؟ یقیناً منیجر صاحب نے یا اور کسی نے جبکہ اس میں سوائے سجنا کے ہونے کے کوئی اور سچ نہیں۔ شرمین کو چھوڑنے میں سجنا کا ہاتھ نہیں تو پھر یہ کیوں سمجھا جا رہا ہے؟ سجنا سے تو میں نے سیدھے منہ کبھی بات تک نہیں کی مجھے تو خود شرمین نے چھوڑا ہے۔ سچ منجدھار میں کاش، وہ پہلے ہی بتا دیتی کہ وہ کسی اور

www.urdutube.net
www.urdutube.net
www.booksube.net
www.urdunovels.net

سے محبت کرتی ہے اور وہ اس کی پہلی محبت ہے مجھے دھوکے میں تو شرمین نے رکھا وہ خود کسی کی زندگی تھی اور کسی کی محبت تھی۔ میری محبت کا اعتراف نہ کر کے اس نے ثبوت دیا اس بات کا کہ وہ صبیح احمد کی محبت ہے۔

"صبیح احمد تمہیں یوں ملنا تھا یہ میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔" وہ ہولے سے بڑبڑایا تھا مگر آغا جی نے کچھ سنا اور پھر کہا۔

"اپنے اندر کے سوالوں کے جوابات دینے میں زمانے لگ جاتے ہیں کبھی اندر کے سوالوں کو جڑ نہ پکڑنے دو۔ ساری زندگی انسان بڑبڑا کر جواب دینے کی کوشش کرتا ہے لیکن ناکام رہتا ہے۔" وہ ان کی بات سن کر خاموش رہا کیونکہ شاید انہوں نے سچ ہی کہا تھا وہ اسی کیفیت سے دوچار تھا۔

○......❖❖......○

شام کی چائے کا کہہ کر وہ لان میں آ گئی۔

دیر سے دھیرے سے واک کرتی ہوئی ایک ہی سوچ دماغ کو چاٹ رہی تھی کہ کس طرح اس مشکل کا حل نکالا جائے بھولی نے اپنے کوارٹر سے باہر جھانکا تو اس کے پاس آ گئی۔

"باجی کیا بات ہے۔"

"کچھ نہیں۔"

"آپ پریشان ہو۔"

"نہیں...... نہیں تو یہ تم کوارٹر میں گھسی کیا کر رہی تھیں؟"

"میں نے اپنے اور اماں کے کپڑے دھوئے ہیں گانے سنے ہیں۔"

"ہیں گانے سنے بغیر تو تمہارا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔" اس سے باتیں کرتے ہوئے وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"ریڈیو سے میرا بچپن کا پیار ہے آپ نے دیکھا میرا ریڈیو۔" بھولی نے آنکھیں مٹکا کر پوچھا تو اس نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں تم نے دکھایا ہی نہیں۔"

"میں ابھی لائی۔" وہ تیزی سے کہہ کر نظروں سے اوجھل ہوئی اور منٹوں میں اپنا ریڈیو سینے سے لگائے واپس آ گئی۔

"ارے واہ یہ تو بہت نایاب دکھتا ہے۔" شرمین نے پرانے سے سرخ جلد والے ریڈیو کو الٹا پلٹا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"چلا کر بھی دیکھیں۔"

"ہمم، لو چلاؤ۔" اس نے اس کے سامنے کر دیا۔ بھولی نے ایک بٹن گھمایا اور پھر دوسرا بٹن گھما کر اسٹیشن سیٹ کیا۔

میڈم نور جہاں کی آواز شعلے کی مانند لپکی تو اس نے ریڈیو اپنی طرف کھینچ لیا۔

شام کے شاعرانہ سے منظر میں خوب صورت ساز و آواز کا سحر طاری ہو گیا۔

انہی قدموں نے تمہارے، انہی قدموں کی قسم
خاک میں اتنے ملائے کہ جی جانتا ہے
لطف وہ عشق میں پائے ہیں کہ جی جانتا ہے
رنج بھی ایسے اٹھائے ہیں کہ جی جانتا ہے
مسکراتے ہوئے وہ مجمع اغیار کے ساتھ
آج یوں بزم میں آئے کہ جی جانتا ہے
داغ وارفتہ کو ہم آج ترے کوچے سے

اس طرح کھینچ کے لائے ہیں کہ جی جانتا ہے

اسی لمحے چوکیدار نے گیٹ کھولا۔ بوبی کی گاڑی اندر داخل ہوئی تو اس نے جلدی سے ڈیک آف کیا۔ بھولی کو دیا اور کچن دیا خود اٹھ کر جانا چاہتی تھی کہ وہ تیزی سے قریب آ گیا۔

''ویسے تو گانے سنے جا رہے تھے اب بھاگ پڑی ہو۔''

''گانا نہیں، غزل تھی۔''

''چلو کچھ بھی سہی، اب کچھ ہماری بھی سن لو۔''

''بوبی پلیز میں تمہاری کوئی بات سننے کے موڈ میں نہیں۔''

''یعنی میں یہاں سے جاؤں تمہارے فیصلے میں کوئی لچک نہیں آئے گی۔''

''تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔'' اس نے بہت سنجیدگی سے کہا۔

''مطلب؟''

''میں خود یہاں سے چلی جاؤں گی۔'' وہ یہ کہہ کر اندر کی طرف آ گئی اور وہ پیچھے سے چلاتا ہوا آیا۔

''تمہارے جانے سے کیا میرے جذبے میں کمی آ جائے گی یا میں ارادہ بدل لوں گا۔'' اس نے جواب نہیں دیا۔ سیدھی زینت آپا کے پاس پہنچ کر دم لیا۔ مگر وہ کب چوکنے والا تھا وہیں آ پہنچ کر بولا۔

''شرمین مجھے دنیا چھوڑنی پڑی تو چھوڑ دوں گا مگر......''

''بوبی اللہ نہ کرے۔'' زینت آپا بے قرار ہو کر چیخیں تو شرمین کو پھر شرمندگی ہوئی۔

''فضول باتیں کرتے ہو۔'' اس نے شرمندگی سے فقط اتنا کہا۔

''تو پھر کہیں جانے کا مت سوچنا۔'' وہ کہہ کر چلا گیا۔ وہ گردن جھکا کر کھڑی رہی پھر خود بھی باہر آ گئی۔

کافی سوچ بچار کے بعد وہ دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے صفدر کی طرف آ گئی گھر میں صرف صفدر تھا۔ جہاں آرا زیبا اور عبدالصمد کو لے کر حاجرہ بیگم کی طرف گئی تھیں۔ حاجرہ بیگم نواسے سے ملنے کو بے تاب تھیں۔ صفدر کو بھی ساتھ چلنے کو کہا تھا مگر وہ نہیں گیا۔ شرمین کو صحن میں تار پر پھیلے بچے کے کپڑے دیکھ کر کچھ اندازہ ہو گیا کہ کوئی خوشی کی خبر ہے۔

''صفدر بھائی ماشاء اللہ سے کسی ننھے مہمان کی آمد دکھائی دے رہی ہے۔'' صحن میں پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے کہا تو صفدر نے کوئی خاص اچھا تاثر نہیں دیا۔

''ہنہ۔''

''صرف ہنہ صفدر بھائی؟''

''جی، بیٹا ہوا ہے۔'' اسے مجبوراً کہنا پڑا۔

''ماشاء اللہ مبارک ہو آپ نے اطلاع ہی نہیں دی۔'' اس نے گلہ کیا۔

''چھوڑیں یہ بتا کیں اس بے غیرت شخص نے رابطہ کیا۔'' وہ ٹال گیا۔

''نہیں، رابطہ رکھنے کے لیے تو رابطہ نہیں توڑا تھا۔''

''مجھے بہت افسوس ہے۔''

''صفدر بھائی آپ کیوں افسردہ ہوتے ہیں؟''

''چائے بناتا ہوں۔''

''نہیں ہرگز نہیں میں چائے پی کر آئی ہوں بس ایک الجھن سی ہے اس کے لیے مشورہ کرنا تھا۔''

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

"ہاں، بولیں۔"

"میں ایسے دوراہے پر کھڑی ہوں کہ کچھ سجھائی نہیں دیتا۔"

"آپ بھروسہ کریں بتائیں کاش میں کچھ اچھا کر سکوں۔"

"صفدر بھائی میں زینت آپا کے احسان تلے دبی ہوں، وہ مجھے بیٹی سے بڑھ کر چاہتی ہیں میں ان سے دور جاتی ہوں تو وہ یہ صدمہ برداشت نہیں کر سکتیں۔" وہ سانس لینے کو رکی۔

"تو آپ انہیں صدمہ دینا کیوں چاہتی ہو؟"

"مجبوری ہے۔"

"کیسی مجبوری؟"

"بوبی، بوبی کا دیوانہ پن، اس کی ضد جس میں اضافہ ہوا ہے کمی نہیں۔" اس نے جھجکتے ہوئے بھی سب کہہ دیا۔

"ہنہہ تو؟" صفدر نے لمبی سی ہنہ کہہ کر مختصراً پوچھا۔

"اس کی اور میری عمر میں فرق، میں نے اسے چھوٹا بھائی سمجھا اور وہ بچپن سے میرے خواب دیکھتا آیا۔"

"تو اس میں قباحت کیا ہے؟ بوبی آپ سے کم عمر ہوگا لیکن ویسے نوجوان بالغ ہے اور پھر یہ اعتراض اسے ہوتا تو ہوتا۔" صفدر نے بڑی سادگی سے کہا۔

"مگر میں نے اس کے لیے ایسا نہیں سوچا۔"

"شرمین بہن، ہم کسی کے لیے کیا سوچتے ہیں یہ ہمارے اختیار میں کب ہوتا ہے؟ اور ویسے بھی کیا آپ کو عارض سے امید ہے کوئی۔"

"ہرگز نہیں مجھے نہ اس کا ملال ہے اور نہ امید مگر میں بوبی کی شدید محبت کے باوجود اس سے محبت نہیں کرتی۔"

"آپ سے زیادہ کون جانتا ہے کہ محبت کتنی ناپائیدار چیز ہے۔ عارض کی دھوکہ دہی کے بعد تو مجھے اس لفظ سے نفرت ہوگئی ہے۔" صفدر کا حلق تک عارض کا ذکر کرتے ہوئے کڑوا ہو گیا۔

"بوبی کی اندھی محبت کی وجہ سے زینت آپا سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہی وہ بوبی کو میری وجہ سے برا بھلا کہتی ہیں۔ اس سے وہ بدظن ہو کر ملک سے بھاگنا چاہتا ہے مجھے یہ سب اچھا نہیں لگتا میں گھر سے جانا چاہتی ہوں تو وہ بھی زینت آپا کو منظور نہیں۔"

"آپ کو ضرورت کیا ہے ایک نئے امتحان کی۔ عمروں کا فرق کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کس کی خاطر یہ وجہ بنا رکھی ہے آپ...... عارض یا پھر کوئی اور......؟" صفدر نے اپنے سپاٹ لہجے میں سوالیہ نشان لگایا۔

"کوئی نہیں۔ مگر بوبی کے لیے بھی یہ گنجائش نہیں۔"

"گنجائش آپ نے نکالنی ہے۔"

"صفدر بھائی، میں محبت کا اور کوئی تجربہ نہیں کرنا چاہتی، محبت کا کھیل میں نے کھیلنے والوں کی خود غرضیوں میں دیکھا ہے۔"

"شرمین بہن، یہ دنیا ہے یہاں قدم قدم پر نت نئے تجربوں سے گزرنا ہے محبت کو بھی تجربہ ہی سمجھو کہیں تو اس لفظ کو حرمت نصیب ہوگی ضروری نہیں آپ کو اس پر یقین آ جائے گا اور پھر آپ کے لیے لازم نہیں کہ آپ بوبی سے محبت کریں وہ کرتا ہے آپ قبول کر لیں۔" صفدر نے اچھی طرح سمجھایا۔

"مگر......"

ہومیو اور دیسی جڑی بوٹیوں کے حیرت انگیز نسخہ جات
حیرت انگیز نسخہ جات سے موٹاپے سے مکمل نجات پائیے
موٹاپا
یقینی ختم
آئیڈیل
سلمنگ کورس
گارنٹی شدہ علاج
بغیر لیزر
ایچ آر
بریسٹ اپ
نسوانی حسن میں نمایاں اضافہ
چہرے کے کیل مہاسے داغ دھبوں کا یقینی خاتمہ
آئیڈیل بیوٹی کورس
پاکستان ہومیو ہربل کلینک اینڈ
چوبرجی ٹاور پلازہ چوک چوبرجی لاہور پاکستان
فون
+92-42-37470123
+92-42-37470128
+92-300-4370496
E-mail: pkhhc@hotmail.co.uk Website: www.pkhhc.com

''اگر مگر میں نہ پڑیں سوچ لیں اچھی طرح پھر فیصلہ کریں لیکن میرے خیال کے مطابق بوبی کے حق میں۔''

''صفدر بھائی اس کی محبت بھی اجنبی بن گئی تو۔''

''تو اس پر غور نہ کریں اس میں ناممکن سے ممکن اور ممکن سے ناممکن کا تجربہ شامل ہے۔''

''ٹھیک ہے میں سوچتی ہوں۔'' اس نے رضامندی ظاہر کی۔

''کتنی سیدھی سی بات ہے کہ اب بھی کچھ ہاتھ میں تو نہیں ہے اگر بوبی نے بھی وہی کیا جس کا آپ کو ڈر ہے تو کون سا نیا کام ہوگا عارض کو یاد کر لیجیے گا۔'' صفدر کے لہجے اور باتوں میں حد درجہ سنجیدگی اور تلخی ہوتی نہیں تھی مگر آج شرمین کو محسوس ہوا کہ صفدر بھائی کچھ بدلے بدلے سے ہیں۔

''آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔''

''میں بھی زندگی کے تلخ تجربے سے گزر رہا ہوں بلکہ یوں کہیے کہ گھونٹ گھونٹ زہر پی رہا ہوں۔''

''کیا وجہ ہے؟''

''آپ کو محبت نے دھوکہ دیا اور مجھے محبت کے لیے دھوکہ ملا۔'' وہ زہرخند سا مسکرایا۔

''صفدر بھائی سب ٹھیک تو ہے نا۔''

''ہاں بظاہر سب ٹھیک ہے کیونکہ میری امی بہت خوش ہیں۔''

''اور آپ......؟''

''میں اور زیبا الگ الگ رشتوں سے جڑے ہیں۔ خیر میں چائے بناتا ہوں۔'' وہ بات کر کے اٹھنے لگا تو شرمین نے معذرت کر لی۔

''نہیں شکریہ پھر کسی وقت آؤں گی بلکہ بچے کے لیے بھی کچھ لے کر آؤں گی اب چلتی ہوں۔''

''ٹھیک ہے مگر بوبی کو قبول کر لو۔'' صفدر نے جانے سے پہلے پھر دہرایا تو وہ کچھ کہے بنا اجازت لے کر آ گئی۔

○......❖❖......○

جب وہ گھر پہنچی تو زینت آپا مغرب کی نماز ادا کر رہی تھیں۔ وہ بھی نماز کا وقت قضا ہو جانے کے ڈر سے تیزی سے اپنے کمرے میں آئی تو وہاں بوبی اس کے بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ اسے اچھا نہیں لگا مگر نماز کی جلدی میں ہینڈ بیگ میز پر رکھ کر واش روم میں گھس گئی۔ جلدی سے وضو کیا جائے نماز بچھائی بوبی نے کچھ کہنا چاہا مگر اس نے نماز کی نیت باندھ لی پھر پوری تسلی سے نماز ادا کر کے دعا مانگی جائے نماز سے اٹھی تو وہ بولا۔

''کب سے انتظار کر رہا ہوں۔''

''کیوں...... اور میرے کمرے میں ہی کیوں؟'' اس نے خاصے تحمل سے کہا۔

''اعتراض کس بات پر ہے؟''

''چھوڑو۔''

''تیار ہو جاؤ مسز درز کلب میں میوزیکل شو ہے۔''

''اور مجھے اس قسم کی خرافات میں کوئی دلچسپی نہیں۔''

''کیسی خرافات؟''

''بوبی پلیز اپنے بچکانہ شوق اپنے تک رکھا کرو۔'' وہ چڑ گئی۔

''موسیقی سننا بچکانہ شوق ہے۔''

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

"ہاں اور مذہب میں ممانعت ہے۔"

"بھولی کے ساتھ غزل سننا جائز تھا۔" اس نے طنز کیا۔

"تو تم بھی بھولی کو ساتھ لے جاؤ۔" وہ جل گئی۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"

"دیکھو اس بے کار بحث کا میرے پاس وقت نہیں ہے۔"

"میرے ساتھ چلو۔"

"میں تمہارے ساتھ نہیں چل سکتی کیونکہ تمہارے مشاغل اور میرے مشاغل میں فرق ہے۔"

"کیا میری خوشی کے لیے میرا ساتھ نہیں دے سکتیں۔"

"یہ کوئی اچھا کام نہیں ہے جس میں ساتھ دیا جائے۔"

"اچھا تو پھر کھانا کھانے چلیں۔" وہ خوش ہو گیا۔

"سوچا جا سکتا ہے۔"

"ہرے....." وہ اچھل پڑا۔

"بولی..... جا کر ماما کو بھی تیار کرا وہ بھی جائیں گی۔"

"کیا؟"

"ہاں انہیں فریش ہونے کی ضرورت ہے۔"

"اوکے..... میں جاتا ہوں لیکن تم اچھا سا تیار ہونا ٹھیک آٹھ بجے نکلیں گے۔"

وہ یہ کہتا ہوا خوشی سے چلا گیا اور وہ بیڈ پر کچھ دیر کے لیے دراز ہو گئی۔ بولی سے اسی لیے وہ فاصلے پر رہنا ضروری سمجھتی تھی کیونکہ عمروں کا فرق رویوں میں دکھائی دیتا ہے۔ جو چیزیں لبھاتی تھیں وہ ان سے گھبراتی تھی اس کا مزاج بہت سنجیدہ تھا اور نہ بہت شوخ جبکہ بولی صرف اور صرف شوخ اور زندہ دل نوجوان تھا کسی بات کو محسوس کر لیا تو کر لیا ورنہ نظر انداز کر دیا۔ یہ درست تھا کہ وہ محبت بے پناہ کرتا تھا مگر کب تک کی عمر کتنی ہو گی یہ سوچتے پر وہ مجبور تھی۔ بولی کی محبت پانی کی تیز موج کی طرح سب کچھ بہا لے گئی تو شرمین پھر اعتماد کی کرچیاں کیسے جمع کرو گی؟ کیسے حوصلہ حاصل کرو گی؟ کیا صفدر بھائی کے رویے پر غور کرنا چاہیے؟ شرمین شاید یہ لمحہ یہ پل غور کی کیفیت میں پر تمہیں لے گیا ہے تم نے اتنی آسانی سے کھانے کی آفر قبول کر لی شاید تمہارے اندر بولی نے نقب لگائی ہے جسے تم سوچنے لگی ہو؟"

"نہیں..... شرمین ابھی ایسا نہیں ہے سوچو کوشش کرو اسے سمجھانے کی بہلانے کی ہو سکتا ہے وہ سمجھ جائے کوشش تو کرو۔"

آخری ذہنی تاویل پر وہ پرسکون ہو گئی اور تیار ہونے لگی۔

O.....❖❖.....O

بلیک اور سی گرین اسٹائلش سوٹ میں شفون کا دوپٹہ اچھی سے سیٹ کر کے اس نے اپنا تنقیدی جائزہ آئینے میں لیا تو دل چاہا کہ نازک آویزے بھی پہن لے جانے کیوں اچھا سا محسوس ہو رہا تھا تیار ہوتے ہوئے ہلکی چمکیلی اورنج لپ اسٹک بھی لگائی آخر میں نازک سا سیاہ سینڈل پہن کر کمرے سے باہر نکلنے ہی والی تھی کہ کرتے شلوار سوٹ میں ملبوس بولی آ گیا اور وہ پلکیں جھپکے سینے پر ہاتھ باندھے دیکھتا رہ گیا تو پہلی بار اس کی نگاہوں کی تپش سے اس کا کندنی حسن دہکنے لگا۔ پلکیں جھکا کر وہ خوامخواہ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی دراز کھول کر کچھ تلاش کرنے لگی وہ بہت قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔

"شرمین..... کاش خود کو میری نظروں سے دیکھ سکتیں۔" وہ عالم جذب میں تھا۔

”یونہی مجھے ایسے فریب کھانے کی عادت نہیں۔“ اس نے رکھائی سے جواب دیا۔

”یہ دھوکہ نہیں نہ ہی فریب ہے تم اس قدر پیاری لگ رہی ہو کہ جی چاہتا ہے.....؟“

”جی کو سنبھالو اور چلو۔“

”ثمرین ایک بات بتاؤ۔“

”پوچھو لیکن پلیز فضول بات نہ کرنا۔“

”تمہیں میری ہر بات جھوٹ کیوں لگتی ہے؟“

”اس لیے کہ یہ سب باتیں اپنی سچائی اس زمانے میں کھو چکی ہیں؟“

”محبت تو ہے۔“

”پلیز اس لفظ کی حقیقت سے میں تم سے بہتر آشنا ہوں۔“ وہ چڑ سی گئی۔

”مطلب میری محبت سچی نہیں۔“

”ہاں لیکن یہ تمہارے لیے ہی نہیں سب کے لیے کہہ رہی ہوں اسے تم نے اپنی روزمرہ زندگی کا حصہ بنالیا ہے۔ ہر آدمی تو یہ راگ الاپ رہا ہوتا ہے۔“ وہ طنزیہ مسکرا کر بولی۔

”ہوسکتا ہے مگر مجھ پر یقین کرو میں تو ہمیشہ سے تم کو چاہتا ہوں۔“

”فار گاڈ سیک تب بھی اب بھی مجھے لفظ محبت، چاہت پر نہ یقین ہے اور نہ آئے گا۔“

☆☆☆

”بہت دل چاہتا ہے کہ اپنے بیٹے کو باپ کا پیار دے دوں مگر پیار کسی دکان پر نہیں ملتا۔ اس کے کپڑے، فیڈر، لوشن، پاؤڈر جہاں خریدے تھے وہیں پیار بھی خرید لیتی، لیکن منحی کی میں بے بس ہوں مجھے صفدر کے گھر سے لوٹنا ہے اس کی نفرت بجا ہے کسی بے وفا کی محبت کا فریب میں نے کھایا تھا صفدر ایک مرد ہے وہ معاف نہیں کرسکتے غلط نہیں ہے۔“ عبدالصمد کو تھپک تھپک کے سلاتے ہوئے وہ بہت آہستہ آہستہ بول رہی تھی۔ قریب ہی تو حاجرہ بیگم اور جہاں آرا بیٹھی تھیں۔

”تم کوشش جاری رکھنا مجھے امید ہے کہ صفدر بھائی بیٹے کے لیے ضرور پگھلیں گے۔“

”اس میں شاید بہت زمانے لگ جائیں جبکہ مجھے تو جلد آنا ہوگا۔“

”ہرگز نہیں تمہیں جلدی نہیں کرنی خود سوچو عبدالصمد کا دنیا میں آنا اللہ کا کرم نہیں کیسے تم سے نفرت کرنے والا تمہارے قریب آگیا یہ بیٹا تو انہی کا ہے اس سے تو وہ انکار نہیں کرسکتے تو ایک دن وہ اسے اپنا ئیں گے بھی۔“ منحی نے اس کا سامان سمیٹ کر رکھتے ہوئے کہا۔

”کاش، ایسا ہوسکے۔“

”ان شاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔“

”مجھے امی کا خیال آتا ہے وہ عبدالصمد سے جدائی برداشت نہیں کرسکیں گی۔“ اس نے خوش خوش باتوں میں مصروف جہاں آرا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ تو اچھی بات ہے انہیں بچے کے اتنا قریب کردو کہ صفدر بھائی ہاتھ جوڑ کر خود تمہیں روکیں۔“

”خیر تم سناؤ نوکری کیسی چل رہی ہے۔“

”الحمدللہ۔“

”نمی تمہارا بہت احسان ہے مجھ پر کہ تم میری امی کے ساتھ رہ کر ان کی تنہائی بانٹ رہی ہو کوئی مشکل ہے تو پلیز مجھے بتاؤ۔“

”ارے، میں تو ایک سرائے سے گھر میں آ گئی ہوں اور تنہائی تو ایک ماں نے میری دور کر دی ہے ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے بہت قیمتی ہو گئے ہیں۔“ نمی نے بتایا تو زیبا کھل اٹھی اسے اماں کی بہت فکر تھی۔

”ویسے ایک تمنا اور خواہش ہے کہ تم دوسری شادی کر لو۔“ زیبا نے کہا تو وہ پہلے ہنسی اور پھر بولی۔

”یہ تو اب ساری زندگی نہیں ہو سکتا میں نے شادی کی اتنی اذیتیں جھیلی ہیں کہ سوچ کر بھی جھرجھری سی آتی ہے۔“ نمی کے کہنے پر اسے یقین تھا مگر پھر بھی اس کے نزدیک تنہا عمر کیسے گزرے گی۔

”نمی اچھے آدمیوں کی کمی نہیں ہے۔“

”بس پلیز مجھے آدمیوں پر ریسرچ نہیں کرنی، اب تم جاؤ اپنا سامان دیکھ لو صفدر بھائی آتے ہوں گے۔“

”ہمم، میں نے اس کی کچھ چیزیں اماں کے کمرے میں رکھی تھیں وہ لے آؤں۔ تم عبدالصمد کے پاس ہی بیٹھو۔“ زیبا اٹھ کر چلی گئی تو نمی نے اپنے ماضی کے تلخ لمحوں پر نگاہ ڈالی۔ شادی کے نام پر کتنا زہر پیا تھا اس نے دیار غیر میں۔ کوئی اپنا نہیں تھا تنہا لڑتے لڑتے گھر کو خیر باد کہنا پڑا۔ اس نے کب چاہا تھا کہ اس کا گھر ٹوٹے، وہ طلاق یافتہ بن جائے مگر جب برداشت جواب دے گئی تو اسے یہ کڑوا گھونٹ بھرنا ہی پڑا تھا۔

○......✤✤......○

بھولی کے گانے کی آواز دور دور تک جا رہی تھی۔ بوبی کو آتا دیکھ کر وہ ایک دم چپ ہو گئی۔ کیونکہ بوبی کی خشمگیں نگاہوں کا مطلب یہی تھا کہ اسے ناگوار لگا۔ بالوں میں پیلا پراندہ ڈالے لہراتی ہوئی بھاگنا چاہتی تھی کہ وہ گرجا۔

”بھولی......“

”جی......جی چھوٹے صاحب۔“ سر سے گری آنکھیں اس کے گندمی رنگ کو لبھا رہی تھیں۔

”تمہیں ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔“

”جی۔“

”کیا تماشا لگا رکھتی ہو۔ بغیر گائے تمہارا کھانا ہضم نہیں ہوتا تم لڑکی ہو یا میراثی۔“ بوبی نے اس طرح کہا کہ بابا کچن سے نکل کر آ گئے اور بھولی کو نظریں جھکائے روتا دیکھ کر سمجھ گئے کہ کچھ غلط کیا ہے۔

”کیا ہوا بابا؟“ انہوں نے بوبی سے پوچھا۔

”بابا یہ کیسی لڑکی ہے اس کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی۔“ بوبی نے پوچھا۔

”کیا......کیا ہے اس نے؟“

”یہ ہر وقت ناچ گانے میں کیوں مصروف رہتی ہے؟ میں نے کتنی آوازیں دیں مگر یہ گلا پھاڑ پھاڑ کر گانا گا رہی تھی۔“ بوبی نے بتایا۔

”کیوں، بھولی کیا کہہ رہے ہیں چھوٹے صاحب؟“

”ماما جی میں اخبار سیدھے کر کے رکھ رہی تھی حمیدہ ماسی نے کہا تھا۔“ بھولی منمنائی۔

”تو گانا گانے کی کیا ضرورت تھی۔“ بابا سختی سے بولے۔

”میں بھول گئی تھی۔“

”کیا......کیا بھول جاتی ہے تو؟“ بابا کو غصہ آ گیا۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

اسی اثنا میں شرمین آفس کے لیے تیار ہو کر آ گئی اور بولی۔

"کیا ہو گیا ہے بابا کیوں ڈانٹ رہے ہو؟"

"یہ گانا گانے سے بعض نہیں آتی چھوٹی بی بی۔" عادل بابا نے کہا۔

"اوہو...... تو کیا ہو گیا، گانے پر پابندی کیوں؟" وہ بھولی کے قریب کھڑی ہو کر اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولی۔

"شرمین اس کی آواز دور تک جارہی تھی۔" بولی بولا۔

"تو...... تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کیونکہ تمہیں بھی تو گانا بجانا پسند ہے۔" شرمین نے ہلکے سے مزاح کے ساتھ کہا۔

"اس کا گانا...... ہنہہ۔" وہ جھلایا۔

"بھولی، تم میرے کمرے میں جا کر صفائی کرو، میرے دھلنے والے کپڑے اکٹھے کرو اور دھلوا کر پریس بھی کرنے ہیں، جاؤ شاباش۔" شرمین نے بھولی سے کہا وہ دوڑ کر وہاں سے غائب ہو گئی۔ بابا ناشتہ لگوانے کے لیے کچن کی طرف چلے گئے تب شرمین نے بولی سے کہا۔

"کیوں اس معصوم کو ستاتے ہو یا اس کی آواز سے اندر کی آواز اگر پھر سے جگاؤ گے تو دم گھٹ جائے گا۔"

"شرمین یہ تم کہہ رہی ہو تمہیں تو موسیقی پسند ہی نہیں۔" وہ بولا۔

"مجھے تو اور بھی بہت سی باتیں پسند نہیں مگر سمجھوتہ کرنے کی کوشش کرنے لگی ہوں۔" اس نے ذومعنی بات کی جو کہ بولی کو ہضم نہیں ہوئی۔

"مطلب۔"

"کچھ نہیں۔"

"بتاؤ نا۔" وہ اڑ گیا۔

"یا اب تک سلیپنگ سوٹ میں کیوں ہو؟ آفس کی تیاری کب ہوگی؟" اس نے موضوع ہی بدل ڈالا۔

"میں نیند کے خمار سے اس بھولی کی آواز سے نکلا ہوں۔" وہ بیڈ پاش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"واہ...... اس کا مطلب ہے بھولی کی آواز میں اتنی کشش ہے کہ وہ خمار سے باہر لے آئی۔" اس نے چبھتی ہوئی بات کی۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"

"اچھا اب چلو تیار ہو کر آؤ شاباش دیر ہو رہی ہے۔"

"یہ بچوں کی طرح ٹریٹ نہ کرو پلیز۔"

"بولی......" اس نے گھورا۔

"جی...... مائی لو۔"

"اف......" وہ گھورتی ہوئی زینت آپا کے کمرے کی طرف چلی گئی۔ کیونکہ انہیں ناشتے سے پہلے کی میڈیسن وہی کھلاتی تھی۔ ناشتے کے بعد بھی ایک گولی بلڈ پریشر کی دینی لازمی تھی۔

○......❖❖......○

ایش ٹرے سگریٹ کے ادھ جلے ٹکڑوں اور راکھ سے بھر چکی تھی۔ کمرے کی فضا بھی دھوئیں سے آلودہ تھی۔ باہر ملگجا سا اجالا تھا۔ آغا جی کا اسٹاف کے ساتھ ڈنر تھا وہ ان کے اصرار کے باوجود نہیں گیا سر درد کا بہانہ بنا کر ٹال دیا۔ ان کے جانے کے بعد یادوں کے ہجوم میں سگریٹ پھونکنے کے سوا کچھ نہیں تھا۔ سوچ بھی خود سے تکرار تھی ملامت تھی۔ ندامت تھی اپنے

آپ سے سوال تھے جن کے جواب نہیں تھے۔ کسے معلوم تھا عارض تمہاری محبت کا چمن یوں ویرانے میں بدل جائے گا۔ تم جس سے بے پناہ محبت کرو گے وہ یوں تم سے جدا ہو جائے گا۔

مجھے معلوم ہے مجھے تسلیم اسے بھی مجھ سے محبت ہوگی مگر شاید حالات نے اسے اظہار کی مہلت نہیں دی ہوگی۔ شاید اسے موقع دیتے تو وہ اظہار محبت بھی کر لیتی۔

"لیکن وہ صبیح احمد...... وہ صبیح احمد کی محبت بھی تو ہے صبیح احمد اس کی تصویر سینے سے لگائے پھرتے ہیں کاش کبھی دوبارہ ملیں تو میں انہیں شرمین جیسی محبت کی داد دے سکوں۔ دعا دے سکوں۔" اس نے سوچتے سوچتے آنکھیں موند لیں۔ تو عین اسی لمحے ڈور بیل بجی تو وہ وال کلاک پر نظر ڈال کر یہ سوچتا ہوا باہر نکلا کہ بابا اتنی جلدی آگئے ہیں مگر دروازہ کھول کر وہ متحیر رہ گیا سنجنا بارش میں بھیگ رہی تھی۔ اس کی حیرت ابھی دور نہیں ہوئی تھی کہ وہ اسے دھکیل کر اندر آ گئی اپنے گیلے بالوں سے پانی جھٹکتے ہوئے بولنے لگی۔

"او مائی گاڈ جب گھر سے نکلی تھی تو بارش کا نام و نشان نہیں تھا آپ کا ایڈریس ڈھونڈنے میں جو وقت لگا اسی میں بارش شروع ہو گئی۔" وہ بے تکلفی سے خود کو گرمی پہنچانے کے لیے ہیٹر کے قریب بیٹھ گئی وہ مسلسل حیران پریشان کھڑا تھا۔

"او ہو مسٹر عارض اب حیرت سے باہر نکلو اور گرما گرم کافی پلاؤ۔" اس کی بے تکلفی کے باعث عارض کی حیرت غصے میں بدل گئی۔ وہ چلا اٹھا۔

"یہ میرا گھر ہے تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں میری اجازت کے بغیر داخل ہونے کی۔" سنجنا کے لیے یہ رد عمل قطعاً پریشان کن نہیں تھا وہ مزے سے ٹشو پیپر سے اپنے بند جوتے جو کہ بارش کے باعث اوپر سے گیلے ہو گئے تھے انہیں صاف کرتے ہوئے بولی۔

"ویسے یہ کمپیوٹر بھی کیا چیز ہے پلک جھپکتے میں آپ کا ایڈریس سرچ ہو گیا۔"

"سنجنا پلیز آپ جاؤ میری آپ کی کوئی بے تکلفی نہیں ہے۔"

"ہو جائے گی تو ہے آپ کی طرف سے امید ہے۔"

"آپ جاؤ میرے بابا آنے والے ہیں۔" اس نے کسی حد تک نرمی سے کام لیا۔

"عارض اصل میں نیویارک آ رہی تھی تو میں نے نہ آنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر میرے ڈیڈ نے اپنے کزن اشوک کے لیے مجھے آنے پر مجبور کیا اب اشوک سے بچ کر میں تمہیں ملنے آ گئی وہ ویسے بھی ڈیڈ کے گھر آ رہا ہے۔"

"اس کہانی سے میرا کیا تعلق؟" وہ زچ آ گیا۔

"تعلق ہی تو بتا رہی ہوں مطلب مجھے نیویارک میں اشوک سے نہیں تم سے ملنا ہے۔" وہ سادگی سے بولی۔

"وہاٹ......؟" وہ دہاڑا۔

"دھیرج میں نے تمہاری زبان بولی ہے جناب کافی پلیز۔" وہ اٹھلائی۔

"دیکھو اب تم جاؤ میرے بابا مجھ سے ناراض ہوں گے۔"

"کمال ہے یہ امریکہ ہے یہاں بھی ڈرتے ہو۔" وہ بولی۔

"فار گاڈ سیک ماب جاؤ۔"

"میں نے تو سنا تھا کہ پاکستانی مہمان نواز ہوتے ہیں۔"

"میں ہرگز نہیں ہوں۔" وہ صاف کہہ کر بیزاری سے دیکھنے لگا۔ وہ اٹھی اور کافی قریب آ کر دھیرے سے بولی۔

"پھر بھی فرق نہیں پڑتا۔"

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

"پلیز......"

"اوکے، بارش میں نکال رہے ہو۔" وہ اپنا پرس اٹھا کر دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ ڈور بیل بج اٹھی۔ عارض سناٹے میں آ گیا۔ کیونکہ دروازے کے باہر سے بابا اور منیجر صاحب کی آوازیں صاف آ رہی تھیں مگر دروازہ تو کھولنا ہی تھا جونہی دروازہ کھولا تو سنبھلنے سے پہلے آغا جی اور منیجر صاحب اندر آ گئے وہ ایکسکیوز کہہ کر چلی تو گئی مگر آغا جی کی نظریں دروازے پر جم گئیں۔ وہ شرمندہ سا مسکرایا۔

"بابا یہ...... یہ میری نیبرز میں سے......"

"اس کے لیے آپ میرے ساتھ ڈنر کے لیے نہیں گئے۔" بڑی بے رخی سے انہوں نے کہا اور بیٹھ گئے۔

"نہیں یہ تو ویسے ہی بارش کی وجہ سے آ گئی۔" وہ ہکلایا۔

آغا جی نے ایک سرد سانس بھرا اور ہاتھ کے اشارے سے منیجر صاحب کو جانے کی اجازت دی اور پھر اس سے مخاطب ہوئے۔

"عارض یہ چار کمروں والا اپارٹمنٹ لینے کی وجہ جانتے ہو شاید نہیں۔" وہ بولتے بولتے رکے۔

"بابا......"

"صرف اتنی سی وجہ ہے کہ میں یہاں رہنا پسند نہیں کرتا۔ عارضی وقت کے لیے آتا جاتا رہا یہاں کی تہذیب، یہاں کے طور طریقے مجھے اپنے وطن کے مقابلے میں منظور نہیں اور رہ گئی بات مذہب کی تو مذہب پہ تو کوئی سمجھوتہ میں ہرگز نہیں کر سکتا۔ لوگ مجھے یہ کہتے ہیں کہ نیویارک میں بہت بڑا شاندار گھر مجھے رکھنا چاہیے۔ لیکن میرا کہنا ہے کہ نہیں آئیں یہاں مستقل رہنا پسند نہیں لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ مجھے یہیں رہنا ہے۔" وہ بڑی طویل بات کر کے تیزی سے اٹھے اور اپنے کمرے میں بند ہو گئے۔

اس نے بابا کا موڈ اس قدر آف کبھی نہیں دیکھا تھا ہمیشہ مسکرانے والے بابا کے چہرے پر سنجیدہ سی کیفیت طاری تھی وہ بالکل خاموش تھے۔ یقیناً رات کے واقعے کے اثرات تھے کن طریقوں سے اس نے انہیں سمجھا سے لاتعلقی کا یقین دلایا تھا مگر لگتا تھا کہ انہوں نے ذرا سا بھی یقین نہیں کیا تھا۔ اسے ثمارہ پر سخت غصہ آ رہا تھا۔ اس کو گھر آنے کی ضرورت کیا تھی اور اس نے کب اس کی ہمت بڑھائی تھی۔ بلاوجہ اس کی موجودگی نے منیجر صاحب اور بابا کی غلط فہمی کو سو فیصد یقین میں بدل دیا تھا رات ہی وہ بالکل خاموش ہو کر اپنے کمرے میں چلے گئے تھے اور اب بھی ناشتے کے لیے دوبار بلانے پر بھی وہ کمرے سے نہیں آئے تو مجبوراً ٹرے اٹھا کر وہ کمرے میں آ گیا۔ لیکن ان کی خاموشی توڑنے کے لیے اسے سوچنا پڑ رہا تھا۔

"بابا...... آپ کی خاموشی بے سبب ہے۔"

"مجھے دکھ ہے کہ میری غلط فہمی سچ ثابت ہو گئی۔" وہ چائے کی چسکی لینے کے بعد بولے۔

"بابا سچ پوچھیں تو غلط فہمی کی بھی نہیں ہے۔"

"چھوڑو، میں کل کی فلائٹ سے جا رہا ہوں۔" انہوں نے بہت لاتعلقی سی ظاہر کی تو وہ چیخ اٹھا۔

"بابا میری بات پر اعتماد کیوں نہیں کر رہے ہیں آپ؟"

"اس لیے کہ تمہارا ماضی کا ریکارڈ ایسے کارناموں سے بھرا پڑا ہے ابھی اتنی پیاری معصوم سی شرمین کو تم نے دھوکا دیا ہے اس لڑکی کی خاطر جو تمہیں اچھی لگ سکتی ہے مجھے نہیں۔" وہ بہت سپاٹ لہجے میں کہہ کر ہاتھ دھونے کے لیے چلے گئے۔

"بابا یہ لڑکی کوئی فراڈ ہے یاد رکھو کہ میں اسے نہیں جانتا اس کے لیے شرمین کو نہیں چھوڑا۔"

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

باتوں سے خوشبو آئے

❖ میٹھے لہجے اور خوش خلقی سے محبت واجب ہو جاتی ہے۔
❖ جب عقل پختہ ہوتی ہے تو گفتگو ختم ہو جاتی ہے۔
❖ لالچ ہمیشہ کی فقیری ہے۔
❖ دوسروں کی غلطیاں بھول جاؤ لیکن اپنی غلطی نہ بھولو۔
❖ انسان کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے علم کے اعتبار سے ہوتا ہے۔
❖ ہر رات کے بعد دن ضرور طلوع ہوتا ہے اور جو رات صبر سے گزار دی جائے اس کی صبح بہت حسین گزرتی ہے۔
❖ اچھا سوال کرنا آدھا علم ہے۔
❖ وقت کی قیمت اس کا بہترین استعمال ہے۔
❖ دس فقیر ایک کمبل میں سو سکتے ہیں لیکن دو بادشاہ ایک ملک میں نہیں رہ سکتے۔

بالا سلیم...... اورنگی ٹاؤن کراچی

"ہند آنکھوں دیکھا کیسے جھوٹ مان لوں۔" وہ بہت تمسخرانہ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بیٹھ گئے۔

"ہاں، کیونکہ یہ جھوٹ ہے محض اتفاق ہے، بابا آپ ایسا نہ سوچیں۔" اس نے پوری شدت سے سمجھانا چاہا لیکن وہ یہ سب مان لینے کو تیار نہیں تھے منہ دوسری طرف موڑ لیا۔

"بابا...... پلیز مجھے یہ اذیت نہ دیں۔"

"یار کوئی اذیت نہیں ہے تم جو چاہو کرو۔" انہوں نے جھڑکا۔

"آپ سمجھ کیوں نہیں رہے؟"

"دکھ تو اسی بات ہے کہ اس غیر مسلم عام سی شکل صورت والی لڑکی کی خاطر یہاں بیٹھے ہو اور شرمین کو مسترد کر دیا۔" آغاجی بولے۔

"کس نے کہا؟"

"کون کہے گا، سب واضح ہے اگر شرمین کو اس کی وجہ سے نہیں چھوڑا تو چلو کر بتاؤ۔" انہوں نے کشمکش میں گرفتار کر دیا۔

"بابا شرمین کے علاوہ کوئی اور بات بھی کر لیں۔" وہ جھنجلا سا گیا۔

"تو یہ حقیقت ہے کہ یہی ہندو لڑکی اصل وجہ ہے۔" انہوں نے ایسے کہا کہ وہ کچھ نہ بول سکا یا شاید بولنے کا کچھ فائدہ نہیں رہا تھا۔

"ٹھیک ہے آپ رہیں نیو یارک میں مجھے کوئی شکایت نہیں میں جا کر شرمین سے معافی مانگ لوں گا اسے آپ کی اصل صورت دکھا دوں گا۔ بس یاد رکھنا کہ شرمین جیسی لڑکی تمہیں دوسری نہیں مل سکتی۔"

"سچ کہا آپ نے۔" وہ افسردہ سا ہو گیا۔

"پھر بھی، پھر بھی کوئی احساس نہیں۔"

"بابا کچھ سمجھنے کی کوشش کریں شاید میرا کچھ قصور ہو مگر ایسا ضروری تھا۔" وہ بولا۔

"تو ٹھیک ہے سینہ ٹھونک کر کہو کہ یہ لڑکی آپ کی زندگی میں ہے، ہاں یا نہیں؟" انہوں نے کہا تو وہ چاہتے ہوئے بھی

کچھ نہ بول سکا اور آغا جی نے یقین کرتے ہوئے آخری جملہ وثوق سے کہہ دیا۔

"جانتا ہوں اس لڑکی کو بھی تم جلد چھوڑ دو گے۔" آغا جی اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے وہ بیٹھا رہ گیا۔

آغا جی کی شدید ناراضگی کے باعث وہ سخت مشتعل ہو کر اس کی تلاش میں کافی شاپ اور پھر اسی ہوٹل میں پہنچا۔ تو وہ وہیں ہال میں ایک الگ تھلگ سی میز پر سوچ میں گم بیٹھی تھی۔ سامنے پانی کا گلاس رکھا تھا جو شاید تھوڑا سا پی کر چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہ تیزی سے اس کے قریب گیا جھٹکے سے عین سامنے والی کرسی کھینچ کر بیٹھا تو وہ چونکی اور پھر خوش ہو کر مسکرائی۔

"تمہیں کس نے یہ حق دیا کہ میرے گھر میں قدم رکھو۔"

"یہ بات آپ مجھے کہہ چکے ہو نئی بات کرو۔" وہ صد درجہ ریلیکس تھی۔

"میرے بابا نے مجھ پر الزام لگایا اور ناراض ہو گئے میں آپ کو جانتا تک نہیں۔" وہ شدید غصے کے باوجود لہجہ دبا دبا اختیار کیے ہوئے تھا۔

"تو جان لو آئی ایم تجنا راٹھور اور......!"

"جسٹ شٹ اپ بلاوجہ مخل انداز ہو رہی ہو۔" اس نے بہت غصے میں جھڑکا۔

"کیا اس پرائے دیس میں کسی سے بات کرنا جرم ہے۔"

"ہے یا نہیں مگر میں اور طرح کا ہوں آپ سے میل جول نہیں رکھ سکتا۔" اس نے صاف صاف کھرے انداز میں کہا۔

"ہم ایک دوسرے کی بھاشا سمجھتے ہیں ایک اپنائیت سی محسوس ہوتی ہے۔" وہ بولی تو وہ تپ ہی گیا۔

"حد ہے کیسی بھاشا کیسی اپنائیت؟ میں سمجھ سکتا ہوں مگر میں یہاں کسی لڑکی کے چکر میں نہیں ہوں آپ نے آگے چل کر کہنا ہے اس کے لیے ابھی سوری۔" وہ بہت سنجیدہ کہہ گیا۔

"کیا کہنا ہے؟"

"پلیز مجھ پر ٹائم ضائع نہ کرو۔"

"عارض مجھے صرف اچھے دوست کی ضرورت ہے اور کچھ نہیں۔" وہ بہت نرمی سے میز کی سطح پر ناخن سے الٹی سیدھی لکیریں بناتے ہوئے بولی۔

"مس تجنا میرا پیچھا چھوڑ دو بس۔" وہ یہ کہہ کر اٹھنے لگا۔ تو وہ کچھ دیر عجیب سی نظروں سے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"میرے جذبے صرف جذبے ہیں ان کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں، جذبات نہ ہندو ہوتے ہیں نہ مسلمان بس پوتر ہوتے ہیں۔"

"میرے پاس جذبات ہی نہیں ہیں۔" وہ جھنجھلا کر بولا۔

"عارض آپ مجھے غلط سمجھ رہے ہو مجھے آپ کے خیالات سے اتفاق نہیں۔"

"اچھی بات ہے اب آئندہ مجھ سے رابطہ نہ کرنا۔"

"تو آپ واپس چلے جائیں۔" اس نے برجستہ کہا۔

"کیا!" وہ حیران ہو گیا۔

"ہاں ورنہ میرا تو سامنا رہے گا میں کچھ عرصہ یہیں ہوں۔"

"مجھے کچھ لینا دینا نہیں۔" اس نے کورا جواب دیا۔

"عارض! زندگی ایک حسین تحفہ ہے۔" اس نے کہا۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

"یس، لیکن یاد رہے مجھے آپ سے دوبارہ نہیں ملنا۔"

"ہاہاہا۔" وہ ایسے ہنسی جیسے اس کی بات کا تمسخر اڑا رہی ہو۔

"سنو..... میں تمہیں دوبارہ دیکھنا نہیں چاہتا۔" وہ یہ کہہ کر چلا گیا تو سجنا ہنسنے لگی اتنا ہنسی کہ اردگرد کے لوگوں نے تعجب سے دیکھا اتنا ہنسنا تعجب خیز تھا اور پھر اس میں رونا شامل ہوگیا آنسو بہنے لگے سب حیران نظروں سے اسے روتا دیکھ رہے تھے۔

"لیکن، میں تمہیں ہمیشہ دیکھنا چاہتی ہوں۔" وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی لیکن جسے کہہ رہی تھی وہ وہاں موجود نہیں تھا جا چکا تھا بلکہ کبھی آیا ہی نہیں تھا جانے کہاں سے سامنے دکھائی دیا اور اس کے من کو اچھا لگ گیا۔

○......❖❖......○

منیجر صاحب مجرموں کی طرح اس کے چیمبر میں کھڑے تھے۔ وہ شعلہ بار نگاہوں سے انہیں گھور رہا تھا۔ سجنا کے بارے میں آغا جی کو انہوں نے ہی اطلاعات فراہم کی تھیں۔

"آپ کی غلط اطلاع نے بابا کو بدظن کردیا معلوم ہے ایسا پہلی بار ہوا ہے وہ مجھ سے بات نہیں کررہے واپس جانے کا آپ نے ٹکٹ بھی کروادیا آپ ایسا کرسکتے ہیں۔ مجھے حیرت ہے۔" وہ بولتا چلا گیا۔

"سر..... آغا صاحب مجھے ڈیوٹی دی گئی روز فون پر پوچھتے تھے۔"

"تو آپ مجھ سے کنفرم تو کرلیتے۔"

"آغا صاحب نے بتایا کہ کسی لڑکی کا چکر ہوگا تو مس سجنا کی وجہ سے یہی لگا کہ آپ دونوں میں ریلیشن ہے۔" منیجر صاحب نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"تو یہ مجھ سے پوچھتے میں سجنا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا آپ کو پتا نہیں چلا وہ کافی شاپ میں ریسٹورنٹ میں ملی اور پھر میرے پیچھے پڑ گئی یہ آپ نے سچ بابا کو نہیں بتایا۔"

"سر..... سوری میں نے آغا صاحب کو اور کچھ نہیں کہا۔"

"اور مجھ سے پوچھا نہیں تو آپ کیا کہیں گے؟" وہ طنزیہ مسکرایا۔

"سوری سر۔"

"آپ کے سوری کہہ دینے سے بابا کا ذہن صاف ہوجائے گا؟"

"سر..... آپ سر کے ساتھ واپس چلے جائیں تو خود بخود حالات نارمل ہوجائیں گے۔" منیجر صاحب نے حل تجویز کیا تو اسے غصہ آ گیا۔

"آپ کو واپس پاکستان نہ بھیج دیا جائے۔"

"سوری سر، رئیلی سوری۔"

"منیجر صاحب وہ لڑکی مجھے پاگل لگتی ہے آپ نے یقین نہیں کیا اور رائی کا پہاڑ بنادیا۔" وہ بڑبڑاتا کرسی سے اٹھا اور سیدھا بابا کے آفس میں آ گیا آغا جی کچھ اہم فائلیں سائن کررہے تھے۔ اس کے آنے پر کوئی نوٹس نہیں لیا، کچھ دیر وہ کھڑا دیکھتا رہا پھر بول اٹھا۔

"بابا مجھے معلوم ہے آپ دانستہ مجھ سے بات نہیں کررہے۔"

"یار مجھ میں اخلاقی قدریں ابھی زندہ ہیں۔ میں آپ کی طرح دیوالیہ کبھی نہیں ہوسکتا فرمایئے۔" انہوں نے خاصے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا اور عینک اتار کر میز پر رکھ دی۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

"بابا آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟" وہ بولا۔

"اس لیے کہ دھوکہ دینا اپنے عہد سے پھر جانا جھوٹ بولنا کیا اخلاقی قدریں ہیں؟ آپ تو شاید ہمیشہ سے ایسے ہی تھے میں نے لاڈ پیار کی عینک اتار کر دیکھا ہی نہیں۔"

"آپ غلط سوچ رہے ہیں میں نے کچھ ایسا نہیں کیا۔" وہ تقریباً زچ ہوگیا۔

"تو پھر شرمین کے لیے واپس چلو ثابت کرو اس لڑکی سے تمہارا کوئی رشتہ نہیں۔" انہوں نے فیصلہ کن انداز میں کہا تو وہ ساکت ہوگیا۔

"بس، کوئی جواب نہیں بیٹا۔" آغا جی نے کہا۔

"مجھے کچھ نہیں کہنا۔" وہ فقط یہ کہہ سکا۔

"اب آئندہ یہ مت کہنا کہ میں غلط سوچتا ہوں اور تم نے ایسا نہیں کیا۔" وہ بڑی تختی سے کہہ کر اپنے کام میں مشغول ہوگئے۔

"بابا....." کچھ دیر کے بعد اس نے خاموشی توڑ دی۔

"سوری آپ جاسکتے ہیں مجھے ضروری کام نپٹانے ہیں۔" انہوں نے اجنبی لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔" وہ غصے میں کہہ کر چلا گیا۔ آغا جی نے تاسف سے سرد آہ بھری اور کام چھوڑ کر گہری سوچ میں گم ہوگئے۔

○......❖❖......○

"ہم انسانوں کی دنیا میں کیسا محبت شناسی کا انقلاب آیا ہے کہ ہم نے محبت کو بھی بھٹکنے پر مجبور کردیا ہے اب محبت بھی آبلہ پا ہو کر لفظوں سے نکل کے کبھی ساحل پر بکھری ریت میں اتر کر، کبھی پانی کی سطح پر بننے والے بلبلوں میں ڈھل کر، کبھی قوس قزح کے رنگوں میں بکھر کر، یا کبھی موم کے قلب میں پگھل کر اپنے معنی اور مفہوم تلاش کرتی ہے جبکہ کتنی آسانی سے ہم خود محبت کو ہی فریب دے کر دوسروں کو یہ یقین دلا رہے ہوتے ہیں کہ ہم آپ کے بنا جی نہیں سکتے اور پھر جی لیتے ہیں۔"

بڑی دیر سے وہ یہی سوچ رہی تھی دل اور دماغ میں بوبی کے لیے محبت جانچنے کی کوشش جاری تھی اور عقل کی ترازو یہ تول رہی تھی کہ بوبی کی محبت کرتا ہے صبیح احمد کی طرح یا عارض کی طرح اور یا پھر ارشل صاحب کی طرح یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا اس نے زینت آپا کی خاطر صفدر کے کہنے پر بوبی کے لیے سوچنا شروع کردیا تھا مگر فیصلہ کچھ بھی نہیں کر پا رہی تھی۔

بھولی کپڑوں کی الماری میں کپڑے سیٹ کر رہی تھی ساتھ ساتھ کچھ گنگنا رہی تھی بوبی اچانک کمرے میں آیا تو اس کی گنگناہٹ بند ہوگئی۔

"اوں ہنہ۔ کتنی عجیب سی اسمیل ہے کمرے میں، بھولی جاؤ یہاں سے۔" اس نے ناگواری سے کہا۔

"اوہو..... کیا ہوگیا ہے بوبی۔" شرمین کو اچھا نہیں لگا بھولی بے چاری شرمندہ سی ہوگئی۔

"جاؤ کھڑی منہ کیا دیکھ رہی ہو، کپڑوں میں سے بو آرہی ہے۔" اس نے براہ راست بھولی کو کہا تو وہ نمکین آنکھوں کے ساتھ فوراً چلی گئی تب شرمین نے بہت سنجیدگی سے کہا۔

"بہت بری بات ہے کسی کی اتنی تذلیل کرنا۔"

"یار مجھے بو نہیں آرہی تھی۔"

"برداشت کرتے ہیں۔"

"ویسے بھی میں تمہارے پاس بیٹھنا چاہتا تھا۔ تمہیں دیکھنا چاہتا تھا۔" وہ شوخ ہوگیا۔

"جی فرمایئے۔"

"شرمین لانگ ڈرائیو پر چلیں۔" بوبی نے کہا۔

"کیوں؟"

"دل چاہ رہا ہے۔" وہ بولا۔

"دل کو سنبھالیں سمجھائیں مجھے ضروری کام کرنے ہیں۔" اس نے کہا۔

"شرمین، میرا موڈ نہ خراب کرو۔"

"بوبی مجھے پچپنا پسند نہیں۔"

"مجھے پسند ہے۔"

"تو جاؤ پھر کرو اپنی مرضی۔"

"تمہارے ساتھ جانا ہے۔"

"مجھے نہیں جانا تمہاری ضد پر ہی میں پریشان ہوتی ہوں۔"

"تم کب میرے لیے مطمئن ہوگی؟"

"جب میرا دماغ تمہیں قبول کرے گا۔" اس نے مسکرا کر کہا تو وہ درطۂ حیرت میں غوطہ لگا کر باہر نکلا اور خوشی سے چلایا۔

"ہرے، سچ شرمین تم نے یہ کہہ کر مجھے خوش کر دیا۔ میں ماما کو بتاتا ہوں۔"

"کیا..... کیا بتاؤ گے؟" وہ بولی۔

"یہی کہ تم میرے بارے میں غور کر رہی ہو۔" وہ معصومیت سے بولا تو اسے ہنسی آ گئی۔ اسے ہنستا چھوڑ کر وہ بھاگ کر کمرے سے نکل گیا وہ سچ میں اس بات پر ہی صدور جہ خوش ہو گیا تھا۔ شرمین کو اس کی معصومیت پر پہلی بار بہت پیار آیا تھا۔

"بوبی تم نے کیا سوچنے پر مجبور کر دیا۔" وہ ہولے سے بڑبڑائی۔

O.....❖❖.....O

"کسی شوہر کے گھر میں رہنا اس بات کی دلیل نہیں کہ بیوی شوہر کے دل میں بھی رہائش پذیر ہو، مٹی چونے کی دیواروں کے بیچ رہنے اور ان میں چنے جانے میں کیا فرق ہوتا ہے یہ یا تو انارکلی جانتی تھی یا پھر شوہر کے دل سے نکلنے والی بدنصیب بیوی۔"

"پلیز ڈیئر۔ ضروری نہیں کہ تمہارے ساتھ ایسا ہی ہو، بھی ایسا مت سوچا کرو۔" نفی نے اس کی مایوسی کو تسلی میں بدلنے کی خاطر کہا۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ آج زیبا زیادہ ہی افسردہ اور مایوس ہے اسے فون کر کے بلایا تھا اب وہ مسلسل ایسی ہی باتیں اس سے کر رہی تھی۔

"سوچنا کیا ایسا تو ہوتا ہے صفدر کب تک اس کے کمرے میں یا باہر تخت پر سوئیں گے، سیدھے منہ بات نہیں کرتے اسی سے بھی الجھتے رہتے ہیں کمپیوٹر پر کام کرتا ہوتا ہے میں شرمندہ ہوتی رہتی ہوں۔" زیبا نے کہا۔

"کیوں..... کیوں شرمندہ ہوتی ہو اپنے حق کے ساتھ رہو تمہیں ایڈجسٹ کرنا چاہیے۔"

"وہ نہیں کریں گے نفی، مجھے صرف اس کا خیال ہے عبدالصمد میں ان کی جان ہے میں کیسے یہاں سے جاؤں گی؟"

"تو ضرورت بھی نہیں ہے تمہیں یہ گھر ہے تمہارا اور تم عبدالصمد کی ماں ہو صفدر بھائی حقیقت بدل نہیں سکتے اور دیکھنا کچھ دنوں بعد عبدالصمد سے انہیں انسیت ہو جائے گی۔"

"مشکل ہے ایک بار بھی غور سے نہیں دیکھا بلکہ اس کی آواز بھی اچھی نہیں لگتی۔" زیبا نے سوتے ہوئے گول مٹول

www.urdutube.net
www.urdubookstube.net
www.urdumovies.net

سے عبدالصمد کو پیار کرتے ہوئے کہا۔
"وقت بدلے گا تھوڑا صبر کرو۔"
"دم گھٹتا ہے، بہت تذلیل کرتے ہیں۔ دل چاہتا ہے اڑ کر چلی جاؤں۔" زیبا کی آواز بھاری ہوگئی۔
"تو چلی جاؤ، جاتی کیوں نہیں۔" صفدر آندھی اور طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔ وہ دونوں شرمندہ سی ہوگئیں۔
"صفدر بھائی یہ گھر جانے کا کہہ رہی تھی۔" نمی نے وضاحت کرنی چاہی۔
"مگر میں چاہتا ہوں کہ یہ چلی جائیں جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے میرا خون کھولتا رہتا ہے۔" وہ بہت نفرت آمیز نگاہوں سے زیبا کو گھورتے ہوئے بولا۔
"میں چلی جاؤں گی۔" زیبا کو برا لگا۔
"کیوں چلی جاؤ گی، عبدالصمد کو اس کی دادی سے دور کیسے کرو گی؟" نمی نے دانستہ اسے کچھ احساس دلانے کی خاطر کہا۔
"بس یہی تو یہ چال ہے آپ کے پاس میری ماں کو جذباتی طور پر بلیک میل کرو۔" وہ طنزیہ بولا۔
"صفدر بھائی پلیز، اتنا وقت گزر گیا اب معاف کردیں دیکھیں کتنا پیارا بیٹا ہے آپ کا۔ اسے چھو کر دیکھیں گود میں لیں آپ کو اپنا بنا لے گا۔" نمی نے عبدالصمد کو اٹھا کر اپنی گود میں بھرتے ہوئے اس طرح کہا کہ وہ پسیج جائے مگر وہ تو کٹھور تھا۔
"کاش ایسا ہو سکتا۔" وہ یہ کہہ کر چلا گیا زیبا دکھ سے مسکرا کر بولی۔
"دیکھ لیا میں اس شخص سے منت نہیں کروں گی جس روز ٹھان لیا کہ جانا ہے تو کر گزروں گی۔"
"اور خالہ جان۔" نمی نے صفدر کی امی کے لیے کہا۔
"میں بتا دوں گی کہ ہم دونوں ساتھ نہیں رہ سکتے۔"
"اف خدایا اللہ نہ کرے کبھی ایسا ہو، یہ معصوم بچہ بکھر کے رہ جائے گا۔" نمی کانپ اٹھی۔
"یہ اپنی ماں کی غلطی کی سزا بھگتے گا۔ اس کا مقدر میں نے خراب کیا ہے۔" زیبا دکھی ہو کر بولی۔
"حوصلہ رکھو، اللہ محفوظ رکھے گا سب بہتر ہوگا۔"
"ناممکن ہے اور اب میں خود بھی نہیں چاہتی۔" وہ بولی۔
"اللہ بہت طاقت والا ہے وہ دلوں کو موم کرتا ہے صفدر بھائی حقیقت تسلیم کریں گے۔"
"دل تو چاہتا ہے کہ وہ ماضی کی بھول سامنے آجائے تو اسے قتل کردوں۔"
"دفع کرو، جانے کہاں ہوگا شاید مر کھپ گیا ہو۔" نمی نے کہا۔
"تم عبدالصمد کے پاس رہو، میں ذرا کچن سے ہو کر آتی ہوں امی کو وقت پر کھانا دینا ہوتا ہے۔" زیبا یہ کہہ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

(ان شاءاللہ باقی آئندہ ماہ)

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

کیا اندھیروں کے دکھ، کیا اُجالوں کے دکھ
جب ہرا دیں مقدر کی چالوں کے دکھ
دو گھڑی کے لیے پاس بیٹھو ذرا
بھول جائیں گے ہم کتنے سالوں کے دکھ

آج صبح سے ہی موسم بہت حسین ہو رہا تھا، وہ کمرے سے باہر آ گئی، برآمدے کی سیڑھیوں سے چھوٹے سے لان پر اچٹتی نگاہ ڈالی۔ وہی لان، وہی پھولوں کی کیاریاں، سب کچھ ویسا ہی تھا، مگر اب اس کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا۔ وہ جب سے گئی تھی ایک رات کے لیے بھی رکنے نہیں آئی تھی۔ کچھ پاپا سے ناراضگی اور پھر وہاں کی ضرورت بن گئی تھی اس لیے بہت کم آتی اور جلد ہی لوٹ جایا کرتی تھی۔ لان کی حالت کافی خراب تھی اس نے سوچا لان کی صفائی کرے۔

"ارے بھلکّن ذرا اچھی طرح دل لگا کر صفائی کرنا۔" بہت قریب سے آذر کی شریر آواز ابھری۔ دل آویز نے چونک کر چاروں طرف دیکھا بارش کی ہلکی بوندوں کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی ٹپ ٹپ برسنے لگیں اس کے بڑھتے قدم رک گئے اور وہ وہیں سنگی بنچ پر بیٹھ گئی اور بنچ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں بے تحاشا آنسو بند پلکوں کی باڑ توڑتے ہوئے سرخ گالوں پر پھسلتے چلے گئے۔

موسم بڑا خوب صورت تھا بہار کی جولانیاں اپنے عروج پر تھیں بہار کی آمد کے ساتھ ہی موسم نے خوب صورت انگڑائی لے کر پلٹا مارا تھا صبح سے ہلکی ہلکی بارش سے زمین سے اٹھنے والی مٹی کی سوندھی خوش بو نے ماحول کو پر کیف بنا دیا تھا ہر چیز دھلی دھلائی، ہر پودا، ہر پھول نکھر کر مسکرانے لگا تھا۔ درختوں پر بہار اتر آئی تھی ایسے حسین موسم کی تو وہ بچپن سے دیوانی تھی۔ تب ہی تو اردگرد سے بے نیاز گھر کے چھوٹے سے لان میں وہ کب سے بارش کی بوندوں میں بھیگ رہی تھی۔ شاکنگ پنک اور بلو کومبی نیشن کے سوٹ میں وہ اسی موسم کا شوخ حصہ لگ رہی تھی۔ دونوں ہاتھوں کو پھیلائے آسمان کی طرف منہ کیے لمبے بالوں کو پشت پر پھیلائے بچوں کی طرح موسم انجوائے کر رہی تھی۔

"دل بیٹا! چلو اب بس کرو کتنا بھیگو گی بیمار ہو جاؤ گی۔" برآمدے سے سارہ بیگم نے آواز لگائی۔

"او کے مما آتی ہوں۔ بس تھوڑی دیر۔" بوگن ویلیا کی بیل کے پاس آ کر اس نے مما کو جواب دیا اور مہک اپنے اندر اتارنے لگی۔ اس کا دل شدت سے چاہ رہا تھا کہ آذر آ جائے اور وہ موسم کا مزید لطف اٹھانے کہیں ذرا باہر نکل جائے کبھی کبھی دعائیں یوں بھی قبول ہو جایا کرتی ہیں۔ اس نے نگاہ اٹھائی تو گیٹ سے آذر کو داخل ہوتا دیکھ کر کھل اٹھی۔

"ہائے آذر...... تمہاری عمر کتنی لمبی ہے ابھی تمہیں یاد کر رہی تھی۔" دوڑ کر گیٹ تک پہنچی اور خوشی خوشی کہا۔

"واؤ زبردست۔" آذر نے اسے سر سے پیر تک والہانہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے پتا تھا کہ تمہارا دل کیا چاہ رہا ہوگا تب ہی میں آ گیا چلو جلدی سے ریڈی ہو جاؤ۔"

"او ڈیئر سو سوئیٹ۔" دل آویز نے آگے بڑھ کر اس کے گال پر پیار سے چٹکی بھری اور اندر کی طرف بھاگی۔ آذر بھی ہنستا ہوا اس کے پیچھے پیچھے اندر چلا آیا۔

"السلام علیکم تائی امی۔" لاؤنج میں بیٹھی ذکیہ بیگم اور

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

پھر سارہ بیگم کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام، کیسے ہو بیٹا گھر میں سب کیسے ہیں۔" ذکیہ بیگم نے نواسے کی پیشانی پر بوسہ ثبت کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹا! تم آرہے تھے تو زاہدہ کو بھی لے آتے۔"

سارہ بیگم نے کچن سے قدرے اونچی آواز میں کہا۔ "ماں جی دراصل آپ کی لاڈلی بھانجی دوعدد شیطانوں کے ساتھ آئی ہوئی تھیں اور پھر فواد بھی شام کو ڈنر پر آنے والا تھا۔ اس لیے مما بزی تھیں۔" اس نے وضاحت دی تب تک سارہ بیگم چائے لے کر آ گئیں ساتھ میں گرم گرم پکوڑیاں اور پکوڑے بھی تھے۔

"ارے واہ مامی مزہ آ گیا آپ نے تو موسم کا لطف دوبالا کردیا۔" گرم گرم پکوڑی پلیٹ میں نکال کر اس پر کیچپ ڈالتے ہوئے آذر نے کہا۔

"ارے یار، تم چائے پینے بیٹھ گئے۔" تب ہی دل آویز تیار ہوکر کمرے سے نکلی اور اسے چائے پیتا دیکھ کر اس کا منہ بن گیا۔

"کہاں کی تیاری ہے؟" سارہ بیگم نے دل آویز کو تیار دیکھ کر پوچھا۔

"مما آپ کو معلوم ہے نا ایسے موسم میں مجھے گھومنا پھرنا اچھا لگتا ہے، وہ تو آپ کے بھانجے صاحب کو آج ٹائم مل گیا ورنہ انہیں کام سے فرصت کہاں ملتی ہے۔" اپنی بات واضح کرتے ہوئے آذر سے گلہ بھی کر ڈالا۔

"ہاں تو کوئی فالتو نہیں ہے تمہاری طرح اور کوئی ضرورت نہیں کہیں جانے کی اتنے دنوں بعد وہ آیا ہے باتیں کرنے دو ہمیں۔" سارہ بیگم نے سرزنش کرتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"دادو پلیز، مما کو بولیں ناں ہمیں جانے دیں اتنے دنوں بعد کراچی میں بارش ہوئی ہے۔" وہ دادی کے گلے میں بانہیں ڈال کر لاڈ سے بچوں کی طرح بولی تو آذر کو ہنسی آ گئی۔

"ارے سارہ جانے دو بچی کو ذرا گھوم آئے گی لیکن جلدی آ جانا۔" ذکیہ بیگم نے بہو سے کہا تو سارہ بیگم چپ ہو گئیں۔

"او دادو...... آئی لو یو۔" دل آویز نے ذکیہ بیگم کا ہاتھ چومتے ہوئے کہا اور ہنستی ہوئی آذر کا ہاتھ تھام کر باہر کی طرف چل دی۔

"اُفوہ...... پتا نہیں کب سدھرے گی یہ لڑکی۔" سارہ بیگم نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اللہ پاک میرے بچوں کی خوشیاں سلامت رکھنا انہیں ہمیشہ اسی طرح ہنستے مسکراتے آباد رکھنا۔" ذکیہ بیگم دونوں کو جاتا دیکھ کر دعائیں دینے لگیں۔

"آمین ثم آمین۔" سارہ بیگم نے بھی بے ساختہ کہا۔

......☆☆☆......

ملک ریاض شہر کے مشہور بزنس مین تھے جنہوں نے اپنی محنت اور بیٹے کے ساتھ مل کر چھوٹے سے کاروبار کو وسیع کرلیا تھا۔ اسد ملک بڑے بیٹے تھے اور ان کے بعد زاہدہ تھیں ملک ریاض کے دو ہی بچے تھے۔

زاہدہ کی شادی انہوں نے بہت کم عمری میں اپنے تایا زاد سے کردی تھی اور اسد ملک کے لیے اپنے بھائی کی بیٹی سارہ کو پسند کیا تھا۔ ذکیہ بیگم کو بھی کوئی اعتراض نہ تھا سارہ بیگم بھی خوب صورت اور سلیقہ مند تھیں۔ یوں سارہ بیگم اسد ملک کی دلہن بن کر آ گئیں گھر کا ماحول بہت اچھا اور خوش گوار تھا۔ اسد ملک کاروبار کے متعلق ہر مسئلے پر اباجی کی رائے اور مشوروں کو مقدم رکھتے اسی طرح سارہ بیگم ساس کی مرضی کا خیال رکھتی تھیں۔ زاہدہ بیگم کا ایک بیٹا آذر تھا جبکہ سارہ بیگم کے دو بچے شہروز اور دل آویز تھے۔ اچھی بھلی اور خوش گوار زندگی میں اس وقت بھونچال آیا کہ اچانک ملک ریاض کو ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ جانبر نہ ہوسکے۔ صدمہ اتنا اچانک اور غیر یقینی تھا کہ سب کے ہوش اڑ گئے اچھے بھلے ہنستے بولتے، چلتے پھرتے آفس جاتے آتے ملک ریاض یوں چھوڑ کر چلے جائیں گے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ اسد ملک تو آنکھیں پھاڑے حیرت سے کفن میں لپٹے اباجی کو دیکھے جارہے تھے۔ وہ آج تک اباجی کا

ہاتھ تھام کر آگے بڑھتے تھے اب بھلا کیسے وہ کاروبار اماں جی اور گھر کو سنبھال پائیں گے؟ ابا جی نے جاتے جاتے کتنی بڑی اور مشکل ترین ذمہ داریاں ڈال دی تھیں۔ دوسری جانب ذکیہ بیگم پر جیسے پہاڑ آن گرا تھا۔ کتنا بڑا دھچکا لگا تھا۔ انہیں گھر کے معاملات چلاتا، مشورے دیتا اور ہر بات میں الو الو رہنے والے ملک ریاض یوں اکیلا کر جائیں گے ذکیہ بیگم کے لیے بہت اذیت ناک تھا۔ دس سالہ شہروز، آٹھ سالہ طوبیٰ اور سات سالہ آذر اور چار سال کی دل آویز بھی غم سے نڈھال تھے۔ دوستوں کی طرح ساتھ کھیلنے والے دادا جی اور نانا جی خاموش ہوگئے تھے نہ ہنستے تھے نہ بچوں کے ساتھ کرکٹ کھیل رہے تھے اور نہ ان لوگوں کے جھگڑے طے کروا رہے تھے۔ وہ تو چپ چاپ لیٹے تھے۔ نہ دادو کی ہچکیوں سے جاگے تھے نہ پاپا اور پھپھو کی چیخیں ان پر اثر انداز ہورہی تھیں۔ ملک ریاض کی تدفین ہوئی گھر کا ماحول یک دم ہی مکدر ہوگیا تھا۔ ذکیہ بیگم ہر وقت روتی رہتیں۔ زاہدہ بیگم باپ کی کمی شدت سے محسوس کرتیں۔

اسد ملک تو جیسے ٹوٹ چکے تھے ہر بات میں ہر معاملے میں اباجی کی کمی ان کی ضرور محسوس ہوتی۔ ایسے میں سارہ بیگم نے بڑے صبر اور حوصلے سے سب کو سنبھالا۔ رفتہ رفتہ حالات معمول پر آنے لگے۔ اسد ملک کے منیجر اعظم صاحب بہت محنتی اور ایمان دار تھے۔ انہوں نے اس موقع پر پوری توجہ اور ایمان داری سے اسد ملک کا ساتھ دیا۔ ان کو تنہا ہونے کا احساس نہ ہونے دیا۔ آہستہ آہستہ اسد ملک نے کاروبار پر دھیان دینا شروع کیا کیونکہ انہیں اس کاروبار کو ترقی دینی تھی۔ جیسے ملک ریاض نے اپنے خون پسینے سے آگے بڑھایا تھا کچھ عرصے میں اسد ملک سیٹ ہوگئے۔ دھیرے دھیرے وقت گزرتا رہا۔ بچے بھی بڑے ہوگئے شہروز نے ایم بی اے کرلیا اور اب اسد ملک کے ساتھ کاروبار میں ان کی معاونت کررہا تھا۔ دل آویز جو گھر بھر کی لاڈلی تھی گریجویشن کررہی تھی۔ طوبیٰ کی شادی ہوچکی تھی اور آذر کا رشتہ دل آویز سے دونوں کی پسند سے طے ہوچکا تھا آذر کو بچپن سے ہی معصوم سی گوری رنگت لمبے لمبے بالوں والی دل آویز بہت پیاری لگتی تھی اور دل آویز کو بھی آذر بہت اچھا لگتا تھا جو ہر گیم میں اس کا پارٹنر بنتا تھا یوں ہی ہنستے کھیلتے ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہوئے وہ بڑے بھی ہوگئے اور یہی خیال محبت اور پھر رشتے میں تبدیل ہونے جارہا تھا۔

شہروز کے لیے سارہ بیگم نے اپنے میکے سے لڑکی پسند کرلی تھی اور فروا اور شہروز کی شادی طے ہوچکی تھی۔ شہروز کی شادی پر دل آویز نے خوب تیاریاں کی تھیں۔ اکلوتے بھائی کی شادی میں اکلوتی چھوٹی بہن کے تو انداز ہی نرالے ہوتے ہیں۔ دل آویز نے بھی سب ارمان نکالے تھے۔ مایوں والے دن دوستوں کے ساتھ مل کر خوب ہلہ گلہ خوب ہنگامہ کیا خوب گانے گائے لڈیاں ڈالیں اور خوب مزے مزے کیے۔ شادی والے دن جب وہ تیار ہو کر آئی تو آذر بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

جدید اسٹائل کے شرارے میں خوب صورت جیولری اور میک اپ میں وہ غضب ڈھا رہی تھی۔ ہر نگاہ اس پر ٹھہر رہی تھی۔ آذر کو یہ عجیب سا لگ رہا تھا کہ جب کوئی اس کی تصویر کیمرے میں قید کررہا تھا۔ اس رات آذر نے اپنی مما سے بات کرنے کا فیصلہ کیا اور صاف کہہ دیا کہ مما آپ دل کے لیے میرا رشتہ ماموں سے مانگ لیں۔

''اوئے ہوئے آذر بیٹے تم آج اتنی حسین لگ رہی تھی کہ کوئی بھی رشتہ نہ مانگ لے۔'' پاس بیٹھی طوبیٰ نے شرارت سے آذر کا سر ہلایا۔

''جی آپی۔'' وہ سر جھکا کر آہستہ سے بولا۔

''واؤ...... '' طوبیٰ زور سے ہنس دی مطلب یہ کہ ہم لوگ جو چاہ رہے تھے وہ تمہاری بھی خواہش ہے اور موصوف یہ بات دل میں چھپا کر بیٹھے تھے۔'' طوبیٰ کا لہجہ بدستور شرارتی تھا۔

''گندیاں۔'' وہ بھی کھل کر مسکرایا۔

شادی کے ہنگامے سرد پڑے تو فروا کچھ دن کے لیے میکے چلی گئی مما پاپا اور دادو اپنے اپنے کمروں میں تھے۔ دل

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

اپنے لیے چائے بنا کر کپ لیے لان میں چلی آئی۔ شادی کی مصروفیت میں کئی دنوں سے لان پر اس کی توجہ نہ تھی۔ اس لیے پودوں میں کافی زیادہ پتے مرجھائے ہوئے تھے کیاریاں بھی گندی ہورہی تھیں۔ مالی بابا بھی کافی دن سے نہیں آئے تھے ویسے بھی دل آویز کو یہ کام کرنا اچھا لگتا تھا وہ لان کی دیکھ بھال خود ہی کیا کرتی تھی۔ چائے کا کپ خالی کرکے بینچ پر رکھا اور پودوں کی صفائی شروع کردی۔ پائپ لگا کر پودوں کی دھلائی کرنے لگی۔ صاف ستھرا دھلا دھلایا سا لان اور ہرے بھرے نکھرے نکھرے پودے بھلے معلوم ہورہے تھے تب ہی آذر آ گیا۔

''السلام علیکم!'' خوش دلی سے سلام کیا۔

''وعلیکم السلام، بھنگن + مالن۔'' آذر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''سب کہاں ہیں؟'' آذر نے پوچھا۔

''بھابی میکے گئیں ہیں، ماما پاپا اور دادو آرام کررہے ہیں تم بیٹھو میں چائے لے کر آتی ہوں۔'' پائپ کیاری میں پھینکتے ہوئے تفصیل بتائی۔

''اوکے......'' وہ وہیں بینچ پر بیٹھ گیا۔ دل آویز اندر کی طرف چلی گئی۔ تھوڑی دیر میں چائے کی ٹرے ساتھ لیے آئی چائے کے ساتھ نگٹس اور بسکٹس تھے۔ ٹرے سامنے رکھی تو آذر کی ہنسی آ گئی۔

''کیوں کیا ہوگیا ہے تمہیں؟'' دل آویز نے اسے دیکھ کر پوچھا۔

''بھئی لڑکی ہمیں پسند آگئی ہے، صفائی بھی اچھی کرلیتی ہے، چائے بھی بنا لیتی ہے سلیقے والی بھی اور صورت شکل......'' کچھ لمحے رکا اور منہ ٹیڑھا کرکے اسے سر سے پیر تک دیکھا۔

''چلو شکل بھی چل جائے گی۔''

''اوئے......یہ کیا بکواس ہے۔'' وہ جو حیرت زدہ تھی اب بات سمجھ میں آئی تو غصے سے بولی۔ ''ایک تو خاطر مدارت کررہی ہوں اوپر سے نخرے دکھا رہے ہو۔''

''سوری سوری، یار مذاق کررہا تھا۔'' اس کا بدلتا موڈ دیکھ کر آذر جلدی سے بولا۔

''ناراض مت ہوجانا اب۔'' معصومیت سے ہاتھ جوڑے دل آویز کو ہنسی آ گئی۔

خاندانی رسم و رواج کا مسئلہ تھا نہ کوئی اور رکاوٹ یوں بہت جلد ہی دونوں کی منگنی ہوگئی۔ شادی میں ٹائم تھا کیونکہ دل آویز کی پڑھائی جاری تھی۔ پہلے ہی دونوں فیملیز میں انڈر اسٹینڈنگ تھی اس رشتے کے بعد اور زیادہ قریب آ گئے تھے۔ فری بھی اچھی نیچر کی تھی دل آویز کا بہت خیال رکھتی تھی۔

آذر پہلے سے ہی دل آویز کا خیال رکھتا تھا اب تو رشتہ طے ہونے کے بعد اور زیادہ چاہنے لگا تھا آذر کو پتا تھا کہ دل کو چاکلیٹ پسند ہے۔ وہ جب آتا ڈھیروں چاکلیٹ لاتا تھا۔ دل کو ریڈ اور بلو کلر کے کپڑے آذر پر اچھے لگتے تھے آذر کی الماری ریڈ اور بلو کلر سے بھر گئی۔ دل کو بارش پسند تھی بارش میں گھومنا پھرنا اچھا لگتا تھا آذر بارش میں سارے کام چھوڑ کر اسے سیر وتفریح کے لیے لے جاتا۔

اسی طرح دل آویز بھی اس کی ہر بات کا ہر پسند کا خیال رکھتی تھی۔ آذر کو چائنیز ڈشز پسند تھیں دل آویز نے ہر طرح کی چائنیز ڈشز بنانا سیکھ لی۔ آذر کو گھر کی بیک کی ہوئی چیزیں پسند تھیں۔ دل نے کیک، کوکیز اور نہ جانے کیا کیا بیک کرنا سیکھ لیا تھا۔ آذر کو دل آویز پر پرپل کلر اچھا لگتا تھا۔ دل کی وارڈروب میں ہر طرف پرپل شیڈ ہی نظر آنے لگا تھا۔ سینڈلز، پرس، جیولری ہر چیز میں پرپل کی جھلک ضرور نظر آتی۔ یوں کسی کا ہو کے جینے کا، کسی کی پسند میں خود کو ڈھال کر جینے کا مزہ ہی کچھ اور تھا یہ سب کرتے ہوئے دل آویز کو بہت اچھا لگتا تھا۔

اچانک سے زندگی بہت حسین ہوچلی تھی۔ جو چاہا تھا وہ مل گیا تھا کوئی پابندی، کوئی روک ٹوک، جھگڑا، ٹینشن کچھ بھی نہ تھی۔ دن یونہی گزرتے رہے پھر دل آویز کے امتحانات بھی ہوگئے ساتھ ہی شادی کی تیاریاں بھی اسٹارٹ ہوگئیں۔ خوب زور وشور سے تیاریاں ہورہی تھیں دونوں جانب سے ہی خوب ارمان نکالے جارہے تھے۔

www.urdulibrary.net www.bookstube.net www.urdunovels.net

دادو بھی چاہتی تھیں کہ اس شادی میں کہیں بھی کوئی بھی کمی نہ رہے کیونکہ ایک طرف لاڈلا نواسا تھا تو دوسری جانب چھوٹی پوتی۔

مما کے ساتھ شاپنگ کرکے وہ مال سے باہر آئی تو مما نے کہا کہ تم جا کر گاڑی نکالو میں ابھی سامنے سے کچھ لے کر آتی ہوں۔ اوکے مما کہہ کر وہ گنگناتی ہوئی پارکنگ کی طرف آئی ہاتھ میں شاپرز سنبھالے وہ گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول رہی تھی کہ اچانک اس کی نظر سامنے خاتون کی گود میں اس بچے پر پڑی جس کا چہرہ دل آویز کی طرف تھا اور خاتون کی پشت اس کی طرف تھی۔

"اوہ مائی گاڈ۔" دل آویز کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی آواز پر وہ خاتون پلٹیں۔

اوہ...... "یہ تو اس کی دوست کنزہ کی بڑی بہن اسمارا تھیں۔

"اسمارا آپی آپ اور......!" وہ اسمارا کو دیکھ کر چونکی اور سراسیمہ ہو کر اس کی گود میں موجود بچے کی طرف اشارہ کیا۔ بچہ مسلسل ہنس رہا تھا اس کے منہ سے رال بہہ رہی تھی۔ عام بچوں کے مقابلے میں سر بھی خاصا بڑا تھا اور نقوش بھی......اف......وہ بچہ ایب نارمل تھا......

"ہاں دل یہ میرا بیٹا ہے، سوری تم ڈر گئی شاید۔" اسمارا شرمندگی سے بولی۔

دل آویز خود بھی شرمندہ سی ہوگئی۔

"آپی......آپ کے دو بچے تو نارمل تھے نا۔" دل آویز ابھی تک حیرت زدہ تھی۔

"ہاں سب اللہ کی مرضی ہے بلڈ ریلیشن میں شادیوں میں عموماً ایسا ہو جاتا ہے اس لیے آج کل لوگ ایسی شادیوں سے اجتناب کرنے لگے ہیں۔"

"جی......جی......!" وہ ایک دم چپ ہوگئی تب ہی مما آگئیں۔

"کیا ہوا؟" مما نے اس کی اڑی رنگت اور مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں مما۔" اس نے اسمارا کو گاڑی میں بیٹھا دیکھ کر وہ بھی اندر بیٹھتی ہوئی دوسری جانب کا دروازہ کھولنے لگی۔ سارا راستہ دل آویز چپ رہی اس کے ذہن میں عجیب عجیب خدشات جنم لینے لگے تھے۔ سارہ بیگم کو پتا تو تھا کہ دل ایب نارمل اور پاگل لوگوں کو دیکھ کر کتنی خوف زدہ ہو جاتی ہے۔ انہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ وہ بچے کو دیکھ کر ڈر گئی ہے۔

اتفاق سے اسی رات کوئی وی سے ایب نارمل لوگوں کی ڈاکومینٹری فلم بھی کسی چینل سے آرہی تھی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی نہ جانے کس تجسس کے تحت دل نے وہ پوری فلم دیکھی جیسے جیسے وہ سب دیکھ رہی تھی اس کا دماغ گھومتا جا رہا تھا۔

"اف، یہ بات ثابت ہو چکی تھی کہ ایسے بچے اس صورت میں زیادہ ہوتے ہیں جب شادیاں خاندان میں کی جائیں، اف......!" اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

"دلہن بیگم، یہاں بیٹھ کر ٹی وی دیکھ رہی ہو میں تمہیں پورے گھر میں ڈھونڈ آئی۔" فروا نے اس کے پاس آ کر بیٹھتے ہوئے شرارت سے کہا اور غور سے اسے دیکھا۔

"ارے کیا ہوگیا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" اس کے پژمردہ چہرے اور سرخ آنکھوں کو دیکھ کر اس کا ماتھا چھوا۔

"جی بھابی!" وہ مشکل سے بولی۔

"اچھا کل چچا جان ہیں تمہیں ساتھ لے جا کر تمہاری پسند کے زیورات خریدنا چاہ رہی ہیں اور ساتھ ہی آذر میاں بھی ہوں گے دم چھلا۔" آخری جملہ کہتے ہوئے فروا نے شرارت سے اس کا سر ہلایا۔

"مگر......!" اس کی شرارت پر دل آویز نے جو جواب دیا وہ سن کر فروا کے چہروں سے گئے ذہن نکل گئی۔

"کیا ہوگیا تم ہوش میں تو ہو ناں، کیا بکواس ہے یہ۔"

"جی بھابی، میں ہوش و حواس میں ہوں آپ مما سے کہہ دیں مجھے آذر سے شادی نہیں کرنی۔"

"دل تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے کیا؟ اب شادی میں چند دن رہ گئے ہیں اور تم یہ بکواس کر رہی ہو۔ مما نے سن لیا تو

تمہیں قتل کروالیں گی وہ..... مذاق چھوڑو، سمجھیں۔" فروا نے سب محض مذاق سمجھا۔

"بھائی یہ مذاق نہیں..... میں سچ کہہ رہی ہوں۔" دل کے لہجے میں دکھ بول رہے تھے۔

"میں..... میں..... آذر سے شادی نہیں کروں گی نہیں کرسکتی میں اس سے شادی۔" دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"ارے میری جان ہوا کیا ہے، کیا تمہیں آذر نے کچھ کہا ہے۔ لڑائی ہوگئی کیا تم دونوں میں، ایسی باتیں تو ہو جایا کرتی ہیں تو کیا رشتے ختم کردیے جاتے ہیں۔ پاگل ہو تم جو بھی ہوا بھول جاؤ وہ بھی تم سے زیادہ دیر روٹھ نہیں سکتا۔" فروا نے اسے سینے سے لگاتے ہوئے پیار سے سمجھایا۔ ہمیشہ ہنسنے ہنسانے والی گھر بھر کی لاڈلی کو آج فروا نے پہلی بار اس طرح روتے ہوئے دیکھا تھا۔

"نہیں بھائی نہ ہماری لڑائی ہوئی نہ اس نے مجھے کچھ کہا بس یہ میرا آخری اور اٹل فیصلہ ہے اس سے شادی کے ہاں کی کوئی گنجائش نہیں۔" دل نے خود کو فروا کی گرفت سے آزاد کراتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا فروا منہ کھولے اس پاگل لڑکی کو دیکھتی رہ گئی۔

تھوڑی دیر میں یہ خبر گھر اور پھر گھر سے باہر تک چلی گئی آذر دوڑا چلا آیا۔ مگر دل آویز نے خود کو کمرے میں بند کرلیا تھا۔

"اُف..... اماں یہ لڑکی ہم سب کو پاگل کردے گی، ہمارے لاڈ پیار نے اسے بگاڑ دیا ہے۔" سارہ بیگم کا بس چلتا تو اپنے ہاتھوں سے اپنی لاڈلی بیٹی کا گلا گھونٹ دیتیں۔ وہ بھی غصے سے پیچ و تاب کھا رہی تھیں۔ کوئی وجہ، کوئی بات، کوئی غلطی، کچھ بتائے بنا بس ایک ہی رٹ کہ شادی نہیں کرنی۔

"کرلے کچھ بھی، مرجائے زہر کھا کر۔" اسد ملک غصے سے گرجے۔

"کاش پیدا ہوتے ہی مرجاتی تو ہم یوں رسوا نہ ہوتے اس نے تو ہمیں ذلیل کرکے رکھ دیا ہے ہمارے چھوٹوں کی نظروں میں۔" سارہ بیگم غصے سے پیچ و تاب کھا رہی تھیں۔ ایک رات گزر گئی تو دادو رونے لگیں۔ فروا بھی بہت پریشان تھی وہ پاگل سچ مچ کچھ نہ کرلے فروا نے روتے ہوئے شہروز کے سامنے ہاتھ جوڑے۔

"خدا کے لیے دروازہ توڑ دیں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" شہروز بھی دل آویز کو بہت پیار کرتا تھا اب اس کا غصہ بھی فکر میں تبدیل ہوگیا تھا صبح دادو اور فروا کے رونے دھونے پر دروازہ توڑا گیا تو اندر دل بیڈ پر بے ترتیبی سے پڑی تھی چہرے پر آنسوؤں کے نشانات واضح تھے۔

شاید وہ روتے روتے بے ہوش ہوگئی ہو، ہاتھ اور پیر بالکل ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ پاپا، ممّا، شہروز زور سے چلایا۔ سب بھاگے بھاگے آئے سارہ بیگم دوڑ کر اس کے پاس پہنچیں۔ میں سارا غصہ کافور ہوچکا تھا۔ فوراً اسپتال لے کر بھاگے۔ ڈاکٹرز نے بتایا کہ نروس بریک ڈاؤن ہوچکا ہے۔ طبیعت بہت خراب تھی۔

"یا اللہ میری بچی پر رحم کر۔" سارہ بیگم گڑگڑا رہی تھیں۔ اسد ملک بھی پریشان تھے ان کی لاڈلی بیٹی بے ہوش پڑی تھی۔ دادو کا رو رو کر برا حال تھا۔ یہ اچانک کیا ہوگیا تھا۔ نجانے کیوں اور کس لیے دل آویز نے ایک چھوٹی سی بات کے لیے سارے خاندان کو پریشان کرکے اب خود بھی موت سے لڑ رہی تھی۔

☆☆☆......

دوسرے دن شام کو اس کو ہوش آیا آنکھیں کھولیں تو سامنے دادو اور ممّا کو دیکھا تو سب کچھ ذہن میں آ گیا اور بے تحاشا آنسو آنکھوں سے ابل پڑے۔

"ممّا..... دادو آئی ایم سوری۔" نقاہت سے بمشکل کہہ سکی۔

"چپ ہو جاؤ بچی اللہ کا کرم ہے تمہیں ہوش آ گیا۔" دادو نے روتے ہوئے اس کا ہاتھ چوم لیا۔ سارہ بیگم نے بھی نم آنکھوں سے اسے دیکھا اور اس کے ہاتھ تھام لیے تین دن بعد وہ گھر لوٹ آئی۔

پاپا اس سے خفا خفا سے تھے۔ ممّا بھی زیادہ بات چیت

www.urdutube.net
www.booksfree.net
www.urdumovies.net

نہ کرتیں سب اس کا خیال رکھتے۔ شہروز اور فروا بھی لیے دیے رہتے بس دادو اس سے ڈھنگ سے بات کرتیں حالانکہ دل آویز کے انکار سے ان کی اکلوتی بیٹی اور لاڈلے نواسے کا رشتہ بھی اس گھر سے جیسے ٹوٹ گیا تھا۔ زاہدہ بیگم نے بہت کوشش کی کہ انکار کی وجہ تو پتا چلے مگر اسد ملک اور سارہ بیگم تو خود بھی اصلیت سے بے خبر تھے تب ہی دونوں دل آویز سے ناراض تھے جس نے جیتے جی رشتے توڑ ڈالے تھے۔ وہ بھی بلاوجہ اور بنا کسی ٹھوس اور مناسب وجہ کے گھر کا ماحول عجیب سا ہوگیا تھا۔ جیسے سب کے درمیان کوئی سرد جنگ جاری ہو، ہر شخص اپنے کام سے کام رکھتا۔ شہروز اور فروا اسلام آباد شفٹ ہوگئے دن گزرتے چلے گئے اس عرصے میں دادو کا بھی انتقال ہوگیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اسد ملک اور سارہ بیگم کا رویہ دل آویز کے ساتھ قدرے بہتر ہوگیا۔ دل آویز کو آذر کی یاد آجاتی تو وہ چپکے چپکے اپنی راتیں کالی کرتی رہتی۔

ایک روز پاپا نے بجائے یہ کہ اس سے بات کرتے اس کی مرضی معلوم کرتے اسے یہ فیصلہ سنادیا۔

”امریکہ سے میرے ایک دوست کی فیملی پاکستان آرہی ہے اور میں نے ان کے بیٹے سکندر بخت سے تمہارا رشتہ طے کردیا ہے۔ اگلے ماہ کی بارہ تاریخ کو تمہارا نکاح ہے۔“ وہ آنکھیں پھاڑے پاپا کے سپاٹ چہرے کو دیکھتی رہی پاپا اپنا فیصلہ سنا کر ایک لمحے کے لیے بھی رکے نہیں بلکہ الٹے قدموں واپس پلٹ گئے وہ سر جھکا کر رہ گئی۔ ٹپ ٹپ آنکھوں سے بے تحاشا آنسو نکل کر اس کے دامن میں جذب ہوتے گئے۔ اس کے روم روم میں دل میں، دھڑکنوں میں خوابوں میں تصور میں صرف اور صرف آذر تھا جس کے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائی تھیں مگر۔

اور پھر وہ سکندر بخت کے عالی شان محل میں سج سنور کر چلی آئی۔ یہ گھر نہیں کوئی محل تھا جہاں نوکروں کی فوج تھی گھر کی ہر چیز سے امارت ٹپک رہی تھی۔ اس نے تو کچھ پوچھا بھی نہیں اور نہ پاپا، مما نے کچھ بتانے کی زحمت کی بس کہہ دیا کہ سکندر بہت امیر ہے وہاں تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

”السلام علیکم۔“ کچھ دیر بعد سکندر آ گیا۔

”وعلیکم السلام۔“ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ سمٹنے لگی۔

”ماشاءاللہ واقعی بہت خوب صورت ہو۔“ سکندر نے تعریف کی تو وہ شرما بھی نہ سکی نہ کوئی جذبہ، نہ امنگ، نہ خواہشیں کچھ بھی تو نہ تھا بس ایک فرض تھا جو پاپا نے پورا کردیا تھا۔

”دیکھو دل آویز۔“ وہ کچھ دیر بعد مخاطب ہوا۔ ”آج سے ہم ایک نئی زندگی کی ابتدا کررہے ہیں مجھے تمہارے اور تمہارے ماضی سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے میرے ماضی کے بارے میں بھی کریدنے کی کوشش مت کرنا۔ ہمیں حال میں جینا ہے اور حال ہی کا سوچنا ہے۔ تم میرے گھر میں میری بیوی بن کر آئی ہو تو تم پر لازم ہے کہ تم میری ہر بات مانو میں جیسا چاہوں، جو کہوں، جیسا رکھوں، اسی میں ہی تمہیں خوش رہنا ہوگا۔ مجھے جرح کرتی، بحث کرتی غیر ضروری باتیں کرتی اور کھوج لگانے والی عورتیں قطعی ناپسند ہیں۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ تم میری پسند اور ناپسند کا پورا پورا خیال رکھو گی بدلے میں تمہیں یہاں ہر قسم کی آسائش روپے پیسے، ہر چیز میسر ہوگی ایسی زندگی جو شہزادیوں کے نصیب میں ہوتی ہے ایسی زندگی گزاروگی کہ شاید خواب میں بھی تم نے نہیں سوچا ہوگا۔“ اس کی ایک ایک بات میں، ایک ایک لفظ میں تفاخر، تمکنت اور غرور نمایاں تھا۔ دل آویز کو محسوس ہوگیا کہ سکندر بخت ایک ضدی اور مغرور انسان ہے اور یہ شادی اسے صرف نبھانی ہے۔

”جی آپ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔“ وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

”گڈ۔“ سکندر بخت نے جیب سے اعلیٰ برانڈ کا سگریٹ نکال کر اسے جلاتے ہوئے بس اتنا ہی کہا۔

”اوہ، موصوف سگریٹ بھی پیتے ہیں۔“

”چینج کرکے آجاؤ۔“ سکندر نے سگریٹ کا دھواں خارج کرتے ہوئے کہا تو وہ خاموشی سے اٹھ کر الماری

سے کپڑے نکالنے لگی۔

سکندر بخت کی فیملی میں باپ اور ماں ہی تھے اور کوئی بہن بھائی نہ تھا۔ نہ رشتے دار، بڑا سا گھر اور ڈھیر سارے نوکر تھے۔ ایک بوڑھی آپا شمشاد، ایک باورچی، ڈرائیور اور ایک لڑکا جو اوپر کے کام کرتا تھا۔

آدھی رات کو دروازہ دھڑ دھڑ بجنے لگا "الٰہی خیر۔" وہ گھبرائی سکندر بھی گڑبڑا کر اٹھ گیا اٹھ کر دروازہ کھولا۔

"صاحب..... صاحب..... یہ دیکھیں یہ فہد بابا کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی ہے پتا نہیں کیا ہوگیا ہے۔" شمشاد بائی گھبرائی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھیں۔

"اندر آجاؤ۔" سکندر نے راستہ دیا۔ شمشاد بائی نے بچے کو لاکر بیڈ پر لٹا دیا۔ دل آویز آنکھیں پھاڑے حیرت سے بچے کو دیکھتے ہوئے بیڈ کے کونے کی طرف سمٹ گئی۔ تین چار سال کا بچہ لیکن عام بچوں سے بالکل الگ کیونکہ وہ نارمل نہیں تھا۔ گھبرا کر دل آویز بیڈ سے اتر گئی۔ بچے کی شکل عجیب سی تھی چھوٹی چھوٹی ترچھی آنکھیں جو کافی اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ ماتھا آگے کو نکلا ہوا، سر قد سے بڑا، ہونٹ موٹے موٹے اور آگے کو نکلے ہوئے تھے منہ سے بہتی رال اور چڑھی ہوئی آنکھوں کے ساتھ بخار کی حدت سے تپتا ہوا سرخ چہرہ بچے کو خاصا عجیب سا بنائے دے رہا تھا۔

"یہ..... یہ کون ہے..... اسے یہاں کیوں لائی ہو؟ لے جاؤ یہاں سے۔" دل آویز نے شمشاد کو دیکھ کر کہا۔

"وہ بیگم صاحب.....!" اس سے پہلے کہ شمشاد کچھ کہتی سکندر بخت نے اسے ہاتھ کے اشارے سے باہر جانے کو کہا تو شمشاد سر جھکا کر واپس پلٹ گئی۔ دل آویز حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"یہ کیا ہے، کیا معاملہ ہے اور یہ بچہ کون ہے اور رات کے اس پہر آج ہمارے بیڈ روم میں کیوں ہے۔" وہ عجیب سی الجھن کا شکار تھی اس نے سوالیہ نظریں سکندر بخت کی طرف اٹھائیں۔

"یہ میرا بیٹا ہے اور آج سے تمہارا بھی بیٹا ہے، فی الحال تمہارے لیے اتنا جان لینا کافی ہے۔" سکندر بخت دل آویز کے چہرے کے اتار چڑھاؤ اور الجھن اور آنکھوں میں چھپا خوف محسوس کر چکا تھا لہٰذا مختصر لفظوں میں اپنا مدعا بیان کردیا۔

"کیا..... یہ..... آپ کا بیٹا.....؟" حیرت سے اس کی آنکھیں پھٹنے لگیں۔ خوف سے وہ کانپنے لگی۔ بقول سکندر کے کہ وہ اب اس کا بھی بیٹا ہے۔ دل آویز نے خوف زدہ نظریں بچے پر ڈالیں۔

"نہیں..... نہیں..... اللہ نہ کرے۔" بے ساختہ اس کے لبوں سے نکلا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" سکندر بخت نے ترچھی نظریں اس پر ڈال کر سوال کیا۔

"ابھی میں ہسپتال جارہا ہوں آکر تم سے بات کروں گا۔" بچے کو گود میں اٹھا کر سکندر بخت کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اف اللہ....." دل نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چکراتا سر تھام لیا۔

"یا اللہ یہ کیا ہے؟ یہ بچہ سکندر کا ہے مطلب سکندر شادی شدہ ہے اور اس کا بچہ بھی اور..... ایسا بچہ یہ..... پاپا، مما یا شہروز نے کسی نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی بس اتنا بتایا کہ امریکہ سے آیا ہے اور جلدی شادی کرنا چاہتا ہے یا اللہ یہ کیا امتحان ہے۔ مجھے ہمیشہ سے ایسے لوگوں سے خوف آتا رہا ہے بچپن سے جہاں کہیں بھی کوئی ایب نارمل یا پاگل نظر آتا دل چیخ مار کر مما یا دادو کی گود میں چڑھ جاتی خوف سے آنکھیں بند کرلیتیں ایک لمحے کے لیے بھی ایسے بندے کو سامنے برداشت نہیں کرسکتی مگر..... یہ بچہ میرے ساتھ رہے گا اس کی ماں۔" یہ سوال اس کے دل میں تھے۔

"میرے اللہ آج شادی کی پہلی رات ہے..... میں نے اپنی زندگی کی شروعات کی اور آج ہی کتنی بھیانک حقیقت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ سب کچھ میری برداشت سے قطعی باہر ہے۔ اتنا بڑا دھوکہ اتنی بڑی سچائی کو چھپا کر سکندر نے بہت گھٹیا پن کا ثبوت دیا ہے۔ اپنی امارت کا

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdunovels.net

ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ میں بھی کوئی گری پڑی نہیں ہوں، میرے پاپا بھی روپے پیسے میں کسی سے کم نہیں...... میں...... میں یہاں بالکل نہیں ٹھہر سکتی۔ صبح ہی پاپا سے بات کروں گی تمام باتیں انہیں بتاؤں گی۔ میں سکندر سے کہہ دوں گی کہ اگر مجھے یہاں رکھنا ہے تو اس بچے کو کسی ادارے میں بھجوا دیں ایسے بہت سے ادارے ہیں جو ایسے بچوں کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کرسکتے ہیں۔" وہ تھوڑی سی دیر میں بہت کچھ سوچ چکی تھی کیونکہ جس چیز کو بنیاد بنا کر اس نے اپنی زندگی کا ناقابلِ برداشت اور اذیت ناک فیصلہ کیا تھا وہی اسے منہ دکھائی میں تحفے کی صورت ملا تھا۔ اسے رہ رہ کر سکندر پر غصہ آ رہا تھا اس نے سوچ لیا تھا کہ اس کے جھوٹ کو ایشو بنا کر وہ سکندر کو خوب ذلیل کرے گی اور سکندر کو مجبور کرے گی کہ وہ بچے کو کہیں بھجوا دے ورنہ...... وہ یہاں نہیں رہے گی۔

تقریباً تین گھنٹے بعد سکندر کمرے میں آیا تو وہ جاگ رہی تھی۔

"تم جاگ رہی ہو اب تک؟"

"جی...... سو بھی کیسے سکتی ہوں۔" تلخی سے جواب دیا۔

"سکندر یہ بچہ......!" اس نے کہا۔

"ہاں یہ میری پہلی بیوی تحسین کا اور میرا بیٹا ہے تحسین کو میں طلاق دے چکا ہوں کیونکہ اسے اپنی سوشل لائف زیادہ عزیز تھی اور میں اس بچے کو ساتھ رکھنا چاہتا ہوں تب ہی میں نے تم سے شادی کی ہے۔"

"مگر یہ تو سراسر زیادتی ہے سکندر! اگر ایسی بات تھی تو آپ ایسی لڑکی سے شادی کرتے ناں جسے آپ کے ساتھ ساتھ ایسا بچہ بھی قبول ہوتا۔ جو آپ کی یہ شرط ماننے پر تیار ہوتی یا آپ مجھے صاف بتا دیتے۔ آپ نے مجھ سے کہہ دیا کہ ماضی کو نہ کریدوں لیکن آپ نے خود اپنے تلخ ماضی کی ایسی بھیانک سچائی کو چھپا کر مجھ سے شادی کی اگر...... مجھے یہ معلوم ہوتا تو...... تو میں ہرگز یہ شادی نہیں کرتی۔ مجھے نفرت ہے ایسے بچوں سے میں برداشت نہیں کرسکتی اس لیے آپ پہلی فرصت میں اسے کہیں کسی بھی ادارے میں شفٹ کردیں۔ آپ نے تو حد کردی سکندر رشتے کی بنیاد ہی ایک کڑوے اور بھیانک جھوٹ پر رکھی ہے اگر مجھے علم ہوتا تو......!"

"دل آویز۔" سکندر جواب تک خاموشی سے سب کچھ سن رہا تھا اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید کچھ کہنے سے روک دیا۔

"تم مجھے بار بار جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہو جبکہ ایسا کچھ نہیں ہے میں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا کچھ نہیں چھپایا۔ نہ غلط بیانی سے کام لیا نہ دھوکہ دیا میں کوئی بچہ نہیں، کیا ہوں میرا بچہ ہے اور بچہ نارمل نہیں ہے یہ ساری باتیں ملک صاحب کے علم میں ہیں۔ میں نے تمہارے پاپا سے کہا تھا کہ وہ تم کو سب کچھ بتا دیں انہوں نے تمہیں بتایا یا نہیں یہ مجھے علم نہیں یہ الزام جو تم مجھ پر لگا رہی ہو یہ بے بنیاد ہیں میں نے کچھ غلط نہیں کیا نہ ہی کسی کو اندھیرے میں رکھا اب یہاں غلطی کس کی ہے کس نے حقیقت چھپائی، سب ظاہر ہے تم چاہو تو ابھی فون کرکے اپنے پاپا سے پوچھ سکتی ہو۔" سکندر نے بات ختم کی تو دل نے سر تھام لیا۔

"اف پاپا یہ کیا کردیا آپ نے...... اتنی بڑی سزا...... اتنا بڑا ظلم اپنی لاڈلی بیٹی کے لیے...... ایسی سزا۔ ہاں، میں نے بھی تو ظلم کیا ہے ناں آپ پر آپ کا رشتہ بھی ٹوٹ گیا تھا آپ کی بہن سے میری وجہ سے...... لیکن مما...... مما آپ کا دل کیسے مان گیا آپ تو جانتی ہیں ناں کہ آپ کی بیٹی کتنا ڈرتی ہے ایب نارمل لوگوں سے......!" دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"ہاں...... ایک بات کان کھول کر سن لو چاہے تم یہاں رہو یا نہ رہو شجاع کہیں نہیں جائے گا۔" سکندر فیصلہ سنا کر جاچکا تھا۔

"یاالٰہی یہ کیسا امتحان ہے یہ کیسی سزا ہے ایک ایسی بات ایسا ڈر جس کی وجہ سے میں نے اپنی چاہت، اپنے پیار کو چھوڑا وہی چیز وہی ڈر، خوف ہر وقت میرے سر پہ منڈلاتا رہے گا میری نگاہوں کے سامنے رہے گا۔" دل

آویز کو خود کو یہاں ایڈجسٹ کرنا تھا ہنس کر، رو کر یا خوف زدہ ہو کر...... مگر ہمت اور حوصلے کے ساتھ سب سہنا تھا۔ شجاع زیادہ تر شمشاد کے ساتھ ہی رہتا تھا۔ کبھی کبھی سکندر کے سامنے شمشاد اسے لے آتی تو دل آویز کسی نہ کسی کام میں لگ جاتی کوئی ری ایکٹ نہ کرتی میکے بھی بہت کم جاتی تھی اسے وہاں جا کر بھی اچھا نہ لگتا گو کہ پاپا اور مما کا رویہ اچھا رہتا مگر دل میں تو ایک پھانس سی چبھ گئی تھی اس لیے جلد لوٹ آتی۔

اسی طرح ڈھیر سارے دن گزر گئے پھر دل آویز بھی ماں بن گئی خوب صورت گول مٹول بچی جسے دیکھ کر سکندر اور دل بہت خوش ہوئے مگر...... جب ڈاکٹرز نے چیک اپ کرنے کے بعد یہ بھیانک خبر دی کہ بچی ذہنی طور پر نارمل نہیں ہے تو...... دل تو سن کر بے ہوش ہوگئی۔ سکندر کے بھی ہوش اڑ گئے یہ بار بار کیوں ہو رہا تھا اس کے ساتھ...... بظاہر صحت مند اور توانا مرد تھا پھر...... پھر یہ خدا کی کوئی مصلحت تھی دل ہوش میں تو آگئی مگر بہت دکھی اور غمگین تھی اللہ پاک کیا امتحان لے رہا تھا اس نے تو اکثر یہی سنا تھا اور ڈاکٹرز بھی کہتے تھے کہ بلڈ ریلیشن میں ہونے والی شادیاں ہوں تو عموماً بچے نارمل نہیں ہوتے مگر یہاں تو...... بلڈ تو کیا خاندان سے دور دور کا بھی کوئی تعلق نہیں تھا پھر یہ بچی؟ یا خدا تو ہی مالک و مختار ہے کل عالم کا پالنے والا کل عالم کو چلانے والا تو قادر ہے، جو چاہے کر سکتا ہے ہونی کو انہونی اور معجزات کچھ بھی کر سکتا ہے۔ بنانا، بگاڑنا، سنوارنا سب تیرا کام ہے تیری حکمت اور تیری طاقت ہے میرے مولیٰ، ہم ناچیز ہیں، ہم صرف مفروضے قائم کر لیتے ہیں ہم کون ہوتے ہیں تیری خدائی میں دخل دینے والے۔ ہم کون ہوتے ہیں اپنے طور پر فیصلے کرنے والے ہم خطا کار ہیں مولا صرف سوچ سکتے ہیں کرتا تو ہے یا اللہ مجھے معاف کر دینا میرے مالک مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوگئی۔ کاش...... کاش سب کچھ رب کی مرضی پر چھوڑ دیتی مگر میں نے کتنے دل توڑے، مگر میں بندہ ناچیز تھی نا میرے دل میں بھی وسوسے تھے میری سوچ بھی ناقص تھی کہ آذر سے شادی ہوگی تو ہمارے بچے نارمل نہیں ہوں گے مگر میں جس سے بھاگ رہی تھی وہ میرے پیچھے پیچھے ہے پہلے شجاع اور اب...... میری اپنی بچی، یا اللہ مجھے ہمت دینا حوصلہ اور برداشت دینا میرے مالک۔" وہ رب کے حضور زار و قطار رو رو کر اپنی غلطیوں کی معافی کے ساتھ ساتھ آگے کی بہتری کی دعائیں مانگ رہی تھی۔

تین دن بعد وہ گھر آ گئی پاپا اور ماما بھی آئے تھے پاپا دکھی لگ رہے تھے جبکہ مما خاصی دل گرفتہ تھیں مگر خدا کی رضا کے آگے سب بے بس اور شاکر تھے۔ بظاہر نمل صورت شکل میں اچھی بھلی تھی مگر ذہنی طور پر نارمل نہیں تھی۔ دل آویز دل و جان سے نمل کی دیکھ بھال کرتی کہتے ہیں عام طور پر خواتین کی خواہش ہوتی ہے اچھا کھانا، اچھا پہننا، نوکر چاکر اور پیسے کی فراوانی یہی ان کی زندگی کا خواب ہوتا ہے وہ سمجھتی ہیں کہ پیسہ ہی تمام مسائل کا حل ہے لیکن...... لیکن کچھ ایسی خواتین بھی ہیں جو ان آسائشات کے ساتھ مطمئن اور آسودہ نہیں رہتیں ان کی زندگی میں کوئی کمی، کوئی تشنگی کوئی جھول رہ جاتا ہے کوئی پچھتاوا گزرے ہوئے وقت کی خوشی کو اداسی، ملال کی تلخیاں ان کو ہمیشہ اپنے حصار میں رکھتی ہیں ان کی زندگی سے کبھی نہ نہیں لفظ "کاش" اور "اگر" ضرور ہوتا ہے اور دل بھی ایسے لوگوں میں سے تھی۔ سکندر بخت سے اسے کوئی قلبی لگاؤ نہ تھا ایک رشتہ تھا۔ جسے وہ نبھا رہی تھی۔ دل کے سامنے پہلے شجاع اور پھر نمل تھی۔ ان کے مسائل ان کی ضروریات اور ان کے لیے ہی فکر کرنا ہی اس کی روٹین تھی کوئی چارم، کوئی خوشی، کوئی امنگ نہ تھی بس ایک فرض کی طرح سے زندگی گزارے جا رہی تھی۔ اب اسے نہ شجاع اور نمل کے منہ سے بہتی رال سے گھن آتی نہ ہی شجاع کے منہ سے نکلتی عجیب و غریب آوازوں سے وہ خوف زدہ ہوتی نمل تھوڑی سی بڑی ہوئی تو دماغی بخار کی شدت سے اس کی ذہنی حالت مزید بگڑ گئی سکندر اور دل اسے لے کر شہر کے سب سے اچھے اسپتال گئے تھے۔ ڈاکٹرز نے بتایا تھا کہ ذہنی پسماندگی کے ساتھ ساتھ نمل کے دل کے وال

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdunovels.net

میں بھی پرابلم ہے اس لیے اس بچی کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے دل ماں تھی کمل سے اس کا دل کا، خون کا رشتہ تھا۔ اسے شدید ذہنی جھٹکا لگا تھا۔

کمل کی حالت نے دل کو مزید دل گرفتہ کر ڈالا تھا وہ شجاع سے بے پروا ہوتی جا رہی تھی۔ سکندر بخت اپنے کاروبار میں مصروف رہنے لگا تھا وہ شجاع کی طرف سے مطمئن تھا کہ دل اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کر رہی تھی۔ کبھی کبھی دل کو شدت سے آذر کی یاد آ جاتی۔ جانے کہاں تھا، دل سے ہوک سی اٹھتی۔ آذر مجھے معاف کر دینا۔ میں نے تمہارا دل دکھایا ہے آج میں خود کتنی بے بس اور لاچار ہوں شوخ و چنچل دل آویز نجانے کہاں کھو گئی تھی ہر دم شرارتیں کرنے والی بارش میں انجوائے کرنے والی، ہنسنے ہنسانے والی دل آویز کی جگہ سنجیدہ سوبر اور دکھی ماں نے لے لی تھی ایک ذمہ دار اور فرماں بردار بیوی بن چکی تھی۔ زندگی ایک معمول کے تحت گزر رہی تھی۔

اس روز کمل کی طبیعت اچانک بگڑ گئی اس کی سانسیں رکنے لگیں سکندر گھر پر نہیں تھا۔ دل نے سکندر کو فون کیا اور کمل کو لے کر اسپتال بھاگی۔ شجاع کی طبیعت بھی خراب تھی وہ گھر پر تھا شمشاد کے ساتھ دو تین گھنٹوں میں جب کمل کی طبیعت سنبھلی تو سکندر اور دل گھر واپس آئے تو شجاع بخار میں پھنک رہا تھا۔

''ارے اس کو کیا ہوا۔'' سکندر نے شجاع کی حالت دیکھ کر شمشاد سے پوچھا۔

''صبح سے ہلکا بخار تھا میں نے بیگم صاحب کو بتایا تھا انہوں نے دوا دے دی تھی بخار کی۔'' شمشاد نے بتائی۔

''دوا دے دی تھی تو بخار جب اترا نہیں ہوا تھا تو مجھے بتاتی ناں...... میں آ کر اسپتال لے جاتا دیکھو تو کیا حال ہو گیا ہے اس کا......!'' سکندر شجاع کی حالت دیکھ کر آپے سے باہر ہو گیا۔

''وہ...... بیگم صاحب کمل بی بی کی وجہ سے پریشان تھیں انہوں نے بولا تھا کہ......!''

''بکواس بند کرو۔'' سکندر دہاڑا اور دندناتا ہوا کمرے میں آیا۔

''دل آویز۔ دکھا دیا نا تم نے سوتیلا پن۔'' دل آویز کمل کا ڈائپر چینج کرتے ہوئے گھبرا کر پلٹی۔

''کیوں کیا کیا ہے میں نے؟''

''سوتیلا پن اور کیا۔'' وہ اسی لہجے میں بولا۔

''سکندر یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ آپ میری توہین کر رہے ہیں۔'' دل آویز نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''دل آویز تم...... تم ایک پڑھی لکھی لڑکی ہو میں تمہیں سمجھ دار عورت سمجھتا تھا۔ مگر تم نے...... تم نے آخر کر دی؟ گھٹیا حرکت دکھا دی نا اپنی اوقات......''

''سکندر آپ...... آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔'' اس بار دل کی آواز بھی اونچی ہو گئی۔

''حد سے تو تم بڑھ رہی ہو ایسی گری ہوئی حرکت کر کے تم کو معلوم تھا کہ شجاع کو بخار ہے پھر بھی تم نے اسے گھر کی دوا دے دی اور کمل کو لے کر اسپتال گئیں...... یہ...... یہ ہے سوتیلا پن۔'' وہ بدستور آپے سے باہر تھا۔

''سکندر اسے مائنر سا ٹمپریچر تھا میں نے خود اس کو دوا دی اسے آرام آ گیا تھا وہ سو گیا تھا اور...... اور آپ جانتے ہیں ڈاکٹرز نے کمل کے لیے کہا ہے کہ اس کی طبیعت کبھی بھی خطرناک حد تک بگڑ سکتی ہے اس لیے اس کا اسپتال لے جانا زیادہ ضروری تھا۔ میں نے کبھی بھی شجاع اور کمل میں فرق نہیں سمجھا آپ مجھ پر غلط الزام لگا رہے ہیں۔''

''تم شجاع سے ڈرتی ہوں خوف کھاتی ہو تب ہی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسی بیٹی دی۔'' وہ بدستور اسی لہجے میں بولا۔

''سکندر...... سکندر کمل میری نہیں ہماری بیٹی ہے اور ہاں میں ڈرتی تھی لیکن اب نہیں ڈرتی۔ گزشتہ تین سال سے میں نے شجاع کا خیال اپنے بچے کی طرح رکھا ہے اس کی ضرورت وقت سے پہلے پوری کرنے کی کوشش کی اس کی ایک ایک ضرورت کو خود پورا کرنے کی کوشش کی اس کو لے کر بھی اسپتال بھاگی ہوں اس کے لیے بھی راتوں کو جاگی ہوں لیکن آپ...... آپ نے تو سب پر پانی پھیر

دیا...... آپ کی سوچ اتنی چھوٹی ہوگی یہ بات تو میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھی سگے اور سوتیلے کا فرق کبھی بھی میرے ذہن میں نہیں آیا...... یہ آپ کی چھوٹی سوچ ہے۔" وہ بھی پھٹ پڑی۔

"بکواس بند کرو تم دو ٹکے کی عورت اگر تم نے یہ سب کیا تو بدلے میں تمہیں بھی میرا نام ملا ہے یہ عالیشان گھر، یہ ٹھاٹ باٹ اور شاہانہ زندگی ملی ہے تمہیں...... ورنہ...... ورنہ میں پیسے پھینک کر گھر میں نرسوں کی قطار لگا سکتا ہوں۔ تم سے بہتر تو شمشاد ہے وہ پیسے لیتی ہے تو نمک حلالی تو کرتی ہے۔"

"سکندر بس کردیں۔ آپ حد سے زیادہ بول رہے ہیں پیسے کے نشے میں دھت ایک بگڑے ہوئے ناکام انسان ہیں...... آپ کی نظر میں صرف پیسہ اہمیت رکھتا ہے انسانی جذبات، احساسات اور رشتوں کی اہمیت نہیں ہے......"

"بکواس بند کرو تم......!" وہ غصے سے بے قابو ہو کر قریب چلا آیا اور ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"تو...... تو کیا کرلیں گے آپ......؟" وہ بھی تنتناتی ہوئی اٹھ کر اس کے مقابل آ گئی۔

"تو...... تو......" سکندر نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔

"سک...... سکندر...... آپ جاہل، ان پڑھ اور عام مردوں کی طرح کم ظرف اور گھٹیا انسان ہیں۔" گال پر ہاتھ رکھے وہ روتے ہوئے زور سے چلائی۔ ضبط کی حدیں ختم ہوچکی تھیں۔ سکندر کمرے سے باہر نکل گیا تو وہ وہیں بیڈ کے کونے پر ٹک گئی اور منہ چھپا کر زار و قطار رونے لگی۔ سکندر نے جہالت کی انتہا کردی تھی۔ یہ صلہ دیا تھا اس کی قربانیوں کا شجاع کا خیال رکھنے کا اس کو اپنے بچے کی طرح سمجھنے کی یہ سزا ملی تھی اسے۔

"سکندر! تم کتنے جاہل ہو، بزدل بھی...... آذر۔" اس کے لبوں سے دبی دبی سسکی ابھری آذر کتنا سوفٹ تھا سکندر کا رویہ تو ایسا تھا جیسے اس نے دل سے شادی کر کے اس پر کوئی احسان کیا ہے جیسے وہ اس کی زر خرید کوئی نوکر ہو...... دفعتاً نمل نے عجیب سی چیخ ماری۔ دل آویز نے چونک کر اسے دیکھا۔ نمل کے ہاتھ پیر بری طرح اکڑنے لگے تھے۔ آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں اور سانسیں بے ترتیب ہونے لگی تھیں۔

"یاالٰہی خیر۔" وہ زور سے چیخی۔

"شمشاد جلدی سے آیئے دیکھیں نمل کو کیا ہو رہا ہے۔" شمشاد دوڑ کر آئی تب تک نمل کی سانسیں تھم چکی تھیں۔ اس کے کرب زدہ چہرے پر اطمینان اور معصومیت جھلکنے لگی تھی جیسے کسی بڑی تکلیف کے بعد راحت نصیب ہو۔

"یہ کیا ہوا...... نمل...... نمل میری بچی۔" وہ دیوانوں کی طرح نمل کے بے جان وجود کو چوم رہی تھی۔ ہلا رہی تھی ساتھ ساتھ روتے ہوئے چلا رہی تھی سکندر بھی آ گیا تھا۔ ننھی نمل کا رشتہ زندگی سے ختم ہوچکا تھا۔ ساتھ ہی دل کا ناطہ بھی جیسے ختم ہو رہا تھا نمل کی تدفین میں ممیا، پاپا، شہروز، فروا بھی آئے دل آویز تو جیسے پتھر کی ہوگئی تھی خالی خالی آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھے جا رہی تھی۔ نمل سے کاٹ اس کی مخصوص جگہ، بستر، کپڑے، فیڈر، کھلونے ساری چیزیں اسے کاٹ رہی تھیں۔ کمرہ خالی خالی اور ویران ہوگیا تھا۔ نمل کے چھوٹے چھوٹے ڈھیروں کام ہوتے تھے جس میں اس کا ٹائم پاس ہوجاتا مگر اب...... پھر سکندر کے اس تھپڑ نے تو دل آویز کو اور زیادہ توڑ کر رکھ دیا تھا اب اسے ایک لمحے کے لیے بھی سکندر کا وجود برداشت نہیں تھا۔ تدفین کے بعد جب سارہ بیگم جانے لگیں تو وہ بھی ساتھ جانے کو تیار ہوگئی۔

"سنو دل آویز اگر تم نے گھر سے باہر قدم نکالا تو سوچ لو پھر میرے گھر کے ساتھ ساتھ میرے دل کے دروازے بھی تم پر ہمیشہ کے لیے بند ہوجائیں گے۔ اس لیے کوئی بھی قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا۔" پیچھے سے سکندر کی آواز آئی۔

"ہاں سکندر تم اور کر بھی کیا سکتے ہو خود کو مضبوط سمجھنے والے انتہائی کمزور اور بزدل مرد ہو۔ مجھے کوئی شوق نہیں

ہے تمہارے اس سونے کے پنجرے میں قید رہنے کا میں یہاں پر صرف اپنی بیٹی کے لیے تھی جب وہ نہ رہی تو یہاں رہ کر کیا کروں گی۔" اس کی آواز رندھ گئی اور آنسو بہہ نکلے۔

"تم ایک کھوکھلے، بے رحم اور ناکام انسان ہو، جسے رشتوں کا پاس نہیں اسی وجہ سے تم دوسری بار اکیلے ہو رہے ہو۔" وہ بھی اعتماد سے کہتی ہوئی ہمیشہ کے لیے تلخ یادوں کو چھوڑ کر اس کے محل نما قید خانے سے باہر نکل آئی۔

مما اور پاپا دونوں ہی دکھی تھے اس وقت دل کو کچھ کہنا مناسب نہ تھا وہ دونوں خاموش تھے انہیں بھی بیٹی کے ساتھ ہونے والے حالات کا دکھ تھا غصہ اپنی جگہ مگر...... تھے تو ماں، باپ وہ سارہ بیگم کے کندھے سے لگ کر بری طرح سسک اٹھی۔

"مما...... مما...... مجھے معاف کر دیں۔ پاپا...... پاپا پلیز مجھے معاف کر دیں۔" وہ بکھر رہی تھی اسد ملک نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگا لیا اور وہ ان کی بانہوں میں بکھر گئی۔

کچھ دن بعد ہی سکندر بخت نے طلاق کے کاغذات بھجوا دیے۔ طلاق کے کاغذات ہاتھ میں لے کر وہ ایک بار پھر رو دی دوسری بار اس کے ساتھ یہ ہوا پہلی بار اس نے نادانی کی اور دوسری بار سکندر بخت نے اس کی قدر نہیں کی۔ محض ایک مفروضے، ایک وہم کی وجہ سے اس نے چند سالوں میں کیا کچھ نہ سہا تھا۔ کتنا دکھ، اذیت اور تکلیف وہ وقت گزارا تھا۔ آذر سے رشتہ توڑ ڈالا۔ شجاع کی صورت میں نہ چاہتے ہوئے کانٹوں پر چل کر اس کی دیکھ بھال کی پھر کومل کی صورت میں ایک اور آزمائش اس کی منتظر تھی۔ اس کی سوچ تو یہی تھی کہ آذر سے شادی ہوئی تو شاید اس کے بچے ایب نارمل ہو سکتے ہیں لیکن...... کومل پیدا ہوئی اور پھر...... پھر وہ تنہا ہی تھی۔ تلخ یادیں، دکھ اور پچھتاوا جب اسے حد سے زیادہ تنگ کرنے لگتا تو وہ بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگتی۔ ایک مدت ہو گئی تھی نہ بارشوں میں بھیگی تھی نہ برسات کے مزے لیے تھے یہ سب کچھ بے معنی اور بے لذت ہو چکا تھا۔

☆☆☆......

آج موسم کی پہلی بارش تھی اپنے کمرے کی کھڑکی سے اس نے باہر لان کی جانب دیکھا تو آذر یاد آ گیا پلکیں نم ہونے لگیں۔

دل ہجر کے غم سے بوجھل ہے اب آن ملو تو بہتر ہے
اس بات سے ہم کو کیا مطلب یہ کیونکر ہو یہ کیسے ہو

"دل بیٹی اندر آ جاؤ۔" سارہ بیگم کی آواز پر وہ چونکی اور ادھر ادھر دیکھا وہ بارش میں بھیگ چکی تھی گزشتہ یادوں میں اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ اسے وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہوا دن ڈھلنے لگا تھا۔ وہ خاموشی سے اٹھ کر اندر کی طرف چلی آئی۔

سارہ بیگم کے بہت اصرار پر وہ اکیلی مارکیٹ چلی آئی ضرورت کی کچھ چیزیں لینی تھیں۔ کتنے عرصے بعد وہ یوں مارکیٹ میں آئی تھی آزادی کے ساتھ اپنی پسند کی شاپنگ کرنے کے لیے۔ وہ شاپرز لیے مال سے باہر نکلی ہی تھی کہ اچانک جیسے اس کے قدم تھم گئے سامنے سے آتے آذر پر نظر پڑی تو قدم کے ساتھ ساتھ نظریں بھی جم سی گئیں۔ آذر کی نگاہ بھی اس پر پڑی دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ پانچ سال کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل تھے۔ وقت اور حالات نے دونوں پر نمایاں اثر ڈالا تھا۔ وہ کچھ کمزور سی بجھی بجھی سی لگ رہی تھی آذر تھوڑا سا موٹا ہو گیا تھا جس سے مزید اسمارٹ لگ رہا تھا۔ دل آویز نے جلدی سے نگاہ جھکا لی۔

"دل......" وہی پیار میں ڈوبا مخصوص انداز، نہ چاہتے ہوئے بھی دل کے قدم رک گئے۔ دل عجیب انداز میں دھڑکنے لگا تھا آنکھیں چھلکنے کو بے تاب تھیں۔

"دل کیا ہم سلام دعا کے بھی روادار نہیں؟" آذر کی بات پر اس نے تڑپ کر نگاہ اٹھائی۔

"مجھ سے ناراض ہو نا تم؟" دل کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔

"دل کیا ہم بیٹھ کر ایک کپ چائے پی سکتے ہیں؟" آذر نے سوال کے جواب میں سوال کر ڈالا وہ بنا کچھ کہے اس کے پیچھے چل دی۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

''دل مجھے صرف اتنا بتادو کہ تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا، یوں بیچ میں مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ بے وجہ، بغیر کسی ریزن کے کم از کم میری غلطی، میری کوتاہی کچھ تو بتا تیں۔ تم نے مجھے ہی نہیں نانو کو ماما کو، مما اور مامی کو بھی شدید اذیت اور دکھ دیا ہے تم نے ہم سب میں دوریاں پیدا کردیں رشتے ختم کرادیے۔ تم تو مجھ سے بے پناہ پیار کرتی تھیں۔ ساتھ جینے اور مرنے کی قسمیں کھائی تھیں ہم نے ساری زندگی بچپن سے جوانی تک ہم ایک دوسرے کی ڈھال بنے۔ ایک دوسرے کا ساتھ دیا لیکن جب تکمیل کا وقت آیا تو تم نے کتنی آسانی سے راستہ بدل لیا۔ تمہیں کس نے حق دیا تھا یہ سب کرنے کا، میرے دل سے...... میرے ارمانوں سے کھیلنے کا مجھے بے وقعت کرنے کا، تمہیں دولت چاہیے تھی تو ایک بار کہہ کے دیکھتیں تمہارے لیے میں چوری بھی کرلیتا۔ اتنی دولت کماتا کہ تمہارا دل بھر جاتا۔ مگر تم نے...... تم نے بنا کچھ کہے ایک امیر ترین شخص کو اپنا لیا۔'' آذر نے برسوں سے جمع کی ہوئی بھڑاس نکال لی تھی۔ بات ختم کر کے اس نے سر اٹھایا تو دیکھا دل کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ متواتر آنسو گر رہے تھے۔

''آذر پلیز مجھے اس قدر گرا ہوا مت سمجھو کہ میں نے دولت کو اہمیت دی۔ بس ایک وہم تھا ایک ڈر تھا جس نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا اور...... اور...... میں نے اس کی سزا بھی بھگت لی ہے۔'' وہ آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے دھیرے سے بولی۔

''کیوں...... کیا وجہ تھی کیا وہم...... کیسا ڈر؟'' آذر کا لہجہ بے تاب تھا۔

''آذر...... آذر میں نے سنا تھا کہ فیملی میں شادیاں ہوں تو ستر فیصد بچے نارمل پیدا نہیں ہوتے اور تمہیں تو پتا ہے کہ مجھے ایب نارمل بچوں سے کتنا خوف آتا تھا تو...... میں نے سوچا کہیں ہمارے بچے بھی...... میں ڈر گئی تھی آذر...... لیکن...... لیکن اس فیصلے سے میں خود کب خوش تھی سب مجھ سے ناراض ہوگئے۔ میں تنہا رہ گئی اب تک میں بھی تمہیں نہیں بھولی۔ بہت روئی بہت تڑپی مگر نجانے کیوں وہ بات میرے دل ودماغ میں چپک کر رہ گئی اور میں نہ چاہتے ہوئے بھی اذیت ناک فیصلہ کر بیٹھی اور میرا نصیب تو دیکھو کہ میری اپنی بیٹی ایب نارمل پیدا ہوئی۔ سکندر ایک پڑھا لکھا جاہل اور مغرور انسان تھا۔ میری بیٹی کا بھی انتقال ہوگیا اور میں...... میں سکندر کا گھر چھوڑ کر آگئی پھر...... اس نے مجھے طلاق دے دی۔ دیکھو میرے ساتھ کیا کیا ہوگیا۔ کتنی بڑی سزا ملی ہے مجھے تم سب کا دل دکھانے کی۔ پانچ سالوں میں ایک دن، ایک لمحہ بھی اپنی مرضی سے نہ جی پائی، کوئی خوشی کوئی خواہش کوئی بھی کچھ بھی تو نہ ملا مجھے۔'' دل کے لہجے میں دکھ بول رہے تھے۔

''اف خدایا......!'' آذر نے اس کی پوری بات سن کر اپنا سر تھام لیا۔

''کیسی جاہلانہ سوچ تھی تمہاری حد ہوتی ہے تو ہم پرستی کی یہ سب تو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، کتنی پاگل لڑکی ہو ایک بے کار سی بات کو ایشو بنا کر تم نے کتنی جہالت کا ثبوت دیا ہے دل...... ہزاروں لاکھوں شادیاں ہوتی ہیں خاندان میں اکا دکا ایسے کیس ہوتے ہیں اور پھر وہاں بھی تو ایسا ہوتا ہے جہاں ایسا رشتہ نہیں تھا...... حد کردی تم نے میری تو سمجھ میں نہیں آرہا کہ تمہاری اس حرکت پر تمہیں کیا کہوں۔ کیسا ہی ایک ڈر کیوں؟ تم نے تو میرا دماغ گھما کر رکھ دیا۔ میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ تم پڑھی لکھی ہو کر اتنی جاہلانہ سوچ رکھ سکتی ہو ایک بات کو ایشو بنا کر اتنا بڑا فیصلہ کرسکتی ہو...... تم نے بہت ظلم کیا ہے دل خود پر بھی اور ہم سب پر بھی۔'' آذر کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے؟

''پلیز آذر، معاف کردو مجھے میری فرینڈ نے بھی مجھے ڈرا دیا تھا۔ میں سچ سچ بہت گھبرا گئی تھی۔'' وہی معصوم سا لہجہ...... وہی انداز...... آذر نے غور سے اسے دیکھا۔ اب بھی وہ دل میں اتر جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔

''اب تمہارے معافی مانگ لینے سے ہمیں کیا وہ وقت وہ پانچ سال واپس مل جائیں گے وہ دکھ وہ اذیت، تکلیف جو ہم سب نے برداشت کیے ہے کیا اس کی تلافی ممکن ہے۔

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

وہ خواب، وہ چاہتیں، کیا کیا وہ لوٹ کر آسکتے ہیں۔" آذر کا لہجہ بھی بھیگنے لگا تھا۔

وہ نادم اور پشیماں تھی ان سب کی مجرم تھی۔

"کیا..... کیا تم نے شادی کرلی۔" دھڑکتے دل کے ساتھ نجانے کیوں اچانک دل کے لبوں سے یہ سوال پھسلا۔ پھر وہ خود ہی شرمندہ ہونے لگی۔

"دل، میں نے تمہارے ساتھ زندگی گزارنے کی قسم کھائی تھی۔ تمہارے ساتھ جینے اور مرنے کا عہد کیا تھا نہ تم سے پہلے کوئی اس دل میں تھا نہ تمہارے جانے کے بعد کوئی اس دل میں جگہ بنا سکا۔ میں نے اپنا وعدہ نبھایا، اپنا قول پورا کیا اور آج..... آج بھی میں اکیلا ہی ہوں۔ مما، پاپا کی بے انتہا ضد کے باوجود بھی میں نے شادی نہیں کی۔" اس کے جواب پر دل آویز مزید شرمندہ ہوگئی۔

"اچھا اب میں چلتی ہوں۔" وہ اٹھنے لگی۔

"کیا..... کیا میں پھپھو سے معافی مانگنے آسکتی ہوں؟" اٹھتے اٹھتے آذر سے سوال کیا۔

"مما اور پاپا آج کل سعودی عرب میں ہیں۔" آذر نے دھیرے سے کہا "میں یہاں اکیلا ہوں۔" وہ بجھ سی گئی اور صوفے سے پرس اٹھا کر مڑنے لگی۔

"سنو دل۔" آذر نے پکارا۔

"جی۔"

"کیا میں تمہارے گھر آجاؤں ماما مامی سے ملنے؟" آذر نے پوچھا۔

"ہاں..... ہاں ضرور..... پاپا کو اچھا لگے گا۔" دل کو اس کی بات اچھی لگی۔

"اور پاپا کی بیٹی کو؟" آذر نے تھوڑا سا آگے بڑھ کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ وہی پرانا، شرارتی لہجہ۔

"کیا مطلب؟" وہ گڑبڑا گئی۔

"مطلب کیا پاگل لڑکی یہ آذر ہے نا پکا پکا مشرقی لڑکا ہے جو آج تک اپنے پرانے پیار کو سینے سے لگائے تمہارا منتظر بیٹھا ہے کہ کب تم ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوکر آؤ اور اسے لے کر اڑ جاؤ۔" اس کے لہجے میں وہی شوخی نمایاں تھی۔ دل پزل ہوگئی۔ وہ زور سے ہنس دیا۔

ریسٹورنٹ میں موجود لوگوں کی نظروں سے گھبرا کر دل نے اسے گھورا۔

"ارے بھئی سیدھی سی بات ہے کہ اپنے تمام تر پاگل پن فضولیات کے ساتھ یہ الٹی کھوپڑی والی دل آج بھی آذر کے دل میں موجود ہے اور آذر چاہتا ہے کہ اب کی بار فوراً ہی اس پاگل کو ہتھکڑی لگا کر دل میں قید کرلے تاکہ اسے مزید پاگل ہونے سے بچایا جاسکے.....!"

"کیا.....!" دل نے غیر یقینی انداز میں آذر کو دیکھا اتنی جلدی وہ ساری تلخیاں بھول کر پھر سے اسے اپنانے کا خواہش مند تھا۔ دل آویز کا دل بھر آیا اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"بس اب یہ رونا دھونا بند کرکے آنے والے دنوں کی خوشیوں کا استقبال کرنے کی تیاری کرو اور گھر جا کر میرا انتظار کرو شام کو آرہا ہوں میں اور ماما پاپا سے کال پر بات بھی کروادوں گا تمہاری۔ اب ذہن سے تمام توہمات اور خدشات نکال دے لڑکی۔" آذر نے اس کا سر ہلایا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر ہنس دی۔

آنکھوں میں نمی اور چہرے پر شرم و حیا نے اسے دھوپ چھاؤں جیسا بنا دیا تھا اور آذر نے اس کے اس حسین امتزاج کو موبائل کیمرے میں قید کرلیا تھا۔

www.urdutube.net
www.booksnovels.net
www.urdumovies.net

انما الاعمال بالنیات

سویرا فلک

دل و نگاہ میں جھگڑا بھی منفرد تھا مگر
جو فیصلہ ہوا وہ بھی بڑے کمال کا تھا
یہ اور بات کہ بازی اُنہی کے ہاتھ رہی
وگرنہ فرق تو سے دے کے ایک چال کا تھا

''جو لوگ اپنے مال کو خرچ کرتے ہیں رات دن پوشیدہ اور کھلم کھلا' ان کے لیے ان کے رب کے پاس ثواب ہے اور قیامت کے دن نہ ان کو کوئی غم ہوگا اور نہ مغموم ہوں گے۔'' (سورۃ بقرہ آیت ۳۸)

''باجی جی! سارا کام ہوگیا ہے' میں جاؤں اب۔'' میں ٹی وی دیکھنے میں مگن تھی تو صغراں اپنے دھلے ہوئے ہاتھ اپنے دوپٹے سے پونچھتی ہوئی آگئی۔

''آں...... ہاں...... جاؤ فریج کے اوپر کھانا باندھ کر رکھا ہے وہ بھی لیتی جاؤ۔'' اسے جواب دے کر میں پھر ٹی وی کی جانب متوجہ ہوگئی' نہ جانے کب سے میرے پسندیدہ اسکالر کا پروگرام آرہا تھا۔

''سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۹۲ میں رب باری تعالیٰ فرماتا ہے اے مسلمانو! تم (کامل) نیکی کو حاصل نہ کرسکو گے' یہاں تک کہ اس چیز کو خرچ نہ کرو جو تم کو خوب محبوب ہو۔''

''باجی جی...... وہ...... ایک کام تھا جی آپ سے۔'' صغراں نے مجھے پھر مخاطب کیا تو میں چونکی۔

''بولو کیا کام ہے؟''

''باجی جی! میری لڑکی کی شادی ہے تین ماہ بعد تو اگر کچھ کپڑے وغیرہ ہوں تو......'' اس نے جھجکتے ہوئے اپنا مدعا بیان کیا۔

''امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ پہلے لوگ اس کو برا سمجھتے تھے کہ کوئی دن صدقہ کرنے سے خالی ہو' چاہے ایک کھجور یا روٹی کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر شخص اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا۔''

''ہاں ٹھیک ہے' میں نکال دوں گی۔'' میں نے ٹی وی اسکرین پر ہی نظریں جمائے اسے جواب دیا۔ صغراں کی بار بار مداخلت سے میرے پروگرام کا تسلسل ٹوٹ رہا تھا۔

''وہ باجی ایک بات اور...... صدقہ خیرات نکالیں تو مجھے یاد رکھا کریں۔ گھر میں کام کرنے والیوں کا پہلا حق ہوتا ہے۔''

''اوہو......'' میں جھنجلا گئی۔ ''یہ کام والیاں بھی

مانگنے والیوں سے کم نہیں ہوتیں۔ عادت جو پڑ جاتی ہے مانگ کر کھانے پہننے کی' یہاں سے سمیٹ کر لے جائیں گی تو کل کسی اور دروازے پر کھڑی نظر آ رہی ہوں گی۔'' مجھے غصہ آ گیا مگر اسے ٹالا۔

''اچھا اچھا ٹھیک ہے' میں سوچوں گی۔'' صدقہ' خیرات اور فطرہ زکوٰۃ کے لیے ہمارے گھر بندھے ہوئے تھے۔ پہلا حق تو رشتے داروں کا ہوتا ہے اس کو جانے کیسے پتا چل گیا تھا۔

''بہت بہت شکریہ! اللہ آپ کو بہت دے' سلامت رہیں جی۔'' وہ دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی تو میرا دھیان دوبارہ ٹی وی کی طرف چلا گیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ایک ٹکڑا دیتا ہے اور وہ اللہ جل شانہ کے یہاں اس قدر بڑھتا ہے کہ اُحد پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔''

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ''انصار میں سب سے زیادہ کھجور کے درخت حضرت ابو طلحہؓ کے پاس تھے اور ان کا ایک باغ تھا جس کا نام بیر حاء تھا۔ وہ ان کو بہت زیادہ پسند تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے ہی تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے جو بہت ہی بہترین پانی تھا۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حق تعالیٰ یوں ارشاد فرماتے ہیں اے مسلمانو! تم کامل نیکی حاصل نہ کر سکو گے جہاں تک کہ اس چیز کو خرچ نہ کرو' جو تم کو خوب محبوب ہو۔ مجھے ساری چیزوں میں بیر حاء سب سے زیادہ محبوب ہے۔ میں اس کو اللہ کے لیے صدقہ کرتا ہوں اور اس کے اجر و ثواب کی اللہ سے امید رکھتا ہوں آپ جہاں مناسب سمجھیں' اس کو خرچ فرما دیں۔'' میں نے ٹی وی کا والیم بڑھا دیا جو صغراں سے بات چیت کے دوران کم کر دیا تھا۔

''روایتوں سے ثابت ہے کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ صدقہ کرتا ہے اس کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جو ریاکاری کرتا ہے تو اس کے عمل کی قبولیت کی کوئی صورت نہیں اور سود سے دنیا اور آخرت دونوں ہی تباہ و برباد......''

بجلی بے موقع دغا دے گئی ورنہ معمول کی تو میں عادی ہی تھی۔ پروگرام کا تسلسل ایک بار پھر ٹوٹ گیا میں نے جی بھر کر بجلی والوں کے محکمے کو کوسا۔ صد شکر یو پی ایس تھا ورنہ گرمی کا عذاب بھی جھیلنا پڑتا۔ بچوں کے اسکول سے واپس آنے میں دو گھنٹے باقی تھے' صفائی ماسی کر گئی تھی' افطاری کا بچا ہوا تھا اتفاقاً موبائل میں بیلنس بھی نہیں تھا ورنہ یہ فارغ وقت خوش گپیوں میں ہی گزر جاتا پھر میرا دھیان الماری کی طرف چلا گیا۔ الماری کی ترتیب بہت دنوں سے بگڑی ہوئی تھی سوچا کہ الماری بھی سیٹ ہو جائے گی اور ساتھ ہی ماسی صغراں کے لیے کچھ کپڑے بھی نکال لوں گی۔

اسی بہانے صدقہ خیرات بھی نکل جائے گا میرے ذہن میں پروگرام کا اثر ابھی باقی تھا۔ یہ خیال آتے ہی الماری کھول کر بیٹھ گئی سب سے پہلے تمام کپڑوں کو گرمی اور سردی کے کپڑے علیحدہ کر لیے پھر فارمل' سیمی فارمل اور گھریلو استعمال کے کپڑوں کو علیحدہ کر کے الماری میں دوا چھڑک کر خاکی کاغذ بچھا دیا۔ ساتھ ہی ایک بڑا شاپر بھی رکھ لیا تاکہ صغراں کو دیے جانے والے کپڑے اس میں رکھتی جاؤں' آہستہ آہستہ تہہ کرنا شروع کیے اور ترتیب وار جمانا شروع کیا۔

پھر گرم شالیں اور پرانے سوئٹرز الگ کر کے استعمال کے قابل اوپر سے دوسرے خانے میں جما دیے پھر خاص موقعوں یعنی شادی اور پارٹیز وغیرہ میں پہنے جانے والے کپڑوں کی چھانٹی کی۔ جن کے ڈیزائن پرانے ہو گئے تھے انہیں صغراں کے شاپر میں

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

ڈال دیا جبکہ دیگر تیسرے خانے میں جما دیے سب سے آخر میں روزمرہ پہنے جانے والے کپڑوں میں سے پھٹے پرانے اور بدنما و بدرنگ کپڑے علیحدہ کر کے چند قابل استعمال حالت والے جوڑے سب سے نچلے خانے میں جما دیے۔ الماری سیٹ کر کے میں نے صغراں کا شاپر باندھنے کے لیے ہاتھ میں لیا تو یکایک خیال آیا کہ ایک بار دیکھ لوں کہ مبادا کوئی کام کی شے غلطی سے نہ چلی گئی ہو کیونکہ کبھی کبھار میں جلدی میں کپڑوں کے درمیان کاغذات اور پیسے بھی رکھ دیتی تھی سوچا کہ بعد میں پوچھوں گی تو صغراں کو لگے گا کہ باجی شک کر رہی ہیں۔

شاپر میں ہاتھ ڈالا تو بچوں کے دو گرم سوئٹر ہاتھ میں آ گئے۔ سوئٹر سے فرش کا پوچھا اچھا لگ جاتا ہے اکثر صغراں بھی پوچھے کے لیے پرانے سوئٹر لانے کو کہتی۔ لنڈے میں چھوٹے سائز کا سوئٹر بھی سو پچاس سے کم کا نہیں۔ ان ہی سے کام چلا لوں گی خیال آتے ہی میں نے وہ سوئٹر علیحدہ کر لیے۔ اس کے نیچے ایک کاٹن کا ناپسندیدہ نیلے رنگ کا اور دوسرا لان کا چتری پرنٹ کا سوٹ نظر آیا جو اب بدرنگ و بدنما ہو چکے تھے۔

"کیسے مہنگے سوٹ بناؤ ذرا سے استعمال سے کچھ ہی دھلائیوں کے بعد کیسے بدنما ہو جاتے ہیں۔" میں نے ان کے دوپٹے شانوں پر پھیلا کر دیکھے۔ دوپٹے ابھی بھی بہتر حالت میں تھے آج کل تو دوپٹہ بھی تین ساڑھے تین گز کا ہوتا ہے۔ ان کی تو آرام سے قمیص بن جائیں گی اور سفید و سیاہ شلوار دوپٹے تو ہیں ہی میرے پاس گرمی میں کپڑے بھی زیادہ چاہیے ہوتے ہیں۔ بازار میں تو لان کے کپڑوں کو آگ لگی ہوئی ہے کل بچت بازار سے بھی مشکل سے دو ہی سوٹ لے پائی۔ کیا خاک پوری گرمی گزرے گی کل ہی رشیدہ درزن کو دے دوں گی۔ لیس لگا کر دے گی تو کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا کہ دوپٹے سے قمیص بنائی ہے۔" یہ خیال آتے ہی میں نے دوپٹے علیحدہ کر لیے

رنگا رنگ کہانیوں سے آراستہ ڈائجسٹ جدید
AANCHALPK.COM
تازہ شمارہ شائع ہوگیا ہے
ماہنامہ نئے اُفق
قلب در ذات
دنیا کو تسخیر کرنے والی انگلیوں پر چلنے والے ذات کے فتنہ کا احوال، حمیرا کی قسط وار تحریر
دیدبان
عالمی سازشوں کے پس منظر میں وطن پرستوں کے لیے بطور خاص مرشد علی ارشد کا ایک دلچسپ ناول
جگت سنگھ
تاریخ کے صفحات میں محفوظ سرزمین پنجاب کی ایک دلگداز داستان جو کئی داستانوں میں شامل ہو گئی تھی
AANCHALNOVEL.COM
قارئین کی دلچسپی کیلئے خوبصورت سلسلے
خوشبوئے سخن، منتخب غزلیں، نظمیں۔ ذوق آگہی اقتباسات، اقوال زریں، احادیث وغیرہ معروف دینی اسکالر حافظ شبیر احمد سے اپنے دنیاوی مسائل کا حل جانیے

تا کہ ان کی میچنگ چپلیں خرید سکوں۔

اب خالی سوٹ دیکھ کر تو صغراں کا منہ بن جائے گا اور مجھے چپٹے دیکھے گی تو سمجھ جائے گی کہ باجی نے دوپٹے روک لیے تھے' چلو ان سوٹوں کو کاٹ چھانٹ کر ڈسٹنگ وغیرہ میں استعمال کرلوں گی۔ میں نے دونوں سوٹ شاپر سے باہر نکال لیے۔ کاٹن کے سوٹوں کے نیچے میرے جہیز کا پرانے ڈیزائن کا بھاری سوٹ تھا۔

"اللہ...... میں کتنی پاگل ہوں' اپنا پسندیدہ سوٹ دے رہی ہوں۔ اگر کھا تو میں نے کتنی ضد کر کے امی سے بنوایا تھا' آج کل تو ایسا کپڑا آنا ہی بند ہوگیا ہے۔ فیشن کا کیا ہے وہ تو پلٹ کر واپس آتا ہے۔" نقصان سے بچنے پر میں نے شکر ادا کرتے ہوئے میرون اور فیروزی کنٹراس والا سوٹ نکال کر دل سے لگالیا۔ اس میں سے میکے کی مہک جو آرہی تھی۔ امی' ابو سب گھر والے یاد آنے لگے' میرا دل مسوسنے لگا۔ میکے سے جڑی یادیں پلکیں نم کرنے لگیں۔

یکایک خیال آیا کہ بچے آنے والے ہیں' کام کو جلدی سمیٹنا ہے۔ شاپر بند کرنے لگی کہ سبز شیفون کی ستاروں والی ساڑھی پر نگاہ پڑگئی۔ میں نے سر پیٹ ڈالا اور جھپٹ کر ساڑھی باہر نکالی' ساڑھی کے گولڈن ستارے گو کہ ماند پڑنے لگے تھے مگر ساڑھی سے جڑی یادیں آج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ میرے ذہن میں روشن تھیں۔ یہ میرے پیارے شوہر نامدار کی طرف سے ہماری شادی کی پہلی سالگرہ کا گفٹ تھا۔ یادیں بھی کیسی عجیب شے ہیں' کبھی ہنساتی ہیں' کبھی رلاتی ہیں۔ میں اپنی فلسفیانہ سوچ پر خود ہی ہنس پڑی۔ اسی اثناء میں گھڑی نے ایک بجنے کا الارم دے دیا۔

بچوں کے لیے کھانا گرم کرنا تھا' شاپر میں آخری سوٹ بچا تھا' میں نے جلدی سے اسے ٹٹولا۔ وہ میری بری کا سوٹ تھا' سبز آرگنزا پر مروڑی کا کام کالا پڑنے لگا تھا۔ میں نے شاپر بند کردیا اور کچن کی طرف چلی گئی۔ فریج سے سالن نکال کر چولہے پر گرم کرنے کے لیے رکھی ہی تھی کہ لائٹ آگئی میں نے شکر ادا کیا۔

لائٹ آنے پر ٹی وی دوبارہ کھل گیا' میں شاید مین سوئچ بند کرنا بھول گئی تھی۔ مولانا صاحب کی آواز بتارہی تھی کہ پروگرام ابھی باقی تھا' یعنی لائٹ پون گھنٹے بعد ہی آگئی تھی۔ میں نے چاول چمن کر پکنے کے لیے چڑھا دیئے ٹی وی کی آواز کچن تک آرہی تھی۔ میں پروگرام کا اختتام سورۃ آل عمران کی اس آیت مبارکہ سے کررہا ہوں تاکہ بیان کا مقصد مکمل طور پر واضح ہوجائے۔

"اور دوڑو اس بخشش کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ دوڑو اس جنت کی طرف جس کا پھیلاؤ آسمان اور زمین ہے جو تیار کی گئی ہے ایسے متقی لوگوں کے لیے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ فراخی میں اور تنگی میں بھی اور غصہ کو ضبط کرنے والوں اور لوگوں کی خطاؤں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ جل شانہ محبوب رکھتے ہیں احسان کرنے والوں کو۔"

"ناظرین اب اجازت دیجیے اگلے پروگرام میں کسی اور موضوع کے ساتھ حاضر ہوں گا' اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔"

یک دم میرے قدم جیسے ٹھٹک گئے تھے یوں لگا جیسے دل و دماغ پر منوں بوجھ آگیا ہو شاید میرے اس عمل کے پیچھے چھپی نیت کا پردہ چاک ہوا تھا جس میں اخلاص نہ تھا۔ وہ عمل بھی کس کام کا' جس میں عمل نہ ہو اور عمل ہو تو اس میں غرض شامل ہو۔ مجھے اپنا آپ آئینہ دکھا گیا تھا اور میں ذہن میں اندر ہی اندر دھنستی چلی جارہی تھی۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

قسط نمبر 30

اترے جو زندگی تری گہرائیوں میں ہم
محفل میں رہ کر بھی رہے تنہائیوں میں
دیوانگی نہیں تو اسے اور کیا کہیں
انسان ڈھونڈتے رہے پرچھائیوں میں ہم

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

انا کی گمشدگی گھر والوں کو پریشانی میں مبتلا کردیتی ہے۔ اپنے طور پر جگہ جگہ تلاش کرنے کے بعد وہ مصطفیٰ سے مدد چاہتے ہیں تاکہ گھر کا معاملہ گھر میں ہی نمٹ سکے۔ دوسری طرف شہوار بھی انا کے متعلق لاعلمی کا اظہار کرتی ہے۔ شام کے آخری حصے میں کاشف انا کو گھر کے باہر چھوڑ جاتا ہے۔ اسے گھر سے جاتے دیکھ کر سب لوگ مزید تشویش کا شکار ہوکر اس سے پوچھ گچھ شروع کردیتے ہیں لیکن کاشف کی دھمکیوں کے زیر اثر وہ زبان کھولنے سے قاصر رہتی ہے اور اسی دوران بے ہوش ہوجاتی ہے۔ ایاز کے گرفتار ہوجانے پر عبدالقیوم سخت اضطراب میں مبتلا اپنا غصہ عادلہ اور بیگم پر اتارتے ہیں۔ جبکہ عادلہ کے لیے بھی یہ سب ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ عباس سے بدلہ لینے کی خاطر وہ رابعہ اور عباس کی تصاویر سوشل میڈیا پر لوڈ کردیتی ہے اپنی عزت داؤ پر لگی دیکھ کر رابعہ ٹوٹ کر رہ جاتی ہے اور عباس کو تمام صورتحال بتا کر مدد طلب کرتی ہے۔ عباس مصطفیٰ کی مدد سے عادلہ کی آئی ڈی ہیک کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے اور کسی حد تک تصاویر کو ڈیلیٹ کرنے میں کامیاب ٹھہرتا ہے۔ دوسری طرف مصطفیٰ اپنی کوششوں سے عادلہ پر کیس کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے عباس ان حالات میں رابعہ کو تسلی دینے از خود جاتا ہے اور تمام معاملہ اسے سمجھا کر اس کی پریشانی کو کسی حد تک کم کرنے میں کامیاب بھی ہوجاتا ہے۔ رابعہ کے دیگر گھر والے اس واقعے سے لاعلم ہی ہوتے ہیں۔ انا اسپتال پہنچ کر ہوش میں آجاتی ہے وہاں اسے مختلف دوائیوں کے زیر اثر رکھا جاتا ہے ولید اور شہوار کے بار بار پوچھنے پر بھی وہ انہیں کسی بھی بات سے آگاہ نہیں کرتی۔ دو دن بعد اسے ڈسچارج کردیا جاتا ہے لیکن گھر آکر بھی اس کی حالت وہی رہتی ہے۔ دوسری طرف تابندہ اپنی تلاش میں ناکام ٹھہرنے کے بعد واپسی کا ارادہ کرتی اپنا موبائل آن کرتے گھر والوں سے بات کرنا چاہتی ہیں جب ہی ابا صاحب کے پاس کسی اجنبی کی کال آتی ہے اور اسے سن کر ان کا وجود ٹھٹھر کر رہ جاتا ہے۔ ان کی طبیعت تیزی سے بگڑتی ہے جس پر شاہ زیب اور دیگر گھر والے پہنچ کر انہیں شہر لے جانا چاہتے ہیں تاکہ ان کا ٹھیک طریقے سے علاج ہوسکے۔ اسپتال سے گھر پہنچتے ہی انا کے نمبر پر کاشف کی کال آجاتی ہے اور اسی کال کے نتیجے میں انا صبوحی بیگم کے سامنے ولید کی دی ہوئی انگوٹھی اتار کر اپنے اور ولید کے تعلق کو ہمیشہ کے لیے ختم کردینے کی بات کرتی ہے۔ جس پر صبوحی بیگم ششدر رہ جاتی ہیں۔

(اب آگے پڑھیے)

❁......❁❁......❁

صبوحی بیگم نے وقار صاحب سے بات کی تو وہ خود اس کے پاس چلے آئے وہ گم صم کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی

ہوئی تھی پاپا کو دیکھ کر ایک دم سیدھی ہوئی تو انہوں نے بغور بیٹی کو دیکھا۔ سر جھکائے ہاتھوں کو دیکھتی وہ ایک دم انہیں بہت اجنبی سی لگی۔

یہاں کی انا تو نہیں تھی۔ ان کی انا تو بہت پراعتماد، خوب صورت اور زندہ دل تھی۔ یہ تو کوئی اور ہی لڑکی لگ رہی تھی بیمار، نڈھال، پژمردہ اور گم صم، جس کی آنکھوں کی جوت بجھ چکی تھی۔

''یہ میں کیا سن رہا ہوں؟'' انہوں نے سنجیدگی سے استفسار کیا تو انا نے گردن اٹھا کر باپ کو دیکھا۔

''تمہاری ماما کہہ رہی تھیں کہ تم منگنی توڑ رہی ہو۔'' ان کا انداز حد سے سنجیدہ تھا۔

''میں نے بہت سوچا لیکن میں ذہنی طور پر خود کو اس رشتے کا اہل نہیں پاتی۔'' اس نے دھیمے سے کہا تو وقار صاحب نے بغور دیکھا۔

''وجہ؟'' انداز دوٹوک تھا۔

''میری اور دلی کی سوچ نہیں ملتی۔'' ہونٹوں کو کچلتے ہوئے کہا تو وقار صاحب کے تیور بدلے۔

''ہم خاموش تھے لیکن تم جس طرح سارا دن غائب رہیں موبائل بند کیے بتانے پر آمادہ نہیں واپس لوٹی تو نروس بریک ڈاؤن یہ سب کیا ہے؟'' وہ سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے اور انا کو لگ رہا تھا کہ اس کے پاس ان کے کسی بھی سوال کا کوئی بھی جواب نہیں۔ وہ بالکل خاموش ہی رہی۔

''انا جواب دو ہم نے تمہاری تربیت اس انداز میں کی ہے کہ ہم تم پر شک نہیں کر سکتے لیکن ہمیں اپنی گم شدگی کا جواز دو۔'' انہوں نے بہت سختی سے پوچھا پر انا پھر بھی خاموش ہی رہی تھی۔

''کہاں رہی تم سارا دن رات گئے لوٹی کیوں؟'' انہوں نے پھر اپنا سوال دہرایا تو اب کے لہجے میں سختی در آئی تھی۔

تب ہی صبوحی بیگم بھی کمرے میں داخل ہوئی تھیں وہ شاید باہر ہی تھیں شوہر کے تیور دیکھ کر فوراً اندر آ گئی۔

''صبوحی اس سے پوچھو یہ کہاں گئی، کیوں گئی، کیوں نہیں دے رہی یہ میرے سوالوں کے جواب؟'' انہوں نے بیوی کو دیکھ کر اور بھی زیادہ تیزی اور برہمی سے پوچھا۔

''انا جواب دو تمہارے پاپا کچھ پوچھ رہے ہیں۔'' انہوں نے سر جھکائے خاموش بیٹھی بیٹی کا کندھا ہلایا تو اس نے سر اٹھایا آنکھوں میں عجیب سی کیفیت تھی۔ شدت جذبات سے چہرہ سرخ تھا۔

''میرے پاس ان کے کسی بھی سوال کا کوئی جواب نہیں۔'' بہت مدھم لہجے میں دوبارہ سر جھکا کر اس نے کہا۔

صبوحی اور وقار کتنی دیر تک سکتے کی کیفیت میں رہے تھے۔

''انا اس طرح مت کرو بیٹا کوئی پریشانی ہے، کوئی مسئلہ ہے تو ہمیں بتاؤ لیکن اس طرح مت کرو۔'' محبت سے ساتھ لگا کر صبوحی نے کہا۔

انا کے چہرے پر عجیب سی بے بسی طاری تھی..... وہ پھر سے سر جھکا گئی تھی..... آنکھوں سے آنسو قطرہ قطرہ ہاتھوں پر گرنے لگے تھے صبوحی بیگم نے بے بسی سے شوہر کو دیکھا تو ان کے چہرے پر بھی گہری سوچ کا عکس تھا۔

''تم کسی اور کو پسند کرتی ہو کیا؟'' وقار صاحب نے پوچھا ان کے لہجے میں از حد سنجیدگی تھی۔ وہ اب بھی خاموش ہی رہی۔

صبوحی بیگم نے خوف زدہ نظروں سے شوہر اور پھر بیٹی کو دیکھا۔

''تمہاری مسلسل خاموشی تمہیں مجرم ثابت کر رہی ہے انا ہم نے تمہاری تربیت ہمیشہ اس انداز میں کی تھی کہ کبھی ہمیں گمان تک نہ گزرا کہ تم زندگی کے کسی موڑ پر ہمیں اس طرح ذلیل کراؤ گی وہ جو کوئی بھی ہے جس کے لیے تم یہ سب کر رہی

ہوگیا وہ ولید جیسے لڑکے سے زیادہ قابل ہے۔'' ان کا انداز قطعی اور دوٹوک تھا۔

''ابھی ولید سے رشتے سے انکار کے متعلق بات ہم دونوں تک ہے اچھی طرح سوچ لو تم کیا چاہتی ہو اور ایسا کیوں کررہی ہو جب تک تم اپنی گمشدگی اور اس رشتے سے انکار کے متعلق کوئی ٹھوس وجہ نہیں بتاؤ گی ہم تمہاری کوئی بات نہیں سنیں گے۔'' وہ تلخی سے کہہ کر کمرے سے نکل گئے۔ صبوحی بیگم نے بڑی بے بسی سے بیٹی کو دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ ان کے اندر شدید غصے کا غبار اٹھا تھا۔

''ایا کیوں کررہی ہو ایسا تمہاری وجہ سے سارا گھر ڈسٹرب ہے۔'' انہوں نے کہا تو وہ سسکی لے کر رہ گئی۔

''دیکھو ایا، ابھی کسی کو بھی تمہاری منگنی ختم کرنے والی بات کا علم نہیں کوئی مسئلہ ہے پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ میں سب ٹھیک کرلوں گی۔'' اس کے سسکنے پر انہوں نے غصے پر ضبط کرتے محبت سے پوچھا۔

''مجھے کسی سے کوئی مسئلہ نہیں۔'' اس نے لب کشائی کی۔

''ولی نے کچھ کہا ہے کیا؟'' انہوں نے بغور دیکھتے پوچھا۔

''ہر انسان کو اپنی زندگی جینے کا حق حاصل ہے میں خود کو ان کے قابل نہیں سمجھتی۔'' اس نے سر جھکائے پھر دھیمی آواز میں کہا تو صبوحی بیگم مزید الجھ گئیں۔

''کیوں کیا کمی ہے تم میں؟''

''میرے سر میں شدید درد ہورہا ہے۔'' جواباً اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا تو صبوحی بیگم خاموشی سے دیکھے گئیں۔

''تم آرام کرو اچھی طرح سوچ لو پھر بات کروں گی۔'' وہ سنجیدگی سے کہہ کر اٹھ گئی تھیں۔ ان کے کمرے سے نکلتے ہی ایا ایک دم سرہانے پر سر رکھ کر بکھر گئی تھی۔

✿......✿✿......✿

وہ اور عباس انسپکٹر شہباز کی بتائی گئی جگہ پر پھر موجود تھے۔ وہ لوگ بھی آئے تھے لیکن عادلہ کچھ بھی بتانے پر آمادہ نہ تھی جواباً مصطفیٰ انسپکٹر شہباز کو ہدایات دیتے گھر واپس لوٹ گیا پھر سارا وقت بابا صاحب کی پریشانی رہی تھی اور اب پھر وہ دونوں اس کے سامنے تھے۔ وہ عباس کو دیکھ کر چیخنے چلانے لگی تھی۔ چیزیں اٹھا اٹھا کر مارنے لگی تھی۔

''گھٹیا ذلیل انسان میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی یو بلڈی یو باسٹرڈ'' عادلہ کا اشتعال سے برا حال تھا۔ انسپکٹر شہباز نے اسے فوراً کنٹرول کیا۔ وہ ساری رات کی جاگی ہوئی بھوکی نڈھال تھی ایک دم بے بسی سے زمین پر بیٹھ گئی۔ کل سارا دن اور گزشتہ ساری رات شہباز نے اسے ایک پل کو بھی سیدھا نہیں ہونے دیا تھا کھانا پینا اور نیند تو دور کی بات تھی۔

''آپ نے یہ سب خود اپنے نام مول لیا ہے اگر آپ وہ سب نہ کرتیں تو ہم بھی یہ قدم اٹھانے پر مجبور نہ ہوتے۔'' مصطفیٰ اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا اور عباس لب بھینچے کھڑا تھا۔

''میں تم لوگوں سے نہیں ڈرتی تم قانون کا سہارا لے کر غیر قانونی انداز میں مجھے یوں یرغمال بنا کر نہیں رکھ سکتے۔'' جواباً وہ چیخی تو عباس نے استہزائیہ دیکھا۔

''ہم کیا کچھ کرسکتے ہیں تم اچھی طرح جانتی ہو۔'' عباس نے تلخی سے کہا۔

''تم پچھلا قیام بھول گئی ہو کیا؟'' عباس کے الفاظ پر وہ ایک بار پھر آپے سے باہر ہونے لگی تھی۔

''ایک ایک لمحہ یاد ہے مجھے کچھ نہیں بھولی...... میں تمہاری زندگی اجیرن کردوں گی تم کیا سمجھتے ہو اس طرح اپنے بھائی

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumoves.net

کے ساتھ مل کر مجھے قید کرلو گے اور میرا باپ کچھ نہ کرسکے گا۔" وہ چیخی۔

"ہاں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کہاں تک پہنچ ہے تمہارے باپ کی ایک بیٹا تو حوالات سے نکال نہیں سکا۔" عباس کے طنز نے اسے پاگل کرڈالا تھا۔

وہ چیخ و پکار اور گالیوں پر اتر آئی تھی...... ایک انتہائی پڑھی لکھی لڑکی کا یہ روپ انتہائی ناقابل قبول تھا۔

"میرا خیال ہے کہ اس طرح کا ہائی ہیو شو کرکے آپ اپنے ساتھ ہی ظلم کریں گی ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ کے لیے یہی بہتر ہے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں ہمارے ساتھ تعاون کریں ورنہ......!" مصطفیٰ نے سنجیدگی سے کہا تو وہ گھورنے لگی۔

"آپ کی فیس بک آئی ڈی ہم ہیک کرچکے ہیں باقی اکاؤنٹس سے متعلق آپ ہمیں انفارم کردیں تو بہتر ہوگا اور وہ جو فیک تصاویر ہیں ہمیں وہ بھی دے دیں تو آپ کے لیے بہتر ہوگا۔" مصطفیٰ نے آرام سے کہا۔

"نہیں دوں گی تو کیا کرلو گے تم؟" وہ چیخی۔

"تو مجبوراً ہمیں آپ کو حوالات میں بند کرکے آپ پر کیس چلانا ہوگا وارسیتا فس ایسپلائی کو زبردستی ہراساں کرنے، غلط کام کرنے پر آمادہ کرنے اور انکار کی صورت میں دھمکیاں دینے کے علاوہ سوشل میڈیا پر غلط مواد اپ ڈیٹ کرنے پر ہم آپ پر کیس کریں گے۔" مصطفیٰ کا لہجہ دو ٹوک اور فیصلہ کن تھا۔

"آپ کا ہماری فیملی سے رشتہ تھا، جس کی وجہ سے میں اب تک برداشت کر رہا تھا اگر آپ نے ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا تو مجبوراً آپ کو تھانے لے جانا پڑے گا آپ کے بھائی پر پہلے ہی کیس چل رہا ہے آپ کے باپ پر ان کی ماضی کی تمام غلطیوں اور کارروائیوں کے سلسلے میں قانونی قدم اٹھانے والے ہیں ہم بہتر ہے کہ ان حالات میں جب آپ کے باپ کے پاس کچھ نہیں رہے گا آپ ہمیں کوئی سخت قدم اٹھانے پر مجبور مت کریں۔" مصطفیٰ کے کہنے پر عادلہ ایک دم گم صم رہ گئی تھی۔ مصطفیٰ کے الفاظ نے اسے ایک پل میں خوف زدہ کردیا تھا۔

"اگر میں تمہاری بات نہ مانوں تو؟"

"تو مجبوراً ہمیں آج ہی آپ کو حوالات منتقل کرنا ہوگا آپ سے ہماری ریلیشن کا احساس تھا کہ میں آپ سے بہت عزت و احترام سے پیش آرہا ہوں ہماری لیڈی انسپکٹر کے علاوہ کسی کے سامنے آپ کو لایا نہیں گیا اور نہ ہی آپ کے ساتھ مس بی ہیو کیا گیا ہے اگر آپ اپنی ضد پر اڑی رہیں گی تو مجبوراً ہمیں حتمی قدم اٹھانا پڑے گا۔" مصطفیٰ کے انداز میں کسی بھی قسم کی کوئی لچک نہ تھی۔ جبکہ عباس خاموشی سے بے تاثر چہرہ لیے کھڑا تھا۔

عادلہ کے چہرے پر ایک گہری سوچ کی کیفیت پیدا ہوئی تھی۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ کافی عرصہ گزار چکی تھی۔ مصطفیٰ اور عباس کے اٹل ارادوں سے اچھی طرح واقف تھی وہ جو بھی کر رہی تھی اور کرچکی تھی محض ردعمل اور انتقام تھا۔

"آپ اچھی طرح سوچ لیں اگر ابھی گھر واپس جانا ہے تو پھر وہی کرنا ہوگا جیسا ہم کہہ رہے ہیں ورنہ آپ کی مرضی۔" مصطفیٰ کہہ کر پلٹا تو عباس نے بھی اس کی تقلید کی تھی اور عادلہ نے خاموشی سے دونوں کو دیکھا تھا۔

"سنو مصطفیٰ......" عقب سے عادلہ کی آواز سنائی دی تو دونوں بھائیوں نے بے اختیار رک کر سر جھکائے بیٹھی عادلہ کو پلٹ کر دیکھا۔

⊛......❀❀......⊛

بابا صاحب کی طبیعت ہنوز خراب تھی وہ اسپتال میں ہی تھے مصطفیٰ اور عباس گھر لوٹے تو کافی مہمان گھر میں موجود تھے دونوں پھپھو بھی تھیں شائستہ بھابی اور حماد بھی تھے شہوار ہی سب کو دیکھ رہی تھی۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

لائبہ بھابی کی طبیعت خراب تھی اور مہر النساء مسلسل اسپتال میں تھیں۔ مصطفیٰ کچن میں آیا تو شہوار ملازمہ کے ساتھ کھانے پینے کا اہتمام کررہی تھی۔ مصطفیٰ کو دیکھ کر مسکرائی۔

"آپ فریش ہوجائیں پھر دیر میں کھانا لگ جائے گا۔" مصطفیٰ کو پانی کا گلاس دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں کھانا نہیں کھاؤں گا میں فریش ہوکر اسپتال جاؤں گا ماں جی وہیں ہیں ان کو گھر بھیج دوں گا۔" پانی پیتے مصطفیٰ نے کہا۔

"میں چائے بنادوں؟" نرمی سے کہا تو مصطفیٰ نے سر ہلا دیا۔

"آپ فریش ہوجائیں میں چائے لاتی ہوں۔" اس کے لہجے میں مصطفیٰ کے لیے توجہ، کیئر اور فکر مندی تھی مصطفیٰ نے ایک دم محسوس کیا تو مسکرا دیا۔

"اوکے۔" مصطفیٰ کہہ کر چلا گیا تو وہ چائے بنانے لگی۔ سجاد بھائی، شاہزیب صاحب اور ماں جی اسپتال میں ہی تھے۔ باقی لوگ چکر لگا کر گھر آچکے تھے۔ کھانا لے کر اسپتال جانا تھا، اسی لیے وہ خود کھانا پکوا رہی تھی۔

چائے تیار ہوئی تو وہ ٹرے لیے کمرے میں چلی آئی اتنی دیر تک مصطفیٰ نہا لے چکا تھا۔ وہ الماری کی طرف بڑھی اور مصطفیٰ کے کپڑے نکال کر قریب چلی آئی۔

"کیا ہوا؟" مصطفیٰ نے اس کے ہاتھ سے قمیص لیتے اسے دیکھا۔ شہوار کا انداز گم صم تھا۔

"ہاں بس بابا صاحب کے متعلق سوچ رہی تھی۔" شہوار چائے کا مگ لیے اس کے سامنے کھڑی ہوئی۔

"کبھی کبھی لگتا ہے کہ بابا صاحب کے ساتھ بہت بڑی پرابلم ہے جو وہ کسی کے ساتھ شیئر نہیں کرتے جس کی وجہ سے ان کے دل و دماغ پر بوجھ بڑھ جاتا ہے اور لاشعوری طور پر لگتا ہے کسی خوف میں مبتلا ہیں ان کے اعصاب پر ایسا دباؤ ہے جو ان کی ذہنی کنڈیشن کو نارمل ہی نہیں ہونے دے رہا، ڈاکٹر کہتے ہیں شاید ان کو کوئی شدید صدمہ پہنچا ہے۔" کپ پکڑا کر اس نے تشویش زدہ لہجے میں کہا تو مصطفیٰ نے سر ہلا دیا۔

"بابا جان کی بار ان کو مختلف سائیکاٹرسٹس اور مختلف ڈاکٹرز کو دکھا چکے ہیں ہر طرح کا علاج کرایا جاچکا ہے لیکن اندر کا پرابلم ختم ہونے میں ہی نہیں آیا بلکہ دن بدن شدید نوعیت ہی اختیار ہوگئی ہے اس مرض نے۔" مصطفیٰ بستر کے کنارے بیٹھ گیا تھا۔ شہوار بھی اس کے قریب ٹک گئی تھی۔

"اس بار ڈاکٹرز بہت ناامید ہیں۔" شہوار کی آنکھیں چھلکنے لگی تھیں۔

بابا صاحب کے وجود سے اسے باپ کی شفقت ملی تھی ایک عجیب سی انسیت تھی ان کے ساتھ اور انہوں نے بھی اس کا ہر لحہ بھرپور خیال رکھا تھا مگر اب زندگی کے اس موڑ پر ان کو اس طرح بے بس حالت میں دیکھ کر گویا اس کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے تھے۔ وہ صبح سے کئی بار آنسو بہا چکی تھی۔

"ارے پریشان کیوں ہورہی ہو سب ٹھیک ہوجائے گا ان شاء اللہ۔" اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر مصطفیٰ نے ایک دم سے بازو کے حصار میں لے لیا۔

"اور اگر وہ ٹھیک نہ ہوئے تو؟" اس کے لہجے میں خوف تھا۔ مصطفیٰ ہلکا سا مسکرا دیا۔

"زندگی و موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے انسان بہتر تدبیر تو کرسکتا ہے اور وہ ہم کررہے ہیں شہر کے اور سب سے بہترین اسپتال میں وہ زیر علاج ہیں بہترین ڈاکٹرز ٹریٹمنٹ دے رہے ہیں اس سے زیادہ بھلا ہم کیا کرسکتے ہیں؟" اس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتے مصطفیٰ نے کہا تو اس نے اپنی آنکھوں کی نمی صاف کی۔

"اور کون کون اسپتال جارہا ہے۔" مصطفیٰ نے شہوار کا ذہن بٹانا چاہا۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

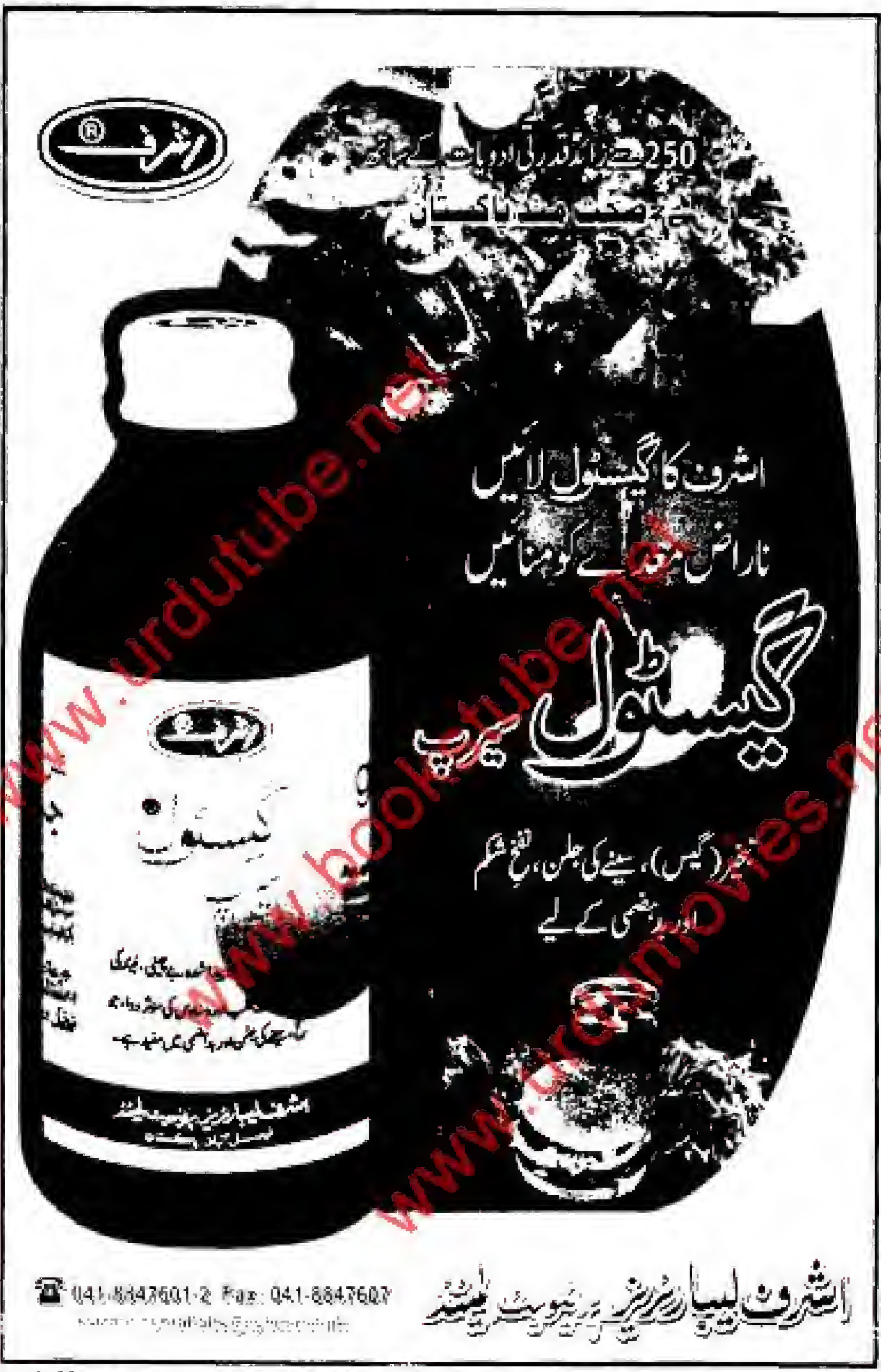

www.urdutube.net
www.booksurdutube.net
www.urdumovies.net

”آپ اور زینب پھپھو کے علاوہ اور کسی کا مجھے نہیں پتا۔“ مصطفیٰ نے کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر شہوار کو دیکھا۔ آنکھوں کی نمی اگرچہ صاف ہوچکی تھی مگر ان میں موجود سرخی برقرار تھی۔ وہ سارا دن گاہے بگاہے رونے کا شغل فرما چکی تھی، ناک بھی ہلکی سی سرخ تھی مصطفیٰ نے اسے دونوں کندھوں سے تھام کر اپنے قریب کیا۔

”فکر مت کرو بابا صاحب ٹھیک ہوجائیں گے۔“ محبت سے ساتھ لگا کر بھرپور تسلی دی تو وہ ہلکا سا مسکرائی۔

”آپ رات اسپتال میں ہی رہیں گے۔“ مصطفیٰ کے کندھے سے چہرہ ٹکائے اس نے پوچھا۔

”ارادہ تو فی الحال یہی ہے وہاں جا کر دیکھتا ہوں کیا پروگرام بنتا ہے۔“ مصطفیٰ نے نرمی سے کہا۔ شہوار نے کچھ کہنے کے لیے ابھی لب وا کیے ہی تھے کہ ایک دم کوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔ شہوار نے فوراً سنبھل کر دیکھا اور دریہ کو کمرے میں دیکھ کر اس کی بھنویں تن گئی تھیں۔ وہ سرعت سے مصطفیٰ سے الگ ہوکر کھڑی ہوگئی تھی۔

اسے اس طرح کمرے میں دریہ کی آمد انتہائی ناگوار گزری تھی۔ مصطفیٰ بھی دریہ کی طرف متوجہ ہوا تھا جبکہ دریہ دونوں کو اس طرح دیکھ کر ایک پل رک گئی تھی۔

”کسی کے کمرے میں داخل ہونے کا یہ کون سا طریقہ ہے تم ناک بھی کرسکتی تھیں۔“ شہوار کو بہت ناگوار گزرا تو اس نے فوراً کہہ بھی دیا۔

”مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم بھی روم میں ہو۔“ دریہ نے رکھائی سے کہا۔

شہوار کو اس کے جواب نے مزید چڑا دیا۔ یعنی اس کا مطلب تھا اگر مصطفیٰ اکیلا کمرے میں ہوتا تو بھی وہ اسی طرح دندناتی ہوئی گھس آتی۔

”کوئی کام ہے؟“ مصطفیٰ نے ہی پوچھا ورنہ شہوار کا ارادہ اسے کوئی کرارا سا جواب دینے کا تھا۔

”ہاں، پھپھو بتا رہی تھیں کہ تم ان کو لے کر اسپتال جارہے ہو؟“ وہ شہوار کو نظر انداز کیے قریب آکر بیٹھتے ہوئے بولی تھی درمیان میں اگر شہوار نہ ہوتی تو وہ شاید مصطفیٰ کے قریب ہی بیٹھتی، شہوار کو اس کی بے باکی عجیب سی لگ رہی تھی۔

”ہاں تو......“

”تو مجھے بھی لے چلنا بابا صاحب کو دیکھ لوں گی واپسی پر انکل اور امی کے ساتھ گھر آجاؤں گی۔“ اس نے اپنا پروگرام بتایا۔ مصطفیٰ کو بھلا کیا اعتراض ہوتا اس نے سر ہلا دیا۔

”اوکے میں بس نکلنے والا ہوں تم بھی ریڈی ہوجاؤ میں بھی چینج کرکے آتا ہوں۔“ مصطفیٰ کہہ کر واش روم میں گھس گیا اور دریہ جس طرح آفت کی طرح نازل ہوئی تھی اسی طرح چلی بھی گئی تھی۔ شہوار کے اندر عجیب سی بے چینی بیدار ہوئی تھی۔

مصطفیٰ ٹراوزر تبدیل کرکے واپس کمرے میں آیا تو اس نے پرسوچ نظروں سے مصطفیٰ کو دیکھا۔

”میں بھی چلوں آپ کے ساتھ؟“ اس نے پوچھا۔

”لائبہ بھابی اکیلی ہوں گی۔“ اپنا والٹ جیب میں ڈالتے مصطفیٰ نے کہا۔

”پھپھو حماد اور عباس بھائی گھر پر ہی ہیں پھر جب ماں جی اور باقی لوگ واپس آئیں گے تو میں بھی آجاؤں گی آپ تو وہاں رک رہے ہیں نا۔“

”اوکے جلدی کرو پہلے ہی کافی دیر ہوچکی ہے۔“ مصطفیٰ نے جلدی میں کہہ کر اپنا موبائل لے کر کمرے سے نکل گیا۔ شہوار جلدی سے الماری کی طرف بڑھی لباس معقول ہی تھا اس نے فوراً اپنی چادر کھینچی اور سینڈل بدلی تھی۔ ملازمہ کھانا نکال چکی تھی وہ کھانے والی باسکٹ اٹھائے جب باہر پہنچی تو ایک دم ٹھٹک گئی تھی۔

فرنٹ سیٹ پر دریہ موجود تھی جبکہ مصطفیٰ ابھی باہر ہی کھڑا تھا کسی کی کال سن رہا تھا۔ دریہ کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

"تم بھی جا رہی ہو؟" اس نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

اس نے خاموشی سے پھپھو کو پچھلی سیٹ پر بٹھایا اور کھانے والی باسکٹ اندر رکھ کر اس نے مصطفیٰ کو دیکھا وہ کال بند کر کے پلٹا۔

"چلیں......" مصطفیٰ نے اسے کہا تو وہ گہرا سانس لیتی پچھلی سیٹ پر ہی بیٹھ گئی۔

نجانے کیوں اسے لگ رہا تھا کہ جیسے دریہ سب کچھ جان بوجھ کر رہی ہو...... محض اسے اذیت سے دوچار کرنے کے لیے۔ سارے راستے وہ خوامخواہ مصطفیٰ سے بے تکلف ہوتی رہی تھی اور مصطفیٰ بھی اس کی باتوں کے جواب دے رہا تھا اور شہوار کا بلڈ پریشر خوامخواہ ہائی ہوتا جا رہا تھا۔

سچ کہتی تھیں لائبہ بھابی دریہ جیسی لڑکی پر اچھی طرح نگاہ رکھنے کی ضرورت تھی۔ اللہ اللہ کر کے اسپتال آیا تو دریہ نے مصطفیٰ کی جان چھوڑی اور اندر کی طرف بڑھتے شہوار شعوری طور پر مصطفیٰ کے ساتھ چلنے لگی تھی قدم سے قدم ملا کر مجبوراً دریہ کو قدرے فاصلے پر چلتیں پھپھو کے ساتھ چلنا پڑا تھا۔

❁......❁❁......❁

وہ بھابی کے ساتھ کچن سمیٹ کر اپنے کمرے میں آئی تو اس کا موبائل بج رہا تھا اس نے اٹھا کر دیکھا تو سر عباس کی کال تھی۔

"السلام علیکم سر۔" اس نے کال ریسیو کی۔

"وعلیکم السلام کیسی ہیں آپ؟" عباس نے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں سر۔"

"آپ آج بھی آفس نہیں آئیں۔" عباس نے پوچھا تو وہ خاموش ہی رہی۔

"سر میں اب نہیں آسکتی۔" کچھ توقف کے بعد اس نے کہا تو دوسری طرف چند پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"لیکن کیوں، اب تو سب کچھ ٹھیک ہو چکا ہے۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں سب ٹھیک کرلوں گا اور میں نے اپنا وعدہ نبھایا بھی۔"

"وہ سب ٹھیک ہے سر لیکن اس تجربے کے بعد میں مزید کوئی تجربہ الورڈ نہیں کر سکتی ایم سوری سر۔"

"دیکھیں رابعہ...... عالیہ وہ ساری تصاویر والا میٹر ہمارے حوالے کر چکی ہے بلکہ وہ تصاویر ری موو ہو چکی ہیں اب ایسا کوئی مسئلہ نہیں رہا۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو رابعہ کو لگا جیسے اس خبر کو سن کر وہ ایک دم پرسکون ہو گئی ہو۔

"وہ اگر ایسی کوئی حرکت کرے گی تو ہمارے پاس سب ہی ثبوت موجود ہیں ہم اسے معاف نہیں کریں گے۔" عباس نے مزید کہا تو اس نے ایک گہرا سانس لیا۔

"تھینک یو سر...... لیکن اس کے باوجود میں اب آفس نہیں آسکتی۔" اس کا اٹل اور مضبوط لہجہ تھا۔

"اوکے۔" دوسری طرف عباس نے ایک گہرا سانس لیا۔

"کیا آپ کی فیملی کی طرف سے کوئی مسئلہ ہے یا ان کو اس سارے سلسلے کی خبر ہو چکی ہے؟" کچھ توقف کے بعد عباس نے پوچھا۔

"نہیں کسی کو بھی کچھ علم نہیں اور میں نہیں چاہتی کہ علم ہو یہ میرا ذاتی فیصلہ ہے یقیناً آپ کا نقصان ہوگا لیکن سر آپ کسی اور کا ارینج کرلیں میں نہیں آسکتی اس ماہ کی بے شک چھوڑ رہی ہوں۔" اس کا انداز حتمی تھا۔

"اوکے، اس کی بات مت کریں ہماری کمپنی کے جو بھی رولز ہیں وہ ایک طرف آپ کے واجبات کلیئر کروا دوں گا کسی

واپس آ کر لے جایئے گا۔ آپ کا یہ فیصلہ مجھے بہت شرمندگی سے دوچار کر رہا ہے۔ میں بہت شرمندہ ہوں مس رابعہ۔"
عباس کا لہجہ ایک دم پژمردہ سا ہو گیا تھا۔
"ایسی بات مت کریں سر! آپ کو میں جانتی نہ ہوتی تو شاید غلط سوچتی آپ کا اس سب میں بھلا کیا قصور؟"
"لیکن سزا تو دے رہی ہیں نا۔" بوجھل سی گمبھیر آواز میں کہا تھا وہ چونکی۔
"جی...... سر۔"
"چلیں کوئی بات نہیں ہماری کمپنی کے دروازے آپ کے لیے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔ آپ جب بھی دوبارہ کام کرنا چاہیں ہم ہمیشہ آپ کو ویلکم کہیں گے۔" عباس نے خوش دلی سے کہا تو وہ مسکرا دی۔
"تھینک یو سر ویسے بھی شادی کے سلسلے میں مجھے آفس چھوڑنا ہی تھا۔"
"آپ کی شادی کب تک ہے؟" عباس نے پوچھا۔
"اسی ماہ کے لاسٹ میں۔"
"انوائٹ کریں گی۔" عباس نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔
"جی سر۔" اس نے یوں سر ہلایا جیسے عباس صاحب سامنے ہی تو موجود ہیں۔
"گڈ اور مسز ابوبکر کیسی ہیں؟" انہوں نے سوال بدلا تھا۔
"آج کل وہ آف کی ہیں بس بالکل یار سو واپس آ جائیں۔" اس نے سادگی سے بتایا۔
"اوکے گڈ لک...... بیسٹ وشز جب بھی موقع ملے کراچی چکر لگا لیجئے گا۔" عباس نے گفتگو سمیٹی تھی۔
"جی سر۔" اس نے بھی مسکرا کر کہا تھا۔ لہجے میں خوش دلی اور اطمینان تھا۔
دوسری طرف نجانے کیوں عباس کے دل و دماغ پر منوں بوجھ بڑھتا چلا گیا تھا۔

⊛...... ⊛⊛ ......⊛

وہ گھر ابھی تو نیم جان سی تھی۔ دل و دماغ بالکل خالی تھے ساری رات وہ ایک اذیت بھری کیفیت میں سلگتی رہی تھی۔ ماما پاپا کے الفاظ اور انداز رویا سے دلا تار رہا تھا۔ وہ اسی طرح پڑی رہتی تو شاید حالات اور بھی مشکل اور اس کے لیے تکلیف دہ ہو جاتے وہ اپنے آپ کو سنبھالتے آنے والی صورت حال کے لیے بمشکل تیار کرتے بستر سے اتری تھی اسے لگ رہا تھا کہ اتنے عرصے میں اس کے جسم کی قوت مدافعت بالکل ختم ہو چکی ہے۔ ناول سے چہرہ صاف کرتے وہ خود کو سنبھالتے کمرے سے نکلی تو کمرے سے باہر ایک زندگی رواں دواں تھی۔
ڈائننگ ٹیبل پر سب ہی ناشتے پر موجود تھے۔ روشی اور صفراں کچن میں تھیں۔ ماما سب کو ناشتہ سرو کر رہی تھیں۔ ولید، احسن اور پاپا آفس جانے کے لیے تیار تھے ماموں اخبار پڑھ رہے تھے۔
"السلام علیکم!" سب ہی نے اس کے سلام پر حیرت سے اسے دیکھا تھا۔
پاپا کے چہرے پر سنجیدگی پھیلی تھی جبکہ احسن اور ماموں نے خوش گوار حیرت سے اسے دیکھا تھا وہ کل سے بستر پر تھی اور اب ایک دم خود اٹھ کر بستر سے باہر آ گئی تھی۔ ماما نے بھی سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ ماما اور پاپا کے چہروں کو دیکھتے نجانے کیوں اس کا دل تاریک ہو گیا تھا۔
"وعلیکم السلام، ہماری بیٹی آئی ہے۔" ماموں نے خوش دلی سے اٹھ کر کہا اور پھر خود پاس آ کر اس کا ہاتھ تھاما کر وہ اسے ڈائننگ ٹیبل تک لائے تھے انہوں نے اپنے ساتھ والی چیئر گھسیٹ کر اسے بٹھایا اس کے سامنے والی چیئر پر احسن تھا اور ساتھ ولید تھا جو اس پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

www.urdutube.net
www.urdumovies.net

"کیسی ہو اور طبیعت کیسی ہے؟" ماموں نے محبت سے پوچھا تو وہ محض سر ہلا کر رہ گئی۔ اس نے پاپا کو دیکھا وہ سر جھکائے خاموشی سے ناشتے کی طرف متوجہ تھے۔

"کیا لوگی ناشتے میں؟" ماما نے اسے یونہی بیٹھے دیکھ کر پوچھا۔

"چائے لوں گی۔" اس نے آہستگی سے کہا آواز میں نقاہت تھی ولید نے سر اٹھا کر دیکھا۔

ان تین چار دنوں میں گلابیاں چھلکاتا چہرہ بالکل زرد ہو کر مرجھا چکا تھا۔ آنکھیں بالکل خالی خالی اور ویران سی تھیں...... بے پروا حلیہ کندھے پر جھولتا دوپٹا اور چہرے پر بکھری لٹیں جو شاید منہ دھونے سے ابھی تک نمی لیے ہوئے تھیں۔ ولید کے اندر کسی احساس نے شدت سے سر اٹھایا تھا...... عجیب ویران بنجر اور ٹوٹا پھوٹا حلیہ تھا جیسے کوئی اپنی ساری متاع لٹا کر بالکل خالی ہو گیا ہو وہ تو ہمیشہ نک سک سی تیار اور تروتازہ دکھائی دی تھی ایسے حلیے میں تو اس نے کبھی وہم و گمان میں نہ سوچا تھا۔

"ناشتہ کر لو۔" ماما نے اس کے جواب میں کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"ابھی ناشتے کو دل نہیں کر رہا سر میں درد ہو رہا ہے بس چائے لوں گی۔" اسی نقاہت بھری پژمردہ آواز میں کہا تھا اس کے سر میں واقعی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

ماما کے دل کو کچھ ہوا...... جانے کیا بات تھی کیوں کر رہی تھی وہ ایسا؟ وہ کسی کو کچھ بتا بھی تو نہیں رہی تھی...... اور اس کے کل والے مطالبے نے انہیں اندر ہی اندر نہایت خوف زدہ کر دیا تھا۔

"یہ توس لے لو انڈہ بھی ہے۔" ماما نے اسے چائے ڈال کر پلیٹ میں انڈہ اور توس رکھ کر دیا تو وہ خاموشی سے چائے والا کپ لے کر ہلکے سپ لینے لگی۔

"ہاں ولید تمہارا کیا پروگرام ہے؟" پاپا ناشتہ کر کے کھڑے ہو گئے تھے انہوں نے پوچھا تو ولید اپنے ہی کسی خیال سے چونکا تھا۔

"جیسا آپ کہیں؟" اس نے مسکرا کر انکل کو دیکھا۔

"ایسا ہے کل میٹنگ احسن دیکھ لے گا تم دوپہر میں اپنی پھپھو اور لاریب کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا ان کا اپائنٹمنٹ ہے پھر فارغ ہو کر آفس آ جانا۔" پاپا کے الفاظ پر ماما نے چونک کر دیکھا۔ وہ سنجیدگی سے مکمل طور پر ولید سے مخاطب تھے۔

ولید آفس ڈریسنگ میں ملبوس ہمیشہ کی طرح تروتازہ اور اٹریکٹیو لگ رہا تھا اس کے دل و دماغ میں جھکڑ سے چلنے لگے تھے۔ اس کے ہاتھ میں کپ لرزنے لگا تو اس نے کپ ٹیبل پر رکھ دیا اور سر تھام لیا...... اسے لگ رہا تھا کہ بس ایک دم اس کے دماغ کی کوئی نس پھٹ جائے گی روشی وہاں آئی تو اسے اس طرح سے سر تھامے دیکھ کر چونکی۔

"کیا ہوا لالا؟" اس کی آواز پر سب ہی چونکے تھے۔ سب ہی نے اسے دیکھا تھا۔

وہ لب بھینچے سر تھامے بیٹھی ہوئی تھی چہرہ لاریب زرد ہو رہا تھا بالکل لٹھے کی طرح سفید۔ ماما فوراً اٹھ کر اس کے قریب آئی تھیں۔

"کیا ہوا؟" ان کے لہجے اور چہرے پر تشویش تھی۔ وہ نفی میں سر ہلا کر اٹھ کھڑی ہوئی اس کا وجود لرز رہا تھا۔ وہ ایک فیصلہ کر چکی تھی اور اب جبکہ اس کے فیصلے پر عمل درآمد کرنے کا وقت تھا تو اسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ بالکل ہار رہی ہے وہ یہ سب نہیں کر پائے گی۔ اس کے لیے یہ سب کرنا بہت مشکل تھا وہ مر رہی تھی سلگ رہی تھی مگر کسی کو بتا نہیں سکتی تھی۔

"میں کمرے میں جاؤں گی۔" وہ اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہاں سے نکل آ گئی تھی پیچھے سب ہی نے متفکر نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ سب کے ذہنوں میں بہت سے سوال تھے مگر کوئی بھی ان کو

زبان دینے سے قاصر تھا۔ سب ہی کے دل خوف زدہ تھے وقار صاحب نے لب بھینچ لیے تھے۔

''چلو احسن دیر ہو رہی ہے۔'' وہ کچھ برہمی سے کہہ کر وہاں سے نکل گئے تھے۔ احسن ناشتہ کر چکا تھا وہ بھی فوراً اٹھا تھا۔ پاپا اور احسن کے جانے کے بعد ضیا صاحب ناشتہ کر کے کمرے میں چلے گئے جبکہ ولید وہاں سے اٹھ کر کچھ سوچتا لاؤنج میں آ گیا تھا۔ وہ لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا اس نے دیکھا صبوحی بیگم ٹرے میں ناشتے کے لوازمات لیے انابہ کے کمرے کی طرف جا رہی تھیں۔

وہ خاموشی سے ٹی وی دیکھتا رہا تھا روشی ملازمہ سے گھر کی صفائی کرانے لگی تھی روشی نے مکمل طور پر خود کو اس گھر کے طور طریقے میں ڈھال لیا تھا اور انابہ سوچتے سوچتے یونہی ذہنی رو بھٹکی تو دل پر ایک بوجھ سا بڑھنے لگا۔ وہ انابہ کے گزشتہ رویوں کو لے کر اسے مخاطب نہیں کر رہا تھا مگر یہ بھی نہیں تھا کہ وہ اس سے مکمل طور پر غافل ہو گیا تھا۔ وہ ٹی وی بند کر کے انابہ کے کمرے کی طرف چلا آیا۔ اس نے انابہ کے کمرے کے دروازے پر ہاتھ رکھا تو وہ کھلتا چلا گیا تھا۔ کمرے میں تاریکی تھی۔ ولید نے آگے بڑھ کر لائٹ روشن کی تو انابہ نے اپنے چہرے پر بازو رکھ لیا تھا۔ ولید خاموش کھڑا رہا۔

انابہ نے بازو ہٹا کر دیکھا تو ولید کو دیکھ کر ساکت رہ گئی تھی۔ وہ اگلے پل سنبھل کر بستر پر بیٹھی تو ولید بستر کے قریب آ رکا تھا انابہ خاموشی سے کراؤن سے ٹیک لگائے سر جھکائے گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھتی رہی۔

''کیسی طبیعت ہے اب؟'' اتنے دنوں بعد یہ پہلا براہ راست سوال تھا۔ انابہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

''میڈیسن لی؟'' اگلے سوال پر بھی اس نے صرف سر ہی ہلایا تھا۔ ولید خاموش ہو گیا۔

یوں لگا کہ جیسے اب کرنے کو کوئی سوال ہی نہیں رہا ہو دونوں کے درمیان گزرے دنوں میں کس قدر تکلف اور اجنبیت سی در آئی تھی ولید کو یہ اجنبیت بڑی شدت سے محسوس ہوئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا انابہ کے سرہانے رکھا موبائل بجا تھا دونوں نے چونک کر موبائل کو دیکھا۔ ولید نے محسوس کیا کہ موبائل کی اسکرین پر نگاہ پڑتے ہی انابہ کے چہرے کا رنگ بدلا تھا اس نے تیزی سے موبائل اٹھا کر کال ڈسکنیکٹ کی تھی۔

''کس کی کال تھی؟'' پتا نہیں کیوں وہ پوچھ بیٹھا تھا۔

''دوست کی۔'' دھیمی آواز میں جواب ملا۔

''تو پک کر لیتیں۔'' ولید نے سنجیدگی سے کہا۔

''بعد میں کال کر لوں گی۔'' انابہ کے لہجے میں ایک دم اجنبیت در آئی تھی۔

''طبیعت تو اب آہستہ آہستہ سنبھلے گی بہتر ہے کہ کمرے میں قید رہنے کی بجائے کمرے سے باہر نکلو روشی سے بات چیت کرو لان میں گھومو یوں اس طرح کمرے میں اندھیرا کر کے بیٹھے رہنے سے تو مزید ڈسٹرب ہو گی۔'' ولید نے سنجیدگی سے گفتگو کا آغاز کیا تو انابہ جواباً خاموش ہی رہی تھی۔ ولید ایک گہرا سانس لیتے بستر کے کنارے ٹک گیا تھا۔ انابہ نے اس کی اس حرکت پر نہایت الجھن بھری نگاہ سے دیکھا تھا۔

ایک پل کو انابہ کی نگاہ جامد و ساکت ہوئی تھی اور پھر اگلے ہی پل وہ بے اختیار سر جھکا کر ہاتھ مسلنے لگی تھی۔

''کچھ کہو گی نہیں؟'' ولید نے پوچھا۔ بظاہر انداز نارمل تھا۔

''کیا؟'' وہ ابھی بھی اسی مقام پر تھی۔

''جو تمہارے دل میں ہے۔'' ولید نے خود ہی موقع دے دیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اس ساختہ جمود سے باہر نکلے کم از کم پچھلے دنوں اس پر بیتنے والی صورت حال تو واضح ہو جس پر اس نے قفل باندھ رکھے ہوں۔

''یہ سب کیوں کر رہی ہو انابہ؟'' ولید نے خود ہی گزشتہ رویوں پر مبنی تمام تر خفگی کی فضا پر چھایا جمود توڑنے کی ایک سعی

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

لا حاصل کی تھی۔

"کیا کر رہی ہوں؟" وہی اجنبیت وہی سرد مہری کسی چیز نے شدت سے ولید ضیاء کے دل کو مسلا۔

ایک پل کو شدت سے جی چاہا کہ اسے کندھوں سے تھام کر شدت سے جھنجھوڑ دے۔ وہ تو ایسی نہ تھی۔ ایسی تنہا بے حس اور بے زار..... وہ تو اس کے ایک ذرا سے التفات کی منتظر رہتی تھی۔ اس کی ذرا سی پیش رفت پر فوراً پگھل جاتی تھی۔ سب کچھ بھلا کر پھر پہلے جیسی ہو جاتی تھی۔ ہنستی مسکراتی زندگی سے بھرپور۔

"تم ایسی تو نہ تھیں؟" ولید کے الفاظ پر اس نے ولید کو دیکھا جس کے چہرے پر ایک استہزائیہ ایک ہلکی سی جھلک دکھا کر پھر معدوم ہو گئی تھی۔

"میں ایسی ہی تھی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہوگی۔" سنجیدگی سے کہا۔

"انا تم.....؟" ولید نے کچھ کہنا چاہا لیکن انا نے بات کاٹ دی۔

"مجھے نیند آ رہی ہے میں سوؤں گی۔" انداز قطعی تھا۔ ولید کی پیش رفت بھی کسی کام نہ آئی تھی۔ ولید لب بھینچ کر کھڑا ہو گیا۔

"لائٹ آف کر کے دروازہ بند کر دیجیے گا پلیز۔" وہ پلٹا تو آواز آئی تھی۔ ولید نے رک کر دیکھا۔ وہ لیٹ کر پھر آنکھوں پر بازو رکھ چکی تھی۔ ولید خاموشی سے لائٹ آف کر کے دروازہ بند کر کے کمرے سے نکلا تو انا نے آہستگی سے آنکھوں سے بازو ہٹا کر کمرے کی تاریکی میں نظریں گاڑ دی تھیں۔

❁ ..... ❁❁ ..... ❁

وہ ماما اور ولید کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس آئی دوپہر کے وقت ڈاکٹر سے اس کی اپائنٹمنٹ تھا اس کے سر میں مسلسل درد تھا سو ڈاکٹر نے کچھ ٹیسٹ لکھ دیے تھے۔ سب پراسس سے فارغ ہوتے انہیں دو بج گئے تھے اس سارے عمل میں وہ بری طرح تھک گئی تھی۔ وہ ماما اور ولید کے ہمراہ چلتی باہر نکلی تو سامنے سے آتے عباس، شہوار اور مہر النساء کو دیکھ کر رک گئی۔ وہ لوگ بھی دیکھ چکے تھے ان لوگوں کی طرف آ گئے۔ سلام دعا کے بعد ولید نے ان لوگوں کی یہاں موجودگی کا سبب پوچھا تو علم ہوا کہ بابا صاحب بیمار ہیں اور اسی اسپتال میں ایڈمٹ ہیں۔ وہ لوگ ملنے کے بعد گھر جانے کے لیے نکل رہے تھے۔

"میرا خیال ہے ہم بھی بابا صاحب سے مل لیتے ہیں۔" ولید نے کہا تو صبوحی بیگم نے سر ہلایا تھا۔ شہوار انا سے اس کی خیریت پوچھنے لگی تھی اس نے اس کی رپورٹس چیک کی تھیں سب کچھ کلیئر تھا۔

وہ لوگ بابا صاحب کے روم میں آ گئے تھے وہ بستر پر لیٹے ہوئے تھے ڈرپ لگی ہوئی تھی نقاہت کے سبب نیم غنودگی میں تھے۔ زہرہ پھپھو ان کے پاس تھیں۔ وہ لوگ ان کے پاس کچھ دیر بیٹھے تھے۔

"شہوار نے بتایا تو تھا کہ انا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے مجھے اندازہ نہ تھا کہ یہ اس قدر بیمار ہوگی۔" انا کے چہرے پر بکھری زردیوں کو دیکھتے مہر النساء نے کہا۔

"ڈاکٹر کہتے ہیں بس ڈپریشن ہے۔" ماما نے ان سے کہا۔

"ڈاکٹر نے پھر کیا حل بتایا ہے اس کا؟" شہوار بھی ڈپریشن کا سن کر چونکی تھی اس نے تشویش سے انا کو دیکھا وہ چہرے پر دنیا جہاں کی بے زاریت لیے کمرے کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی جبکہ عباس بھائی اور ولید آپس میں بات کر رہے تھے۔

"کہتا ہے گھمائیں پھرائیں آؤٹنگ پر لے جائیں خود ساختہ ڈپریشن ہے بے تحاشا سوچوں کے سبب سر میں مسلسل

درد ہے۔ سوچنے کا کم سے کم موقع دیا جائے۔" صبوحی کے لہجے میں بے بسی تھی۔

وہ چاہ کر بھی شہوار سے نہ کہہ سکی تھیں کہ وہ ولید کے رشتے سے انکار کر رہی ہے۔

"کیسی سوچیں کیا مسئلہ ہے انا؟" وہ بابا صاحب کی وجہ سے دوبارہ انا کے پاس نہیں جاسکی تھی اب صبوحی کی تشویش جان کر پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" انا نے سنجیدگی سے کہا تھا وہ مسلسل ہاتھ میں پکڑے اپنے ہینڈ بیگ کو دیکھے جارہی تھی۔ شہوار نے اسے چند پل دیکھا۔ وہ کہیں سے بھی پہلے والی انا نہیں لگ رہی تھی۔ کسی نے شہوار کے دل کو مٹھی میں لے کر بھینچا۔

انا اس کی بہت اچھی دوست تھی پھر بھلا ایسا کیا ہوا ہوگا جو یہ سب ہورہا ہے اس کے دماغ میں اکھاڑ پچھاڑ شروع ہوچکی تھی۔

"ماما چلیں میں تھک گئی ہوں۔" شہوار نے اسے بغور دیکھا۔

گھر پر مہمان تھے بابا صاحب کی عیادت کے لیے کوئی نہ کوئی آرہا تھا وہ کالج بھی نہیں جا پارہی تھی ورنہ انا کے ہاں جا کر کچھ وقت اس کے ساتھ گزار کر اس کی ذہنی کیفیت جاننے کی کوشش ضرور کرتی۔

"ہاں چلتے ہیں۔" ماما اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

وہ لوگ بھی ان کے ساتھ چل دیے تھے۔ راہ داری سے گزرتے شہوار نے کچھ سوچا وہ اس وقت انا کے ہاں نہیں جاسکتی تھی لیکن انا کو گھر لے جاسکتی تھی ہاں وہ سہولت سے اس کے ساتھ بات بھی کرسکتی تھی۔

"آنٹی میں انا کو اپنے ساتھ لے جاؤں؟" اس نے فوراً صبوحی سے پوچھا تو وہ حیران ہوئیں۔

"اس طرح وہ کچھ فریش ہوجائے گی میں ان کے ڈپریشن کا سبب پوچھوں گی میری بہت اچھی دوست ہے کم از کم مجھ سے تو نہیں چھپا سکے گی۔ رات میں واپس چھوڑ جاؤں گی۔" اس نے کہا تو صبوحی کے چہرے پر امید کی کرن جاگی وہ دونوں دوسروں سے قدرے چند قدم پیچھے تھیں انہوں نے انا کو دیکھا۔ انہیں اپنی بیٹی بہت عزیز تھی ان کا دل بھر آیا اور ولید ان کا دل پکڑ کر پھیلا۔

"ٹھیک ہے.....!" انہوں نے رضامندی دے دی۔

"تم شہوار کے ساتھ چلی جاؤ دل بہل جائے گا میں شام میں ولید یا حسن کے ساتھ آ کر لے جاؤں گی۔" گاڑی کے پاس آ کر ماما نے کہا تو وہ چونکی۔ ولید بھی اس فوری فیصلے پر چونکا تھا۔

"ہاں انا چلو ہمارے ساتھ مل کر گپ شپ کریں گے۔" شہوار نے مسکرا کر کہا تو انا کے دل کو کچھ تسلی ہوئی۔

وہ خود بھی اپنے کمرے کی چار دیواری سے نکلنا چاہتی تھی ورنہ اسے لگ رہا تھا کہ ان لاتعلق سوچوں سے اس کے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی۔ اس نے خاموشی سے سر ہلا دیا تھا۔

❁......❁❁......❁

شہوار کے ہاں آ کر حقیقت میں اس کی طبیعت پر ایک خوش گوار تاثر ابھرا تھا۔ بہت دنوں بعد اسے لگا کہ جیسے اس کے اندر کی گھٹن میں کچھ افاقہ ہوا ہو۔ شہوار کے ہاں زہرہ پھپھو ساری فیملی جمع تھی عائشہ اور صبا بھی موجود تھیں اچھی خاصی گید رنگ تھی لڑکیوں کے ساتھ باتیں کرتے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا تھا۔ شہوار انا سے اس کی گمشدگی کے سلسلے میں بات کرنا چاہتی تھی مغرب کے وقت کچھ موقع ملا تو وہ اسے لیے باہر لان میں آ گئی تھی۔

"کیسا محسوس کررہی ہو؟"

"بہت دنوں بعد بہت اچھا۔" وہ واقعی اپنے ذہن کو بہت حد تک فریش محسوس کررہی تھی۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

''چلو اُدھر بیٹھتے ہیں۔'' شہوار نے کہا تو وہ اس کے ساتھ چلتی لان میں نصب جھولے کی طرف چلی آئی تھی۔

''تم لوگوں کا گھر بہت پیارا ہے۔ کسی خواب ناک ماحول کی طرح۔'' انا نے لان میں موجود پھولوں کو ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ سب بابا جان کا ذوق ہے۔'' شہوار نے شاہزیب صاحب کی تعریف کی۔

''یہ سب لوگ تمہارے ساتھ بہت اچھے ہیں۔'' اس نے مزید کہا۔

''ہاں اللہ کا شکر ہے اپنوں سے بڑھ کر یہ میرے لیے میرے ہمدرد، غم گسار اور محبت کرنے والے ثابت ہوئے ہیں۔'' شہوار کے لہجے میں بہت اپنائیت تھی۔ محبتوں کا مان تھا۔ اعتماد تھا۔

''خوش قسمت ہو تم۔'' اس نے دل ہی دل میں اس کی خوشیوں کو دائمی رہنے کی دعا کرتے کہا۔

''بس اللہ کی مہربانی ہے! خوش قسمت تم بھی کم نہیں ہو، ولید بھائی جیسے ہر لحاظ سے مکمل انسان تمہارے ہم سفر بنیں گے۔'' اس نے محبت بھری نظروں سے دیکھتے کہا تو انا کے مسکراتے لب ایک دم کھنچ گئے تھے۔ شہوار نے اس کی یہ کیفیت شدت سے محسوس کی تھی۔ انا سر جھکا کر پھولوں کو دیکھنے لگی تھی۔

''انا......'' شہوار نے کچھ سوچتے پکارا۔

''ہوں......'' اس نے دیکھے بنا کہا۔

''تم اس دن کہاں تھیں؟'' شہوار نے سوال کیا تو انا ساکت رہ گئی۔

''ہم سب سمجھتے رہے کہ تمہارے ساتھ کوئی حادثہ ہوا ہے اور پھر تم واپس آ گئی مگر تمہاری حالت وہ نہیں بھولتی اس کے بعد تمہارا بے ہوش ہو جانا ہم سب از حد پریشان تھے روشی نے تمہارا موبائل چیک کیا۔'' انا نے چونک کر اسے دیکھا۔

''تم بے ہوش تھی ہمیں یہ تھا کہ شاید کوئی کلیو مل جائے پتا تو چلے کہ ہوا کیا ہے لیکن تمہارے موبائل میں کچھ بھی نہ تھا۔ ان باکس بھی بس ایسا ہی تھا کسی طرح بھی کوئی کلیو نہیں مل رہا تھا۔'' شہوار نے بتایا تو انا نے بے ساختہ سر جھکا لیا تھا۔

''پھر اسپتال لے گئے تمہاری طبیعت سنبھلی تو سب کی جان میں جان آئی ورنہ سب کی یہ حالت تھی کہ شاید ابھی کچھ ہو جائے گا۔'' شہوار اس دن کی کیفیت بیان کر رہی تھی اور انا گم صم سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔

''انا ہم تو بہت اچھی دوست ہیں۔ کبھی ایک دوسرے سے کچھ نہیں چھپایا۔ پھر ایسا کیا ہوا کہ تم مجھ سے بھی نہیں کہہ پا رہیں؟'' شہوار کے لہجے میں انا کے لیے فکرمندی تھی، محبت تھی خلوص تھا۔

''شہوار......'' انا خود پر ضبط کرتے ایک دم سسکی لی۔ اس نے انا کا ہاتھ تھام لیا۔

''ہاں بولو۔''

''میں......!'' اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی وہاں حماد چلا آیا تو انا خاموش ہو گئی۔

''آپ کو ممانی بلا رہی ہیں۔'' حماد نے قریب آ کر شہوار کو مہر النساء کے بلاوے کا کہا تو شہوار نے ایک نگاہ انا پر ڈالی۔ وہ سر جھکائے گم صم سی لگ رہی تھی۔

''تم بیٹھو میں ابھی آتی ہوں۔'' انا نے خاموشی سے اسے جاتے دیکھا۔

شہوار چلی گئی تو اس نے حماد کو دیکھا وہ ابھی بھی کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔

''شہوار بھابی نے بتایا تھا کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی کیا ہوا آپ کو۔'' اس نے اپنائیت سے پوچھا۔ انا شعوری طور پر اسے دیکھنے لگی۔ خوش شکل اور خوش لباس نوجوان تھا۔ اس کے دیکھنے پر مسکرا دیا تھا۔

www.urdutube.net www.booksube.net www.urdunovels.net

"بس ویسے ہی۔" اس نے سر جھٹکا۔

"اور کیا چل رہا ہے لائف میں؟" اس نے یونہی پوچھا۔

"کچھ نہیں ایک دو دن ریسٹ کروں گی پھر کالج چلی جایا کروں گی۔" نجانے کیوں وہ حماد سے بات کرنے لگی تھی۔ حماد مسکرا رہا تھا۔ اس کی مسکراہٹ میں ایک عجیب دل کشی تھی۔ انا چونکی۔ اس کے ذہن میں پچھلی تمام ملاقاتیں تازہ ہونے لگیں تو وہ بے چین ہو کر کھڑی ہوگئی۔

"میں چلتی ہوں۔" اس نے آگے بڑھنا چاہا لیکن ٹھٹک کر رک گئی۔ اس کی چادر کا پلو جھولے میں پھنس گیا تھا۔ حماد فوری متوجہ ہوا..... انا کو یک دم کوفت کا احساس ہوا اس نے کھینچ کر نکالنا چاہا۔

"ایک منٹ، اس طرح پھٹ جائے گا۔" حماد نے کہا تو اس کا ہاتھ رک گیا۔ حماد نے آگے بڑھ کر احتیاط سے اس کی چادر کا کونا جھولے سے نکال دیا۔

"شکریہ۔" وہ کہہ کر جانے لگی۔

"سنیے۔" پکار ایسی تھی کہ وہ ٹھٹک کر رک گئی اور حماد اس کے سامنے آ رکا تھا۔

"نجانے کیوں آپ کو دیکھ کر میں ہمیشہ خود کو بہت نا تر ہوتا محسوس کرتا ہوں۔" وہ کہہ رہا تھا اور انا سپنا تاثر ہوگئی تھی۔

"میں کوئی نیک ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا لیکن آپ کے بارے میں جب بھی دل میں خیال آیا ذہن و دل میں ایک مقدس سا احساس پیدا ہوا۔" وہ اپنی دلی کیفیت بتا رہا تھا اور انا حیرت سے گنگ اسے دیکھ رہی تھی۔

"شروع میں ہی میں سمجھا کہ میں بری فطرت سے مجبور ہو کر آپ کی طرف مائل ہو رہا ہوں لیکن جب بھی آپ سے ملا آپ کو دیکھا شدت سے احساس ہوا کہ یہ دل لگی سے بڑھ کر کچھ اور جذبہ ہے۔" انا کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی۔

"مجھے پتا ہے آپ انگیجڈ ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں آپ کے سامنے اپنے دل کی کیفیت بیان کر کے غلطی کر رہا ہوں لیکن نجانے کیوں اس وقت خود کو یہ سب کہنے سے نہیں روک پا رہا۔" سنجیدہ لہجہ تھا آنکھوں میں ہمیشہ والی بے باکی کی بجائے اس دفعہ احترام تھا۔

سر جھکائے سنجیدگی سے اس نے اپنے دل کی کیفیت انا پر آشکار کر دی تھی۔ انا حیرت سے گم اپنے سے صرف چند قدم کے فاصلے پر کھڑے اس شخص کو دیکھے جا رہی تھی۔

❁.....❁❁.....❁

ہادیہ آفس سے واپسی پر اس کے اصرار پر ملنے آئی تو اس کے ہی اصرار پر وہ رک بھی گئی۔ ہادیہ کے پاس اپنی گاڑی تھی سولیٹ ہونے یا واپسی کیسے ہوگی جیسے سوال کا خدشہ نہ تھا۔ دونوں نے کھانا مل کر کھایا تھا۔ وہ اسے اپنے دل کی باتیں بتانے لگی سر عباس کی کال اپنا دوبارہ آفس نہ آنے کا سبب۔

"تم خوامخواہ ڈر گئی ہو ورنہ سر عباس نے ذمہ داری بھی لی تھی کہ وہ تم پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔" وہ دونوں کھانا کھا کر لان میں آ گئی تھیں ہلکی پھلکی چلتی ہوا میں اور پر چہل قدمی کرنا بڑا خوش گوار لگ رہا تھا۔

"امی کہتی ہیں لڑکیوں کو حالات سے ڈر کر ہی رہنا چاہیے ہم لڑکیاں خوامخواہ کی بدنامی افورڈ نہیں کر سکتیں میں ہر کسی کو پکڑ پکڑ کر ان تصاویر کے فیک ہونے کا یقین نہیں دلا سکتی تو بہتر یہ نہیں کہ میں خاموشی سے اپنی راہ علیحدہ کر لوں اس سے پہلے کہ میں پچھتاؤں یا کسی بڑے نقصان سے دوچار ہو جاؤں۔" رابعہ کے لہجے میں مجبوری تھی ہمیشہ والا لاابالی پن نہیں تھا۔ ہادیہ نے اسے سراہتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"بہادر ہونا اچھی صفت ہے کیا فائدہ ایسی بہادری کا جو ہمیں بدنامی کے گڑھے میں لا پھینکے۔ میں سمجھتی ہوں یہ

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

بہادری نہیں کم عقلی ہے کہ ہم خود اپنی خوش گمانی کے سبب خود کو ہی ڈبو ڈالیں۔"

"ویل ڈن، اچھی سوچ ہے۔" ہادیہ حقیقتاً متاثر ہوئی تھی وہ مسکرا دی۔

"اپنے ابوبکر صاحب کا ہی سناؤ، کہاں ہوتے ہیں ایک بار بھی شرف ملاقات حاصل نہیں ہوا۔" رابعہ مسکرائی تو رابعہ کے چہرے پر حیا کی سرخی پھیل گئی تھی۔

"وہ کسی کام کے سلسلے میں شہر سے باہر ہیں شاید کل واپس آجائیں۔"

"شاید، کیوں رابطہ نہیں کیا تم سے۔" ہادیہ نے چھیڑا۔

"تم جانتی ہو میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں جو ہر وقت فیانسی صاحب سے رابطوں میں رہے۔" اس نے شرارتاً کہا تو ہادیہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ اس کی ہنسی کی کھلکھلاہٹ ایسی تھی کہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتا وجود ایک دم ساکت ہوگیا تھا۔

❁❁❁......❁

وہ حیرت سے حماد کو دیکھ رہی تھی گیٹ پر جب ہی گاڑی کا ہارن بجا اور پھر کچھ پل بعد چوکیدار نے گیٹ کھولا تو ایک گاڑی اندر داخل ہوئی تھی اماں نے غائب دماغی سے دیکھا۔ گاڑی سے روشی اور ولید نکلے تھے۔ حماد نے بھی ان لوگوں کو دیکھا تھا۔ وہ دونوں ان کو دیکھ ہی چلتے آئے تھے۔

ولید یوں مغرب کے اندھیرے میں اماں کو حماد کے ساتھ کھڑے دیکھ کر چونکا تھا۔

"السلام علیکم۔" حماد نے ہی آگے بڑھ کر سلام دعا میں پہل کی تھی۔ ولید کا انداز سنجیدہ تھا۔

"ہم تمہیں لینے آئے ہیں پھر سوچا آنٹی لوگوں سے بھی مل لوں گی تو میں ساتھ چلی آئی۔" روشی نے بتایا اس نے بس سر ہلایا تھا۔ وہ اس وقت حماد کی باتوں کے زیر اثر تھی۔

وہ روشی کے ساتھ اندر آگئی اور حماد ولید کو ڈرائنگ روم میں لے آیا تھا۔ کچھ دیر بعد مصطفیٰ بھی آفس سے لوٹ آیا تھا۔ پھر وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا تھا ان لوگوں کے ہاں رات کا کھانا جلدی کھالیا جاتا تھا سو مصطفیٰ نے کھانا کھائے بنا جانے نہیں دیا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد ولید نے چلنے کا کہا تھا۔ مصطفیٰ نے اندر شہوار اور روشی کو بھی پیغام بھجوا دیا تھا۔

اماں اور روشی سب سے مل کر باہر نکل رہی تھیں جب کچھ فاصلے پر کھڑے حماد کو دیکھ کر اماں رک گئی تھی۔

"تم چلو میں آتی ہوں۔" اماں نے روشی کو کہا اور خود حماد کے پاس چلی آئی۔

"ایکسکیوز می۔" حماد کی اس کی طرف پشت تھی فوراً پلٹا تو اماں نے اسے کچھ کہا تھا وہ حیران ہوا تھا۔

پھر اس نے سر اثبات میں ہلا کر کچھ کہا تو اماں نے اپنے موبائل میں اس کے الفاظ محفوظ کیے تھے اور پھر شکریہ کہہ کر پلٹ گئی تھی۔ حماد بڑی حیرت سے اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔

وہ ولید کی گاڑی کی طرف آئی تو روشی پچھلی سیٹ پر بیٹھ ہوئی تھی۔

"تم آگے بیٹھ جاؤ۔" وہ دروازہ کھولنے لگی تھی جب روشی نے کہا۔ اس کا ہاتھ رکا اور پھر وہ اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی ولید بھی مصطفیٰ سے ہاتھ ملا کر گاڑی کی طرف آگیا تھا۔ گاڑی گیٹ سے نکلی تو اماں نے روشی کی طرف دیکھا۔

"کیسا گزرا آج کا دن؟" روشی نے پوچھا تو وہ مسکرائی۔

"بہت اچھا۔"

"ہاں اندازہ ہو رہا ہے۔" روشی نے مسکرا کر کہا۔ ولید نے ڈرائیو کرتے اسے دیکھا اس کا چہرہ صبح کی نسبت اس وقت کافی فریش لگ رہا تھا۔

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumoviez.net

"شہوار کے ہاں اتنے رشتے دار ہیں اتنی بھری پری فیملی نجانے ہمارے رشتہ دار اتنے محدود کیوں ہیں نہ کوئی ہم سے ملتا ہے اور نہ ہم کسی سے۔" اتنے دنوں بعد وہ ان دنوں کے سامنے پہلا طویل جملہ بولی تھی۔

"بابا اور پھپھو دونوں بہن بھائی تھے پھر تمہارے پاپا بھی اکلوتے تھے اب لمبے چوڑے رشتہ دار کہاں سے نکلتے۔" روشی نے ہنس کر کہا۔ اس کے لیے یہی کافی تھا کہ انا اتنے دنوں کے فیز کے بعد سنبھلی ہے۔

"لیکن جو بھی تھے ان کا تو پتا ہونا چاہیے ہمیں۔"

"اب ہمارے بڑوں نے ان سے روابط نہیں رکھے تو کوئی کیا کرسکتا ہے۔" روشی نے کندھے اچکائے۔ انا ان باتوں کو فیل کر رہی تھی اور اس کی اس محرومی کا سب ہی کو اچھی طرح اندازہ تھا۔

"وہی تو پتا چلے کہ کیوں نہیں روابط رکھے؟"

"کوئی وجہ ہوگی تم کیوں ٹینس ہوتی ہو۔" روشی نے کہا تو وہ خاموش ہوگئی تھی۔

ولید خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا اس نے ان دونوں کی کسی بھی بات میں کوئی مداخلت نہیں کی تھی۔ روشی نے یہ بات شدت سے محسوس کی تھی۔

"کیا بات ہے ولی بھائی بہت خاموش ہیں۔"

"میں تم لوگوں کو سن رہا تھا۔" اس نے مسکرا کر بہن کی تسلی کرائی۔

"ولید بھائی آئس کریم کھلا رہے ہیں۔" روشی نے جواباً کہا تو ولید نے انا کو دیکھا۔

"میں نہیں کھا سکتی تم نے کھانی ہے تو تم کھالو۔" انا نے منع کردیا تھا۔

"تمہارے بغیر کھا کر خاک مزہ آتا ہے۔ رہنے دیں بھائی پھر کبھی سہی۔" روشی نے فوراً ارادہ بدل دیا۔ تبھی انا کا موبائل بجنے لگا تو اس نے ہاتھ میں پکڑا ہینڈ بیگ کھول کر موبائل نکالا تھا۔

اسکرین پر نگاہ پڑتے ہی اس نے گھبرا کر ولید کو دیکھا تو وہ بالکل توجہ سے سامنے دیکھ کر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

انا نے تیزی سے کال کاٹ دی تھی۔ بیپ بند ہوتے ہی ولید نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ وہ اپنا موبائل آف کر رہی تھی۔ ولید کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔ انا موبائل بند کرکے واپس ہینڈ بیگ میں رکھ رہی تھی۔ ولید کے سامنے یہ دوسری کال تھی جو انا نے ریسیو کیے بغیر کاٹی تھی۔ ولید کی آنکھوں میں تجسس پیدا ہوا تھا...... تاہم اس نے کچھ نہیں کہا روشی کچھ کہہ رہی تھی اس نے ذہن کو جھٹک کر روشی کی باتوں پر دھیان دیا تھا۔

⊛...... ❀❀ ......⊛

دونوں لڑکیوں کی ابوبکر کی طرف پشت تھی دونوں کھلکھلا کر ہنس رہی تھیں۔

"کوئی تصویر تو ہونی چاہیے نا، مجھے اندازہ تو ہو موصوف کیسے ہیں تمہارے ساتھ جچیں گے بھی کہ نہیں؟" کھلکھلاتی آواز میں اظہار خیال ہوا تھا۔

"تصویر تو نہیں پتا ویسے کسی دن ان کی موجودگی میں آنا تمہاری ملاقات کروادوں گی بنفس نفیس دیکھ لینا۔" جواباً رابعہ نے شرارتاً کہا۔

"وہ تو میری جان مشکل لگتا ہے اب تمہاری رخصتی والے دن ہی ان کا دیدار کرپاؤں گی۔"

"ناامید مت ہو کسی دن خصوصی طور پر ملواؤں گی ان سے۔" دونوں مزید بھی کچھ کہہ رہی تھیں مغرب کے اندھیرے میں دونوں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ابوبکر خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

دروازہ کھلا ہوا تھا اندر جا کر اس نے دروازہ بند کرلیا تھا۔ دونوں کافی دیر تک چہکتی رہی تھیں۔ پوری چھت پر

ان کی باتوں کی آواز ہنسی کی جھنکار گونج رہی تھی۔ ہادیہ نے وقت دیکھا تو اسے جانے کی جلدی ہوئی۔ وہ رابعہ کے ساتھ نیچے چلی آئی تھی۔

"اس وقت چائے کیوں بنا رہی ہیں کھانے کے بعد میں خود بنا لیتی۔" اس کو شرمندگی ہوئی بھابی سارا دن گھر کے کام کرتی تھیں اور کچن بھی دیکھتی تھیں وہ آج کل گھر میں تھی تو ان کا ہاتھ بٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا ابوبکر آیا ہے اس کو چائے چاہیے تھی۔" بھابی نے بتایا تو وہ چونکی۔

"ارے...... وہ آگئے...... کب؟"

"تقریباً آدھ گھنٹہ ہوا ہے اوپر ہی گئے ہیں کیوں تم دونوں سے نہیں ملے۔" رابعہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"یقیناً کمرے میں چلے گئے ہوں گے۔" بھابی نے کہا تو اسے شرمندگی ہونے لگی۔

وہ دونوں نجانے کیا کیا باتیں کرتی رہی تھیں ان کا تو والیوم بھی کافی ہائی تھا۔ نجانے ابوبکر نے کیا کیا سنا ہوگا۔

"تم یہ چائے ابوبکر کو دے آؤ کھانا پکنے میں ابھی کچھ وقت ہے۔" بھابی نے چائے ٹرے میں رکھ کر کہا تو وہ اپنا دوپٹا درست کرتی ٹرے لے کر اوپر آ کر ابوبکر کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔

"لیس کم ان۔" ابوبکر نے کہا تو وہ اندر داخل ہوئی۔ ابوبکر کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑا تھا۔ اس کھڑکی کا رخ چھت کے اس جانب تھا جہاں وہ کچھ دیر قبل ہادیہ کے ساتھ چہل قدمی کرتے اونچے اونچے قہقہے لگاتے نجانے کیا کیا بات کر رہی تھی۔ غیر اخلاقی تو کوئی بات نہیں کی مگر وہ پھر بھی اپنی جگہ چور سی بن گئی تھی۔

"السلام علیکم۔" اس نے کپ ابوبکر کی طرف بڑھایا۔

"وعلیکم السلام کیسی ہیں؟" کپ لے کر کھڑکی سے ہٹ کر وہ بستر کی طرف آ گیا۔

"اللہ کا شکر ہے اور آپ ٹھیک ہیں۔" اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"جی۔" مختصر کہہ کر اس نے چائے کا سپ لیا۔

"میں جب یہاں آیا تو آپ کسی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھیں میں نے ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا سو خاموشی سے کمرے میں چلا آیا۔" ابوبکر نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تو وہ مطمئن ہوئی۔

"جی بس غلطی ہی نہیں ہو سکا ورنہ میری دوست کو آپ سے ملنے کا بہت شوق ہے اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ آ چکے ہیں تو میں آپ سے ملوا دیتی۔" اس نے نارمل سے انداز میں بتایا۔

"اوکے کوئی بات نہیں پھر سہی نیکسٹ ٹائم صحیح۔ ویسے آپ کی دوست کا کیا نام ہے؟" یونہی سرسری سے انداز میں ابوبکر نے پوچھا۔

"ہادیہ میری بہت اچھی دوست ہے کالج لیول میں دوستی ہوئی تھی کافی اچھی فیملی سے ہے میرے ساتھ ہی سر عباس کے آفس میں جاب کرتی ہے۔" اس نے تفصیلاً بتایا...... ابوبکر نے محض سر ہلایا تھا انداز پرسوچ تھا۔

"آپ کا ٹور کیسا رہا؟" اس نے پوچھا۔

"بہت اچھا۔"

"سہیل کب آ رہا ہے؟" اس نے مزید پوچھا۔

"پرسوں کی فلائٹ ہے۔"

"فیضان ماموں آ گئے؟" چائے کا کپ خالی کرتے اس نے پوچھا۔

"نہیں بس آنے ہی والے ہیں۔" خالی کپ ٹرے میں رکھتے اس نے کہا۔

وہ کپ لے کر چلی گئی تھی ابوبکر خاموشی سے اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔ نجانے کیوں اس کے کانوں میں کسی کے قہقہوں کی گونج ابھی بھی سنائی دے رہی تھی خوب صورت دلکش انداز......

❁......❁❁......❁

بابا صاحب کی طبیعت اب سنبھل رہی تھی لیکن ان کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہ اب حواس میں تھے سب ہی کو دیکھتے تھے لیکن بات نہیں کرتے تھے جو بھی خیریت پوچھنے آ رہا تھا وہ محض سر ہلا رہے تھے۔

مصطفیٰ اسپتال آیا تو وہاں موجود سجاد اور شاہ زیب صاحب گھر چلے گئے تھے۔ بابا صاحب عجیب سی بے چینی محسوس کر رہے تھے۔ بار بار چونک کر اٹھ جاتے تھے اس وقت رات کا پہر تھا وہ سوئے ہوئے تھے۔ مصطفیٰ جو اپنے ساتھ کوئی فائل لے آیا تھا اس نے فائل بند کرکے ان کو دیکھا وہ کچھ بڑبڑا رہے تھے۔

"نہیں...... نہیں......" مصطفیٰ فوراً ان کے قریب ہوا تھا۔ بابا صاحب نے ایک دم آنکھیں کھول دی تھیں۔ ان کا چہرہ پسینے سے تر تھا یقیناً انہیں پھر کوئی خواب آیا تھا۔

"بابا صاحب......" مصطفیٰ جھک کر پکارا۔ انہوں نے خالی خالی نظروں سے مصطفیٰ کو دیکھا ہر قسم کی پہچان سے عاری آنکھیں، چہرے کے علاوہ جسم پر ایک کپکپی سی طاری تھی۔

"بابا صاحب آپ ٹھیک ہیں؟" مصطفیٰ نے انہیں پکارا وہ چونکے۔ سر گھما کر ارد گرد دیکھا اور پھر انہوں نے آنکھیں میچ لی تھیں۔ اس بار ان کی آنکھوں میں ہلکی سی شناسائی کی لہر موجود تھی۔ وہ کچھ دیر تک اسی طرح لیٹے گہرے گہرے سانس لیتے رہے ان کا جسم لرز رہا تھا چہرہ پسینے سے تر تھا۔ مصطفیٰ کے اندر تشویش جاگی تھی۔ اس نے ان کی حالت سے گھبرا کر انٹر کام اٹھایا اور فوراً ڈاکٹرز سے رابطہ کرنے کا تھا۔

"مصطفیٰ......" بابا صاحب کی کپکپاتی آواز ابھری تو مصطفیٰ نے فوراً انٹر کام کا ریسیور رکھ کر ان کو دیکھا۔

"جی بابا صاحب......"

"بعض گناہ ایسے کیوں ہوتے ہیں جو عمر بھر کسی سائے کی طرح ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے۔" لرزتی روتی آواز تھی۔ مصطفیٰ فوراً ان کے پاس بیٹھ گیا اور ان کا ہاتھ محبت سے تھام لیا۔ وہ یقیناً اس وقت خواب کے بعد والی مخصوص کیفیت میں تھے۔ وہ سب اچھی طرح جانتے تھے کہ اکثر خواب سے ڈر جانے کے بعد وہ ساری ساری رات مصلے پر گزار دیتے تھے بے تحاشا رو دیتے تھے۔ مصطفیٰ کے پاس ان کے سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔

"پانی پئیں گے......" ان کے چہرے پر موجود پسینے کے قطروں کو دیکھتے مصطفیٰ نے پوچھا۔

"میں ایک عرصے سے اللہ کے سامنے رو رہا ہوں گڑگڑا رہا ہوں مگر اس کے در سے معافی کا حکم نہیں ملتا۔" مصطفیٰ کے سوال کے جواب میں انہوں نے آنکھیں کھول کر کہا تو آنسو ان کے جھریوں زدہ چہرے پر پھیل گئے تھے۔

"آپ خواب میں ڈر گئے ہیں۔" مصطفیٰ نے انہیں بتایا تو انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں......" بہت شدت تھی ان کے انکار میں۔ "یہ خواب نہیں تھا یہ تو وہ گناہ تھا جو ایک عرصے سے میرے پیچھے کسی آسیب کی طرح لگا ہوا ہے۔ میں روتا ہوں...... گڑگڑاتا ہوں لیکن اس گناہ سے مجھے معافی نہیں ملتی۔" مصطفیٰ نے بغور ان کو دیکھا۔

اس نے ہمیشہ سنا تھا کہ ایسے خوابوں کے بعد وہ ہمیشہ بہکی بہکی باتیں کیا کرتے تھے گناہ ثواب غلطی پچھتاوے کی لیکن مصطفیٰ آج پہلی دفعہ ان کو اس کیفیت میں دیکھ رہا تھا لیکن یہ الفاظ کوئی مجذوب کیفیت والا انسان ادا نہیں کر سکتا۔

"شاہ زیب مجھے سائیکاٹرسٹوں کے پاس لے کر بھاگتا رہا اور میں ان سے بھاگ کر اپنے گناہوں پر پردے ڈالتا

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

رہا۔" اب کی بار ان کی آواز میں کوئی لڑکھڑاہٹ نہ تھی' مصطفیٰ نے بغیر ٹوکے ان کو سنا تھا۔

"لیکن میں تھک چکا ہوں' میں پچھتاووں کی آگ میں جل جل کر راکھ ہو گیا ہوں' میرے دل کا بوجھ مجھ سے مزید سہا نہیں جا رہا۔ میں کسی اپنے کے سامنے رونا چاہتا ہوں۔" وہ کہتے کہتے پھر شدت سے رو دیئے تھے' مصطفیٰ خاموشی سے ان کو دیکھتا رہا۔ وہ کافی دیر تک روتے رہے تھے اور جب روتے روتے تھک گئے تو انہوں نے مصطفیٰ کو دیکھا۔

"یہ پانی پی لیں۔" مصطفیٰ نے گلاس میں پانی انڈیل کر ان کے ہونٹوں سے لگا دیا۔ انہوں نے پانی پیا اور پھر مصطفیٰ کو دیکھا۔

"تابندہ کا کچھ پتا چلا؟" کچھ پل سنبھلنے کے بعد انہوں نے پوچھا...... مصطفیٰ نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"اس کو تلاش کرو وہ بہت کچھ جانتی ہے' اسے علم ہے میری ندامت کی کہانی اسے تلاش کروا دو بیٹا!" بابا صاحب اس کے دونوں ہاتھ تھام کر بڑے عاجزانہ انداز میں کہہ رہے تھے۔

"میں کوشش کر رہا ہوں لیکن ان کا کچھ پتا نہیں چل رہا۔ حماد کے والد کا جو شناختی کارڈ تھا اس ایڈریس پر بھی پتا کیا لیکن کوئی مثبت جواب نہیں ملا۔" مصطفیٰ نے سنجیدگی سے بتایا تو انہوں نے گہرا سانس لیا۔

"میرے پاس اس کی کال آئی تھی۔" انہوں نے کہا تو مصطفیٰ چونکا۔

"کب......؟" اس نے بے قراری سے پوچھا لیکن انہوں نے جیسے اس کا سوال سنا ہی نہ تھا۔

"وہ میری حویلی میں اتنا عرصہ رہی اور میں اسے پہچان بھی نہ سکا۔ میں بھلا کیسے پہچانتا ہے میں نے تو اسے کبھی زندگی میں دیکھا ہی نہ تھا۔ وہ ساری عمر میری حویلی میں رہی اور میں غافل رہا' کم از کم کوئی تو تھا جس کے سامنے میں اپنا اعتراف گناہ کر سکتا تھا۔" وہ پھر رونے لگے تھے۔ مصطفیٰ نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر خاموش ہو گیا۔

وہ چاہتا تھا کہ بابا صاحب خود کہیں' اپنے دل کی بھڑاس نکال لیں۔ ان کی باتوں سے اسے لگ رہا تھا کہ جیسے یہاں کوئی بہت بڑی کہانی ہے جو مصطفیٰ کو حیران کر دینے والی ہے۔

"کیسا گناہ بابا صاحب؟" وہ مسلسل خاموش رہے تو مصطفیٰ نے پوچھا۔

"بہت طویل کہانی ہے' کہاں سے شروع کروں۔" ان کا انداز خود کلامی کا سا تھا۔ انہوں نے پھر کچھ بتانا شروع کر دیا تھا اور مصطفیٰ تمام تر توجہ لیے ان کی لرزتی آواز سے ادا ہونے والے الفاظ سے اپنی سماعت کو منور کرتا جا رہا تھا۔

❀......❀❀......❀

وہ سو چکی تھی میڈیسن کا اثر تھا لیکن آدھی رات کو ایک دم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی' وہ پسینے سے تر تھی۔ اسے لگا کہ جیسے وہ کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ رہی تھی۔ بڑی عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی اس کی اس نے تیزی سے اٹھ کر سائیڈ لیمپ روشن کیے تھے لیکن اس مدہم تاریکی سے بھی دم گھٹنے لگا تو اس نے بستر سے اتر کر کمرے کی تمام لائٹس روشن کر لی تھیں۔

سائیڈ ٹیبل پر میڈیسن کے ساتھ ساتھ جگ اور گلاس بھی تھا اس نے پانی پیا تو دل کو کچھ تسلی ہوئی۔ وہ بستر کے کنارے بیٹھ کر گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ وقت دیکھا رات کا ایک بج رہا تھا' وہ یاد کرنے لگی۔ وہ مصطفیٰ کے گھر سے واپسی کے بعد سیدھی اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔ وہ سارا دن پہلے اسپتال اور پھر شہوار کے ہاں بیٹھی رہی تھی' تھکن ہو رہی تھی۔ میڈیسن کھاتے ہی وہ سو گئی تھی اس کی ذہنی کنڈیشن کے سبب شاید ڈاکٹر نے نیند کی گولی بھی شامل کر دی تھی سو نیند آ گئی تھی اور اب ایک دم آنکھ کھلی تھی۔

اسے یاد آیا وہ سونے سے پہلے حماد کے بارے میں سوچ رہی تھی اور اس وقت نیند میں بھی وہ اسی کے ساتھ کھڑی تھی اور وہ اس سے اپنی محبت کا اقرار کر رہا تھا' اس کا دماغ دکھنے لگا۔ اس نے سائیڈ ٹیبل کی طرف دیکھا اس کا بیگ پڑا ہوا تھا۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

اس نے وہ اٹھالیا اندر سے موبائل نکال کر اس کو آن کیا موبائل آن کرنے کے بعد ایک دم دس بارہ میسج ریسیو ہوئے تھے کاشف کے میسجز تھے۔

''تم کال پک کیوں نہیں کر رہی؟'' اس نے میسج کھولا تو پہلا میسج اس کا منہ چڑا رہا تھا انا نے غصے سے ڈیلیٹ کر دیا۔

''تم اگر موبائل بند کر کے یا مجھے نظر انداز کر کے سمجھ رہی ہو کہ مجھے دھوکہ دے لوگی تو اچھی طرح سمجھ لو میں تمہیں اس قابل نہیں چھوڑوں گی کہ تم کسی کو منہ دکھا سکو۔'' یہ دوسرا میسج تھا اس نے وہ بھی ڈیلیٹ کر دیا تھا۔

''تمہیں جو کام کہا ہے اس کو کب مکمل کرو گی۔ دیکھو!! جتنی بھی تاخیر کرو گی تمہارے لیے اتنا ہی بُرا ہوگا' رپلائی دی۔'' انا نے وہ میسج بھی ڈیلیٹ کر دیا اور پھر ایک دم بہت جنون میں اس نے باقی سارے میسجز بغیر پڑھے ڈیلیٹ کر دیے تھے۔ میسجز ڈیلیٹ کرنے کے بعد اس نے ریسیو کالز' ڈائل نمبرز اور مس کالز چیک کی تھیں' بھی ڈیلیٹ کرتے وہ ایک پل کو ٹھٹکی تھی۔

کاشف کے نمبر کے علاوہ ڈائیلڈ نمبر میں ایک اور نمبر بھی تھا۔ یہ نمبر مصطفیٰ کے گھر سے واپسی پر اس نے حماد سے لیا تھا اور جب اس نے حماد سے کہا تھا کہ مجھے آپ کا موبائل نمبر چاہیے تو وہ ایک دم حیران ہوا تھا اور پھر بغیر کسی سوال و جواب کے اس نے فوراً نمبر دیا تھا جو اس نے اپنے موبائل پر ڈائل کر کے کال کاٹ دی تھی اور اب وہ نمبر اس کے سامنے تھا۔

وہ کتنی دیر اس نمبر کو دیکھتی رہی نمبر لیتے وقت اس کے ذہن میں کوئی بھی بات نہ تھی لیکن اب نمبر کو دیکھنے کے بعد دل و دماغ میں طرح طرح کے خیالات آرہے تھے۔ انا نے سنجیدگی سے نمبر کو دیکھا تھا اور پھر گہرا سانس لیتے اس نے اس نمبر کو حماد کے نام سے سیو کیا تھا جب اس نے نمبر لیا تھا تو ویسے ہی سیو کیا تھا اب اس نے نام ایڈ کیا تھا۔ نام ایڈ کرنے کے بعد اس نے وقت دیکھا تھا ڈیڑھ بج رہا تھا۔ اس نے کال ملائی' کچھ دیر بعد اس کی کال پک کر لی گئی تھی۔

''ہیلو......''

''السلام علیکم!'' انا نے جھجکتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام!'' دوسری طرف انجان نمبر دیکھ کر آواز میں حیرت پیدا ہوئی تھی۔

''حماد صاحب بول رہے ہیں؟'' اس نے پوچھا۔

''جی لیکن آپ کون؟'' انا نے ایک گہرا سانس لیا۔

''میں انا بات کر رہی ہوں' انا وقار احمد۔'' انا نے سنبھل کر کہا۔

''انا......'' دوسری طرف رات کے اس پہر غیر متوقع بندے کا نام سن کر وہ واقعی حیرت زدہ رہ گیا تھا۔

''آپ اس وقت...... خیریت......؟'' وہ بہت حیرانی سے پوچھ رہا تھا۔

''ایم سوری آپ کو ڈسٹرب کیا اگر آپ سو رہے ہیں تو میں کال بند کر دیتی ہوں۔'' انا نے آہستگی سے کہا۔

''ارے نہیں اب ایسی بھی بات نہیں آپ کے لیے تو میں ہر طرح سے وقت نکال سکتا ہوں۔''

''آپ کی نیند ڈسٹرب کر دی میں نے؟'' انا کو شرمندگی ہونے لگی کہ اسے اس وقت کال نہیں کرنی چاہیے تھی۔

''ارے نہیں' یہاں سب ہی جمع ہیں تو بیٹھے گپ شپ لگا رہے تھے۔''

''کیا آپ سائیڈ پر ہو کر میری بات سن سکتے ہیں' دراصل میں نہیں چاہتی کہ کسی کو علم ہو کہ میں نے آپ کو کال کی ہے۔'' اس نے مزید کہا تو دوسری طرف حماد چونکا۔

''میں آپ کی کال سن کر بہت حیران ہوں۔'' کچھ توقف کے بعد حماد نے کہا تو اس نے گہرا سانس لیا' وہ سمجھ سکتی تھی کہ کیوں حیران ہو رہا ہے۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

’’میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔‘‘ اس نے مزید کہا۔

’’جی......؟‘‘

’’کل تین بجے......‘‘ اناٰ نے سنجیدگی سے کہا۔ ’’کیا آپ مل سکتے ہیں مجھ سے؟‘‘ دوسری طرف کی خاموشی محسوس کر کے اس نے پھر کہا تو اس نے ہامی بھر لی۔

’’جی بالکل میں حاضر ہو جاؤں گا لیکن ملنا کہاں ہوگا؟‘‘

’’ہمارے گھر کی طرف جو پارک ہے ادھر آ جایئے گا۔‘‘ اناٰ کی وہی سنجیدگی تھی۔

’’کیا میں اس ملاقات کی وجہ جان سکتا ہوں؟‘‘ حماد از حد حیرانی میں تھا سو ایسے سوال فطری تھے۔

’’کل جب ملاقات ہوگی تو خود بخود آپ کو علم ہو جائے گا۔‘‘ اناٰ کے لہجے میں ابھی بھی وہی سنجیدگی تھی وہی بے لچک انداز۔

’’جی ٹھیک ہے میں پہنچ جاؤں گا۔‘‘ حماد نے ہامی بھری تھی۔

’’او کے اللہ حافظ۔‘‘ اناٰ نے فوراً کال کاٹ دی۔

موبائل سائیڈ پر ڈالتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔ اس کے ہاتھ لرز رہے تھے اس کے وجود میں ایک دم بے پناہ کمزوری و نقاہت در آئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں نمی پیدا ہوگئی تھی اور پھر یہ نمی اس کے چہرے پر پھسلتی چلی گئی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ رو رہی ہے اور جانتی تھی کہ کیوں رو رہی ہے لیکن اس کے باوجود اس کا ضمیر اسے بے پناہ ملامت کر رہا تھا۔

اس کے سینے میں مقید دل سینے کی دیواروں میں ایک دم پھڑ پھڑانے لگا تھا لیکن اس سب کے باوجود اس نے اپنے دل کی طرف سے رخ موڑ لیا تھا۔ وہ اب دل کی کوئی بات نہیں سننا چاہتی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ آج کی رات ماتم کی ہے اور پھر بے اختیار روتے روتے وہ خود کو دل کے اس ماتم میں شامل ہونے سے نہ روک پائی تھی۔

◉......✿✿......◉

مصطفیٰ گھر آیا تو شہوار کالج جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ بابا صاحب کی طبیعت کافی سنبھل چکی تھی تو امید تھی کہ وہ ایک دو دن تک گھر آ جائیں گے۔ مصطفیٰ نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل اور موبائل بستر پر رکھا اور خود از حد نڈھال انداز میں بستر پر گر گیا تھا۔ آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر بال سنوارتی شہوار نے مصطفیٰ کے انداز کو نوٹ کیا تھا۔ وہ پلٹ کر مصطفیٰ کی طرف آئی۔

’’کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے۔‘‘ وہ مصطفیٰ کے پاس بیٹھ گئی تھی انداز میں فکر مندی اور محبت تھی۔ اپنی آنکھوں کو انگلیوں سے مسلتے مصطفیٰ نے اسے دیکھا اور مسکرایا۔

’’ہاں ٹھیک ہوں بس تھکن ہو رہی ہے۔‘‘ تین چار دن سے وہ مسلسل دن رات جاگ رہا تھا۔ دن میں آفس بھاگ دوڑ اور پھر رات میں اسپتال وہ انسان تھا اثر تو ہونا تھا۔

شہوار نے مصطفیٰ کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا حرارت تو نہیں تھی لیکن تھکن صاف دکھائی دے رہی تھی مصطفیٰ نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔

’’لگتا ہے ساری رات جاگتے رہتے ہیں۔‘‘ مصطفیٰ کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے اس نے محبت سے کہا تو مصطفیٰ نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ وہ فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ خوب صورت چہرے پر بالوں کی لٹیں رقصاں تھیں۔ تراشا ہوا متناسب جسم اس وقت دو پٹے سے بے نیاز بالوں کی سیاہ گھٹا میں چھپا ہوا تھا۔

’’ہاں بابا صاحب کی طبیعت رات بھر خراب رہی۔‘‘ اس نے کہا تو شہوار کو تشویش لاحق ہوئی۔

"لیکن رات میں آنٹی اور انکل کہہ رہے تھے کہ وہ اب پہلے سے بہتر ہیں۔" لہجے میں تشویش تھی۔

"ہاں بہتر تو وہ ہیں لیکن وہی خواب کا سلسلہ۔" شہوار نے گہرا سانس لیا۔

یہ سلسلہ تو بابا صاحب کی زندگی کا لازمی جزو بن چکا تھا اس پر بھلا کیا کہتی۔

"آپ فریش ہو جائیں سب ہی ناشتا کر رہے ہیں آپ بھی کرلیں۔" شہوار نے توجہ سے بھرپور لہجے میں کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"ابھی ناشتے کا موڈ نہیں ہو رہا۔" مصطفیٰ نے نفی میں سر ہلا کر پھر سے آنکھیں موند لی تھیں۔ شہوار نے وقت دیکھا ابھی ناشتا کرنا تھا پھر کالج کے لیے نکلنا' کچھ وقت تھا اس کے پاس۔

"آپ آفس سے آج آف کرلیں اس طرح دن رات مسلسل کام کریں گے تو صحت متاثر ہوگی۔" شہوار کے لہجے میں فکر مندی تھی۔

"ہاں میں بھی سوچ رہا ہوں۔" آنکھیں بند کیے ہی مصطفیٰ نے جواب دیا۔ شہوار کو ایک دم احساس ہوا کہ اس وقت مصطفیٰ کے انداز میں پہلے والی گرم جوشی مفقود ہے۔ پچھلے تین چار دن سے اس کی مصطفیٰ سے بہت سرسری سے بات چیت ہو رہی تھی بس سلام دعا کھانے پینے یا کمرے میں آتے جاتے تک سے احوال۔

"میں کالج سے چھٹی کر لیتی ہوں۔" اس نے کہا تو مصطفیٰ نے کوئی رسپانس نہیں دیا بلکہ اسی طرح لیٹا رہا تھا۔

"مصطفیٰ....." اس نے تھوڑا جھک کر مصطفیٰ کو پکارا تو مصطفیٰ نے بغیر آنکھیں کھولے ہی سر ہلا دیا۔

"ہوں....."

"میں چھٹی کرلوں نا؟" اس نے پھر کہا۔

"مرضی ہے تمہاری۔" مصطفیٰ کی توجہ اس کی طرف شاید نہیں تھی سو جواب بھی ایسا ہی تھا شہوار کو بڑا تعجب ہوا۔ وہ مصطفیٰ کے سامنے چھٹی کر لینے کا ذکر کر رہی تھی اور مصطفیٰ کا ری ایکشن نارمل ہی تھا۔

"کیا بات ہے طبیعت زیادہ خراب ہے؟" اس نے بہت سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہوں۔"

"لگ تو نہیں رہا۔" اس نے اب کی بار کچھ تیزی سے کہا تھا۔ مصطفیٰ نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔

"بس تھکن ہے ایک دو گھنٹہ ریسٹ کروں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔" اس کے بعد آفس چلا جاؤں گا۔ تم بھی چھٹی مت کرو خوامخواہ تمہارا حرج ہو رہا ہے۔" مصطفیٰ نے کہا تو شہوار نے گہرا سانس لیا۔

"پھر میں بھی لیٹ جاؤں گی' آپ جائیں گے تو مجھے ڈراپ کر دیجیے گا۔" مصطفیٰ کا سر سرہانے پر منتقل کرتے اس نے کہا۔

"ناشتا تو آپ لیٹ کریں گے میں آپ کے لیے چائے لاتی ہوں۔" وہ اٹھنے لگی تو مصطفیٰ نے ہاتھ پکڑ لیا۔

"بیٹھو نا ابھی کچھ بھی کھانے پینے کا موڈ نہیں۔ اتنے دنوں بعد یوں بیٹھنے کا موقع ملا ہے' کچھ دیر تو رکو۔" وہ جو سمجھ رہی تھی کہ مصطفیٰ کے لہجے میں توجہ ہے تو فوراً مسکرائی۔

"کچھ زیادہ جلدی خیال نہیں آ گیا آپ کو میرا؟" مسکرا کر طنزیہ انداز میں کہا تو مصطفیٰ مسکرایا' ہاتھ پر دباؤ ڈال کر واپس قریب بٹھا لیا۔

"تمہیں بھی شکوہ کرنے کا کچھ جلدی خیال نہیں آ گیا؟" بغور دیکھا' انداز شرارتی تھا۔ شہوار کے رخساروں پر سرخی سی چھلک پڑی تھی۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

"آپ کے پاس وقت ہی کب ہوتا ہے کہ میں کوئی شکوہ بھی کروں۔ ہر وقت آفس اور اگر تھوڑا بہت وقت بچ جائے تو وہ اپنی فائلز، لیپ ٹاپ یا پھر کسی اور کام میں لگا دیتے ہیں۔" اس نے آہستگی سے کہا تو مصطفیٰ ہنس دیا۔

"اتنے دنوں میں پہلی بار بیوی والے روپ میں نظر آرہی ہو یعنی تمہارا یہ روپ و انداز دیکھنے کے لیے مجھے اب کچھ زیادہ ہی مصروف رہنا پڑے گا۔" مصطفیٰ کے انداز میں شرارت تھی اس نے گھورا۔

"ایسا سوچئے گا بھی نہیں۔" لہجے میں پیار بھری دھونس تھی مصطفیٰ ہنسا۔

"ورنہ کیا......؟" مصطفیٰ چھیڑ رہا تھا۔ شہوار نے آگے پڑے بالوں کو پیچھے کیا تھا۔

"ورنہ میں جوابی کارروائی کروں گی تو آپ کو لگے گا کہ میں بدلہ لے رہی ہوں۔" مصطفیٰ مسکرایا۔

شہوار سے ہلکے پھلکے انداز میں اس طرح چھیڑ چھاڑ کرتے اسے قدرے ریلیف محسوس ہو رہا تھا ورنہ اسپتال سے واپسی پر لگ رہا تھا کہ ذہن و دل پر منوں بوجھ ہے جو اس کے اعصاب کو مسلسل چھیڑ رہا ہو۔

"مثلاً کیا کرو گی؟"

"میں بھی اپنی اسٹڈی میں مصروف ہو جاؤں گی۔"

"وہ تو اب بھی ہو۔" اس کے بالوں کی لٹ کو انگلی پر لپیٹتے مصطفیٰ نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن آپ سے کم ہی ہوں۔" اس نے کہا تو مصطفیٰ مسکرایا۔ اس کا ہاتھ ہاتھ میں لے کر نرمی سے سہلاتے وہ کچھ سوچنے لگا تھا۔

"بوا جی نے دوبارہ کوئی رابطہ کیا؟"

"نہیں۔" تابندہ کے ذکر پر وہ ایک دم افسردہ سی ہوئی تھی۔

"بوا جی نے بتایا تھا کہ تمہارے فادر ان کے خالہ زاد تھے۔"

"جی!"

"انہوں نے اس سب کے علاوہ بھی اور کچھ بتایا؟" مصطفیٰ نے اس کا چہرہ بغور دیکھتے پوچھا تو وہ چونکی۔

"مثلاً؟"

"یہ کہ تمہارے فادر کا خاندان ان کی فیملی......"

"یہی تو اصل مسئلہ تھا کبھی بھی مجھے انہوں نے یہ سب نہیں بتایا جب بھی پوچھا انہوں نے کہا کہ وہ ایک عزت دار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے کسی عام خاندان سے نہیں ہوں لیکن مجھے انہوں نے تفصیل کبھی بھی نہ بتائی۔" شہوار نے کہا تو مصطفیٰ کچھ سوچنے لگا۔

"کیا بات ہے آپ کچھ پریشان ہیں؟" مصطفیٰ کی خاموشی پر اس نے چند لمحے بعد پوچھا مصطفیٰ نے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔

"بس ویسے ہی کچھ سوچ رہا تھا۔" مصطفیٰ نے کہا۔

"کیا؟" مصطفیٰ نے سر جھٹکا۔

"چھوڑو آج آفس میں کچھ بہت ضروری کام ہے تھوڑی دیر ریسٹ کرلوں پھر نکلتا ہوں امجد خان انتظار کر رہا ہوگا۔" کہہ کر وہ آنکھیں بند کر گیا تھا۔ شہوار کا ہاتھ ہنوز اس کے ہاتھ میں تھا جو اس نے اپنے سینے پر رکھ لیا تھا شہوار نے خاموشی سے اسے دیکھا تھا اور پھر کوئی سوال نہ کیا۔

❁......❁❁......❁

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

آج اس کی طبیعت کافی بہتر تھی ماما بوتیک چلی گئی تھیں۔ وہ کمرے سے نکل کر روشی کے پاس بیٹھی رہی تھی۔ ماموں گھر پر تھے جبکہ باقی تینوں افراد آفس۔ ڈھائی کا وقت ہوا تو وہ اپنے کمرے سے نکلی تھی لباس بدل چکی تھی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں ہینڈ بیگ تھا وہ لاؤنج میں آئی تو روشی اسے دیکھ کر چونکی۔

"میں قریبی پارک میں جا رہی ہوں۔" اس کے چونکنے پر اس نے بتایا۔

"خیریت؟"

"یونہی دل کر رہا ہے باہر نکلنے کو۔" اب بھی انداز سنجیدہ تھا۔

"اکیلی جاؤ گی؟" روشی نے پوچھا۔

"کالج بھی تو اکیلی ہی جاتی ہوں۔" جواب موجود تھا۔

"لیکن یہ پارک جانے کا وقت تو نہیں۔" روشی نے کہا تو اس نے گہرا سانس لیا۔

"دل کے چاہنے کا کوئی وقت نہیں ہوتا' جب دل کیا تب جا سکتا ہے انسان۔" روشی نے بہت حیرت سے انا کو دیکھا۔ اس وقت اسے انا بہت بدلی بدلی سی لگی تھی۔

"بابا کو لے جاؤ۔" وہ جانے لگی تو روشی نے کہا۔

"وہ آرام کر رہے ہیں میں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی۔ ویسے بھی میں اکیلی جانا چاہتی ہوں' ڈرائیور کو لے جاؤں گی' ڈونٹ وری۔" وہ کہہ کر نکل آئی تھی۔ اس نے منصور خان سے ڈرائیونگ سیکھی تھی لیکن ماما پاپا کی طرف سے ڈرائیو کرنے کی اجازت نہ تھی اس نے منصور خان کو گاڑی نکالنے کو کہا۔

بیس منٹ کی ڈرائیو تھی' وہاں پہنچ کر اس نے ڈرائیور کو بھیج کر خود ہی واپس آنے کا کہہ دیا تھا۔ وہ پارک میں بینچ پر بیٹھ گئی تھی۔ حماد پورے تین بجے پارک میں تھا۔ اس نے کال کر کے پوچھا تو اس نے اسے وہاں پہنچنے کا کہا جہاں وہ موجود تھی۔ اگلے پانچ منٹ میں وہ اس کے سامنے تھا۔

"السلام علیکم!" حماد کا انداز پرجوش تھا۔ انا نے سر ہلایا۔ وہ واپس بینچ پر بیٹھ گئی تھی دوسرے کنارے پر حماد بھی بیٹھ گیا تھا۔

"کیسی ہیں آپ؟" حماد نے پوچھا تو اس نے پھر اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ مجھ سے کیوں ملنا چاہتی تھیں؟" کچھ توقف کے بعد انا کی خاموشی محسوس کر کے حماد نے ہی گفتگو کا آغاز کیا۔

"کل آپ نے جو کچھ کہا اس میں کتنے فیصد سچ ہے؟" سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے اس نے پوچھا۔

"سو فیصد...... میں نے جو کچھ کہا وہ حرف بحرف آپ کو کہہ دیا۔" انا نے اسے دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں؟" انداز سنجیدہ تھا' حماد مسکرایا۔

"بالکل......"

"آپ محبت میں جان کی بازی لگانے کے قائل ہیں؟" عجیب سا سوال تھا' وہ چونکا۔

"میں سمجھا نہیں؟"

"آپ میرے لیے کیا کر سکتے ہیں؟" انا نے آسان لفظوں میں اپنے الفاظ کی وضاحت چاہی۔

"جو آپ کہیں؟" وہ انا کو سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا مجھ سے شادی کر سکتے ہیں؟"

"کیا......؟" وہ شدید حیران ہوا۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

''بہت آسان سا سوال ہے فلرٹ کرنے کی آفر نہیں کی محبت کرتے ہیں تو کیا شادی کریں گے مجھ سے۔'' انا کا وہی انداز تھا وہ حیرت سے گنگ رہ گیا تھا۔

''لیکن آپ کی تو منگنی ہوچکی ہے۔'' اس نے اپنی حیرت پر قابو پا کر کہا۔

''میں وہ منگنی توڑ چکی ہوں۔'' انا چہرہ موڑ کر پارک میں آتے جاتے لوگوں کو دیکھنے لگی تھی۔

''کیوں؟''

''ولید اور میرے مزاج میں بہت فرق تھا میں ان کے ساتھ نہیں چل سکتی۔''

''لیکن وہ تو بہت ہی پرفیکٹ انسان ہیں میں تو ان کے پاسنگ بھی نہیں ہوں۔''

''مجھے کسی بھی پرفیکٹ انسان سے شادی نہیں کرنی' مجھے اپنے جیسے نارمل انسان سے شادی کرنی ہے۔'' وہ جیسے ہر سوال کا جواب سوچ کر آئی تھی۔

''آپ بتائیں آپ کو میرا پروپوزل قبول ہے یا نہیں؟'' اس نے پھر لوگوں سے نظریں ہٹا کر حماد کو دیکھا۔ وہ الجھن کا شکار نظر آ رہا تھا۔

''لیکن آپ کی فیملی......؟'' اس نے کہنا چاہا انا نے فوراً بات کاٹ دی۔

''میری فیملی میرا مسئلہ ہے۔'' دوٹوک انداز تھا۔ ''آپ بتائیں ہاں یا نہیں؟'' قطعی انداز تھا۔

''ہاں لیکن......؟'' وہ پھر جھجکا۔

انا نے چند پل اسے دیکھا شاید وہ اپنے لیکن کی وضاحت کرے لیکن وہ خاموش ہی رہا تھا۔

''لیکن......؟'' اس نے خود پوچھا۔ ''آپ مجھ سے شادی کیوں کرنا چاہتی ہیں۔'' وہ ایک عقل مند انسان تھا اس کے پروپوزل پر اس نے اپنے حواس نہیں گنوائے تھے ایک معقول سوال کیا تھا۔

''اس لیے کہ مجھے آپ اچھے لگے ہیں۔'' حماد کی طرف دیکھے بغیر سر جھکا کر اس نے کہا۔

''میں کافی عرصے سے یہ منگنی ختم کرنا چاہتی تھی میں اس شادی کے حق میں نہ تھی یہ میرے بڑوں کا فیصلہ تھا۔ تمہاری شادی پر آپ سے ملاقات ہوئی' آپ اچھے لگے اس کے بعد ہی میں نے اب منگنی ختم کردی تھی۔ کل جب آپ نے وہ سب کہا تو مجھے لگا جیسے قدرت نے مجھے ایک راہ دکھائی ہے' آپ پر کوئی پابندی نہیں آپ چاہیں تو اس پروپوزل سے انکار کرسکتے ہیں۔'' انا نے سر جھکائے کہا۔

حماد کے چہرے پر ایک دم اطمینان کی کیفیت پیدا ہوئی تھی' ایک خوب صورت من چاہی لڑکی کے منہ سے اپنے لیے پسندیدگی کے الفاظ سنا وہ واقعی سب باتیں بھول گیا تھا ایک دم پرجوش ہوا۔

''اوکے...... مجھے پروپوزل قبول ہے۔'' اس کے الفاظ پر انا کچھ پل ساکت ہوئی اور پھر کچھ پل بعد سر اٹھا کر گہرا سانس لے کر چہرہ موڑ کر حماد کو دیکھا۔

''شکریہ۔'' مسکرانے کی کوشش بھی کی تھی۔

''میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ زندگی کے کسی موڑ پر قسمت اس طرح پلٹا کھائے گی۔'' وہ بہت خوش دکھ رہا تھا۔

''میں نے بھی نہیں سوچا تھا۔'' انا نے کہا اور پھر چہرہ موڑ لیا۔

''آپ اپنی فیملی کو ہمارے گھر کب بھیجیں گے؟'' اس نے مزید کہا۔

''ابھی تو بابا صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں' جیسے ہی وہ گھر شفٹ ہوتے ہیں میں گھر والوں سے بات کرلوں گا۔'' مطمئن انداز تھا۔

''آپ کی فیملی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا نا؟''

''ہماری فیملی میں خاندان سے باہر شادیاں کرنے کا رواج نہیں ہے لیکن اب لڑکوں کے معاملے میں خاندان والوں کی روایت بدل چکی ہے۔ عباس بھائی اور مصطفیٰ کی مثال سامنے ہے اس طرح زاہد بھائی کی شادی بھی خاندان سے باہر ہی کی تھی۔ میرا نہیں خیال کہ میری فیملی ایسا کوئی اعتراض کرے گی۔'' حماد کا انداز پُراعتماد تھا۔

''مجھے آپ سے ایک اور فیور بھی چاہیے؟'' کچھ توقف کے بعد اس نے کہا۔

''ہاں کہیے۔'' وہ مکمل طور پر متوجہ ہوا۔ انا اس کو اپنی فیور کے متعلق سنجیدگی سے بتانے لگی تھی اور وہ پوری توجہ سے اسے سن رہا تھا۔

⊛......❀❀......⊛

چوہدری حیات علی اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے ان کے والد سراج علی اور چچا امتیاز علی کے علاوہ ان کی دو پھوپیاں بھی تھیں۔ سب شادی شدہ تھے ایک وسیع و عریض اراضی کے مالک تھے۔ چچا کے چار بچے تھے بڑا بیٹا پھر بیٹی زبیدہ اور اس کے بعد دو بیٹے تھے جبکہ بڑے بھائی کی کوئی اولاد تھی بڑی منتوں مرادوں کے بعد ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تھا۔ جس کا نام حیات علی رکھا تھا' راج دین کے لیے حیات علی زندگی کی نوید تھا۔ انہوں نے بڑے لاڈ اور ناز و نعم سے اسے پالا تھا اور ابھی چندرہ سال عمر تھی کہ سراج علی نے بیمار بیوی کی خواہش پر حیات علی سے آٹھ سال بڑی زبیدہ سے اس کی شادی کردی تھی۔ خوب صورت زبیدہ تین بھائیوں کی اکلوتی بہن تایا کے گھر آکر راج کررہی تھی۔

شادی کے اگلے سال ہی بڑا بیٹا فرقان علی پیدا ہوا تھا۔ سراج علی کی حویلی میں خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا لیکن چندرہ ماہ بعد ہی سراج علی کی بیمار بیگم چل بسیں تو ان کی تمام تر توجہ کا محور حیات علی اس کی بیوی اور پوتا بن گئے۔ وسیع اراضی کے مالک ہر کوئی ان کا حکم مانتا تھا' غصے کے تیز تھے ہر طرف ان کی حکمرانی تھی۔ بیٹا حیات علی ان کی ہر بات مانتا تھا' کم عمری میں شادی کے سبب بہت جلد تین بیٹوں اور دو بیٹیوں کے باپ بن چکے تھے۔ تعلیم مکمل ہوئی تو باپ چچا کے ساتھ زمین کے معاملات دیکھنے لگے تھے۔

سب سے چھوٹی بیٹی زہرہ ابھی دو ماہ کی تھی ایک دن فصل کی کٹائی کے بعد شہر پہنچانے کا کام بابا صاحب نے ان کی سپرد کردیا تھا۔ پہلے یہ سارے کام زبیدہ کے بھائی کرتے تھے اور حیات علی کی اب تک کی زندگی تعلیم حاصل کرتے گزری تھی۔ چھٹیوں میں گھر آتے تو بیوی کے ناز نخرے دیکھتے' واپس چلے جاتے تو باپ کی کڑی نگاہ میں ہوتے۔ روایات کی پاسداری کرنے والے تھے بیوی اور بچوں والے بن کر کم عمر لڑکوں والی مخصوص حرکتوں سے دور تھے۔ ہر طرف اطمینان ہی اطمینان تھا۔ بابا صاحب کے کہنے پر ملازمین کے ساتھ وہ شہر آئے تھے یہاں بابا صاحب کی ہدایت پر آڑھت کے ساتھ فصل کے معاملات طے کیے تھے اور پھر یہاں سے ان کی زندگی نے ایک عجیب سا پلٹا کھایا تھا' جس کا خمیازہ وہ آج تک بھگت رہے تھے۔

⊛......❀❀......⊛

مغرب وقت قریب تھا انا گھر نہیں لوٹی تھی' روشی کے اندر شدید تشویش پیدا ہو رہی تھی چند دن پہلے کا واقعہ نہ ہوا ہوتا تو شاید وہ اتنی متفکر نہ ہوتی کہ انا اسے پارک جانے کا بتا کر گئی تھی۔ وہ ادھر سے اُدھر ٹہلتے انا کی آمد کی منتظر تھی۔ انا تو نہیں آئی تھی البتہ ولید اور وقار صاحب آگئے تھے' احسن آفس میں بزی تھا اس نے لیٹ آنا تھا۔ وہ اسے باہر ہی ٹہلتے دیکھ کر رک گئے تھے۔

''کیا بات ہے ادھر کیوں کھڑی ہو؟'' ولید نے پوچھا۔ اس نے چور نظروں سے دونوں کو دیکھا۔

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

”وہ..... انا کا انتظار کر رہی تھی۔“ اس کے الفاظ پر دونوں چونکے تھے۔

”کیا ہوا..... کہاں گئی ہے وہ؟“ وقار صاحب نے پوچھا۔

”وہ پارک گئی تھی ڈھائی بجے نکلی تھی۔“

”اوہ..... کون سے پارک میں اور کیوں؟“

”نزدیکی پارک میں‘ کیوں کا مجھے بھی نہیں پتا۔ ڈرائیور کے ساتھ گئی تھی اور پھر ڈرائیور کو واپس بھیج دیا تھا کہ خود آ جائے گی۔“

”کافی دیر ہو چکی ہے بابا تو۔“ انہوں نے گھڑی دیکھی کچھ وقت گزرتا مغرب کی اذان ہو جاتی تھی۔

”کال کرواسے۔“ انہوں نے برہمی سے کہا تو روشانے نے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر اس کا نمبر ڈائل کیا وہ یہ تیسری بار ڈائل کر چکی تھی لیکن انا کال پک نہیں کر رہی تھی۔ روشی نے موبائل کان سے لگایا تھا انا نے حسب توقع کال پک نہیں کی تھی۔ ولید خاموشی سے یہ سب دیکھا اور سن رہا تھا۔ ابھی چند دن پہلے کا واقعہ بالکل تازہ اور اب پھر وہی چویشن تب اس کا موبائل بند تھا اور آج آن......

”منصور خان کہاں ہے؟“ وقار نے دیکھا گاڑی نہیں تھی۔

”وہ پھپھو کو لینے گیا ہے۔“ روشی نے بتایا تو ان کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔

”ولید گاڑی نکالو میں خود دیکھتا ہوں۔“ ان کا انداز سپاٹ تھا۔ ولید فوراً گاڑی کی طرف بڑھا وہ بھی فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھے تھے۔ گاڑی گیٹ سے نکلی تو روشی لب بھینچے اندر کی طرف پلٹ آئی تھی۔

⊙......❀❀......⊙

یہاں شہر میں عام معاملات نمٹاتے چند دن لگ گئے تھے‘ ذاتی گاڑی پاس تھی یہاں شہر میں گھر موجود تھا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ وہ اس شام منڈی سے واپس لوٹ رہے تھے جیبیں نوٹوں سے بھری ہوئی تھیں۔ گاڑی خود ڈرائیو کر رہے تھے تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتے ایک دم ان کی گاڑی کے سامنے کوئی ٹکرا کر ایک طرف گرا تھا۔ انہوں نے فوراً بریک پر پاؤں رکھے تھے۔ انہوں نے باہر نکلنے سے اجتناب برتا تھا کہ ہو سکتا ہے کوئی واردات ہی نہ ہو لیکن سائیڈ پر بے حس و حرکت وجود کو دیکھ کر حیات علی صاحب کے ضمیر نے گوارا نہیں کیا تھا کہ اس وجود کو اسی طرح چھوڑ کر چلے جائیں۔

”چھوٹے چوہدری صاحب کوئی قتل کا کیس نہ بن جائے نکل جاتے ہیں۔“ پیچھے بیٹھے ملازم نے مشورہ دیا۔

باہر ٹریفک رواں دواں تھی لیکن لوگ اس زخمی کے گرد جمع ہو رہے تھے انہوں نے بھاگ جانے کی بجائے گاڑی سے نکلنا پسند کیا اور ملازم نے بھی ان کی تقلید کی تھی۔ وہ کوئی مفلوک الحال شخص تھا‘ خراب حلیہ اور خون سے لت پت وجود۔

”اس کو گاڑی میں ڈالو ہم اسپتال لے کر جائیں گے۔“ حیات علی نے اپنے ملازم کو حکم دیا‘ ملازم فوراً حکم بجا لایا تھا وہ لوگ ہجوم کو وہیں چھوڑتے اس زخمی کو لیے اسپتال کی طرف رواں دواں ہو گئے تھے۔

......☆☆......

ان کی گاڑی پارک کے باہر رکی تھی وہ ولید کے ہمراہ اندر کی طرف بڑھے تھے لیکن ادھر ادھر دیکھتے وہ ایک بنچ پر موجود انا کے ساتھ ایک اجنبی کو دیکھ کر ساکت رہ گئے ساکت تو ولید بھی رہ گیا تھا۔ انا کسی اور کے ساتھ نہیں بلکہ مصطفیٰ کے کزن حماد کے ساتھ بیٹھی تھی۔ ولید تو وہیں ٹھٹک کر رک گیا تھا جبکہ وقار خود انا کی طرف بڑھے تھے انا وقار کو آتے دیکھ کر فوراً کھڑی ہو گئی تھی۔

”بابا آپ......“ اس کے لب ہلے تھے‘ انہوں نے ایک سنجیدہ سی نگاہ انا کے ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا وہ بھی

کھڑا ہو چکا تھا۔

''السلام علیکم انکل!'' اس نے وقار صاحب کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔ انہوں نے اس کے ہاتھ کو مکمل نظر انداز کردیا تھا اور بہت سپاٹ نظروں سے انا کو دیکھا۔

''چلو انا۔'' انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے پلٹے تھے۔ انا خاموشی سے سر جھکائے ان کے ساتھ کھنچتی چلی گئی تھی۔

❁......❁❁......❁

اجنبی کو کافی چوٹیں آئی تھیں وہ کچھ دیر بعد ہوش میں آ گیا تھا تاہم خطرے والی کوئی بات نہ تھی تین گھنٹوں بعد ڈاکٹر نے اسے فارغ کردیا تھا۔ اس سارے وقت میں حیات علی خود اس مریض کے پاس رہے تھے۔ مریض نشہ کیے ہوئے تھا اور اسی سبب وہ گاڑی کے آگے آ گیا تھا۔ حیات علی اس کی میڈیسن لے کر خود اسے اس کے گھر چھوڑنے آئے تھے دس بج گئے تھے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا ایک لڑکی نے دروازہ کھولا تھا۔

''ہائے کیا ہوا ابا......؟'' وہ لڑکی اس اجنبی کو دیکھ کر ایک دم پریشان ہوگئی تھی۔

''کچھ نہیں ہوا پرے ہٹ اندر آنے دے۔'' بیٹی کو تختی سے کہہ کر وہ حیات علی اور اس کے ملازم کے سہارے اندر بڑھ گیا تھا۔ لڑکی ہراساں سی پیچھے پیچھے چلی آئی تھی۔

''ہائے میں مرگئی...... کیا ہوگیا؟'' لڑکی کی ماں بھی کمرے سے نکل کر فوراً باہر آئی تھی لیکن شوہر کو دیکھ کر ساکت ہوگئی تھی۔

''ان کو کہاں بٹھائیں؟'' حیات علی نے پوچھا۔

''ادھر کمرے میں ہی لے آؤ۔'' عورت نے کہا تو دونوں نے اس آدمی کو کمرے میں لا کر بستر پر لٹا دیا تھا۔ لڑکی اور اس کی خوف زدہ ماں دونوں اندر آ گئی تھیں۔

''چوہدری صاحب آپ بیٹھو نا؟'' اجنبی جس نے اپنا نام صفدر بتایا تھا اس نے کراہتے ہوئے کہا۔

''تم جا کر گاڑی میں بیٹھو میں آتا ہوں۔'' حیات علی نے اپنے ملازم کو کہا وہ فوراً باہر نکل گیا تھا۔

حیات علی ایک کرسی پر بیٹھ گئے تھے انہوں نے سرسری سی اردگرد کے ماحول پر نگاہ ڈالی تھی۔ ٹوٹا پھوٹا فرنیچر اور خستہ حال مکان تھا جس کی بیرونی دیوار بہت چھوٹی تھی صرف دو کمرے تھے جو کسی بھی قسم کے پلستر سے عاری تھے کچا فرش اور لکڑی کی چھت تھی۔ پہلی نظر سے ہی مکینوں کی خستہ حالی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ کمرے سے ہٹ کر حیات علی نے مکینوں کو دیکھا اجنبی جس کا نام صفدر تھا وہ انتہائی کمزور اور دبلا پتلا انسان تھا جو صحت کے معاملے میں بھی زیرو تھا۔ تاہم اس کی بیوی قابل قبول شکل و صورت کی مالک تھی سر پہ چادر لیے وہ اچھے کردار کی محسوس ہوئی تھی۔

''زمین! چوہدری صاحب کے لیے کچھ کھانے پینے کو لا۔'' صفدر حیات علی کی شخصیت اور اس کے حسن سلوک سے بہت متاثر ہو چکا تھا جس طرح مہنگے ہسپتال میں علاج کروا کر اس نے میڈیسن لی تھی وہ اس کی امارت سے ایک دم لٹو ہوگیا تھا۔ حیات علی نے زمین کو دیکھا۔

وہ سترہ اٹھارہ سال کی انتہائی خوب صورت لڑکی تھی ماں کی طرح وہ بھی سر پر دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھی۔ بڑی بڑی خوب صورت آنکھیں اور بے انتہا حسن۔ ایک پل کو تو چوہدری حیات علی ساکت رہ گئے تھے۔ لڑکی جھپاک سے باپ کے کہنے پر کمرے سے نکل گئی تھی اور حیات علی کو لگ رہا تھا کہ جیسے کمرے سے روشنی ختم ہوگئی ہو۔ صفدر کی بیوی شوہر کے سرہانے بیٹھ گئی تھی۔ وہ حیات علی سے اس حادثے کا سبب پوچھنے لگی تھی اور حیات علی اس کو تفصیل بتا رہے تھے جب وہی زمین

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

دودھ کا گلاس لیے ان کے سامنے آ رکی تھی۔

''دودھ پی لو بیٹا!'' لڑکی کی ماں نے کہا۔

حیات علی نے ایک پل کو اس لڑکی کو دیکھا اور پھر اس کے ہاتھوں کو۔ دودھ کی سی رنگت لیے ہاتھ اس کے سامنے دودھ کا گلاس لیے منتظر تھے حیات علی نے گلاس لے لیا تھا۔

''شکریہ۔'' اس نے کہا۔ وہ کوئی نظر باز انسان نہیں تھے کم عمری میں شادی ہو جانے کے سبب اللہ نے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا تھا۔ ان کی بیوی ان سے عمر میں 8 سال بڑی تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے کبھی اپنی بیوی سے بے ایمانی کا نہیں سوچا تھا۔ انہیں اپنی بیوی اور اولاد سے محبت تھی نجانے اس لڑکی میں ایسا کیا سحر تھا کہ وہ ٹین ایج لڑکوں کی طرح اس کو بار بار دیکھنے پر مجبور ہو رہے تھے۔ زمین دودھ کا گلاس تھما کر ایک طرف ماں کے پاس کھڑی ہو گئی تھی۔

''تمہارا بہت بہت شکریہ بیٹا! ورنہ اتنا کون کرتا ہے۔'' لڑکی کی ماں حیات علی کی مشکور تھی۔

حیات علی نے دودھ کا گلاس ختم کیا تو زمین نے فوراً آگے بڑھ کر ان سے گلاس لینا چاہا تھا۔ حیات نے پھر سے دیکھا تھا' ملگجے کپڑوں میں چمکتا سراپا نجانے کیوں ان کو اپنی طرف مائل کر رہا تھا' وہ اسے گلاس تھما کر ایک دم کھڑے ہو گئے تھے۔

''میں چلتا ہوں۔'' نجانے کیوں وہ اب مزید ایک لمحہ بھی یہاں رکنا نہیں چاہتے تھے۔

''صفدر صاحب! اپنا خیال رکھیے گا' میرا چکر لگا تو میں ضرور آؤں گا۔'' وہ کہہ کر رکے تھے۔ جیب میں ہاتھ ڈالا جتنے بھی پیسے ہاتھ لگے وہ سب صفدر کی طرف بڑھا دیے تھے۔

''میں آپ کی تکلیف کا مداوا تو نہیں کر سکتا لیکن اپنے علاج معالجے کے لیے یہ کچھ رقم رکھ لیں۔'' انداز میں خلوص تھا لڑکی کی ماں شرمندہ ہونے لگی۔

''نہیں...... نہیں اس کی کیا ضرورت ہے بیٹا!'' اس نے صاف انکار کیا۔

''اگر آپ رکھ لیں تو مجھے خوشی ہوگی۔'' حیات علی صاحب نے اصرار کیا تو صفدر نے ایک دم ان کے ہاتھ سے رقم لے لی تھی۔ صفدر ایک لالچی نشہ باز انسان تھا وہ ہاتھ آئے پیسے بھلا کیسے جانے دیتا جبکہ اس کے اس طرح رقم لے لینے سے اس کی بیوی کے چہرے پر ایک تاریک سا سایہ پھیلا تھا۔

''شکریہ بیٹا!'' وہ ایک صابر خوش اخلاق خاتون تھیں۔ حیات علی ان سے سلام دعا کر کے وہاں سے نکل آئے تھے ملازم منتظر تھا اس نے دروازہ کھولا تو حیات علی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئے تھے۔

زمین دروازہ بند کرنے آئی تھی حیات علی نے بھی دیکھا تھا وہ جلدی سے دروازہ بند کر کے اندر چلی گئی تھی۔ حیات علی نے ایک دو پل ان ٹوٹی پھوٹی دیواروں اور خستہ حال مکان کو دیکھا تھا اور پھر انہوں نے گاڑی اسٹارٹ کر دی تھی۔

یہ ان کی زیب النساء عرف زمین سے پہلی ملاقات تھی۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ پہلی ملاقات ان کی زندگی میں بہت سے نئے در وا کرنے والی ہے ورنہ وہ شاید کہیں سے اپنے قدم واپس موڑ لیتے لیکن انہونی کو کون روک سکتا ہے بعد میں جو کچھ بھی ہوا وہ سب ان کے مقدر لکھا ہوا تھا اور وہ چاہ کر بھی اپنے مقدر سے لڑ نہیں سکے تھے۔

⊛......❀❀......⊛

گھر میں عجیب سی خاموشی تھی ولید اور وقار نے کھانا نہیں کھایا تھا انا بھی گھر لوٹنے کے بعد اپنے کمرے سے نہیں نکلی تھی۔ روشی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہوا ہے؟ صبوحی اور احسن بے خبر تھے جبکہ ضیاء صاحب کے چہرے پر کافی گہری سوچ کے سائے تھے۔ وقار صاحب جب سے آئے تھے اپنے کمرے میں ٹہل رہے تھے انہوں نے آج شام جو منظر دیکھا

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdunovels.net

تھا وہ اس پر یقین کرنے کو تیار نہ تھے۔

انا ان کی بڑی سعادت مند اور نیک بیٹی تھی۔ کرداری لحاظ سے انہوں نے آج تک اس میں کبھی کوئی اونچ نیچ نہیں دیکھی اور اب ایک دم اس کی زندگی میں جیسے طوفان سا آ گیا تھا اور وہ لڑکا کون تھا بھلا؟ انہوں نے آج سے پہلے اس لڑکے کو نہیں دیکھا تھا..... تک سک سا تیار وہ لڑکا ان کے ذہن سے محو نہیں ہو رہا تھا وہ جوں جوں سوچ رہے تھے الجھ رہے تھے۔ انہوں نے سارا راستہ انا سے کوئی بات نہیں کی تھی انا بھی سر جھکائے بیٹھی رہی تھی اور پھر گھر آنے کے بعد وہ کمرے میں بند ہو گئی تھی۔ وقار صاحب نے کچھ سوچا اور پھر فیصلہ کن انداز میں اپنے کمرے سے نکلے تھے۔

"کیا ہوا؟" انہیں وہاں سے تیزی سے نکلتے دیکھ کر صبوحی بیگم حیرانی سے پوچھا۔

"انا کے کمرے میں جا رہا ہوں۔" وہ کہہ کر آگے بڑھ گئے۔ صبوحی بیگم بھی تیزی سے ان کے پیچھے آ گئی تھیں۔ انا قالین پر بیٹھی تھی انداز گم صم تھا۔ وہ وقار اور صبوحی کو آتے دیکھ کر چونکی تھی۔ وہ ابھی تک شام والے حلیے میں تھی نہ اس نے لباس بدلا تھا اور نہ ہی چادر اتاری تھی۔ وقار صاحب قریب آئے تو انا بے اختیار کھڑی ہوئی۔

"کون تھا وہ لڑکا؟" وقار صاحب کے انداز میں بہت سختی تھی انا سر جھکا گئی تھی۔ "کیا پوچھ رہا ہوں میں؟" ان کے لہجے میں بے پناہ سرد پن تھا صبوحی بیگم نے نا سمجھی سے دونوں کو دیکھا۔

"وہ حماد ہے، مصطفیٰ بھائی کا کزن!" اس نے سر جھکائے دھیمے سے کہا تھا۔

"کب سے جانتی ہو اسے؟"

"مصطفیٰ بھائی کی شادی پر ملاقات ہوئی تھی۔" اس نے بھی گویا طے کر لیا تھا کہ ہر سوال کا جواب دے گی۔

"کیوں مل رہا ہے وہ تم سے؟" ان کے اگلے سوال پر انا خاموش تھی۔ "کیا پوچھ رہا ہوں میں تم سے؟" انہوں نے سختی سے پوچھا۔

انا کے کمرے میں داخل ہوتے ضیاء صاحب وقار اور صبوحی کو دیکھ کر وہیں ٹھٹک گئے تھے۔ وقار کا لہجہ ایسا تھا کہ وہ اندر نہیں جا پائے تھے۔

"کیا یہ وہی لڑکا ہے جس کے لیے آج تم اپنے ماں باپ کے سامنے کھڑی ہو؟" ان کا سوال ایسا تھا کہ ضیاء صاحب پریشان ہو گئے تھے چہرے پر ایک دم ہوائیاں سی اڑنے لگی تھیں۔

"بولو انا!"

"جی....." جواب ایسا تھا کہ تینوں نفوس ساکت رہ گئے تھے۔

"اس دن تم کہاں گئی تھیں؟" پھر وہی پرانا سوال کیا تھا اس دفعہ لہجے میں از حد بے گانگی تھی۔ "کیا اسی کی وجہ سے تم منگنی توڑ رہی ہو؟" انا نے محض سر ہلایا تھا۔ وقار صبوحی اور دروازے کے پاس کھڑے ضیاء صاحب پر گویا ایک بم پھٹا تھا۔

"انا....." وقار بہت غصے سے انا کی طرف بڑھے تھے۔

"کیا کرتے ہیں چھوڑیں اس کو۔" صبوحی بیگم نے ان کا ہاتھ تھام لیا تھا انا اسی طرح سر جھکائے کھڑی تھی۔

"پوچھو اس سے یہ ایسا کیوں کر رہی ہے؟ کس چیز کی کمی آنے دی تھی ہم نے اس کی تربیت میں۔ اس کے منہ سے نکلنے والی ہر خواہش پوری کی اور آج یہ ہمارے ضبط کا امتحان لے رہی ہے۔ یہ میری عزت کو بازاروں میں رولتی پھر رہی ہے۔ میں سمجھا تھا کہ یہ کسی وجہ سے پریشان ہے شاید ولید اور اس کے درمیان کوئی جھگڑا ہو گیا ہے لیکن اگر مجھے اندازہ ہوتا کہ یہ وجہ ہے تو' یہ ہم سب کو پاگل بنا رہی ہے۔ اس دن بھی یہ دات گئے تک اس شخص کے ساتھ تھی اور ہم اس کی تلاش میں پاگل ہوتے رہے اور آج بھی....." ان کا لہجہ تلخ' سرد اور آواز کافی بلند تھی۔ بے اختیار گھر کے باقی افراد بھی انا کے کمرے کی

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

طرف چلے آئے تھے۔

ضیاء صاحب نے بے یقینی سے دروازے کو تھام لیا تھا۔ وقار جو کچھ کہہ رہا تھا وہ ان کے لیے ناقابل فہم تھا۔ روشنی اور احسن کمرے میں آگئے تھے' ولید بھی باپ کے پاس دروازے پر رک گیا تھا۔ صبوحی بیگم بے ساختہ خفا ہوکر رونے لگ گئی تھیں۔

"پوچھو اس سے کیا کمی آنے دی تھی ہم نے اسے جو یہ سب کررہی ہے؟" وقار صاحب غصے کے عالم میں سب کچھ بھلا بیٹھے تھے انہوں نے بہت غصے سے کہا وہ انا اسی طرح کھڑی تھی بس اس دفعہ اس کے چہرے پہ آنسوؤں کی کمی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟" احسن جو ہر بات سے انجان تھا اس نے بہت حیرانی سے باپ کو دیکھا تھا۔

"پوچھو اس سے کیوں کررہی ہے یہ؟" انہوں نے انا کی طرف اشارہ کیا انا نے سر مزید جھکا لیا تھا۔

"انا کیا بات ہے؟" احسن نے انا کے پاس آکر نرمی سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے پوچھا تو اس کے آنسوؤں میں شدت آتی چلی گئی۔

"انا گڑیا! بتاؤ نا؟" احسن نے پوچھا تو وقار بے بسی سے ٹہلنے لگے۔ انا ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ احسن نے ناسمجھی سے سب کو دیکھا صبوحی بیگم سر تھام کر بستر کے کنارے ٹک گئی تھیں۔

"کیا چاہتا ہے وہ لڑکا؟" کچھ توقف کے بعد وقار نے پھر انا کے سامنے کھڑے ہوکر پوچھا۔

"بولو......" وہ پھنکارے تھے اس کے سامنے چٹان کی طرح ڈٹ گئے تھے۔

"وہ پرپوزل بھیجنا چاہتا ہے اپنا۔" اس نے آنسوؤں سے اپنی لرزتی آواز میں آہستگی سے کہا۔ اس دفعہ سب ہی گنگ رہ گئے تھے' وقار صاحب کے اندر شدید طیش و اشتعال کی لہر اٹھی تھی۔ بے اختیار ان کا ہاتھ اٹھا اور وہ چہرہ ٹمین بوس ہوگئی تھی۔

بت بنی روشنی فوراً اس کی طرف بڑھی تھی صبوحی بیگم بھی اس کے پاس آگئی تھیں روشنی نے اسے ساتھ لگالیا تھا۔ وہ شدت سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"میں جان سے مار ڈالوں گا تمہیں اب اگر تم نے ایک لفظ بھی کہا تو۔" وقار صاحب انگلی اٹھا کر وارن کرتے ایک زہریلی نگاہ انا پر ڈال کر تیزی سے ولید اور ضیاء صاحب کے پاس سے گزرتے وہاں سے نکل گئے تھے۔

وہ لڑکی جسے کسی نے پھولوں کی چھڑی سے بھی نہیں چھوا تھا' جسے انتہائی ناز و نعم سے پالا تھا وہ اس وقت اس حال میں تھی۔ ضیاء صاحب کے دل میں درد کی ایک شدید لہر اٹھی تھی اس سے پہلے کہ وہ گرتے ولید فوراً تھام چکا تھا۔

"بابا......" ولید نے فوراً ضیاء صاحب کو تھاما تھا۔ ولید کی آواز میں ایسی تیزی اور سراسیمگی تھی کہ روشنی انا کو چھوڑ کر فوراً باپ کی طرف لپکی تھی۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

ہمیشہ حلقۂ نامہرباں میں رہتے ہیں
جو حق پہ ہوتے ہیں ہمیشہ امتحاں میں رہتے ہیں
حسد کی آگ سے کس کس کا گھر جلاؤ گے
کہ اہلِ عشق تو سارے جہاں میں رہتے ہیں

مہندی لگے گی تیرے ہاتھ
ڈھولک بجے گی ساری رات
جا کر تم ساجن کے ساتھ
بھول نہ جانا یہ دن رات

کھنکتی آوازوں، شوخ فقروں اور چنچل قہقہوں، خوشبوؤں میں بسے ماحول میں علیزے کو نیچے اسٹیج پر لے جانے کا مرحلہ درپیش تھا۔

"ہائے سبز دوپٹہ کدھر ہے؟" کسی چنچل آواز نے شور مچایا اور سبز دوپٹے کی ڈھنڈیا مچ گئی مگر سبز دوپٹہ جو سسرال والوں کی طرف سے آنا تھا ندارد تھا۔

دلہا والے تگڑے نکلے ایک دوپٹہ لانا بھول گئے پہلے ہی امتحان میں فیل ہوگئے۔ دلہن کی سہیلیوں نے دھائی دی۔ چلو باہر چلتے ہیں دلہا والوں میں سے جس کے پاس سبز دوپٹہ ہوگا لے آئیں گے۔ ہنستی کھلکھلاتی ہم جولیوں کو نیا مذاق سوجھا مگر واہ ری قسمت کہ سبز دوپٹہ کسی کے پاس نہ تھا۔ البتہ دلہا کی والدہ گولڈن سوٹ کے اوپر گرین اور گولڈن کمبینیشن کا دوپٹہ لیے ہوئے تھیں۔ ان سے مستعار لینے کی کوشش کی گئی۔ انہوں نے بخوشی دوپٹہ عنایت کیا اور کندھوں پر ڈالی ہوئی خوب صورت شال سر پر اوڑھ لی تھی۔

ڈھولک کی تھاپ پر نئی سنوری مایوں کی دلہن زرتار دوپٹے میں سجی سجی قدم اٹھاتی ہم جولیوں کے جھرمٹ میں اسٹیج پر پہنچی اور اسٹیج پر بیٹھتے ہوئے ذرا سی نظر اٹھانے پر اس کی نظر تمام تر محفل کا سرسری جائزہ لے چکی تھی۔ اس ایک نظر نے اسے چونکا دیا تھا۔ مہندی لے کر آنے والوں کے ساتھ تھا یا وہ لڑکا جو اب مووی میکر کے ساتھ کھڑا اسے ہدایت دے رہا تھا۔ وہ کون تھا؟ دلہن کے ذہن میں کچھ کلک ہوا مگر کیا؟ وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

❁ ... ❁ ... ❁

"موٹی تمہیں اچھی طرح پتہ ہے کہ میرا بھائی تھوڑے سے انتظار پر جان کو آجاتا ہے اور تم ابھی تک یہ میلا بوتھا لے کر بیٹھی ہو۔" علیزے نے اندر داخل ہوتے ہی اپنا پرس صوفے پر پھینکا اور اس کی کلاس لینے لگی۔

"آرام سے۔ غم و اکمال کا طوفان مت بنو۔ میں روفی سے کہتی ہوں اندر آ کر بیٹھے اور میری تیاری کون سا زیادہ وقت لینے والی ہے بس چینج کرنا ہے۔" منزہ نے فریج سے پیپسی کی بوتل اور گلاس لیا اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ جبکہ علیزے اپنا دوپٹہ اتار کر سامنے لگے مرر میں اپنا جائزہ لینے لگی تھی۔

"واؤ کیا زبردست فٹنگ ہے۔ تم تو کتنے اچھے کپڑے سلائی کرنے لگی ہو آئندہ میں بھی تم سے سلائی کرواؤں گی۔" منزہ روفی کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر اندر آئی تو بغیر دوپٹے کے اس کا دلکش سراپا دیکھتے ہوئے ستائشی انداز میں بولی۔

"میں اتنی ماہر کب سے ہونے لگی یہ تو زرنگار ٹیلر کا کمال ہے۔" علیزے اس کی بات پر مسکرا کر دوبارہ اپنا عکس دیکھنے لگی۔

"چلو اب نکلو......" منزہ نے ایک چھوٹی پرچی پر لکھا

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

نمبر اپنے موبائل میں سیو کرتے ہوئے کہا۔
"یہ کس کا نمبر ہے جو اتنی احتیاط سے سیو کیا جارہا ہے۔"
"یہ بہت اسپیشل لوگوں کا نمبر ہے۔" منزہ نے قدرے اتھلا کر کہتے ہوئے بیگ اٹھایا۔ علیزے کا تجسس کے مارے برا حال تھا۔
"آخر بتاؤ تو سہی کس کا نمبر ہے یہ؟" گاڑی سے اتر کر بیگ گھسیٹتے ہوئے اس نے منزہ کا سر کھالیا۔
"میں نہیں بتاتی مجھے شرم آتی ہے۔" منزہ نے انگلی دانتوں میں دبا کر ایکٹنگ کی۔
"کیوں؟ تمہارا ہونے والا دلہا ہے جو بتاتے ہوئے شرم آتی ہے۔"
"ہائے تجھے کیسے پتا چلا؟" منزہ نے آنکھیں پٹپٹا کر سوال کیا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ بیگ کو بھی گھسیٹ رہی تھیں جس میں پہلے علیزے کا سامان کم نہیں تھا اور بعد میں گویا منزہ نے تو پتھر ہی ٹھونس دیئے تھے۔ چند قدم اٹھا کر چلنا محال ہورہا تھا۔ انہوں نے رک کر ایک دیوار کے پیچھے ستانے کی کوشش کی تھی تب ہی قریبی دروازے سے ایک عورت باہر نکلی۔
"ہائے بچیوں ادھر رک کر کس کا انتظار کررہی ہو؟ یوں سڑک کنارے کھڑا ہونا برا لگتا ہے۔ اندر آکر بیٹھ جاؤ۔" علیزے نے اس کی پیشکش پر منہ بنایا جبکہ منزہ خوش اخلاقی سے مسکرا کر کہنے لگی۔
"نہیں آنٹی ہمیں سامنے ہاسٹل تک جانا ہے۔ بیگ بھاری ہونے کی وجہ سے رک گئے تھے۔ چلو علیزے۔" اس نے وضاحت دیتے ہوئے علیزے کو بیگ اٹھانے کا اشارہ کیا اور اپنی طرف سے بھاری بھرکم بیگ اسٹریپ تھاما۔
"اٹھاتی ہو یا نہیں؟ تمہیں اور اسے ادھر پھینک کر میں اکیلی ہاسٹل روانہ ہوجاؤں۔ ویسے بھی یہ بیگ تمہارا ہے کیا ہوا جو تھوڑا بہت سامان میں نے بھی رکھ لیا۔" منزہ کی دھمکی پر اس نے دوسری طرف سے بیگ کا اسٹریپ تھام لیا۔

☆☆☆......

"یہ کاشی کا نمبر ہے......" منزہ نے بیڈ پر چت لیٹی حالت میں ٹانگیں جھلاتے ہوئے بتایا تھا۔
"وہ کون ہے تمہیں کہاں ملا اور نمبر موبائل میں رکھنے کی وجہ؟"
"تم نے میرے بھائی کا کتا دیکھا ہے نا؟"
"وہ منحوس کتا جس نے ایک دن بھونکتے ہوئے میرے پاؤں پر پنجا مارا تھا۔"
"ہاں وہی......" منزہ کو اس کا حوالہ شناخت فراہم کرنے پر غصہ تو آیا مگر ضبط کر گئی۔
"وہ کیا بھلا کوئی کتا ہے اگر ڈھنگ کا کتا ہوتا تو تلاش کرتا کوئی اپنے جیسا یا پھر تم جیسی۔"
"کیا شاندار پرسنالٹی ہے یار اس کی؟" منزہ نے اس کی بے تکی کو نظر انداز کیا۔
"کہاں شاندار ہے اتنا چھوٹا سا تو ہے چوہے جیسا...... کمال ہے تمہیں افیئر چلانے کے لیے ایک کتا......" جواباً اسے منزہ نے ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ چپ کر رہ گئی۔
"کاشی کے پاس ایسی ہی اعلیٰ نسل کی کتیا ہے وہ اس کے لیے پارٹنر تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ جب اسے پتہ چلا کہ میرے بھائی کے پاس ایسا کتا ہے تو وہ اسے دیکھنے کے لیے ہمارے گھر چلا آیا تھا تب ہی میری اس سے ملاقات ہوئی بلکہ میں تو ایک نظر میں اسے دیکھ کر سحر زدہ رہ گئی تھی۔" منزہ بتاتے ہوئے جیسے کھوئی گئی تھی۔

دو دن سے اسائنمنٹ بنانے کے چکر میں علیزے نے اپنی نیند حرام کر رکھی تھی اور اسائنمنٹ جمع کروانے کے بعد اس کا ارادہ لمبی نیند سونے کا تھا۔ اس نیت سے اس نے کالج سے واپس آکر معتدل موسم کے باوجود کمبل اوڑھا اور گھر گھر کرتا پنکھا چلا کر سوگئی تاکہ پنکھے کی آواز میں باہر سے آنے والی آوازیں اسے ڈسٹرب نہ کرسکیں۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

منزہ، فرحان اور شازیہ نے اپنی پسند کی مووی دیکھنے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ مگر نہ جانے اسے سونے میں دیر ہوگئی تھی یا پھر انہوں نے مووی فارورڈ کرتے ہوئے دیکھی تھی۔ اسے یوں لگا گویا اس کی آنکھ لگتے ہی دھاڑ سے دروازہ کھلا اور چند لمحوں بعد فین آف کردیا گیا تھا۔

"علیزے......" فرحان کی آواز آئی۔

"میڈم علیزے۔" شازیہ نے پکارا۔

"علیزے ڈیئر" منزہ کی منحوس آواز اسے تپا گئی مگر اس نے کوئی جواب نہ دینے کا تہیہ کر رکھا تھا۔

"یار لگتا ہے یہ ایکسپائر ہوگئی ہے۔" منزہ نے چند لمحوں کے سکوت کے بعد خیال ظاہر کیا۔

"کنفرم ہے یا ڈاکٹر کو بلائیں؟" فرحان نے سوال کیا۔

"کنفرم ہے مجھے تو لگتا ہے اب خاصی دیر ہوچکی۔"

"چلو اس کے اوپر سے کمبل اٹھاؤ اور چادر اوڑھا دو اب تو یہ مادی ضروریات سے بے نیاز ہوچکی ہے۔" فرحان کی شرارت بھری آواز اسے تپا گئی۔

"بے نہیں ہیں...... ملک عدم چلے جانے والے لوگوں کا ذکر بھی احترام کیا جاتا ہے۔" شازیہ نے مسکراتے ہوئے فرحان کو ٹوکا۔

"چلو کمبل اٹھاؤ اس کے اوپر سے۔" اگلے پل ان چاروں نے اس کے کمبل کا ایک ایک کونا پکڑ کر اٹھایا اور علیزے پل بھر میں کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھی اتنی ہی تیز رفتاری سے وہ تینوں کمرے کے کونے میں ہوگئیں اور اب مسکین اور خوف زدہ شکلیں بنا کر اسے یوں دیکھ رہی تھیں جیسے وہ سچ مچ......

"کیا مصیبت ہے اب بندہ تھوڑی دیر کے لیے سکون سے سو بھی نہیں سکتا۔" وہ انتہائی کوفت بھرے انداز میں بولی۔

"اچھا بھئی زیادہ غصہ ہونے کی ضرورت نہیں، سو جاؤ تم پھر ہم سے نہ کہنا......" منزہ نے رکھائی سے کہا۔

"کیا نہ کہنا؟"

"وہ ایکچوئیلی بات یہ ہے علیزے کہ ہمارا پارک جانے کا پروگرام ہے تو ہم نے سوچا اگر اکیلے چلے گئے تو پھر تم ناراض نہ ہوجاؤ۔" فرحان نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے معصومیت سے کہا۔

"آں...... آں...... آں......" علیزے نے بغیر آنسوؤں کے دھواں دھار رونا شروع کردیا...... "اس فضول بات کے لیے تم لوگوں نے مجھے جگادیا؟"

"تو کون سی قیامت آگئی؟" منزہ نے ناک چڑھا کر سوال کیا۔

✿......✿......✿

"آج آپ لوگوں نے میڈم ساجدہ کو کون سا تربوز پیش کیا ہے جو انہوں نے اس ٹائم باہر نکلنے کی اجازت دے دی۔" ہاسٹل گیٹ کراس کرتے ہوئے علیزے نے ان تینوں سے استفسار کیا۔

"وہی تربوز جس کا رنگ کالا اور اندر سے سرخ ہوتا ہے۔" فرحان کی نشان دہی پر علیزے ٹھٹکی۔

"کیا وہ تربوز آپ لوگوں نے کاٹ دیا اور مجھے خبر تک نہیں۔" علیزے غصے سے بولی۔

"تو ہم کیا کرتے اس وقت تم سو رہی تھیں اور تم نے کہا تھا کہ تم سوتے سے وہ کھوتا ہے اور پھر وہ تربوز تھا ہی کتنا ایک حصہ ہم تینوں نے مووی دیکھتے ہوئے کھایا اور ایک میڈم ساجدہ کو دے دیا۔" شازیہ کے بتانے پر علیزے نے بے دلی سے قدم بڑھائے۔

✿......✿......✿

"ہائے یہ لوگ آج پھر ہمارے پیچھے آرہے ہیں۔" شازیہ نے کہا تو فرحان سے تھا مگر علیزے اور منزہ کی سماعتوں نے چونک کر سنا تھا۔

"کون لوگ کیا مسئلہ ہے؟" منزہ نے پوچھا۔

"یہ جو تین لڑکے بائیک پر کبھی آگے کبھی پیچھے آرہے ہیں یہ لڑکیوں کا پیچھا کرتے ہیں۔" فرحان اور شازیہ فورتھ ایئر میں تھیں ان کا کالج الگ تھا جبکہ علیزے اور منزہ ماس کام فائنل ایئر کی اسٹوڈنٹ تھیں۔

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

"آپ لوگوں کو ان کے بارے میں کیسے پتا ہے کہ یہ......؟" علیزے نے قدم اٹھاتے ہوئے توجہ ان دونوں کی طرف مبذول کی۔

"یہ کالج سے واپسی پر روز......" شازیہ بتاتے بتاتے رکی۔

"سبحان اللہ یہ سلسلہ کب سے چل رہا ہے۔" منزہ نے پوچھا۔

"کافی دنوں سے صرف ہمیں ہی نہیں کالج کی اور لڑکیوں کو بھی شکایت ہے۔"

"اچھا...... میرا خیال ہے واپس چلیں۔" علیزے ایک بک اسٹال پر کتاب اٹھا کر دیکھتے ہوئے ان تینوں سے پوچھنے لگی۔ پارک کی سیر کا پروگرام کینسل کردیا گیا۔ البتہ علیزے نے ذرا سا رخ موڑ کر بائیک کا نمبر ذہن نشین کرلیا تھا۔

✿......✿......✿

"آج میں نے کاشی کو کال کی تھی۔" منزہ تمتماتے ہوئے چہرے کے ساتھ دھپ سے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بتا رہی تھی۔

"کیا...... کس نے کس کو کال کی؟" علیزے اپنے خیال سے چونکی۔

"کہاں گم ہو یار علیزے؟" منزہ خفا سے انداز میں پوچھنے لگی۔

"یار میں سوچ رہی ہوں ان لڑکوں نے بائیک پر لڑکیوں کا پیچھا کرنے کا مشغلہ اپنا رکھا ہے ان کو ایسا سبق ملنا چاہیے کہ یاد رکھیں زندگی بھر...... خیر تم بتاؤ تم کیا کہہ رہی تھیں۔"

"میں یہ کہہ رہی تھی کہ میں نے کاشی سے بات کی ہے۔"

"واقعی...... کیا بات کی تم نے؟"

"یار ان کا لوکل نیوز پیپر ہے نا اس میں خبر تھی کہ پبلک سروس کمیشن کی ایڈ آنے والی ہے میں نے فون کرکے کنفرم کیا کہ کب تک آئے گا اور کیا یہ خبر ٹھیک ہے؟"

"پھر اس نے کیا کہا؟"

"اس نے کیا کہنا تھا یہ تو مجھے پہلے ہی پتا تھا کہ نیوز پیپر اس کے فادر کا ہے ظاہری بات ہے اس نے لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے یہی بات دہرائی کہ اس نے بھی نیوز پیپر میں خبر پڑھی ہے۔"

"یہ کون سی بڑی بات ہے؟" علیزے بیزار ہوئی۔

"ارے واہ...... میں نے انتہائی معصومیت سے اسے کہا کہ چیف ایڈیٹر کا نمبر نہیں مل رہا تھا لہٰذا مجھے کنفرم کرکے بتائیں۔"

"پھر......؟" علیزے کو مزید کوفت ہوئی۔

"پھر اس نے وعدہ کیا کہ وہ مجھے کنفرم کرکے بتادے گا۔"

✿......✿......✿

"یہ DPO آفس کا نمبر ہے؟" دوسری طرف لائن ملنے پر اس نے استفسار کیا۔

"یس میڈم!" دوسری طرف مستعد آپریٹر کی آواز آئی۔

"مجھے DPO صاحب سے بات کرنی ہے۔"

"میڈم وہ تو اس وقت میٹنگ میں بزی ہیں۔ آپ کام بتائیں۔" علیزے کا دل چاہا پوچھے اتوار کے دن کون سی میٹنگ میں بزی ہیں؟ مگر بہرحال اسے کام سے مطلب تھا سو تفصیل بتانے لگی۔

"آپ کس ایریے سے بات کررہی ہیں۔ آئی مین یہ کالج کس ایریے میں ہے؟" آپریٹر نے پوری توجہ سے اس کی بات سننے کے بعد پوچھا تھا۔

"یہ سٹی کا مین ایریا ہے۔"

"ٹھیک ہے میڈم ایسا ہے کہ میں آپ کو ایس ڈی پی او صاحب کا نمبر دے رہا ہوں اے ایس پی طارق صاحب آپ ان کو تفصیل بتائیں وہ اس معاملے پر کوئیک اینڈ پراپر ایکشن لیں گے۔" علیزے نے زمین پر پڑا تنکا اٹھایا اور آپریٹر کا بتایا نمبر کچی زمین پر لکھنے لگی۔

✿......✿......✿

www.urdutube.net
www.booksube.net
www.urdumovies.net

"اچھا اتنا تو بتادیں کہ آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟" منزہ چہکتے چہرے کے ساتھ محو گفتگو تھی۔

خبر کی تصدیق تو ایک بہانہ تھی ایک دو دفعہ مزید کال کرنے پر کاشی صاحب اتنا تو جان ہی گئے لہٰذا اب گفتگو کا رخ ذاتیات کی طرف مڑ چکا تھا۔

"ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے یہ تو پھر ایک نمبر تھا۔" منزہ نے اپنے طور پر ہوشیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے اپنے متعلق کچھ بھی بتانے سے گریزاں تھی۔ سونال منول سے کام لے رہی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے اب آپ مجھے کال مت کیجیے گا جب تک آپ مجھے یہ نہ بتادیں کہ آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟ اوکے بائے۔" دوسری طرف کال منقطع ہوچکی تھی۔

"آج میں نے کاشی سے......"

"یار یہ کیا فرسٹ ایئر والی اسٹوپڈ حرکتیں ہیں تمہاری......" اس سے پہلے کہ وہ خوشی خوشی آج کی گفتگو سناتی عطلیہ نے اس کی بات کاٹ کر غصے سے جھاڑتی ہوئی واش روم میں گھس گئی۔

❁......❁......❁

"آپ میرے آفس ایک درخواست لکھ کر بھجوادیں جس پر آپ کا مسئلہ مع سیٹ بائیک نمبر درج ہو۔" اے ایس پی صاحب قدرے تحمل سے اس کی پوری بات سن کر غنودگی سے بھرپور آواز میں کہہ رہے تھے۔ "ہم پوری کوشش کریں گے کہ......"

"ایکسکیوزمی سر آپ ہوش میں تو ہیں یا پھر آج ہی یورپ سے تشریف لائے ہیں، درخواست کے اوپر نام پتہ لکھنا ضروری ہوتا ہے اور ہماری سوسائٹی ابھی اتنی فارورڈ نہیں ہوئی کہ لڑکیاں یوں کھلم کھلا ان تھرڈ کلاس لڑکوں کی خاطر خود کو ایشو بنانا پسند کریں یوں بھی یہ جو میرا اسٹوڈنٹس کا پرابلم تھا میں نے مناسب سمجھا کہ یہ تھرڈ ریٹ ہیرو آپ کی ناک کے نیچے جو کچھ کرتے پھر رہے ہیں اس سے متعلق آپ کو انفارم کردوں۔"

"وہ بات تو ٹھیک ہے لیکن ہر چیز کا پروسیجر......"

"بھاڑ میں گیا آپ کا پروسیجر...... کمال ہے آپ نے مجھے یہ مشورہ کیوں نہیں دیا کہ آپ کے آفس کے سامنے ایک میڈیا کانفرنس کروں اس طرح یہ مسئلہ بہترین طریقے سے ہائی لائٹ ہوجائے گا اور میری تصویریں بھی بغیر کسی خرچ کے اخبار میں لگ جائیں گی۔" بھنا کر کہتے ہوئے اس نے موبائل بند کرکے بستر پر پٹخ دیا۔

❁......❁......❁

"یا خدا...... آپ لڑکی ہیں یا کوئی جن آپ کو میرے بارے میں اتنی انفارمیشن کہاں سے ملتی ہیں؟"

"جو چاہے آپ سمجھ لیں لیکن ایک بات تو آپ مانیں گے کہ میری معلومات سو فیصد درست ہیں۔" منزہ نے اترا کر کہا۔

"ہاں، بکی ورنہ میں اپنے بچپن کے اس عشق کو کب کا بھول چکا ہوں اور اس لڑکی کے تو بچے بھی جوان ہوں گے۔"

"ویسے آپ بڑے فلرٹ انسان ہیں آپ باغ میں اس سے ملنے جایا کرتے تھے اور جب اس نے آپ کو کہا کہ آپ اپنے پیرنٹس کو رشتے کے لیے بھیجیں تو اس کے بعد آپ کبھی نہیں گئے۔" منزہ کی بات پر کاشی کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

"تو اب ہائی کلاس کا اسٹوڈنٹ پیرنٹس سے رشتے کی بات کرکے جوتے کھاتا کیا؟" اپنا قہقہہ بمشکل روک کر اس نے جواب دیا۔

"آپ میری ممی سے بھی واقف ہو میرے بچپن سے بھی واقف ہو آپ ہو کون؟" وہ محظوظ ہوتے ہوئے عاجز ہو کر پوچھ رہا تھا۔

"آپ اس بات کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں؟"

"بالکل بھی میں اس بات کے پیچھے نہیں پڑا میں نے ابھی سیریس کوشش نہیں کی ورنہ آپ کو ٹریس کرنا میرے لیے مشکل نہیں۔" عطلیہ کی فرمائش پر منزہ نے کاشی کے ساتھ بات کرتے ہوئے ریکارڈ کا بٹن دبا دیا تھا اور اب اس ریکارڈ کو عطلیہ فرصت کے ساتھ سن رہی تھی۔

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

"ویسے بندہ ہے ڈیسنٹ' کہیں کوئی عامیانہ یا اخلاق سے گری ہوئی بات نہیں کرتا۔" علیزے نے تبصرہ کیا۔

❁ ❁ ❁

علیزے نے موبائل کی اسکرین پر لینڈ لائن سے آنے والا نمبر چمکتے ہوئے دیکھا تو کچھ سوچ کر یس کا بٹن دبا دیا۔

"میڈم میں ایس ڈی پی او آفس سے اے ایس پی صاحب کا ریڈر بات کررہا ہوں۔"

"جی..... "علیزے ہمہ تن گوش ہوئی۔

"میڈم آپ نے اے ایس پی صاحب سے کمپلین کی تھی آپ مجھے بائیک کا نمبر نوٹ کرادیں۔" علیزے نے ذہن میں نمبر دہراتے ہوئے نوٹ کردیا۔

❁ ❁ ❁

"السلام علیکم! میں اے ایس پی طارق بات کررہا ہوں۔"

"جی کہیے اے ایس پی صاحب۔"

"ہم نے ان کو دو دن تھانے میں مہمان بنا کر رکھا ہے اور خاص خاطر تواضع کے بعد چھوڑا ہے ان کے پیرنٹس کی معافی تلافی اور یقین دہانی کے بعد کہ آئندہ ایسی کوئی حرکت سامنے نہیں آئے گی۔"

"بہت بہت شکریہ سر۔" وہ حقیقتاً اس کے تعاون پر مشکور ہوئی۔

"ابھی کچھ دیر میں نے یہ معلوم کرنے کے لیے فون کیا تھا کہ دوبارہ تو ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی۔"

"نہیں سر مجھے کالج کی اسٹوڈنٹس نے بتایا ہے کہ دو تین دن سے وہ حضرات غائب ہیں۔"

"میں اس معاملے میں آپ کی سینسبلیٹی سے بہت متاثر ہوا ہوں' اپنا پرسنل پرابلم نہ ہونے کے باوجود آپ نے اس مسئلے کو بہت اچھی طرح حل کیا اور بہت سی اسٹوڈنٹس کی مشکل کو دور کیا۔ بہت سی لڑکیوں کو تو یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ اس قسم کے حالات میں انہیں کہاں سے مدد مل سکتی ہے۔"

"نہیں سر یہ مسئلہ بہرحال آپ کی مدد کے بغیر حل نہیں ہوسکتا تھا۔" اس نے مشکور لہجے میں سارا کریڈٹ اسے دیا۔

"خیر پبلک کی مدد کرنا ہماری تو ڈیوٹی ہے۔ بائے دا وے آپ خود بھی کالج میں پڑھتی ہیں۔" طارق صاحب نے بات بدلی تو وہ کچھ کانشس ہوئی۔

"نہیں سر یونیورسٹی میں۔"

"میں آپ کا گڈ نیم جان سکتا ہوں۔" ان کے اگلے سوال نے اسے خاصا مشکل میں ڈال دیا۔

"م.....م..... علیزے۔" اس نے پرسوچ انداز میں اٹک اٹک کر کہا تو دوسری طرف طارق صاحب کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"اوکے علیزے میں فون بند کرتا ہوں کوئی بھی پرابلم ہو آپ ہمیں ضرور انفارم کیجیے گا۔"

❁ ❁ ❁

اے ایس پی طارق نے ریوالونگ چیئر پر پرسوچ انداز میں جھومتے ہوئے ایک نمبر ڈائل کیا۔

"زہے نصیب..... آج تھانے دار بادشاہ کو ہماری یاد کیسے آگئی۔" دوسری طرف اس کا کلاس فیلو اور دوست [illegible] اورے کا انسپکٹر الیاس تھا جو بغیر سلام دعا کے شروع ہوگیا تھا۔

"حکومت تھانے دار ہوگی تمہاری گھر والی میں تو اے ایس پی ہوں' سی ایس پی آفیسر....." طارق نے ہنستے ہوئے اکڑ کر جواب دیا۔

"ایک ضروری کام آن پڑا ہے....."

"جی..... جی وہی تو' ہم غریبوں کو بغیر کام کے بھلا کب یاد کیا جاتا ہے۔"

"اچھا اب زیادہ مت بنو یہ بتاؤ آج کل کہاں ڈیوٹی بجارہے ہو۔"

"اسلام آباد کے علاوہ کہاں جاسکتا ہوں۔"

"ویری گڈ ایسا کرو کہ میں ایک نمبر سینڈ کررہا ہوں اس کا بائیوڈیٹا اور لوکیشن پتا کرکے دو۔"

"تو یہ کام تم باضابطہ طور پر محکمانہ توسط سے بھی

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

کر سکتے ہو۔"

"بھئی یہ کسی مجرم کا معاملہ نہیں ہے۔"

"تو پھر......" الیاس نے خاصا شوخ ہوکر اپنے الفاظ پرزور دیتے ہوئے پوچھا۔

"تو پھر تمہارا سر...... کس وقت تک پتا کرو گے اور ہاں لوکیشن سے میری مراد ریذیڈنسی کے بارے میں اندازہ لگانا ہے۔"

"پھر تو کل شام تک ہی ڈی ٹیل فراہم کرسکوں گا۔" الیاس نے پرسوچ انداز میں کہا۔

......☆☆☆......

"علیزے آپ کے گیسٹ آئے ہیں۔" اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"کون ہیں؟"

"پتہ نہیں' کوئی خواتین ہیں ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہیں۔" وہ حیران ہوتی ہوئی ڈرائنگ روم کی طرف آئی۔

"السلام علیکم۔" وہ اجنبی خواتین کو دیکھ کر اور زیادہ حیران ہوئی۔

"وعلیکم السلام علیزے بیٹا؟" سلام کا جواب دیتے ہوئے بیگم نے استفسار کر ڈالا تھا۔ وہ اثبات میں سر ہلاتی ہنوز حیران کھڑی تھی۔

"آؤ بیٹا بیٹھو۔" وہ ناچار ان کے سامنے چیئر پر ٹک گئی۔ خاتون کے ساتھ موجود لڑکی جس کی گود میں تقریباً ایک سال کا بچہ انگوٹھا چوس رہا تھا۔ خاموش مسکراتی نظروں سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔

"میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔" اس نے الجھ کر استفسار کیا۔

"ہم پہلی بار آپ سے مل رہے ہیں تو آپ پہچانیں گی کیسے؟" جواب لڑکی نے دیا۔

"بیٹا! دراصل ہم آپ کے والدین سے ملنا چاہتے تھے تو سوچا آپ سے مل لیں اور کنفرم بھی کرلیں کہ آپ کہیں انگیجڈ تو نہیں؟" علیزے خاتون کی بات پر کنفیوز ہوکر نظر کا زاویہ بدل گئی۔

"آپ مجھے کیسے جانتی ہیں؟"

"جاننے والوں کے توسط سے ہی سنا تھا آپ کے بارے میں......" لڑکی نے قدرے ٹالنے والے انداز میں کہا۔ وہ کنفیوز ہوتی ان کے سوالوں کے جواب دیتی رہی۔

"چلیں آپ گیٹ تک تو ہمیں چھوڑ آئیں۔" آخر میں لڑکی کی فرمائش اسے عجیب تو لگی' ناچار وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

بلڈنگ سے باہر گراؤنڈ میں انہیں سی آف کرتے ہوئے اس کی نظر پولیس یونیفارم میں ملبوس شخص پر پڑی جو گاڑی سے ٹیک لگائے پرشوق نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ ہمارے بھائی ہیں طارق...... پولیس ڈپارٹمنٹ میں آفیسر ہیں۔" لڑکی نے شوخ انداز میں قدرے فاصلے پر کھڑے اس پولیس مین کی طرف اشارہ کیا۔

علیزے اتنی حیران ہوئی کہ ان کے الوداعی کلمات کا جواب بھی نہ دے سکی۔

✿......✿......✿

اسی شام کو اسے ایس پی طارق کی کال آ گئی۔

وہ یقین اور بے یقینی کے درمیان ڈولتی پریشان ملتجی سوچوں میں گم تھی۔ بھلا اے ایس پی طارق کو اس کے خاندان اور برادری میں کس حیثیت سے دیکھا جائے گا' اس کا اسٹیٹس اور کیریئر شاندار تھا یہ تو کوئی بھی جان سکتا تھا۔ مگر ان کے ہاں ابھی تک برادری سے باہر شادیاں کرنے کا رواج کم تھا۔ خاص طور پر لڑکیاں تو چند ایک بیاہی گئی تھیں مگر وہ بھی والدین کی مرضی سے۔ جن کے رشتے خاندان یا برادری میں نہ مل سکے تھے۔ بال کی کھال نکال کر برادری والوں نے گویا کڑوا گھونٹ بھر کر اس نئی ریت کو بمشکل ہضم کیا تھا۔ اب اس شہر سے کوئی رشتہ جانا' جہاں وہ پچھلے کئی سال سے تعلیم کی خاطر ہاسٹل میں رہائش پذیر تھی کسی سے چھپ نہیں سکتا تھا ایسے میں اس کے کردار پر اٹھنے والی انگلیاں...... ان سوچوں میں پریشان قدرے بے دھیانی سے وہ اس کی کال اٹینڈ کر گئی۔

"کیا حال ہیں ملیحہ صاحبہ کیسا لگا میرا سرپرائز؟" دوسری طرف وہ محظوظ ہوکر پوچھ رہا تھا۔ چند سیکنڈ خاموش رہنے کے بعد اسے کچھ نہ سوجھا تو اس نے کال ڈسکنکٹ کردی۔ موبائل فوراً دوبارہ سے بجنے لگا اور بج بج کر خاموش ہوگیا۔ تبھی فوراً ہی اس کا میسج آ گیا۔

"پلیز...... پلیز میری کال اٹینڈ کریں۔ میں بہت پریشان ہورہا ہوں کیا آپ نے میرے اس اسٹیپ کو مائنڈ کیا ہے؟" ابھی وہ میسج پڑھ ہی رہی تھی کہ دوبارہ موبائل بجنے لگا۔

"آج ہماری علیزے بی بی کو کون بار بار فون کررہا ہے؟" ڈائجسٹ پڑھتی شازیہ نے رخ موڑ کر کھلکھلاتے ہوئے پوچھا تو علیزے نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر موبائل اٹھا کر باہر نکل گئی۔ دیکھے بغیر کہ شازیہ نے اس کے حواس باختہ تاثرات حیرت سے ملاحظہ کیے تھے۔

⚙......⚙......⚙

منزہ ہاتھ لینے کے لیے واش روم میں گئی اور اس کا موبائل نان اسٹاپ بج رہا تھا۔ کرتا علیزے کی نیند خراب کررہا تھا۔ کون ایسی منحوس ٹیون سیٹ کررکھی تھی کہ سر پر ہتھوڑے کی طرح بج رہی تھی۔ تنگ آ کر اس نے تکیے سے سر اٹھا کر کوفت بھری نظر موبائل پر ڈال کر ہاتھ میں لیا اور فرینڈ کالنگ چمکتا ہوا دیکھ کر منزہ کی کسی دوست کا سوچ کر اس نے کال اٹینڈ کی۔

"فرزانہ میں کتنی دیر سے تمہیں کال کررہا ہوں۔ کہاں تھیں تم؟"

"یہ فرزانہ کا نمبر نہیں ہے۔" علیزے نے سوئی ہوئی آواز میں تردید کی۔

"آپ...... آپ کون بات کررہی ہیں؟"

"اس بات کو رہنے دیں کہ میں کون بات کررہی ہوں بہرحال یہ فرزانہ کا نمبر نہیں ہے۔"

"محترمہ یہ فرزانہ کا نمبر ہے میں کئی دنوں سے اس نمبر پر بات کررہا ہوں۔" دوسری طرف اپنی بات پر اصرار کیا جارہا تھا۔ علیزے موبائل آف کرکے بیڈ پر پھینکتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کمبل دوبارہ اوڑھنے لگی تھی۔

"کس کو کوس رہی ہو؟" منزہ واش روم سے نکل کر گیلے بال جھٹکتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"تمہارے نمبر پر کوئی موصوف فرزانہ سے بات کرنے پر اصرار کیے جارہے تھے۔ بتایا بھی ہے کہ یہ کسی فرزانہ کا نمبر نہیں......"

"ہیں! علیزے کی بچی...... وہ کاشی کی کال ہوگی۔" منزہ نے اس کی بات کاٹ کر تیزی سے موبائل اٹھا کر آن کیا۔

"میں نے اپنا اصل نام اسے تھوڑی بتایا ہوا ہے۔ فرزانہ کے نام سے ہی بات کرتی ہوں۔"

"یہ کیسی فضول حرکتیں ہیں تمہاری؟ فیک نام سے بات کرنے کا مطلب؟"

"پہلے میں اس کے اخراجات کو اور اس کی سنسرلی کو جج کروں گی اس کے بعد اسے اپنا ریئل نام دوں گی۔" وہ نمبر ڈائل کرکے موبائل کان سے لگاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"ہیلو...... ہاں کاشی وہ میری دوست ہے علیزے اس نے کال اٹینڈ کی تھی۔" علیزے کا دل چاہا منزہ کا چہرہ دے اپنا فیک نام بتا کر اس کا تعارف ایسے کروا رہی تھی جیسے دونوں کا بچھڑا ہوا ماما ہو اور اتفاق سے آن ملا ہو۔ بے وقوف لڑکی۔ اس نے دانت پیس کر سوچا۔

⚙......⚙......⚙

ویک اینڈ پر گھر آئی تو پتہ چلا طارق صاحب نے کچھ زیادہ ہی کوئیک سروس کا مظاہرہ کرڈالا تھا۔ ان کی بہنیں اور بڑے بھائی دو چکر لگا چکے تھے۔ علیزے کے پاپا ممتاز خان دوبئی میں ٹرانسپورٹ کا بزنس کرتے تھے۔ تین ماہ بعد چکر لگتا تھا مگر مہرالنساء بیگم نے علیزے کی رائے لیتے ہوئے انہیں جلدی بلوانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

"ماما ابھی اتنی جلدی کیا ہے۔ میرے ایگزام ہوجانے دیں اس کے بعد میں اس بارے میں سوچوں گی اور پاپا کو بھی ایمرجنسی میں بلوانے کی ضرورت نہیں۔" اس نے نہ جانے کیوں انہیں روک دیا تھا۔ حالانکہ ایک طرف نہ

www.urdutube.net
www.booksstube.net
www.urdumovies.net

صرف وہ لوگ اتنی چاہ سے اس کا ہاتھ مانگ رہے تھے اور دوسری طرف طارق کا پولیس فورس میں ہونا اس کے لیے بہت اٹریکشن لیے ہوئے تھا۔ وہ بہت دفعہ دوستوں سے اس بات کا اظہار کرتی تھی کہ اسے فورسز میں جاب کرنا بہت اٹریکٹ کرتا ہے اگر وہ "خان" فیملی سے بی لانگ نہ کرتی تو خود بھی کسی ایسی ہی فیلڈ کا انتخاب کرتی۔

"آخر ایسا کیا ہے اس شخص میں' جو تم اتنے چیپ انداز میں اس کے پیچھے پڑ گئی ہو؟" ملیحہ نے بے زاری سے موبائل چارجنگ کے لیے پریشان ہوتی منزہ کو دیکھا۔

"میں اس کی پرسنالٹی سے بہت امپریس ہوئی ہوں۔" منزہ نے اطمینان سے جواب دیا۔

"کردار' اخلاق' تعلیم' خاندان سے کوئی مطلب نہیں اور پرسنالٹی سے متاثر ہو کیسی لڑکی ہو تم۔" ملیحہ کو اور بھی برا لگا تھا۔

"ارے واہ...... چھپر پھاڑ کر اللہ نے نوازا ہے اسے۔" منزہ نے پراؤڈ سے انداز میں بتایا۔

"ہاں بھی تو بنٹی (کتیا) کے لیے پارٹنر تلاش کرتا پھر رہا تھا۔" منزہ کو ہنسی آ گئی۔

"وہ تو اس کا شوق ہے۔ تم اسے دیکھو تو تم بھی متاثر ہو جاؤ۔" منزہ کو شاید الہام ہوا تھا جیسے۔

"اللہ بچائے۔" ملیحہ نے پناہ مانگی۔

اور منزہ ان دنوں کاشی کے پیچھے پڑی تھی کہ وہ اسے اپنی پکس ایم ایم ایس کرے۔

"فرزانہ آپ نے مجھے دیکھا ہوا ہے میرے بارے میں سب جانتی ہیں پھر میری پکس کو کیا کریں گی۔" وہ مسلسل ٹال مٹول سے کام لے رہا تھا۔

"میں نے اپنی فرینڈ کو دکھانی ہے۔" منزہ اپنی فرمائش پوری کروانے پر مصر تھی۔

"اچھا ایسی کون سی فرینڈ ہے جسے آپ نے میری تصویر دکھا کر داد وصول کرنی ہے۔" اس نے بے پروائی سے استفسار کیا۔

"ملیحہ ہے...... وہی جس نے...... جو ہمارے سٹی سے بی لانگ کرتی ہے اور......"

"آئے ہائے......" منزہ کی کمر پر پڑنے والا دھموکا اتنا زوردار تھا کہ اس کی دھمک دوسری طرف کاشی کو بھی سنائی دے گئی تھی۔

......☆☆☆......

"یہ دیکھو اور بتاؤ بھلا میں کیوں اس شخص سے انسپائر نہ ہوں یہ ہے ہی اتنا شاندار۔" اگلے دن منزہ موبائل ہاتھ میں لیے اس کی تصاویر دکھا رہی تھی۔

"ارے...... اس کو تو میں نے پہلے بھی دیکھا ہے' کہاں......" ملیحہ نے ذہن پر زور دیا۔

"تمیر عمر کے فادر نے اس کے ایصال ثواب کے لیے تین روزہ میڈیکل کیمپ لگوایا تھا۔ تو ہمیں انہوں نے فی میل اسٹاف کی ہیلپ کے لیے سینٹر بھجوایا تھا۔ وہاں پر...... پتہ ہے جب میں نے اس بندے کو دیکھا تو میرے ذہن میں یہ بات آئی تھی کہ یہ بندہ کتنا ہینڈسم ہے لیکن تھوڑی ڈینجرس لک دیتا ہے۔ نکلتے ہوئے قد کے ساتھ گندمی چہرے پر سب سے نمایاں اس کی سیاہ گھنی مونچھیں تھیں اور یہ بات اس کی ڈیسنٹ پرسنالٹی سے کچھ متضاد لگتی تھی۔" ملیحہ نے اس کی تصویر پر نظر جمائے ہوئے باآواز بلند تبصرہ کیا البتہ آخری بات صرف دل میں سوچی تھی۔

اور اس کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ منزہ شام کو اس سے بات کرتے ہوئے ملیحہ کا بے لاگ تبصرہ کاشی کے گوش گزار کر دے گی۔ جواباً کاشی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"ہاں...... میں...... اس فری کیمپ میں بابا کے کہنے پر عملے کو سپورٹ کرنے کے لیے وہاں موجود رہا تھا۔" اس نے یاد کرتے ہوئے کہا۔

واپس آنے پر اے ایس پی طارق نے اسے کال کر کے نہ صرف پرپوزل کا جواب مانگا بلکہ اس کے گھر والوں کی طرف سے تاخیر کا سبب بھی جاننا چاہا۔ جواباً

علیزے نے سوچا اگر اس کی براہ راست بات ہو رہی ہے تو کیوں نہ وہ اسے اپنے خدشات سے آگاہ کردے۔ اور اے ایس پی صاحب نے پوری توجہ سے اس کی بات سننے کے بعد اس کے خدشات کا سدباب بھی فراہم کردیا تھا۔

"آپ پر کوئی الزام نہ آئے یا آپ کی فیملی پر کوئی انگلیاں نہ اٹھیں میں بہت جلد یہاں سے اپنی ٹرانسفر کروا لیتا ہوں یوں بھی ہماری فیلڈ کے آفیسرز کو تعیناتی کے اسٹیشن سے مینشن کیا جاتا ہے۔ ان کا آگا و پیچھا نہیں دیکھا جاتا اور واقعی اس نے ایسا ہی کیا۔ صرف پندرہ دن میں اس کی ٹرانسفر کے آرڈر آچکے تھے۔ مگر جانے سے پہلے وہ کوئی ایسی فرمائش کردے گا یہ تو علیزے کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ وہ اس شہر میں اپنی آخری شام علیزے کے ساتھ سلیبریٹ کرنا چاہتا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ یہ کیسے ممکن ہے؟" اس کو تو گویا کرنٹ ہی لگ گیا تھا۔

"کیوں ممکن نہیں علیزے میں آپ کو صرف دو گھنٹے کے لیے ہاسٹل سے پک کرلوں گا۔"

"میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی میں آپ کے ساتھ کیسے جاسکتی ہوں۔"

"میں آپ کو اپنے گھر نہیں لے کر جاؤں گا جب تک آپ کو باضابطہ طور پر اپنا نہیں لیتا۔ فی الحال کسی ریسٹورنٹ میں ڈنر کے بعد آپ کو ہاسٹل ڈراپ کردوں گا۔"

"آپ میری بات سمجھ نہیں رہے میں بابا یا بھائی کے ساتھ باہر جاتی ہوں وہ بھی کبھی کبھار یوں کسی تھرڈ پرسن کے ساتھ باہر نہیں جاسکتی۔" کچھ غصے اور کچھ ٹینشن میں اس کے منہ سے نکلا تھا۔

"واٹ؟ میں آپ کے لیے تھرڈ پرسن ہوں؟" اے ایس پی طارق کو گویا کرنٹ لگا تھا۔ غلطی اس کی بھی نہیں تھی۔ وہ جس ماحول سے تعلق رکھتا تھا۔ وہاں لڑکے اور لڑکیوں کا دوستی میں باہم گزارنا بھی کوئی معیوب بات نہیں سمجھی جاتی تھی جبکہ یہاں تو معاملہ بھی اس سے آگے کا تھا۔ "تو کیا حیثیت ہے میرے اور آپ کے ریلیشن کی۔"

"حیثیت بھی بن جائے گی میں اس کے لیے قدم اٹھا تو چکا ہوں۔"

"وہ بات ٹھیک ہے مگر آپ میری بات سمجھ نہیں......"

"بات تو آپ میری نہیں سمجھ رہیں علیزے...... میری بہت دل سے خواہش ہے کہ جانے سے پہلے کل کی خوب صورت سی شام کا تھوڑا وقت آپ کے ساتھ گزاروں پھر تو ان شاءاللہ ہم کسی اور حیثیت سے ملیں گے بہرحال میں کل شام آپ کو ہاسٹل سے پک کرلوں گا۔"

"نہیں پلیز آپ ہاسٹل مت آیئے گا میں......"

"ٹھیک ہے اگر آپ سمجھتی ہیں کہ میرے ہاسٹل آنے سے آپ کی ریپوٹیشن خراب ہوگی تو کل شام چھ بجے میں P.C میں آپ کا ویٹ کروں گا۔" علیزے اسے منع کرتی جارہی تھی مگر طارق نے تیزی سے پروگرام فائنل کرتے ہوئے خدا حافظ کہہ کر کال کاٹ دی تو وہ ہیلو ہیلو کرتی رہ گئی۔

P.C میں ریزرو ٹیبل پر انتظار کرتے ہوئے اے ایس پی طارق کا انتظار اتنا طویل ہوجائے گا کہ کبھی ختم نہ ہوگا تو اسے قطعی اندازہ نہ تھا۔ علیزے سرشام فون بند کرچکی تھی۔ اگلے روز وہ اسے خدا حافظ کہے بغیر یہ شہر چھوڑ کر جاچکا تھا کبھی دوبارہ نہ آنے کے لیے۔ اس کی مایوسی کی کوئی انتہا نہ تھی یا پھر وہ علیزے کو آزمانا چاہتا تھا وقت دینا چاہتا تھا۔

❁......❁......❁

منزہ ان دنوں کھنچی کھنچی سی رہتی تھی۔ علیزے کی زندگی میں شروع ہونے والے نئے سلسلے نے اس کی طبیعت پر خلاف معمول ایک کدورت سی طاری کردی تھی۔ کوئی اس کا اس قدر منتظر تھا کہ کسی بھی لگاوٹ کو خاطر میں نہ لائے...... دنوں میں کوچ کرگیا تھا۔ یہ احساس جہاں اس کے لیے دل گداز تھا وہیں ایک چھوٹی سی بات کو انا کا مسئلہ بنا کر اس کی خاموشی نے اس کو قدرے حیران کرڈالا تھا۔ ایسے میں اس نے منزہ کی چپچپاہٹ کا سبب جاننے کی کوشش نہ کی تا وقت یہ کہ خود ہی اس نے اگل دیا۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

"علیزے ایک اسپیشل بات بتاؤں؟ کاشی مجھ سے ملنے آرہا ہے۔"

"تو پھر؟" وہ ناسمجھی سے منزہ کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"پھر کیا وہ میری خاطر اتنی دور سے آئے گا تو اس کا مطلب ہے وہ میرے ساتھ سینسئر ہے۔"

"کیا شمالی اور جنوبی افریقہ کے صحرا اور جنگلات پار کرکے آرہا ہے؟" علیزے نے طنز سے استفسار کیا۔

"اچھا اس بات کو چھوڑو تم میرے ساتھ چلوگی؟"

"منزہ مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں کہ تم کتنی فضول حرکتیں کررہی ہو۔ ہماری طرح بہت سی خان زادیاں اپنے گھروں سے نکل کر دوسرے شہروں میں جاکر تعلیم حاصل کرتی ہیں بلکہ اپنے ملک میں ہی نہیں انگلینڈ اور امریکہ میں ہوکر آتی ہیں مگر اپنی روایات اور حدود وقیود کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتیں...... ہماری زندگی کسی فلم یا ڈرامے کا سین نہیں ہے جہاں جب چاہے ہیرو کا ہاتھ تھام لو جب دل چاہے سائیڈ ہیرو کے ساتھ چل پڑو۔ پتا نہیں ہمارے مقدر میں کیا لکھا ہے لیکن دوسری داستانوں کے شہزادے لینے نہیں آئیں گے۔ کل کلاں کو یہی روایتی مرد ہمارا مقدر بنیں گے جو اپنی عورتوں کے ماضی پر کسی دوسرے مرد کی پرچھائیں بھی گوارہ نہیں کرتے جو اپنی عورت کا دوسرے مرد کے ساتھ نام سن کر مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں۔ لڑکی کی لغزش چھوٹی ہوتی ہے اس کا خمیازہ بڑا بھگتنا پڑتا ہے۔ کسی لڑکی کی ذرا سی لغزش اس کی زندگی کا امتحان بن جاتی ہے اور تم ہو کہ......"

"خدا کے لیے علیزے بس کرو مجھے اتنے لیکچر مت دو۔"

"میں خان زادی ہوں تو تم کسی کی کمین یا کمی کمین کی فارورڈ اولاد ہو کیا؟" علیزے کو تاؤ آگیا۔

"میں......" منزہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ "میرے ابو خان ہیں امی ملک فیملی سے۔ سو میں ذرا درمیانی مخلوق ہوں۔ پھر ہماری فیملی تم لوگوں کی طرح بیک ورڈ نہیں ہے۔ میرے لیے اس ذرا سی بات کی گنجائش نکلتی ہے۔"

"منزہ تم تو بالکل چکنا گھڑا ہو۔" اس کے بے پروائی سے کہنے پر علیزے نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"چلو تم جو کہو میرے ساتھ چل رہی ہوتا؟ اس سے پہلے میں اکیلی ہاسٹل سے نکلی نہیں ہوں۔ میڈم ساجدہ کانشس ہو جائیں گی ورنہ میں اکیلی ہی چلی جاتی۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تمہارے ساتھ جانے کا۔" علیزے نے دوٹوک الفاظ میں انکار کردیا۔

☆☆☆

"علیزے تمہارا ریڈ لیمن ایمبرائیڈری والا سوٹ کہاں ہے؟" منزہ اس کی الماری میں سر گھسیڑے ہوئے تھی۔

"کون سا؟" بے دھیانی میں اس نے دریافت کیا۔

"وہی جو تمہارے پاپا نے برتھ ڈے پر تمہیں گفٹ کیا تھا۔"

"ارے...... ہاں...... یاد آیا...... وہ...... ارفع لے کر گئی تھی کہ ویسا ہی ڈیزائن بنوانا ہے پھر اس نے واپس نہیں کیا......" علیزے نے یاد آنے پر بتایا۔

"میں لے کر آتی ہوں۔" منزہ باہر نکل گئی۔

❁❁❁

"کیسا لگ رہا ہے؟" منزہ اس کا وہی سوٹ سامنے رکھ کر بار بار روم میٹس سے پوچھ رہی تھی۔

"اچھا لگ رہا ہے مگر کہیں جارہی ہو۔" شازیہ نے تعریف کرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں میرا ایسا ہی پہننے کا ارادہ تھا سوچا چیک کرلوں.... یار میرا بی پی لو ہورہا ہے۔" تھوڑی دیر بعد اس نے منہ بسورنا شروع کیا تو واقعی اس کی طبیعت خراب معلوم ہونے لگی۔

"پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔ کوئی انڈہ وغیرہ بوائل کردوں۔" فرحان متوجہ ہوکر مشورہ دے رہی تھی۔

"ایک دو بار گھر پہ ہوا تھا پھر انجکشن لگوانی تھی تو......"

"سامنے روڈ پر جو ڈاکٹر بیٹھتا ہے اس سے جاکر انجکشن لگوالو۔" علیزے نے مشورہ دیا۔

"ذرا میڈم سے پوچھ آؤ نا اور میرے ساتھ بھی چلو اور تو

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

کوئی فارغ نہیں ہے۔"

"نہیں ہاسٹل سے نکل کر ہاسپٹل پہنچنے میں چند منٹ لگے تھے مگر منزہ نے ہاسپٹل کے بجائے ملحق ہوٹل کی انٹرنس میں قدم رکھتے ہوئے علیزے کو چونکا دیا تھا۔ منزہ اس کے حیران نظروں سے دیکھنے پر ڈھٹائی سے مسکرانے لگی۔

"مجھے یہاں ایک چھوٹا سا کام ہے اندر تو چلو۔" منزہ نے ایک طائرانہ نظر ہال پر ڈال کر کونے میں ٹیبل پر بیٹھے کاشی کو دیکھا اور اسے وہیں رکنے کا کہہ کر اس کی طرف بڑھ گئی۔ مجبوراً وہ قدرے فاصلے پر ایک ٹیبل پر ہونقوں کی طرح جا بیٹھی۔ اور منزہ اور کاشی کو بات چیت کرتے ہوئے دیکھنے لگی۔ ایک دوبار کاشی نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور اگلے پل منزہ اس کے پاس چلی آئی۔

"کاشی کہہ رہا ہے کہ تمہاری فرینڈ سے کوئی بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"مجھ سے کیا بات کرنی ہے اور علیزے...... منزہ جلدی کرو...... چلو یہاں سے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے تمہیں پتا ہے شام کو لڑکیاں گھومنے کچھ کھانے سے گئی ہیں ایسے میں کوئی نوکرادھر آ گیا تو......"

"علیزے تم اتنی بحث کرنے کے بجائے مختصری بات اس کی سن لو...... جتنی بحث ہوگی اتنا ہی ٹائم ضائع ہوگا۔" منزہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا تو ناچار وہ اس کی ٹیبل پر چلی آئی۔

"السلام علیکم!"

"وعلیکم السلام!" کاشی نے کھڑے ہوتے ہوئے سلام کا جواب دے کر اسے بیٹھنے کا اشارہ دیا تو وہ ٹک گئی مگر ایسے جیسے ابھی اٹھ کر بھاگ جائے گی۔

"آپ نے جو بات کہنی ہے پلیز ذرا جلدی کہیں۔" وہ خاصے گھبرائے ہوئے انداز میں عجلت بولی۔

"ایکچو ئیلی میں آپ کی دوست کو سمجھا رہا تھا کہ مجھے کال مت کیا کریں یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے آپ بھی انہیں سمجھائیں۔"

نظم

ذرا اداس ہوں
لیکن
ذرا مسرور بھی ہوں
تمہارے پاس ہوں شاید
شاید......
دور بھی ہوں
یوں پتھر یلے رستوں پر چلنا شوق نہیں میرا
کچھ معاملہ چاہت کا ہے
کچھ مجبور بھی ہوں
محبت ہوگئی تم سے بس یہی خطا ہے میری
چاہ کر مجبور ہوں میں
مگر......
بے قصور بھی ہوں

عروج شہوار رفیع...... کالا گوجراں

"میں اسے سمجھاؤں کہ آپ بھی اس چیز کا احساس کرلیں کہ تالی کبھی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔"

"چلیں منزہ۔" وہ ایک بار پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ تبھی ویٹران کی ٹیبل پر کھڑا ہو کر آرڈر سرو کرنے لگا تھا۔

"آپ لوگ کچھ کھائیں پھر اس کے بعد چلے جایئے گا۔"

"نہیں شکریہ۔ ہمیں دیر ہو رہی ہے۔" کاشی کی براہ راست مخاطب وہ تھی۔ لہٰذا معذرت کرتے ہوئے منزہ کو چلنے کا اشارہ کیا۔

"اب انہوں نے اتنا کچھ منگوایا ہے تو برا لگے گا......"

"منزہ تم چل رہی ہو یا میں اکیلی چلی جاؤں ہاسٹل۔" اب کے اس نے ساری شائستگی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انتہائی کڑے تیوروں کے ساتھ منزہ سے پوچھا۔

"چلیں میں آپ لوگوں کو چھوڑ آتا ہوں۔" اس سے پہلے کہ منزہ مزید اصرار کرتی کاشی فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور کاؤنٹر پہ پے منٹ کرنے کے لیے بڑھ گیا۔ وہ دونوں باہر آ گئیں۔ علیزے نے سامنے سے گزرتی

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

ٹیکسی کو روکا اور تیزی سے گھس گئی ناچار منزہ کو بھی اس کی تقلید کرنا پڑی تھی۔

"میں نے تم جیسی گھٹیا لڑکی آج تک نہیں دیکھی۔ کہنے کو تو میں نے کہہ دیا تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ مگر اس تالی میں تمہاری جیسی لڑکی کا ہاتھ ہو تو بج ہی جاتی ہے یا اپنے منہ پر یا دوسرے کے منہ پر۔" ہاسٹل میں آ کر اس نے منزہ کو کتنی صلواتیں سنائی تھیں مگر منزہ کو صرف اس بات کی ٹینشن تھی کیا تھا اگر وہ کاشی کی گاڑی میں آ جاتی' بھلا کیا سوچ رہا ہوگا کتنی بیک ورڈ لڑکیاں ہیں۔

اور اس کو تب جا کر اطمینان ہوا جب کاشی نے کال کر کے ان کے خیریت سے ہاسٹل پہنچنے کی بابت دریافت کیا۔

"بھئی عجیب دوست ہے آپ کی جیسے میں اسے کھا ہی جاؤں گا۔" کاشی نے برا مانے والے انداز میں کہا۔

"ارے نہیں...... کاشی...... میں نے اسے بتایا نہیں تھا' میں تو اسے ڈاکٹر کے پاس جانے کا بہانہ کر کے لے آئی تھی۔ یہ ایسی ہی ہے دراصل خاصی بیک ورڈ فیملی سے بی لانگ کرتی ہے نا۔" منزہ نے اس کی صفائی دیتے ہوئے وضاحت کی۔

"اچھا کس فیملی سے تعلق ہے؟"

"تمہیں اندازہ ہے کاشی نے تمہاری اس حرکت کو کتنا مائنڈ کیا ہے۔" منزہ بجھے ہوئے چہرے کے ساتھ اس کے پاس چلی آئی۔

"کاشی جائے بھاڑ میں...... تم نے میرے ساتھ کتنا دھوکہ کیا ہے لعنت ہے تمہاری دوستی پر۔" عطیہ پہلے ہی خار کھائے ہوئے بیٹھی تھی۔ نتیجتاً دونوں کے درمیان خاصی جھڑپ چھڑ گئی تھی۔

اس روز کے بعد ان دونوں میں شدید کھنچاؤ پیدا ہو گیا تھا' یوں بھی ڈیٹ شیٹ آ چکی تھی۔ اسٹوڈنٹس ہاسٹل کے کونے کھدروں میں سر کھسیڑے رٹتیں آخری پیپر سے ایک روز پہلے منزہ اسے گراؤنڈ کے اندھیرے گوشے میں سسکتی ہوئی ملی تھی۔

"کیا ہوا ہے منزہ' کیوں رو رہی ہو؟" نہ چاہتے ہوئے بھی وہ پوچھ بیٹھی۔

"کاشی مجھ سے جان چھڑانے کے چکروں میں ہے۔ میری کال اٹینڈ نہیں کرتا' کسی میسج کا جواب نہیں دیتا اور آج تو خاصے روڈلی انداز میں کہہ دیا آپ کب تک یوں وقت بے وقت میرا اور اپنا ٹائم ضائع کرتی رہیں گی۔"

"تو اس بے چارے نے کیا غلط کیا ہے؟" عطیہ نے انتہائی سنجیدگی سے سوال کیا۔

"ڈھولک کی تھاپ اور سکھیوں کے سنگیت میں اسے خود بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے ہاتھوں پر شوکت نیازی کے نام کی مہندی رچ چکی ہے۔ اے ایس پی طارق ان کے آنگن کی چڑیا پر پڑنے والا وہ پہلا پتھر تھا جس کو اس کی ماما نے سنجیدگی سے لیا تھا کیونکہ اب اس کی تعلیم مکمل ہونے والی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک پرپوزل جو حلقہ احباب سے موجود تھے ان میں سے ایک کو استخارے کے بعد فائنل کر دیا تھا۔ اے ایس پی طارق کے گھر والوں کی خاموشی اگرچہ چند ہفتے عطیہ کو ڈسٹرب کر گئی تھی مگر ماما کو اس کی کوئی خاص پروا نہ تھی کیونکہ اس طرح عطیہ کو دوسرے شہر جانا پڑتا' بلکہ بقول ان کے شہر شہر در بدر ہونا پڑتا' شوکت نیازی بینک آفیسر تھا اور انہی کے شہر سے تعلق رکھتا تھا۔ عطیہ کو بھی والدین کے انتخاب پر کوئی اعتراض نہ تھا مگر اس کا مسئلہ کچھ کر کے اپنا مقام بنانے اور زندگی میں خود کو منوانے کا تھا جس کے لیے اس نے تعلیم پر بھرپور توجہ دی تھی۔ مگر ماما نے اس کے اعتراض پر ڈپٹ دیا' بھلا وہاں کیا پابندی ہوگی۔ بہت اچھے اور سلجھے ہوئے لوگ ہیں۔ وہاں اپنے سارے شوق پورے کرنا۔" اور عطیہ بے دلی سے خاموش ہو گئی تھی۔

سیج کے وسط میں بیٹھی وہ مطمئن کمرے کی ڈیکوریشن اور سیٹنگ کو سراہ رہی تھی جو موصوف کی پسند کے عین مطابق کی گئی تھی۔ ذوق تو اچھا ہے پتہ نہیں محترم خود کیسے ہوں گے۔

چونکہ شادی ایگزامز کے بعد ایک ماہ کے نوٹس پر رکھی گئی تھی۔ لہٰذا صرف رسم کے طور پر اس کی ساس نے انگوٹھی اور چند ہزار روپے دے کر علیزے کو بیٹے کے نام کرالیا تھا۔ اس کے بعد بھی کوئی ایسا خوش گوار اتفاق نہیں ہوا کہ وہ اسے دیکھ لیتی۔ سوئی سنائی تک ہی تک بندی کی تھی۔

دروازے پر کھٹکا ہوا تو اعتماد سے بیٹھی دلہن کی نظریں خود بخود جھک گئیں مگر سلام کا جواب دیتے ہوئے اس نے ذرا سا بے ساختہ نظریں اٹھائیں تو جھکنے سے انکاری ہوگئیں۔

شوکت نیازی کے چہرے پر محظوظ کردینے والی مسکراہٹ تھی اور علیزے وہ کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ اس کا سامنا زندگی میں اس شخص سے کسی ایسی حیثیت میں ہوجائے گا۔

"اب اس طرح تو مت دیکھیں مانا کہ میں تھوڑی ڈینجرس لک دیتا ہوں لیکن تھوڑا ہینڈسم بھی تو ہوں۔" اپنے انجوائنگ امپریشن کے ساتھ وہ مسکرا کر پوچھ رہا تھا۔

دوسری طرف علیزے کے چہرے پر کیا نہیں تھا۔ صدمہ، پریشانی، حیرت یا پھر کوئی ایسا تاثر جس کی وضاحت کے لیے کوئی لفظ ایجاد نہ ہوا ہو۔ وہ ساکت بیٹھی سوچ رہی تھی۔ کتنا اچھا ہوتا اگر وہ ماما کی بات مان لیتی، جنہوں نے اسے بار بار کہا تھا کہ وہ شوکت کو کھانے پر بلالیں گی اگر وہ دیکھنا یا ملنا چاہے مگر ماما کے سامنے اسے عجیب سی ہچکچاہٹ گھیر لیتی تھی۔ ویسے بھی جب فیصلہ والدین پر چھوڑ دیا تو نصیب......

اسے مہندی کی رات جس لڑکے کو دیکھ کر بار بار کچھ کلک کررہا تھا وہ کیا تھا؟ آج اسے سمجھ آیا تھا کزنز سے پوچھنے پر پتہ چلا تھا وہ شوکت کا چھوٹا بھائی اشفاق نیازی تھا۔ اس کی شکل شوکت سے ملتی تھی۔ بس اس کالج بوائے کی صورت میں معصومیت تھی اور...... اسے اس روز یوں لگ رہا تھا جیسے کچھ یاد آتے آتے یاد نہیں آتا......!

"آپ تو یوں بیٹھی ہیں جیسے خدانخواستہ آپ کا بہت بڑا نقصان ہوگیا ہو۔" وہ چینج کر کے فریش ہو کر واپس آیا تو

ڈائری

کل رات
کھوئی تھیں اس کی
یادیں نظروں میں
پھر
محبت......
ڈائری میں زینت قرطاس کردی......!

علمہ شمشاد حسین......کورنگی کراچی

وہ تھوڑا اسی پوزیشن میں براجمان تھی۔

"کیا ہوا علیزے بی ریلیکس......" شوکت نے اس کے دونوں ہاتھ گرم جوشی سے دبا کر تسلی دی۔

"آپ......آپ تو کاشی......؟" اس کی صورت روہانسی دیکھ کر ایک بار پھر شوکت کو ہنسی آئی مگر وہ ضبط کرگیا۔

اگر میں کاشی ہوں تو اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟" علیزے کو سمجھ نہ آیا وہ اس بات کا کیا جواب دے، چینج کرتے ہوئے وہ مختلف وسوسوں میں گھری تھی۔

منزہ کتنی فضول حرکتیں کرتی رہی اور میں اس کی دوست ہوں۔ جوکی میں بھی اس کے ساتھ تھی۔ اتنے روایتی خاندان کا ہے یہ سب؟ میرا امپریشن اس پر کیا ہوگا؟ وہ واپس کمرے میں آئی تو شوکت صوفے پر بیٹھا اطمینان سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے نیم دراز تھا۔ وہ بیڈ کے کونے پر ٹک گئی تو وہ اس کے پاس آن بیٹھا تھا۔

"علیزے میں آپ کی پریشانی کی وجہ جان سکتا ہوں؟" اس کے سوال پر علیزے سر جھکا کر کچھ دیر سوچتی رہی، اس کے انداز سے اس کا حوصلہ بحال ہورہا تھا۔

"آپ مجھے کیسا سمجھتے ہیں؟"

"اچھا سوال ہے جسے ہم اچھا نہ سمجھتے ہوں اسے اپنے گھر میں ملازمہ بھی نہیں رکھتے۔ ویسے میں آپ کو کیسا سمجھتا ہوں اس کا جواب ذرا فرصت طلب ہے۔" استحقاق سے فاصلے مٹاتے ہوئے وہ گمبھیر انداز میں کہہ رہا تھا۔

اس کے تمام تر خدشات شوکت نیازی کے بے باکانہ جذبوں اور والہانہ شدتوں کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوئے تھے۔ وہ واقعی بہت ڈیسنٹ عادات کا مالک تھا۔ سوائے اس کے کہ اس نے ایک کتیا پال رکھی تھی اور شکار کا خاصا شوقین تھا۔ اس نے یہ بتا کر علیزے کو معتبر کردیا تھا کہ کچھ منزہ سے کرید لگا کر اور بقیہ معلومات اس کے بارے میں حاصل کرکے اس نے خود اپنے بابا مکرم نیازی سے بات کی تھی اور بندوق ان کے کندھوں پر رکھ کر بری الذمہ ہوگیا تھا۔ اس کی تمام فیملی یہی سمجھتی تھی کہ علیزے کو مکرم نیازی نے بطور بہو منتخب کیا تھا۔ جہاں تک منزہ کا تعلق تھا اس کے بارے میں شوکت نے صرف ایک دفعہ بات کی تھی اگر وہ میرے نزدیک ذرا بھی اہمیت رکھتی تو تمہاری جگہ موجود ہوتی۔ شروع میں جس طرح وہ میرے بارے میں ایک ایک بات جانتی تھی میں یہ سوچ کر حیران ہوتا کہ آخر میرے خاندان کی کون سی لڑکی ہے جو اتنی گری ہوئی حرکتیں کررہی تھی اور بعد میں اس امید پر چھوڑ دیا گیا تھا کہ شاید تم نظر آجاؤ' ایسا نہ ہو بعد میں تمہارے سوا کسی اور کو گھر لے آؤں۔"

"مجھے آپ کی بات پر قطعاً یقین نہیں ہے لالہ یہ نہ پھینکیں۔" علیزے نے اٹھلا کر کہا مگر اسے شوکت کے حرف حرف پر یقین آگیا تھا۔

ایگزامز سے فارغ ہوتے ہی اس نے دو تین جگہوں پر جاب کے لیے اپلائی کردیا تھا۔ شادی کے دو ماہ بعد اسے ایک کمپنی کی جانب سے میڈیا ایڈوائزر کی جاب کے لیے انٹرویو کا لیٹر ملا جو ماما نے اس کے گھر بھجوادیا تھا۔ وہ خاصی ایکسائٹمنٹ سے ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی۔

"کیا ہے؟" شوکت آفس سے واپس آیا اور اس کے ہاتھ سے لیٹر لے کر دیکھنے لگا تھا۔

"یہ بہت اچھی کمپنی ہے اور اس کی......" اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے شوکت نے لیٹر پھاڑ کر اس کے تین چار پرزے کیے اور یہ کہتے ہوئے واش روم میں چلا گیا۔

"چائے لاؤ یار بہت تھک گیا ہوں۔" وہ فریش ہوکر نکلا تو وہ ساکت بیٹھی تھی۔

"آپ نے لیٹر کیوں پھاڑا؟"

"اب تم اس طرح کی کمپنیوں میں جاب کے نام پر دھکے کھاؤ گی۔"

"آپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔" وہ چبا چبا کر کہہ رہی تھی۔ جس خاندان سے اس کا تعلق تھا وہاں ہر بات اور ہر قدم گھر کے مردوں کی رضامندی سے اٹھایا جاتا تھا اور ایسے ماحول میں پرورش پانے والی علیزے جان چکی تھی کہ اس کا جاب کرنا شوکت کے حسب منشا قطعاً نہیں ہے مگر اس کے بلند مقاصد اسے بغاوت اور ضد پر اکسا رہے تھے۔ اس نے سرتوڑ کوشش کرڈالی۔ وہ لڑ جھگڑ کر بیگ اٹھا کر میکے چلی آئی تھی۔ ماما کو اس کی ضد سراسر بے وقوفی لگ رہی تھی۔ اسی شام اسے مکرم نیازی لینے آگئے۔

"بیٹے یہ کیا طریقہ ہے ہر چھوٹی سی ایشو سے اس کو گھر بیٹھنا پڑے، چلیں جلدی سے واپس گھر۔" وہ کچھ عجلت میں تھے یا پھر خوامخواہ اسے اٹھانے کے لیے شو کررہے تھے۔ وہ کئی بزنس میں شیئر ہولڈر تھے۔ سو بزی تو رہتے تھے۔ ماما کے آنکھیں دکھانے پر وہ ان کے ساتھ چل پڑی۔

"بابا اپنے لاڈلے کو بتا دیجیے گا میں نے ہر صورت جاب کرنی ہے۔" اس نے راستے میں بابا سے کہا۔

"بھئی یہ تو آپ کا اور اس کا پرسنل میٹر ہے۔ میں اس میں کس طرح انٹرفیئر کرسکتا ہوں۔" انہوں نے لاچارگی ظاہر کی صرف یہی نہیں بلکہ اس کی ساس کا بھی یہی موقف تھا اور ماما نے تو پہلے ہی دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیا تھا جو شوہر کہے وہی کرو اس سے پنگا لے کر کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔

"آپ نے تو کہا تھا جاب پر پابندی نہیں ہوگی اتنے اچھے لوگ ہیں؟" اس نے ان کی بات یاد دلائی۔

"میری بات کون سی پتھر کی لکیر ہے اور ویسے بھی مجھے اب یاد نہیں کیا کہا تھا۔" انہوں نے طوطے کی طرح آنکھیں پھیرلی تھیں۔

شوکت کا بینک کافی دور تھا وہ لنچ پر گھر نہیں آتا تھا مگر بابا

سے علیزے کی واپسی کا سن کر تیج پر گھر چلا آیا تھا۔ "اتنے اچھے لوگ اتنے دنوں بعد لوٹے ہیں اس لیے میں بھاگا چلا آیا۔" سوچے ہوئے چہرے کے ساتھ ٹیبل پر ڈشز رکھتی علیزے کو مسکراتے ہوئے وہ ماں کو بتا رہا تھا۔

"پاپا نے مجھے اجازت دی ہے کہ میں جاب کر سکتی ہوں۔ جبھی واپس آئی ہوں یہ یاد رکھیے گا۔" علیزے نے کمرے میں آ کر کہا تو وہ پریشان نظر آنے لگا۔ اگرچہ وہ جانتا تھا پاپا اس معاملے سے لاتعلق ہیں مگر پریشانی اس بات کی تھی کہ علیزے اپنی ضد پر قائم تھی۔

"پاپا تمہیں اجازت کیوں دیں گے؟ اپنی بیوی کو دیں ایروں غیروں کے ساتھ جاب کرنے کی۔" وہ خود پر مصنوعی بشاشت پیدا کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "میری بیوی کو کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ جو باہر جا کر خوار ہوتی پھرے۔"

"ہر کام زندگی میں مادی ضروریات کے لیے نہیں کیا جاتا۔" وہ بیگ سے کپڑے نکالتے ہوئے مڑ کر اس سے مخاطب ہوئی۔ "میرے کچھ خواب ہیں جن کو پورا کرنے کے لیے میں چھ سال گھر سے باہر ہاسٹل میں خوار ہوئی ہوں تاکہ ایک بہترین کالج میں پڑھ سکوں۔ آپ اپنی فضول ضد کی وجہ سے ان میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں۔" اس کی بحث لاحاصل تھی۔ اس کا جھگڑنا' روٹھنا سب بے کار جاتا رہا۔ وہ پریشان ہوتا ہوا بے بسی سے اسے دیکھتا۔ اس کا موڈ آف ہونے پر اداس ہو جاتا۔ اسے بہلاتا' مگر پھر سے سمجھانے لگ جاتا۔ وہ اپنی بات پر اتنی سختی سے قائم تھا کہ علیزے حیران ہونے لگی۔ "آپ ایسا اس لیے کر رہے ہیں کہ میں منزہ کے ساتھ ہوٹل گئی تھی۔" بہت غور و فکر کے بعد اس نے ایک روز سوال کر ڈالا تھا۔ جواباً وہ کچھ عجیب سی کیفیت میں اسے دیکھتا رہا۔

"ہاں......" اس کے یک لفظی جواب نے علیزے پر حیرت کا پہاڑ توڑ دیا تھا۔

"اس کا مطلب ہوا آپ مجھے خراب کردار کا سمجھتے ہیں۔ جبکہ آپ خود...... خود کیسے ہیں مسٹر شوکت نیازی؟ میں سب کو آپ کی حقیقت بتاؤں گی' یہ تو میں ہوں کہ وہ

جنم دن مبارک ہو

دعاؤں کے جزیروں سے
عطاؤں کی عنایت تک
ہوا کو ہم گواہ رکھ کر
یہ دعا کرتے ہیں
تیری پاکیزگی ہر دم
تیرے بختوں میں ڈھل جائے
دیے روشن امیدوں کے
ہمیشہ چاند سے چمکیں
تمہیں سورج کی کرنوں میں
طلوع صبح مبارک ہو
نیا ہر دن مبارک ہو
اور سب سے پیارا آنچل
جنم دن مبارک ہو

فریحہ شبیر...... شاہ تکنڈر

سب برداشت کر لیا' کوئی اور لڑکی ہوتی تو آپ کا جینا حرام کر دیتی۔" وہ ہسٹریک ہونے لگی تھی۔

شوکت نے لب بھینچتے ہوئے سختی سے اس کا بازو پکڑا۔ "کیا بتاؤ گی اور تم کیا بتاؤ گی؟ میں خود سب کچھ بتا دوں گا۔ مجھے بتانے میں کوئی پرابلم نہیں کہ وہ لڑکی مجھے فون کرتی تھی۔ میرے بارے میں ساری انفارمیشن مجھے دیتی تھی۔ کیا تم یہ بتانا گوارا کرو گی کہ تم ہوٹل میں اس کے ساتھ مجھے ملنے آئی تھیں۔" اس کی آخری بات نے علیزے کا حوصلہ پست کر ڈالا تھا۔ اگر بھی کی سخت نندوں کو پتہ چلے تو کیا سوچیں گی ہوٹلوں میں گھر سے اڑا کر وہ شوکت کی زندگی میں داخل ہوئی تھی بات سے جھگڑا بننے میں بھلا فاصلہ ہی کتنا ہوتا ہے۔ اس کے پست انداز کو محسوس کر کے وہ خود کو نارمل ہو گیا۔

"میں مرد ہوں علیزے خدانخواستہ گھر سے باہر گزارا آؤں تو بس دیر ہوئی تھی اور تم گھر سے باہر گزارو تو تم برباد ہو گئیں۔" اس کی خاموشی پر وہ اسے سمجھا رہا تھا۔

"آپ مجھے غلط تو نہیں سمجھتے ہیں نا؟" اس نے

تصدیق چاہی۔

"یہ بات نہیں ہے بے وقوف لڑکی۔ ہم اپنی ملازماؤں کو دیکھ کر نظریں جھکا لیتے ہیں۔ رخ موڑ لیتے ہیں۔ ایسی لڑکی کو زندگی میں کیسے شامل کر سکتے ہیں جسے غلط سمجھیں۔ مگر اس واقعے سے ایک بات مجھے سمجھ آئی ضروری نہیں کہ ہم غلط ہوں تو غلط کریں۔ بعض اوقات لوگ انجانے میں ہمیں غلط استعمال کر لیتے ہیں جیسے میں نے تمہیں اس لیے نہیں بلوایا تھا کہ تمہاری دوست کے بارے میں بات کرنی ہے میں تمہیں دیکھنا چاہتا تھا تم ایکسپلائٹ ہوئیں کچھ میری طرف سے کچھ اپنی دوست کے ہاتھوں۔"

"ایسا کرو تم کوئی ایجوکیشنل انسٹیوٹ کھول لو۔" کچھ سوچ کر اس نے مشورہ دیا۔

"جی نہیں مجھے بزنس نہیں کرنا جاب کرنی ہے۔"

"اچھا...... پھر کچھ اور سوچتے ہیں......" اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھرنے لگی۔

"میں ایجوکیشنل انسٹیوٹ اوپن کرتا ہوں تم وہاں جاب کر لینا۔"

"لعنت بھیجتی ہوں میں آپ کی جاب پر......" وہ غصے سے کہتے ہوئے باہر نکلی تو اپنے پیچھے اسے شوکت کا قہقہہ سنائی دیا۔

انہی دنوں جب وہ اپنے اصرار سے تھکنے لگی تھی ڈاکٹر نے اسے ایک ہدایت نامہ تھما دیا اور شوکت کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ اس کو یوں لگ رہا تھا شاید وہ اس لیے بھی خوش ہے کہ اب اس کا جاب کا پروگرام کینسل ہو سکے گا۔

مگر شوکت کے کچھ کہنے سے پہلے ہی مسز مکرم نیازی بیچ میں تشریف لے آئیں جن سے علیزے کو اس دشمنی کی قطعی امید نہیں تھی۔

"بیٹا جی کچھ عرصے کے لیے یہ جاب وغیرہ کی ٹینشن تو بالکل نہیں لینی فی الحال تو یہ ممکن نہیں چلو بعد میں کوئی اچھی جاب پتہ چلی تو میں کاشی سے کہہ کر آپ کو اجازت دلوانے کی کوشش کروں گی۔" انہوں نے اسے بہلاتے ہوئے شوکت کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ "اس وقت تو آپ کا اچھی خوراک کے ساتھ ٹینشن فری ہونا بھی ضروری ہے۔ ہمارے گھر میں رونق ہو جائے اللہ کے فضل سے پھر یہ جاب وغیرہ بھی دیکھ لیں گے۔"

ننھے اکرام نیازی کی آمد کے ساتھ ہی علیزے خان مر گئی یا یوں کہنا چاہیے اس کے خواب آئیڈیلز مر جو اپنی ذات کے بارے میں تھے دفن ہو گئے بس ایک ماں پیدا ہو گئی ننھے وجود سے جڑے ہزاروں توجہ طلب امور اس کی پیاری سی آواز میں چہک کر ماما کہنا اس کا ننھے ننھے قدم اٹھا کر چلنا پھر گرنا اور پھر رونے لگ جانا تو علیزے کے قابو میں نہ آتا اس کو نگی کا ناچ نچا کر رکھ دیتا وہ فیڈر کے ساتھ واپس آتا کہ اس کے پیچھے ہوتی اور وہ دادا کے پیچھے چھپ کر کھلکھلاتا اس کی بے بسی کا گویا مذاق اڑاتا جب اس کا نرسری اسکول میں ایڈمیشن ہوا تو ان ڈھائی سالوں میں وہ مکمل ہاؤس وائف کا روپ دھار چکی تھی۔ مسز مکرم نیازی نے بہت سے معاملات اس کے سپرد کر دیے تھے۔ اب کچھ وقت کی گنجائش نکل سکتی تھی کہ علیزے نے رونے سے جب چھٹی پالی۔

زندگی میں کوئی کمی نہ تھی۔ روپے پیسے کی فراوانی کے ساتھ اسے ایک بے حد چاہنے والا شریک سفر ملا تھا۔ پھر بھی زندگی کی کمی جا گ اٹھتی جب وہ کسی پروفیشنل خاتون کو بہترین لائف گزارتے ہوئے دیکھتی کسی بزنس پروفیشنل لیڈی کا انٹرویو پڑھتی یا کسی فورم پر بولتے ہوئے کسی پریڈ میں فورسز کی خواتین کو دیکھتی۔

جیسے کچھ نہ ہوتے ہوئے کچھ ہو

یا سب کچھ ہوتے ہوئے کوئی کمی ہو

کاش انہیں پڑھا کرے کوئی
عائشہ ناز علی
www.urdutube.net
www.booksube.net
www.urdumovies.net

جس نے تیری آنکھوں میں شرارت نہیں دیکھی
وہ لاکھ کہے اس نے محبت نہیں دیکھی
آئینہ تجھے دیکھ کر گلزار ہوا تھا
شاید تیری آنکھوں نے وہ رنگت نہیں دیکھی

وہ چھ برس کی تھی جب نیلوفر خالہ اپنے شوہر اور بیٹے کے ساتھ ان کے گھر آئی تھیں۔ وہ انہیں بہت پیاری لگی تھیں امی جی کے برعکس وہ زیادہ حسین اور ہنس مکھ تھیں اسے گود میں لیے چٹاچٹ پیار کرتے ہوئے اپنے بیگ میں سے ڈھیروں چاکلیٹس نکال کر اسے دے دی تھیں۔ اس کے اور ماریہ کے لیے بہت سارے تحفے بھی لائی تھیں۔ انہی تحائف میں ایک سبز آنکھوں والی خوب صورت سی گڑیا بھی تھی۔ اسے سارے تحفوں میں یہی گڑیا سب سے زیادہ پسند آئی تھی جو وہ ہمیشہ اپنے پاس رکھنے کی عادی تھی۔ دوسری بار نیلی خالہ تب آئیں جب وہ آٹھ سال کی تھی۔ تب زیدی انکل ان کے ساتھ نہیں تھے۔ صرف عبداللہ تھا۔ اس نے نوٹ کیا کہ نیلی آنٹی پہلے کی طرح ہنس مکھ نہیں رہی تھیں۔ وہ کمزور لگ رہی تھیں اور ان کی آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے بھی تھے۔ عبداللہ بہت شرارتی اور باتونی بچہ تھا مگر وہ بھی چپ چاپ سا لگ رہا تھا۔ نیلی آنٹی کی باتوں سے اسے پتہ چلا کہ زیدی انکل اب دنیا میں نہیں رہے تھے۔ اسے عجیب سا لگا تھا۔ کسی کے دنیا سے چلے جانے کا غم کیا ہوتا ہے' وہ اتنی چھوٹی تھی کہ محسوس نہیں کر سکتی تھی اور محسوس کر بھی لیتی تو بیان نہیں کر سکتی تھی۔ زیدی انکل اسے یاد تھے وہ بہت خوب صورت' اونچے لمبے اور ہنس مکھ ہونے کے باوجود اسے ناپسند تھے اسے ان کے ساتھ اپنی پہلی ملاقات یاد آئی جب وہ پاپا جی کی انگلی تھامے پانی کی بوتل گلے میں لٹکائے لالی پاپ کھاتے ہوئے داخل ہوئی تھی۔ ماریا اس سے پہلے ہی بھاگتی دوڑتی اندر جا چکی تھی۔ وہ پاپا جی سے اپنے کسی من پسند کھلونے کو خریدنے کی فرمائش کر رہی تھی اور نہ صرف فرمائش بلکہ وہ کھلونا دلوانے پر بضد تھی۔ پاپا جی اس سے وعدہ کر رہے تھے۔

"تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے گھر میں......" وہ گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے بولے۔

"اچھا کیا...... کیا ٹیڈی؟" وہ اشتیاق سے پوچھنے لگی اور پھر خود ہی بوجھنے لگی۔

"نہیں...... اس سے بھی اچھا۔" فیضان علی مسکرائے۔

"اس سے بھی اچھا!" وہ سوچ میں پڑ گئی ٹیڈی سے اچھی تو ڈول ہو سکتی ہے۔ اس نے خود ہی اندازہ لگایا اور جب وہ لاؤنج میں آئی تو نیلی آنکھوں اور سیاہ گھنگھریالے بالوں والی گوری چٹی حسین سی جیتی جاگتی گڑیا کو دیکھا۔

"تمہاری نیلی خالہ۔" فیضان علی نے جھک کر اس کے کان میں کہا۔ نیلی خالہ کو وہ تصویروں میں دیکھ چکی تھی اور وہ اپنی خوب صورتی کی وجہ سے اسے بہت پسند تھیں۔ وہ انہیں دیکھ کر حیرت سے تکی۔ نیلوفر سمیہ اور فاطمہ کے ساتھ ہنس ہنس کر گپیں مار رہی تھیں۔ ہنستے ہوئے ان کے انار کے دانوں کی طرح سفید دانت موتیوں کی طرح جگمگا رہے تھے۔ ان کی نیلی آنکھوں کی وجہ سے شاید نانی نے ان کا نام نیلوفر رکھا تھا۔ ان کے برابر ہی صوفے پر بے حد حسین مرد بیٹھا تھا۔ وہ اتنا خوب صورت تھا کہ نیلی خالہ کے ساتھ نہایت ہی ہم آہنگ لگ رہا تھا۔ دوسرے صوفے پر ایک صحت مند سرخ و سپید بچہ بیٹھا ہوا تھا' جو کہ ماریہ کا ہم عمر لگ رہا تھا۔ یہ عبداللہ تھا' نیلی خالہ اور زیدی

انکل کا اکلوتا بیٹا اور جتنا خوب صورت یہ کپل تھا اتنا ہی حسین ان کا بیٹا بھی۔ وہ وہیں ٹھٹک کر تینوں کو دیکھنے لگی۔

"ارے...... حور...... یہ حور ہے نا؟" نیلی خالہ کی نظر اس پر پڑی تو چونکیں۔

"جی آپا! آؤ حور! اپنی نیلی خالہ سے ملو۔" سمیہ نے ہاتھ کے اشارے سے بچی کو بلایا۔ اس نے پاپا کی طرف دیکھا۔ انہوں نے مسکرا کر اسے جانے کا اشارہ کیا۔ حور یہ جھجکتی شرماتی نیلوفر کی طرف بڑھی۔

"مائی گڈنیس! کی! یہ تو بہت جاگتی گڑیا ہے۔ جو تصویریں تم نے میل کی تھیں وہ تو کچھ بھی نہیں۔ ادھر آؤ حور جانی! اپنی خالہ کے پاس آؤ۔" انہوں نے اپنی بانہیں پھیلا دیں۔ وہ ان کی بانہوں کی شفقت میں سما گئی۔ نیلی خالہ بہت حسن پرست تھیں اور حور یہ تو حسن کا جیتا جاگتا شاہکار تھی۔ اس کے نین نقش نیلوفر کی طرح تھے مگر بال اور بالوں کی رنگت نانی کی طرح تھی۔ وہ بھوری آنکھوں پر گھنی پلکوں کی جھالر، موتی کی طرح رنگت، بے حد تیکھے نین نقوش، ریشمی سرخی مائل سنہری بال اس پر سیہ جوڑا بے تحاشہ لگتا تھا وہ نہایت خوب صورت لگتی تھی۔

"واؤ شی از لائیک اے ڈول۔" عبداللہ نے ماں کو مخاطب کیا مگر حور کی سمت دیکھا۔

"یس مائی ڈارلنگ! شی از......" وہ محبت سے بولیں۔

"مما! ڈارلنگ آپ نے کس کو کہا مجھے یا حور کو......؟" عبداللہ نے شرارتی انداز میں پوچھا۔ وہ بے حد خود اعتماد اور بولڈ بچہ تھا سبھی مسکرا دیے۔

"ماشاء اللہ! عبداللہ بہت حاضر دماغ ہے۔" سمیہ نے محبت سے بھانجے کو دیکھا۔

"یہاں آؤ ہمارے پاس گڑیا......" انکل زیدی نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔ اسے ان کا لمس اچھا نہیں لگا تھا۔ وہ کسمسائی اور خود کو چھڑانے کی کوشش کی۔ انکل زیدی نے اس کے گال کو چوم کر اسے چھوڑ دیا۔ وہ ناگواری سے اپنے گال صاف کرتے ہوئے پاپا جی کی گود میں چھپ گئی۔ اسے نجانے کیوں زیدی انکل کا لمس، ان کی نظر، ان کا پیار کرنا بالکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ نیلوفر، سمیہ سے چار پانچ سال بڑی تھیں۔ ان کی شادی لندن میں ہوئی تھی۔ حسن زیدی لندن ہی میں رہتے تھے وہاں ان کی بہت اچھی جاب تھی، عبداللہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا۔ وہ لوگ شادی کے بعد پہلی مرتبہ پاکستان آئے تھے۔ زیدی انکل کی لاہور میں بہن کی بیٹی کی شادی تھی انہوں نے ایک دن رک کر لاہور چلے جانا تھا۔

"حور! جاؤ بیٹا یونی فارم چینج کرو۔" سمیہ نے کہا اور ساتھ ہی سب کو کولڈ ڈرنکس سرو کرتی ملازمہ کو اشارہ کیا۔

"پینو! جاؤ حور کے کپڑے نکال دو۔" حور یہ پینو کے ساتھ اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گئی۔

"سمیہ آپ کی بیٹی بہت پرئی ہے۔" حسن زیدی نے ایک نظر جاتی ہوئی حور یہ کی پشت پر ڈالی اور کہا۔

"تھینکس زیدی بھائی! بس اللہ نصیب اچھے کرے۔" وہ مسکرا کر ممتا بھرے انداز میں بولیں۔

"ہاں جی! شکل اچھی ہونے سے کیا ہوتا ہے نصیب اچھے ہونے چاہیے۔ نصیب اچھے ہوں تو بڑی بڑی عام شکل وصورت کی لڑکیاں شہزادیوں جیسی زندگی گزارتی ہیں ورنہ تو پری چہرے بھی حالات کی دھول مٹی میں اٹ کر پھیکے پڑ جاتے ہیں۔" نیلوفر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نیلی آپ کیوں ایسا کہہ رہی ہیں؟ آپ تو پری چہرہ بھی ہیں اور اچھے مقدر والی بھی آپ کو ہم جو ملے۔" حسن زیدی نے مزاحیہ انداز میں کہتے ہوئے بیوی کو گہری نظروں سے دیکھا۔

"جنرل بات کر رہی ہوں آپ پرسنل مت ہو جایئے۔" نیلوفر مسکرائیں۔

"بھائی صاحب آپ کی فیملی کچھ زیادہ مختصر نہیں ہے؟ میرا مطلب ہے کہ عبداللہ اکیلا بور نہیں ہوتا ہوگا؟" سمیہ نے موضوع بدلا۔

"بھئی...... ہم تو چاہتے ہیں کہ فیملی میں کچھ اضافہ ہو کم از کم کرکٹ ٹیم تو بننی چاہیے مگر آپ کی بہن صاحبہ کو اپنی بیوٹی کا اتنا خیال ہے کہتی ہیں کہ بچوں کی پیدائش کی وجہ

سے فکر خراب ہوجاتا ہے۔ بھئی ہم تو وہی کرتے ہیں جو یہ کہتی ہیں‘ کیوں نیلو؟‘‘ حسن زیدی نے نیلوفر کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے خوش دلی سے کہا۔

’’جی ہاں‘ دراصل ہم دونوں ہی جاب کرتے ہیں‘ بے بی کے لیے ٹائم نکالنا خاصا وقت طلب کام ہے‘ سوچ رہی ہوں ایک آدھ سال بعد اپلائی کیا جائے۔‘‘ نیلوفر نے سر ہلاتے ہوئے سنجیدہ انداز میں جواب دیا۔

’’ہاں بھئی‘ یہ تو عبداللہ کے ساتھ زیادتی ہوگی ناں‘ ایک اور بھائی یا بہن تو ہونا چاہیے۔‘‘ فاطمہ نے گفتگو میں حصہ لیا۔

’’اور تمہیں ضرورت بھی کیا پڑی ہے نوکری کرنے کی؟ بھئی ماشاء اللہ تم ہی تو لوگ ہو‘ زیدی کی اچھی خاصی ملازمت ہے‘ گھر کرائے پر اٹھا رکھا ہے پھر سائیڈ بزنس بھی ہے‘ تم گھر اور بچے کو وقت دو۔ اللہ نے اتنا کچھ دے رکھا ہے‘ کیا اس میں پورا نہیں پڑتا؟‘‘ فاطمہ نے بیٹی سے پوچھا اور دیکھا داماد کی طرف۔

’’یہ سو فیصد ان کا اپنا فیصلہ ہے۔ میری طرف سے تو یہ اپنے ہر فیصلے اور عمل کے لیے آزاد ہیں۔‘‘ حسن زیدی نے چٹکی فرصت میں خود کو کلیئر کرتے ہوئے سارا وزن بیوی پر ڈال دیا۔ نیلوفر نے ایک نظر ان کی طرف دیکھا۔

’’پیسوں کی بات نہیں ہے اماں جان! دراصل زیدی سارا دن کام میں بزی ہوتے ہیں‘ عبداللہ کی بھی اسکولنگ اور اس کے بعد مختلف کلاسز ہوتی ہیں۔ میں سارا دن اکیلی بور ہوجاتی تھی‘ سوچا کہ جاب کر لیتی ہوں‘ کچھ وقت گزر جائے گا اور یوں بھی عبداللہ کے اسکول میں ہی جاب کرتی ہوں۔ اس کے ساتھ جاتی ہوں‘ واپسی اسی کے ساتھ آجاتی ہوں۔ مشکل تو کوئی نہیں ہوتی۔ اب جاب صرف ضرورت کے تحت ہی تو نہیں کی جاتی ہے ناں...... میں نے ڈگری کو کام میں لانا ضروری سمجھا اور وہاں تو ہر کوئی ہی جاب کرتا ہے‘ سب آزاد ہیں‘ وہاں کی لائف اسٹائل اور یہاں کے لائف اسٹائل میں بہت فرق ہے۔‘‘ نیلوفر نے ماں کی تسلی کرانا مناسب سمجھا تھا۔

’’اچھا سسٹم ہے ناں‘ پاکستان اور انڈیا میں تو کمانے والے کے ساتھ کولہو کے بیل سے بھی زیادہ بُرا سلوک کیا جاتا ہے‘ ایک کمانے والا اور بے شمار لوگ کھانے والے۔ بہت بوجھ ہوتا ہے کمانے والے فرد پر۔‘‘ حسن زیدی نے کہا۔

’’بھئی ہمیں تو اسی نظام میں تحفظ اور راحت کا احساس ملتا ہے۔ کم از کم ایک اپنائیت‘ ایک خاندان ہونے کا احساس تو ہوتا ہے۔ اس سسٹم میں یہ تو نہیں لگتا کہ بندہ اپنے ہی گھر اور خاندان میں بے انگ گیسٹ کے طور پر رہ رہا ہے یا سروائیو کر رہا ہے۔ فارن کنٹریز میں انفیکٹ اب تو انڈیا جیسے ملک میں بھی یہی ٹرینڈ چل پڑا ہے۔ فیملی سسٹم کا رواج تو ختم ہی ہوتا جارہا ہے۔‘‘ فیضان علی بولے۔

’’ہاں اور اس کا نقصان کس قدر ہو رہا ہے‘ خود ہی دیکھ لو۔ گھر ٹوٹتے ہی چلے جارہے ہیں‘ بچے اپنے کلچر‘ اپنی ہسٹری سے ناواقف ہیں۔ یہی رسم و رواج یہی مل جل کر رہنا ہی تو خاندان بناتے ہیں‘ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شمولیت سے ہی جذبے پروان پاتے ہیں۔ جب سب اپنا اپنا کمائیں اور اپنا اپنا کھائیں کے اصولوں پر چلیں گے تو نہ خاندان رہے گا نہ روایات۔‘‘ فاطمہ نے کہا۔

’’مگر یہ بھی تو زیادتی ہے ناں کہ ایک اکیلے بندے پر زمانے بھر کا بوجھ ڈال دیا جائے۔‘‘ حسن زیدی نے ان کی بات سے اختلاف نہیں کیا مگر اتفاق بھی ظاہر نہیں کیا۔

’’ہاں یہ غلط ہے...... حسب توفیق اور حسب ضرورت جو جو کمائی کی راہ پر نکلنا چاہے اسے روکنا نہیں چاہیے۔ بس یہ ضرور دیکھ لینا چاہیے کہ راستہ کون سا ہے اور کس منزل پر پہنچاتا ہے اور اس سے ہمارا خاندان اور گھرانہ بکھرے نہیں۔ کچھ اصول بنا لینے چاہئیں اور ان کو فالو کرنا چاہیے۔‘‘ فاطمہ نے نرم لہجے میں جواب دیا۔

’’اور جب مرد کمانے کو موجود ہو تو عورتوں کو گھروں میں ہی اپنی مصروفیت ڈھونڈنی چاہیے تاکہ محض وقت گزاری کے لیے کمانے کے راستے پر باہر نکلیں۔‘‘ فاطمہ نے نیلوفر کو دیکھا۔

’’مگر اماں جان! جب اتنی پڑھائی کر لینے کے بعد اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو ڈگریوں کا فائدہ کیا؟‘‘

نیلوفر نے پوچھا۔

"مرد ڈگری لیتا ہے کہ اچھی ذرائع آمدنی ڈھونڈ پائے اور عورت ڈگری لیتی ہے کہ مستقبل کے لیے بہترین معمار کی تربیت کرکے انہیں معاشرے میں پیش کرے۔ مرد کا علم بھی صرف آمدنی کے حصول کو لے کر محدود نہیں ہونا چاہیے۔ مرد کو اپنی تعلیم سے سیکھنا چاہیے۔"

"مگر بیٹی! عورت کو تو معاشرے کے لیے بہترین انسان کی تراش خراش کرنی ہوتی ہے۔ اچھی تعلیم یافتہ عورت اپنی اولادوں کی بہترین تربیت کرکے ان کے سانچے کو مضبوط بنا سکتی ہے ہمارے معاشرے میں اسی لیے تو اتنے بگاڑ آگئے ہیں کہ اب بچے کی پہلی درس گاہ ماں کی گود نہیں ملازمہ یا آیا کی گود ہوتی ہے جو کہ ظاہری بات ہے بچے کی کیا تربیت کرے گی کہ وہ خود تربیت کے بچے بھی نہیں جانتی۔ اسے تو خود تربیت کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ آپ کے بچے کو کیا سکھا پائے گی۔" فاطمہ نے اپنے تجربات اور سمجھداری کو لفظوں کی شکل دی۔ حسن زیدی ان کی بات پر ماضی کی کھائی میں جا گرے تھے۔

ان کی والدہ ایک پڑھی لکھی خاتون تھیں۔ وہ ورکنگ وومن تھیں، حسن زیدی اپنے بہن بھائیوں میں سب سے آخری نمبر پر تھے۔ بہن بھائی سب اپنی زندگیوں میں مگن تھے۔ باپ اور ماں کی اپنی مصروفیات تھیں۔ ماں نے پیدائش کے بعد انہیں آیا کی گود میں ڈال دیا اور آیا نے انہیں ماں بن کر نہیں بلکہ آیا بن کر ہی پالا تھا۔ وہ گھنٹوں بھوک سے بلکتے رہتے اور آیا موبائل پر اپنے [illegible] دوستوں کے ساتھ گپوں پر مصروف رہتی۔ جب چھوٹے تھے تو وہ منہ میں فیڈر کی بوتل ٹھونس دیا کرتی تھی۔ ذرا بڑے ہوئے تو ہاتھ میں بسکٹ یا روٹی کا ٹکڑا تھما دیتی تھی۔ سات سال کی عمر میں انہوں نے اپنے بیڈروم میں آیا اور اس کے بوائے فرینڈ کو نہایت قابل اعتراض حالت میں دیکھا تھا۔ ننھا ذہن تھا غلط عمر میں غلط چیز کو غلط انداز کے ساتھ دیکھا تھا۔ بارہ سال کی عمر میں ان کی اسی آیا نے ان کے اسی بیڈروم میں ان کے ساتھ جنسی تعلقات بنائے تھے اور ان کی ماں کو ہوش ہی نہیں تھا۔ پندرہ سال کی عمر سے وہ باقاعدہ گرل فرینڈز بنانے لگے تھے جن کے ساتھ ان کے ہر طرح کے تعلقات تھے اور انہیں اس بات کی قطعاً کوئی پروا نہیں تھی کہ ان کے گھر والے اس بات کو جان لینے کے بعد کیا اور کس قسم کا ردعمل ظاہر کریں گے۔ ان کی ماں نے نیلوفر کو پاکستان میں کسی فنکشن میں دیکھا تھا۔ انہیں وہ پہلی نظر میں اپنے بیٹے کے لیے پسند آگئی تھیں۔ لندن میں رہتے ہوئے وہ اپنے بیٹے کے کرتوتوں سے واقف تھیں۔ انہیں اپنے بیٹے کے لیے نیلوفر جیسی مشرقی لڑکی کی ہی ضرورت تھی جو کہ ان کے عیاش بیٹے کا گھر اور نسل سنبھال سکے۔ نہ صرف سنبھالے بلکہ ان کی نسل کی بہترین تربیت کرے۔ نیلوفر بے حد حسین عورت تھیں اور حسن زیدی حسن پرست۔ بظاہر رشتہ بہت اچھا تھا فاطمہ نے چھان پھٹک کروا کر بڑی بیٹی کے ہاتھ پیلے کردیے اور نیلوفر حسن زیدی کے ساتھ لندن چلی گئیں۔ یہاں آکر پہلی رات ہی ان پر حسن زیدی کا پول کھل گیا تھا۔ مگر انہوں نے جھگڑا بڑھانے اور رشتہ توڑنے کے بجائے صبر اور ہمت سے حالات کا مقابلہ کرنے کی ٹھان لی تھی۔ انہوں نے خود کو ضائع نہیں ہونے دیا اور نہ ہی خود کو تماشہ بنوایا انہوں نے عبداللہ کی پیدائش سے پہلے تک زیدی کو سدھارنے اور سمجھانے کی کوششیں کیں دو سال بعد جب عبداللہ پیدا ہوا تب انہوں نے حسن زیدی کو سدھارنے کا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا اور پوری توجہ بیٹے کی جانب مبذول کرلی۔ حسن زیدی کو بیٹے سے فطری محبت تھی اور وہ کبھی یہ نہیں چاہتے تھے کہ عبداللہ کا بچپن ان کی طرح گزرے۔ نیلوفر نے عبداللہ کے لیے کوئی آیا وغیرہ نہیں رکھی تھی البتہ حسن زیدی نے اس کی سہولت کے لیے ایک ملازمہ کا انتظام کردیا تھا جو کہ تین گھنٹوں کے لیے آتی تھی تین گھنٹوں بعد اگر اسے کسی کام کے لیے روکا جاتا تو وہ اس کے ایکسٹرا پیسے چارج کرتی تھی۔ اپنی بہت ساری خامیوں کے باوجود حسن زیدی کو وہ نہیں چھوڑ سکتی تھیں کیونکہ وہ ان کی زندگی میں آنے والا پہلا اور آخری مرد تھا جس سے انہوں نے محبت کی تھی۔ گزرتے وقت کے ساتھ نیلوفر پر ان کی

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

ذات کی پرتیں کھلتی چلی جارہی تھیں۔ انہیں اندازہ ہوگیا تھا کہ حسن زیدی کو نفسیاتی مسائل درپیش ہیں جو کہ بچپن سے تعلق رکھتے ہیں۔ دل کے کسی گوشے میں حسن زیدی کے لیے ہمدردی بھی موجود تھی باوجود ان کی اتنی ساری خرابیوں اور خامیوں کے حسن زیدی کی سب سے بڑی کمزوری شراب نوشی تھی وہ صرف رات کے وقت ہی ڈرنک کرتے تھے اور جب وہ ڈرنک کے زیراثر ہوتے تو اپنی سدھ بدھ کھو بیٹھتے تھے۔

"تعلیم یافتہ ہونا تو اچھی بات ہے ہمارے مذہب میں حصول علم کو عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ لیکن اس علم کا صحیح استعمال ہی اس علم کو کارآمد بنا سکتا ہے۔" حسن زیدی چونک کر ماضی سے باہر نکلے۔ انہوں نے اپنی پڑھی لکھی روشن خیال باوقار ساس کو دیکھا۔

"آپ نے بھی تو جاب کی تھی اماں جان۔" وہ بے ساختہ بول پڑے۔

"جی بیٹا مگر وہ مجبوری تھی۔ نیلو کے ابا مجھے اور ان دونوں بچیوں کو تنہا چھوڑ کر خالق حقیقی سے جاملے تھے۔ میں بے یارومددگار حالت میں کالج میں لیکچرر شپ کی تھی۔ یوں مجھے اپنی اور اپنی بیٹیوں کی کفالت باعزت طریقے سے کرنی تھی۔ وہ جاب میری ضرورت تھی شوق نہیں۔" بہت ہی سلجھے ہوئے انداز میں فاطمہ نے جواب دیا تھا۔

حسن زیدی کو اپنی ماں روبی کا خیال آگیا۔ وہ بھی بیوہ تھیں مگر وہ فاطمہ کی طرح نہیں تھیں۔ وہ ماڈرن تھیں اسکرٹ بلاؤز پہنتی تھیں پارٹیز میں سلیولیس اور بیک لیس ڈریسز کا انتخاب کرتی تھیں۔ کل ٹائم کٹ میں رہتی تھیں ان کے لیے حسن زیدی کے والد نے بہت جائیداد چھوڑی تھی کہ باقی کی زندگی وہ صرف کھاتی رہتیں تو بھی پڑتا مگر پھر بھی وہ آفس جاتی تھیں۔ بہت سوشل تھیں ان کے بہت سارے مردوں سے تعلقات بھی تھے یہ تعلقات کس نوعیت کے تھے حسن زیدی کو اس سے دلچسپی نہیں تھی کیونکہ انہیں اپنی ماں میں دلچسپی نہیں تھی۔ نیلوفر کی ماں کو دیکھ کر وہ عجیب سے کمپلیکس میں مبتلا ہوجاتے تھے۔

انہیں وہ خاتون بہت متاثر کرتی تھیں مگر وہ انہیں ایک عجیب سے احساس محرومی اور احساس کمتری میں بھی مبتلا کردیتی تھیں یہ سب ان کی خود ساختہ سوچیں تھیں۔

"عورت تو گھر کی سجاوٹ کی چیز ہے باہر کی دنیا سے اس کا کیا واسطہ؟ گھر بیٹھے بھی وہ معاشرے اور ملک کی ترقی کی حصہ دار بن سکتی ہے پردے میں رہ کر بھی حکومت کرسکتی ہے۔" بحث کی ابتداء کہاں سے ہوئی تھی اور بات کہاں آپہنچی تھی۔

"میرے خیال میں کھانا لگا دیا جائے۔ بچوں کو بھی بھوک لگ رہی ہوگی۔" فیضان علی نے زیدی کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھ لیے تھے۔ انہوں نے سلیقے سے بحث سمیٹی۔

✿......❀ ✿❀......✿

حسن زیدی لاہور کے لیے روانہ ہوچکے تھے۔ نیلوفر اور عبداللہ کو ایک ہفتے بعد جانا تھا وہ ایک ہفتے اپنے گھر والوں کے ساتھ گزارنا چاہتی تھیں ویسے بھی شادی میں ابھی پورے نو دن باقی تھے۔ بچوں کی گرمیوں کی چھٹیاں شروع ہوچکی تھیں لہٰذا ماریہ اور خور یہ بھی گھر پر تھیں عبداللہ ان کے ساتھ کھیل رہا تھا فیضان علی آفس چلے گئے تھے۔ فاطمہ اور نیلوفر لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔

"سیمی گھر بہت اچھا ڈیکوریٹ کیا ہے تم نے اور لان تو بہت ہی اچھا ہے۔ گراس مجھے انگلش معلوم ہوتی ہے۔ اچھی خاصی محنت کی ہے تم نے لان پر۔" نیلوفر آم کے کٹے ہوئے ٹکڑے کانٹے سے کھاتے ہوئے تعریف کررہی تھیں۔

"فیضان نے اور میں نے مل کر اس گھر کو سجایا ہے آپا۔ یہ میرا گھر نہیں جنت ہے۔ کونہ کونہ میں نے اپنے ہاتھوں سے سجایا ہے اور جہاں تک لان کا تعلق ہے تو یہ ڈیپارٹمنٹ اماں جان نے سنبھال رکھا ہے آپ تو جانتی ہیں کہ اماں جان کو گارڈننگ کا کتنا شوق ہے۔" سیمی کے چہرے پر نیک تمناؤں اور محبت کا نور چمک رہا تھا۔ نیلوفر نے اپنی بہن کی طرف غور سے دیکھا۔ سیاہ آنکھیں گندمی

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

مگر پرکشش چہرہ خوب صورت سلونے سے نقوش بھرا بھرا جسم سمیہ نیلوفر جتنی حسین نہیں تھی مگر اس کے باوجود ان کے چہرے پر جو ٹھہراؤ اور آنکھوں میں جو سکون تھا وہ انہیں منفرد بنا رہا تھا۔ وہ یقیناً اپنی گھر ہستی سے بہت مطمئن تھیں اور یہی اطمینان ان کے گھر کے گوشے گوشے سے جھلک رہا تھا۔ نیلوفر نے دل ہی دل میں بہن کو ماشاء اللہ کہا۔

"تم پورا دن گھر میں ہی مصروف رہتی ہو!" انہوں نے پوچھا۔

"گھر ہستی تو فل ٹائم جاب ہے آپا۔ یہی میری مصروفیت ہے اور میں اس میں بہت خوش ہوں۔" سمیہ نے جواب دیا۔

"تم بھی ملازمت چھوڑو اور فیملی کو کچھ بڑھاؤ نیلو صرف ایک ہی بچہ... عبداللہ بھی تو تنہائی محسوس کرتا ہوگا۔" فاطمہ بہت دیر سے یہ بات کہنا چاہ رہی تھیں۔

"بچے تو ازدواجی زندگی کو مضبوطی سے جوڑے رکھنے کی کڑی ہوتے ہیں۔ یہی کڑیاں مل کر زنجیر بناتی ہیں جو میاں بیوی کو باندھ کر رکھتی ہیں۔ خاندان ایسی طرح سے مضبوط ہوتے ہیں بیٹی۔ عبداللہ اب خاصا بڑا ہوگیا ہے ماشاء اللہ سے تم دونوں کو اگلے بچے کے لیے سوچنا چاہیے۔" فاطمہ نے سمجھایا۔

"اماں جان! زیدی نہیں مانتے۔ کہتے ہیں کہ ایک ہی کافی ہے۔ دوسرے بچے میں انٹرسٹڈ ہی نہیں ہیں۔" نیلوفر نے آہستگی سے کہا۔

"نیلی! بیٹا تم دونوں کے درمیان سب ٹھیک تو چل رہا ہے ناں۔" فاطمہ نے گہری نظروں سے بیٹی کو دیکھا جیسے ان کے اندر کچھ پڑھنے کی کوشش کررہی ہوں۔

"سب ٹھیک ہے اماں جان آپ وہم نہ کریں۔ ہر شخص کا اپنا مزاج ہوتا ہے۔ زیدی کو بچے پسند نہیں۔ ان کی توجہ واحد مرکز عبداللہ ہے وہ اس مرکز سے اپنی توجہ ہٹانے پر راضی نہیں ہیں۔ کہتے ہیں ایک بچے کو ہی ہم ٹھیک طرح سے توجہ دے کر پال لیں یہی بہت ہے۔" نیلوفر نے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

"تو... بھلا یہ کیا بات ہوئی' عجیب ہیں یہ زیدی بھی۔" انہیں خاصا برا لگا۔

"چھوڑیں ناں اماں جان' زیدی بھائی کو وہ بہتر سمجھتے ہوں گے۔ یوں بھی ہر انسان کا اپنا مزاج اور اپنا انداز فکر ہوتا ہے۔ یہ اچھی بات ہے کہ وہ اپنے بیٹے سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ کسی دوسرے بچے کو اس میں شریک نہیں کررہے۔" سمیہ نے ماں کو درمیان میں ٹوکا اور جیسے غیر ارادی طور پر بہن کی مشکل آسان کردی۔ نیلوفر نے شکریے کی ایک نظر ان پر ڈالی۔

"تم بتاؤ سمی آج کیا پکا کر کھلا رہی ہو! تمہارے ہاتھ کے پکوان میں وہاں بہت یاد کرتی تھی اور اماں جان! آپ کے ہاتھوں کا پکا اسٹو تو بہت ہی مس کرتی ہوں۔ اب آپ مجھے اسٹو پکا کر کھلائیں گی۔" نیلوفر نے موضوع بدلا۔

"بالکل! اپنی بیٹی کے لیے پکاؤں گی۔ بلکہ ایسا کرتے ہیں کہ دوپہر میں اسٹو پکا لیتے ہیں رات کو کچھ اور پکا لینا۔" فاطمہ نے سمیہ کی طرف تائید بھری نظروں سے دیکھا۔

"ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں۔" سمیہ نے تابعداری سے سر ہلایا۔

❁......❁❁❁❁......❁

فاطمہ بی بی ایک پڑھے لکھے روشن خیال' رکھ رکھاؤ والے متمول خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے والد بہت اچھی پوسٹ پر سرکاری ملازم تھے اور ہمیشہ حلال کی کمائی سے ہی گھر چلاتے تھے۔ میز کے نیچے کی کمائی کی طرف دیکھنا بھی گناہ سمجھتے تھے۔ فاطمہ بی بی چار بھائیوں کی اکلوتی اور سب سے چھوٹی بہن تھیں۔ سرور علی ان کے فرسٹ کزن تھے۔ ان کی فیملی بہت مختصر تھی۔ ماں باپ اور تین بھائی بیٹی کوئی نہیں تھی۔ خوش قسمتی سے یہ لوگ بھی بہت اچھے تھے۔ دولت زیادہ نہیں تھی مگر شرافت و عزت بہت تھی۔ فاطمہ بی بی کے سسر اور ساس کی شہر میں بڑی عزت تھی۔ ان کے سسر کا اپنا کاروبار تھا جو کہ ان کے بڑے دونوں بیٹے چلا رہے تھے۔ فاطمہ بی بی کے شوہر سرور علی گورنمنٹ میں اچھے عہدے پر فائز تھے۔ انہیں شروع ہی

سے بزنس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ان کی اپنی دلچسپیاں اور ترجیحات تھیں۔ فاطمہ بی بی کو ان کا ہم مزاج شوہر مل گیا تھا۔ ساس مزاج کی ذرا سخت تھیں مگر باقی لوگ بہت اچھے تھے۔ فاطمہ سے سب محبت سے ہی پیش آتے تھے۔ فاطمہ بی بی نے اپنے مزاج کی نرمی اور خدمت سے ان سب کے دل جیتے تھے۔ فاطمہ اور سرور علی کی صرف دو ہی بیٹیاں تھیں۔ نیلوفر اور سمیہ۔ دو بیٹیوں کے بعد ایک مس کیرج ہوا تھا جس کے بعد سرور علی نے مزید اولاد کی خواہش ختم ہی کردی۔ فاطمہ بی بی کو بیٹے کی خواہش ہوئی تو سرور علی نے صاف صاف کہہ دیا۔

"مجھے بیٹے سے زیادہ تمہاری زندگی کی چاہ اور خواہش ہے۔ میری یہ دو بیٹیاں ہی میرے بیٹے ہیں۔ تم ان کی تربیت میں کوئی کسر مت چھوڑنا۔ مجھے یہ بیٹیاں بیٹوں سے زیادہ پیاری ہیں۔" سرور علی کی باتوں نے فاطمہ کے دل میں شوہر کی عزت و مرتبہ بڑھا دیا تھا۔ انہوں نے جاہل مردوں کی طرح بیٹوں کے شوق میں بیوی کو تختہ مشق نہیں بنایا تھا بلکہ الٹا فاطمہ بی بی کو سورتی اور سائیکو جیسی چوٹ ہوئی تھی۔ فاطمہ بی بی کو ساس سے خطرہ تھا کہ وہ لوگوں کی باتوں میں آ کر کچھ ایسا نہ کر بیٹھیں جو ان کی گرہستی کے لیے خطرہ اور ان کے شوہر کے درمیان میں دیوار بن جائے مگر خاموشی کی زبان میں ہی سہی ان کا یہ خوف سرور علی کی والدہ تک پہنچ گیا تھا۔ ایک دو مرتبہ خاندان کی خواتین اور ملنے جلنے والیوں نے ان سے سرور علی کی دوسری شادی کے بارے میں کہا بھی مگر ان کا یہی جواب ہوتا تھا۔

"بیٹا اور بیٹی اللہ کی دین ہیں کیا فرق ہے کہ بیٹا ہو یا بیٹی۔ ہیں تو دونوں اللہ کی نعمتیں۔ ہم کفران نعمت کریں اور بیٹے کی چاہ میں بیٹیوں کی بھی قدر نہ کریں۔ اللہ کو ناراض کرنے والی بات ہوئی یہ تو۔ جب ہمارے نبی سرکار ﷺ نے بیٹیوں کو اتنی چاہ اور عزت بخشی تو ہماری کیا اوقات۔ جب آپ ﷺ نے خنداں پیشانی سے بچی کا استقبال فرمایا تو ہماری کیا مجال ہے۔ رحمت کی آمد پر سوگ طاری کر لیں۔ اللہ نے رحمت بخشی ہے اور وہ دو...... ہم کفران نعمت نہیں کر سکتے۔ سرور کو بیٹا ہونا ہوا تو فاطمہ سے ہی ہو جائے گا ورنہ ہمیں بیٹے کی چاہ میں اپنی بہو کی بددعا لینے کا شوق نہیں۔" وہ ٹکا سا جواب دے دیتیں اور جو کہنے والے پوچھتے کہ سرور علی کی نسل آگے کیسے بڑھے گی؟ تو بھی بڑا انوکھا جواب ملتا۔ اللہ نے سرور کے نام کو بڑھانا ہوگا تو اپنی بیٹیوں کو ذریعہ بنا دے گا ورنہ یہ ابھی تو دیکھا ہے کہ لوگوں کی نسل بیٹوں کے ہونے کے باوجود بھی آگے نہیں بڑھتی۔" غرض کہ جتنے منہ ہوتے ہیں اتنی ہی باتیں بھی ہوتی ہیں۔ فاطمہ اپنی ساس کی دل و جان سے گرویدہ ہو گئی تھیں۔ فاطمہ بی بی کو ان سے سیکھنے کو بہت کچھ ملا تھا۔ وہ اپنی ساس کی پہلے سے زیادہ خدمت کرنے لگی تھیں۔ بس ان کے ایک اشارے کی منتظر ہوتی تھیں۔ انہوں نے اپنی بچیوں کی تربیت میں اپنی ساس کے علم کو بھی شامل کیا تھا۔ وہ جو جو کچھ اپنی ساس سے سیکھتی گئیں اپنی دونوں بیٹیوں میں بھی وہی انڈیلتی گئیں۔ دونوں بیٹیاں زرخیز زمین تھیں گیلی مٹی کی طرح سارا سکھایا پڑھایا اپنے اندر جذب کرتی رہیں۔ وقت آخر فاطمہ نے اپنی ساس کی بے حد خدمت کی تھی۔ وہ ان سے دعاؤں کے اس خزانے کی طلب گار تھیں جو آگے ان کی اولاد کی زندگیاں سنوارنے کے کام آتا اور وہ خزانہ انہیں ملا۔

نیلوفر اور سمیہ کے مزاج میں بہت فرق تھا۔ نیلوفر شکل وصورت، عادات واطوار میں بالکل اپنی دادی کی طرح تھیں۔ وہی شکل وصورت ویسا ہی رکھ رکھاؤ اور انداز۔ وہ بہت شوخ، ہنس مکھ اور چنچل تھیں۔ جس محفل میں جاتیں، سب کی نظریں انہی پر گڑ جاتیں۔ جبکہ سمیہ میں اپنے ماں اور باپ کی جھلک تھی۔ وہ بھی خوب صورت تھی مگر نیلوفر جتنی نہیں۔ ان کے مزاج میں ٹھہراؤ اور سادگی تھی۔ وہ خاموش اور حساس طبیعت تھیں۔ ان کے شوق اور ان کی دنیا مختصر تھی۔ دونوں بہنوں کے طور طریقوں میں بھی فرق تھا اور قسمتوں میں بھی۔ نیلوفر کے حصے میں حسن زیدی آئے اور سمیہ کے نصیب فیضان علی سے جڑ گئے۔ حسن زیدی

ایک کامیاب انسان تو تھے مگر ایک شکستہ اور کمزور شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی اس شخصیت پر ایک بے حد کامیاب اور قابل آدمی کا نقاب چڑھا ہوا تھا۔ وہ اپنے پیرنٹس اور فیملی کے ساتھ لندن میں رہتے تھے' عرصہ دراز سے ان کا گھرانا وہیں سیٹل تھا۔ لندن میں حسن زیدی کی پیدائش ہوئی تھی مگر مقدر ان کا نیلوفر کے ساتھ لکھا ہوا تھا' جو انہیں پاکستان لے آیا۔

فیضان علی' سمیہ کے تایا زاد تھے۔ سمیہ شروع ہی سے فیضان علی کو پسند تھیں۔ وہ اپنی اس پسند کا اظہار اپنی ماں سے بہت پہلے کرچکے تھے۔ وہ سیدھے سادے' بے حد شریف اور مناسب شکل وصورت کے مالک تھے۔ انہیں اپنے والد کے کاروبار میں انٹرسٹ نہیں تھا' ان کا شوق سرور علی کی طرح اعلیٰ سرکاری آفیسر بننے کا تھا جو کہ انہوں نے پورا کرکے ہی دم لیا۔ نیلوفر اور سمیہ کی شادیاں اکٹھی ہی کروی گئی تھیں۔ ایک بیاہ کر دیار غیر چلی گئی' دوسری سمندر کنارے آ گئی۔

فاطمہ بی بی کو داماد کے گھر رہنا گوارا نا تھا' تب فیضان علی نے بہت منت سماجت کے بعد انہیں سمجھا بجھا کر راضی کرلیا۔ وہ بھی اس شرط پر راضی ہوئیں کہ ان کے شوہر کا گھر کرائے پر اٹھا دیا جائے کیونکہ وہ اس عمر میں کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہتی تھیں۔ اس گھر کو چھوڑنا ان کے لیے بہت مشکل تھا جہاں ان کی زندگی کے قیمتی دن اور انمول یادیں تھیں۔ مگر وقت کے ساتھ بہت کچھ بدل جاتا ہے' وہ دل کے عارضے میں مبتلا تھیں' تنہا کس طرح رہتیں' کوئی ایمان دار' قابل بھروسہ ملازم یا ملازمہ ملی نہیں رہتی تھی جو کل وقتی ان کے ساتھ رہتی' بیٹی اور داماد کے آگے انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور ان دونوں کے ساتھ آ کر رہنے لگیں۔ شادی کے دوسرے سال سمیہ کے یہاں ماریا کی پیدائش ہوئی اور ان ہی دنوں عبداللہ کی پیدائش کی خوش خبری بھی آ گئی۔ ماریا کے بعد حوریہ بھی آ گئی۔

فیضان علی نے چاہت کے باوجود کبھی سمیہ سے بیٹے کی خواہش ظاہر نہ کی تھی مگر سمیہ کے اندر یہ خواہش شدید ہوتی جارہی تھی۔ وہ کبھی شوہر سے اس خواہش کا اظہار کرتیں تو وہ جواب دیتے۔

''ہمارے یہاں بیٹا پیدا ہونا ہوا تو ہو جائے گا ورنہ ہمارے داماد ہی ہمارے بیٹے ہوں گے۔'' وہ بات ہی ختم کردیتے تھے مگر سمیہ یہ خواہش اپنے اندر سے نہ نکال پائیں اور حوریہ کی پیدائش کے بعد تو یہ خواہش بڑھتی ہی گئی مگر قسمت کو منظور نہیں تھا اور قسمت پر کوئی زور چلا نہیں سکتا۔

سمیہ کی سب ہی کزنز اور سہیلیوں کے بھائی تھے اور خاصی وافر مقدار میں۔ تین سے کم کی تو تعداد کسی کی نہیں تھی وہ اکثر ان لڑکیوں کو ان کے بھائیوں سے لڑتے' مذاق کرتے' ضد اور اکڑتے دیکھتی تھی۔ ان کی صرف ایک بہن تھی جو ان ہی کی طرح لڑکی تھی۔ مگر انہیں بھائی چاہیے تھا۔ وہ بہت چھوٹی ہی تھیں جب فاطمہ نے سامنے والے کریانا اسٹور پر انہیں کچھ سامان لانے بھیجا تھا۔ وہ سامان لے کر واپس جارہی تھی کہ ایک اونچے لمبے سے مرد نے اسے آگے بڑھ کر گود میں اٹھالیا۔ وہ بچی ہی تو تھی' بے حد گھبرا کر چیخ پڑی' سامان کے تھیلے اس کے ہاتھ سے گر چکے تھے اور سارا سودا سڑک پر بکھر چکا تھا۔ وہ یہی سمجھی کہ وہ آدمی اسے اغوا کرنے لگا ہے۔ انہوں نے چیخ وپکار مچادی۔ اسی پل انہیں اپنے ابا نظر آئے جو اس آدمی کے ساتھ ہی کھڑے تھے' وہ چیخ مار کر ان کی طرف لپکی تھیں۔

''سوری یار میں نے تمہاری بچی کو ڈرا دیا۔ آئم ویری سوری۔'' وہ مرد شرمندگی سے سمیہ کو نیچے اتارتے ہوئے سرور علی سے کہہ رہا تھا۔

''اٹس اوکے' اسی نے تمہیں پہچانا نہیں ہے شاید۔'' سرور علی نے سمیہ کو گود میں اٹھالیا۔

''سمی بیٹا! یہ آپ کے فراز چاچو ہیں۔ بھول گئیں؟ کچھ دن پہلے ان کے بیٹے کی برتھ ڈے میں ہم آپ کو لے کر گئے تھے۔'' سرور علی نے ان کی پشت تھپتھپاتے ہوئے نرمی سے کہا تھا۔ مگر وہ اتنی خوف زدہ تھیں کہ اپنے ابا کے گلے میں بانہیں ڈال کر ان کے سینے میں منہ چھپالیا تھا۔ یہ اس خوف کی شروعات تھی جو بیج کی صورت اس نرم

زمین میں دب گیا تھا۔ پھر اس خوف کو سمیہ بجائے اپنے اندر سے نکالنے کے اسے بھینچتی گئیں۔ رفتہ رفتہ وہ خوف ان کے اندر جڑیں پھیلاتا گیا۔ انہیں بارہا ایسا لگتا تھا کہ اگر ان کا کوئی جوان مضبوط لمبا چوڑا بھائی ہوتا تو وہ بالکل محفوظ ہو جاتیں۔ ان کے ابا درمیانے قد کے نحیف سے جسم والے عام سے انسان تھے' جن کے چہرے سے شرافت کی آبشاریں بہتی تھیں۔ وہ ابا سے بے حد محبت کرنے کے باوجود ان پر بھروسہ نہیں کرسکی تھی بھروسہ اس بات کا کہ اس کے ابا اسے مشکل وقت پڑنے پر بچا لیں گے' عدم تحفظ کا یہ احساس ان کی عمر کے ساتھ بڑھتا گیا تھا' دوسرا واقعہ جس نے اس احساس کو مزید ہوا دی تھی' وہ اس کے بعد سے اپنے آپ کو نفسیاتی طور پر سنبھال نہ سکی تھیں۔ وہ دسویں کلاس میں پڑھتی تھیں ان کا اسکول پانچ منٹ کی واک پر تھا۔ وہ روزانہ اپنی سہیلی کے ساتھ اسکول آتی جاتی تھیں۔ ان کی سہیلی صفیہ خاصی بولڈ اور بہادر تھی۔ امتحان قریب تھے جب ان کے راستے میں ایک لفنگا ٹائپ لڑکا کھڑے ہونے آنا شروع کردیا۔ وہ کمبخت روزانہ چھٹی کے وقت کہیں سے نمودار ہو جاتا اور اسکول سے لے کر سڑک کے دوسرے کونے تک ان کے پیچھے سایہ بن کر چلتا رہتا۔ کبھی سیٹی بجاتا' کبھی کوئی گانے گنگناتا' صفیہ تو اس کی پٹائی کرنے والی تھی مگر سمیہ ہر بار اسے روک لیتی تھی۔

"تمہاری یہ بزدلی کسی دن کوئی رنگ دکھائے گی' مگر وہ رنگ بہت بدرنگ ہوگا۔ اگر ایک دو جوتے لگا دیتی تو منحوس پھر شکل نہ دکھاتا۔" صفیہ اس روز بگڑ رہی تھی۔ اس روز تو وہ لفنگا ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا تھا۔

"دفع کرو' دیکھتی نہیں ہو اسے' ہم لڑکیاں بھلا اس کا مقابلہ کرسکتی ہیں؟" سمیہ نے سہیلی کا ہاتھ دبایا۔

"ہاں بس تم ڈر ڈر کر مرو' یہ اور اس طرح کے جتنے بھی ہیں کمبخت اسی لیے تو شیر بنے دندناتے رہتے ہیں۔" صفیہ ان سے ناراض ہوگئی تھی۔ ایک دوپہر تو اس لڑکے نے حد ہی کردی تھی۔ سڑک پر سمیہ کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ صفیہ نے تو اپنا جوتا اتار ہی لیا تھا' مگر سمیہ کا چہرہ دہشت سے زرد ہوگیا تھا جیسے اب بے ہوش ہو کر گر جائے گی۔ وہ تو غنیمت ہوا کہ صفیہ کا اونچا لمبا سا مضبوط قد کاٹھ کا بھائی وہاں معجزاتی طور پر آ گیا۔ اس نے اس لڑکے کی حرکت دیکھ لی تھی۔ اس نے اس لڑکے کو پکڑ کر خوب مرمت کی' اس روز کے بعد سے صفیہ کا بھائی چھٹی کے وقت ان دونوں کو اسکول لینے آتا تھا اور صبح کے وقت سرور علی ان دونوں کو اسکول چھوڑ دیتے تھے۔ وہ لڑکا تو پھر نظر نہ آیا مگر سمیہ اب اپنے اندر سے اس خوف کو کم نہ کر پائی تھیں۔ وہ کافی عرصے بعد نارمل ہوئی تھیں۔ حالانکہ نیلوفر انہیں بہت سمجھاتی تھی' وہ نیلوفر کو حیرت سے دیکھتی تھی کہ وہ بہت بے خوف' نڈر اور بولڈ تھی۔ ان جیسی ڈرپوک اور بزدل نہ تھی۔ اس سے ملتا جلتا حادثہ شادی کے بعد ان کے ساتھ ہوا تھا۔ جب وہ فیضان علی کے ساتھ ہنی مون منانے مری گئی تھیں۔ وہاں مال روڈ پر چند لڑکوں نے انہیں چھیڑا تھا۔ وہ کالج کے ان شرارتی لڑکوں کا ٹولہ تھا جو محض فقرے بازی تک اپنی چھیڑ خانی کو محدود رکھتے ہیں۔ مگر وہ فیضان علی کی خاموشی کو ان کی بزدلی سمجھی تھیں' انہوں نے سوچا کہ وہ چار پانچ لڑکے ہیں اور فیضان علی اکیلے...... وہ ان کا مقابلہ کر بھی کیسے کرسکتے ہیں' اگر فیضان بہادر ہوتے تو یقیناً ان لڑکوں کو جواب دیتے' ایک شکوہ سا ان کے اندر ابھرا تھا جبکہ ان کے برعکس فیضان علی سوچ کر مسکرا رہے تھے کہ یہی تو موج مستی کی عمر ہے' وہ ان لڑکوں کو بچہ سمجھ کر ان کی باتوں سے محظوظ ہو رہے تھے کیونکہ ان کی ذہنی اپروچ سمیہ سے زیادہ میچور تھی۔ جس کی ایک وجہ ان دونوں کی عمروں میں آٹھ سال کا فرق تھا۔ اس خوف کے ساتھ ہی ان کے اندر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش ان کا کوئی بیٹا ہو مگر بیٹیوں کی پیدائش نے ان کے خوف کو کہر کی طرح ان کے اندر باہر لپیٹ لیا تھا اور حوریہ کی پیدائش کے بعد جو حادثہ ہوا تھا' نہ صرف ان کی بلکہ ان کی بیٹی کی شخصیت کو بھی بری طرح متاثر کیا تھا۔

"حور! بیٹا قاری صاحب آئے ہیں' اچھی طرح سے دوپٹہ اوڑھ کر جاؤ' پلیز! جاؤ تم بھی ساتھ جا کر بیٹھو۔ کام بعد میں کرلینا۔" سمیہ نے کرتے کی تُرپائی کرتے ہوئے بیٹی

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

سے کہا اور ساتھ ہی ڈسٹنگ کرتی بیبو کو بھی ہدایت دی۔ ننھی منی سی حوریہ نے اپنے قد سے بھی بڑا دوپٹا اوڑھا ہوا تھا۔

"ارے میرے پاس آؤ جانو! خالہ ٹھیک سے اوڑھا دیں دوپٹہ۔" نیلوفر نے اس گڑیا کو دیکھا جو فیروزی لباس میں دوپٹے سے نبرد آزما ہو رہی تھی۔ نیلوفر نے اسے نماز کی طرح دوپٹہ اوڑھا کر پیار کیا اور جانے کا اشارہ کیا۔

"سمی! تم حوریہ کے لیے کچھ اوور پوزیسو نہیں ہو؟ میں جب سے آئی ہوں نوٹ کر رہی ہوں' ایکچولی ماریہ کے لیے بھی ہو مگر حور کے لیے زیادہ لگتی ہو' کیا میں نے صحیح آبزرو کیا؟" انہوں نے بہن سے پوچھا۔ بائی فوکل گلاسز لگائے سمیہ اپنے کرتے کی ترپائی کرتے کرتے یک دم ٹھٹکیں مگر پھر سر جھٹک کر اپنا کام شروع کر دیا۔

"نہیں آپا! آپ نے صحیح آبزرو کیا ہے۔ میں حور کے لیے زیادہ پوزیسو ہوں۔" انہوں نے بہن سے جھوٹ نہیں بولا۔

"کیوں؟" وہ حیران ہوئیں۔

"آپ کو پتہ تو ہے آپا....." انہوں نے بہن کی طرف ایک نظر دیکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئیں۔

"ڈونٹ ٹیل می سمی! تم ابھی تک اس حصار سے باہر نہیں آئی ہو؟" انہیں جیسے صدمہ ہوا۔ سمیہ خاموش رہیں۔ ترپائی ختم ہو چکی تھی۔ انہوں نے سوئی کو دھاگے میں اٹکا کر ڈبے میں رکھا اور قمیص کو تہہ لگانے لگیں۔

"تم جانتی ہو تم حوریہ کے ساتھ کیا کر رہی ہو؟ تم اسے بھی اپنے ساتھ اسی حصار میں قید کر رہی ہو۔" وہ ناراضگی سے بولیں۔ سمیہ چپ رہیں۔ "ماریہ کا مزاج حوریہ کے برعکس ہے۔ اس پر تمہاری باتوں اور اس نفسیاتی کیفیت کا اثر نہیں ہوتا جو حوریہ پر ہو چکا ہے۔ میری بات سمجھ رہی ہو نا تم؟" وہ اب انہیں ڈانٹنے والے انداز میں کہہ رہی تھیں۔

"دنیا کمزوروں کی نہیں ہے' دنیا میں جینا ہے تو بہادر بن کر رہنا پڑتا ہے۔ تم اسے کمزور بنا رہی ہو۔" نیلوفر نے خاصی ناراضگی سے کہا۔

"میں کیا کروں آپا؟ مجھ سے اب کچھ نہیں ہوتا۔" وہ دبے دبے لہجے میں بولیں۔ ان کے ادھورے فقرے میں پوشیدہ معنی نیلوفر جانتی تھیں۔

"سمی! بچی کے ساتھ دشمنی مت کرو۔ اسے مضبوط بناؤ' دنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جینا سکھاؤ۔" نیلوفر اٹھ کر بہن کے پاس چلی آئی۔ یہ ایک بے اختیاری کی سی کیفیت تھی' جو بلا ارادہ ان سے سرزد ہوئی تھی۔ وہ جذباتی طور پر بہن کو سہارا دے رہی تھیں۔

"آپا! میرے پاس جو تھا وہ میں نے اپنی اولاد کو دے دیا۔" سمیہ نے ایسی نظروں سے انہیں دیکھا کہ دکھ سے ان کا دل کٹنے لگا۔

"تم بہت اچھی ہو سمی! تم نے اپنی اولاد کو بہت کچھ اچھا دیا ہے' مگر اس اچھے کے ساتھ انجانے میں جو دشمنی تم حوریہ سے کر رہی ہو I am realy scared of it میں نے ایک دن میں جو اس کے اندر دیکھ لیا' کمال ہے تم ماں ہو کر نہیں دیکھ سکیں۔" نیلوفر دھیمے اور نرمی سے سمجھا رہی تھیں۔ اسی وقت عبداللہ وہاں آ گیا۔

"مام! لک ایٹ دس آئی میڈ اٹ بائی مائی سیلف۔" عبداللہ نے کاغذ سے بنایا ہوا روبوٹ اسے دکھایا۔ دونوں بہنیں اس کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

"اچھا شوی۔" نیلوفر نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ عبداللہ نے مختلف کاغذوں کے ٹکڑوں کو جوڑ کر چھوٹا سا ایک روبوٹ نما کھلونا بنایا تھا۔

"ویری نائس' یہ تو بہت اچھا ہے۔" نیلوفر نے محبت سے اس کا رخسار چھوا۔

"آپ ہمارے پاس آئیں جناب اور بتائیں کہ آپ کو پاکستان آ کر کیسا لگا؟" سمیہ نے صحت مند سے عبداللہ کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور گود میں بٹھا لیا۔

"ابھی میں نے پاکستان دیکھا ہی کب ہے۔" وہ بڑی سنجیدگی و متانت سے بولا تو نیلوفر مسکرا دیں اور سمیہ کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

"ہم آپ کو آج باہر لے چلیں گے اور کراچی کی سیر کروائیں گے۔ ہوپ سو یو ول انجوائے۔" سمیہ نے کہا۔

"یہ تو سیر کرنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔" عبداللہ نے بولڈلی جواب دیا۔

"اچھا یہ بتاؤ لندن میں قرآن پاک کون پڑھاتا ہے کیا قاری صاحب آتے ہیں گھر؟" سمیہ کو اس سے باتیں کرکے بڑا مزہ آرہا تھا۔ وہ اردو بہت اچھی بول لیتا تھا جو کہ نیلوفر کی تربیت کا حصہ تھا مگر اس کا لہجہ غیر ملکیوں جیسا ہی تھا جو کہ یقیناً وہاں کے ماحول کا اثر تھا۔

"وہاں قاری صاحب نہیں آتے' ہماری پے انگ گیسٹ ہیں آنٹی فہمیدہ وہ مجھے نماز اور قرآن پاک پڑھاتی ہیں اور یسی آنٹی! مجھے عربی بولنا بھی آتی ہے۔" عبداللہ نے بڑے فخر سے بتایا۔

"اچھا...... ایکسلنٹ اور کون کون سی لینگویج بولنا آتی ہے؟" وہ شوق سے اس سے باتیں کررہی تھیں اور نیلوفر صوفے سے ٹیک لگائے ان کو دیکھ رہی تھی۔ سمیہ کی آنکھوں میں جو چمک عبداللہ کو دیکھ کر آئی تھی وہ اس چمک کو سمجھتی تھیں اور جانتی بھی تھی مگر وہ بے بس تھی وہ اپنی بہن کے لیے وہ نہیں کرسکتی تھیں جو اس کے اندر کے اس خلا کو پُر کرسکے۔

"فرنچ اور تھوڑا تھوڑا چائنیز بھی۔ میرا ایک فرینڈ ہے چائنیز......" عبداللہ کی بیٹری چارج ہوگئی تھی۔

"تھوڑا تھوڑا نہیں تھوڑی تھوڑی۔" سمیہ نے اس کی تصحیح کی۔

"ابھی بھی گرامینکل مسٹیکس ہوتی ہیں۔" نیلوفر نے ٹکڑا جوڑا۔

"آنٹی! آپ کی بیٹی ہیں بیٹا نہیں ہے؟" اس نے یکدم پوچھا۔ سمیہ لمحہ بھر کو چپ ہوگئی۔

"تم جو ہو میرے بیٹے۔" وہ بولیں۔

"میں تو آپ کا Nephew (بھانجا) ہوں۔ آئی مین تو سے خوریا ز برادر؟" اس نے بڑوں کی طرح انہیں سمجھانا چاہا۔

"تو مائی ڈیئر۔" سمیہ یوں آہستگی سے بولیں جیسے کسی جرم کا اعتراف کررہی ہوں۔ "تم میرے بیٹے بن جاؤ۔"

"اٹس ناٹ پاسبل...... میری مام تو یہ ہیں۔" اس نے نیلوفر کی طرف اشارہ کیا۔

"آپا! آپ کا بیٹا امیزنگ ہے ماشاء اللہ...... اللہ اسے اپنی امان میں رکھے۔" وہ بے ساختہ ہنس پڑی تھی۔ عبداللہ سے باتوں کے دوران انہیں اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ بہت حاضر دماغ بچہ ہے اور بہت ذہین بھی۔

اتنے میں حوریہ اور ماریہ ڈرائنگ روم سے باہر آگئیں۔ عبداللہ ان کی طرف متوجہ ہوگیا۔

"جاؤ بہنوں کے ساتھ کھیلو۔" سمیہ نے عبداللہ سے کہا۔

"یہ میری بہن نہیں کزنز ہیں۔" عبداللہ سمیہ کی گود سے اترتا ہوا بولا۔

"بہنیں اور کزنز ایک جیسی ہی ہوتی ہیں بیٹا۔" وہ اس کی بات کا جواب دے رہی تھیں مگر نیلوفر کو دیکھ رہی تھیں۔ نیلوفر کی نظریں بہن پر ہی مرکوز تھیں مگر انہوں نے ان سے نگاہیں چرانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"مام نے تو کہا تھا کہ الگ ہوتی ہیں۔" وہ حیران سا کچھ الجھ کر بولا۔ سمیہ نے اس بار الجھ کر نیلوفر کو دیکھا۔

"جاؤ عبداللہ! حور اور ماریہ کے ساتھ کھیلو اور دیکھو حور تم سے چھوٹی ہے اس کا خیال رکھنا۔" وہ انگریزی میں اس سے مخاطب تھیں۔ عبداللہ ان دونوں بہنوں کے ساتھ ذرا پرے ہٹ کر کھیلنے لگا تو سمیہ نے نیلوفر کی طرف دیکھا۔

"جانتی ہوں تم کیا پوچھنا چاہتی ہو۔" ان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی نیلوفر بولیں۔ سمیہ چپ رہیں۔

"ہمیں اپنے بچوں کو حقیقت اور سچائی کے ساتھ ہر بات کی آگاہی دینی چاہیے انہیں دوغلے پن سے جینا تو ہم خود ہی سکھاتے ہیں۔ یہ تمہاری کزن تمہاری بہن ہے یہ تمہاری ساس تمہاری ماں جیسی ہے یہ فلاں تمہارے بھائی جیسا ہے ماموں چچا تمہارے باپ جیسا ہے فلاں فلاں اور فلاں...... رشتے...... یہی ساری باتیں مل کر فساد برپا کرتی ہیں۔ رشتوں کو ان کے اصل سے ہٹا کر ہم ملاوٹ زدہ بنا کر پیش کرتے ہیں اور اپنے بچوں کی ذہنی اور نفسیاتی

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

خالتوں کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیتے ہیں۔ بچپن سے جس کو بھائی یا آپا یا بہن کہتے کہتے بچہ جوان ہو جاتا ہے اس کی اسی سے شادی کر دی جاتی ہے پھر رشتہ کیا اور اس کا تقدس کیا اور اس کا بھرم کیا......؟"

"سمی! میں یہ باتیں تمہیں سنا نہیں رہی ہوں۔ تم میری بہن ہو میری ماں جائی ہو یہ سب سے بڑی حقیقت ہے اور مضبوط ترین رشتہ ہے۔" وہ بولتی ہوئی سمیہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے ہلکے سے ان کے ہاتھ کو دبا کر جیسے اپنے ساتھ ہونے کا یقین دلا رہی تھیں۔

"سمی! ہمیں اپنے بچوں کے یقین مضبوط بنانے ہیں۔ ہمیں ان کے ذہنوں کی اتنی مضبوط نشوونما کرنی ہے کہ بھائی اور بہن کے ناموں کی جو باؤنڈریز ہم ان کے گرد بنا دیتے ہیں اور وہ بھی ان حدود کے اندر ہی سرگل جاتے ہیں...... وہ ایسا نہ کریں...... انہیں حقیقت بتا کر سب کچھ اچھے طریقے سے سمجھا کر ان کو فیصلہ کرنے کا اختیار دینا چاہیے۔ ہم لوگ لاشعوری طور پر اپنے بچوں کے ذہنوں میں اپنی مرضی کے خاکے بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ ہم اپنے بچوں کے ساتھ جو روش چاہیں اور جو بھی غلط عمل چلتے ہیں اس کا رزلٹ بگاڑ اور دوہری ذہنیت کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ حوریہ اور ماریہ عبداللہ کی خالہ زاد ہیں تو پہلا ان کا پہلا تعارف ہونا چاہیے۔ وہ خالہ زاد بہنیں ہیں یہ تعارف ہوگا۔ سوچ کا فرق انہی دو باتوں سے آ جاتا ہے جب بچہ بڑا انسان بنتا ہے۔ امید ہے تمہیں میری باتیں بری لگنے کے باوجود بھی لگی ہوں گی۔" نیلوفر نے آخری جملہ مسکرا کر کہا۔

"ہاں آپا تھوڑی کڑوی ضرور ہیں مگر آپ کی باتیں سچی ہیں۔" وہ مسکرا دی۔ "میں کوشش کروں گی کہ بچوں کو آپ کی طرح مضبوط اور مثبت سوچ دے سکوں۔" نیلوفر نجانے کس سوچ میں ڈوب گئی تھیں انہوں نے بہن کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔

☆......☆......☆

وہ آٹھ سال کی تھی جب اس نے ایک بار پھر نیلوفر خالہ اور عبداللہ بھائی کو دیکھا تھا۔ مگر اس بار دونوں میں ہی خاصی تبدیلی دیکھنے کو ملی۔ اس کی خوب صورت سی صحت مند گوری چٹی سرخ سرخ گالوں والی نیلی خالہ بہت ہی کمزور ہو گئی تھیں۔ ان کی گوری رنگت میں زردیاں گھلی ہوئی تھیں اور خوب صورت آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کوئی زیور بھی نہیں پہنا تھا اور نہ ہی میک اپ کر رکھا تھا۔ ان کا لباس قیمتی مگر بہت سادہ تھا۔ وہ مسکرا بھی نہیں رہی تھیں۔ عبداللہ اب بڑا ہو گیا تھا اس کا قد خاصا لمبا تھا اور اس نے اپنا ہیئر اسٹائل بھی بدل لیا تھا۔ وہ بہت سنجیدہ لگ رہا تھا اور بہت چپ چپ سا بھی۔ وہ اس سے سنجیدگی سے ملا تھا البتہ نیلوفر نے اسے گلے سے لگا کر پیار کیا تھا۔ اس نے امی جی اور نانی جان کی آنکھیں بھیگی دیکھی تھیں۔ پاپا بھی بہت خاموش اور افسردہ سے تھے۔

"حور! عبداللہ کو روم میں لے جاؤ۔ گیمز وغیرہ لگا لو کمپیوٹر پہ۔" سمی جیسے بچوں کو وہاں سے ہٹانا چاہ رہی تھیں۔ ماریہ ان لوگوں کے لیے فروٹ چاٹ بنا کر لائی تھی۔ سمیہ کے کہنے پر وہ فروٹ چاٹ روم میں ہی لے گئی باقی سب کو چاٹ چچو نے سرو کی تھی۔

"جاؤ چچو! تم رات کے کھانے کی تیاری کرو۔" فاطمہ نے اسے بھی ٹالا۔

"اب کیا سوچا ہے تم نے؟" کچھ دیر کے توقف کے بعد فاطمہ بی بی کی آواز نے ماحول کے سناٹے کو توڑا۔

"سوچنا کیا ہے اماں جان! فون پر تو سب حال بیان کر ہی دیا تھا میں نے......" نیلوفر تھکے تھکے انداز میں بولیں۔ "مجھے اندازہ نہیں تھا کہ زیدی اتنا انتہائی قدم اٹھا لیں گے۔ ایک ذرا سا جھگڑا ہی تو ہوا تھا اماں جان...... میں نے انہیں کتنی بار کہا تھا کہ شراب نوشی چھوڑ دیں مگر وہ مانتے ہی نہیں تھے نشے میں انسان اپنی سدھ بدھ کھو بیٹھتا ہے۔" ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے انہیں آئے ابھی چند گھنٹے ہی گزرے تھے کہ لندن سے حسن زیدی کی ماں کا فون آ گیا تھا۔ انہوں نے جو لرزا دینے والی خبر سنائی تھی سب کے پیروں تلے سے زمین ہی نکل گئی تھی۔

"بھائی صاحب! آپ نے میری ٹکٹ کروا دی؟" انہوں نے پوچھا۔

"ہاں تمہاری فلائٹ کنفرم ہے۔ مگر عبداللہ کو کیا جواب دو گی..... کیا کہو گی اسے؟" انہوں نے پوچھا۔

"وہ میرا بیٹا ہے بھائی صاحب۔ بہت سمجھدار ہے وہ اپنی عمر سے بھی زیادہ سنبھالوں گی اسے۔" انہوں نے آنسو صاف کرتے ہوئے جواب دیا۔ انہوں نے خود کو سنبھال لیا تھا۔ آج..... اس پل نہیں..... بہت پہلے۔ حسن زیدی نے خود کو شوٹ کرلیا تھا اور یہ تب ہوا جب وہ پاکستان آرہی تھیں۔ ان کے سیل پر کالز کی گئیں مگر ظاہر ہے جہاز میں ہونے کی وجہ سے سیل آف تھا۔ حسن زیدی کی ماں نے فیضان علی کے گھر پر اطلاع کردی تھی اور تاکید بھی کہ نیلوفر کو واپس لندن بھیجا جائے وہاں حسن زیدی کی خودکشی والے معاملے کی تحقیق چل رہی تھی۔ اس حادثے سے پہلے ایک حادثہ اور اسی گھر کی چاردیواری میں ہو چکا تھا۔ نیلوفر عبداللہ کو اچھی طرح سے سمجھا کر واپس جا چکی تھیں۔ سب گھر والے اس واقعے کی وجہ سے بہت پریشان تھے سوائے ایک ہستی کے.....

"نانی جان! عبداللہ بھائی اب ہمارے ساتھ رہیں گے؟" وہ نانی کے پیروں پر زیتون کے تیل کا مساج کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں بیٹا..... شاید۔" فاطمہ نے سوچ میں ڈوبے ہوئے جواب دیا۔

"شاید کیوں! ڈیڈی ممی کیوں نہیں نانی جان؟ میں بھائی کو اب جانے نہیں دوں گی۔" وہ ان کے مبہم سے جواب پر تنگی سی ناک چڑھا کر بولی۔

"اس کا فیصلہ تو نیلوفر نے کرنا ہے ناں۔" وہ دھیرے سے بولیں۔

"عبداللہ بھائی میرے بھائی ہیں ناں؟" اس نے پھر سوال کیا اور ساتھ ساتھ ننھے ننھے نازک ہاتھوں سے ان کے پیر دبانے لگی۔

"ہوں....." فاطمہ کا دھیان کہیں اور تھا۔ "ہوں" پر ہی ٹرخا دیا۔ "تو پھر امی جی اور ماریہ اور پھپو بھی یہ کیوں کہتے ہیں کہ عبداللہ بھائی میرے کزن برادر ہیں۔" اس نے پوچھا۔

"کیونکہ وہ تمہارا کزن برادر ہی ہے، بھائی نہیں ہے۔ ریئل برادر وہ ہوتا ہے جو ایک ماں سے پیدا ہو۔ تم اپنے ذہن سے یہ خیال نکال دو حوریہ کہ وہ تمہارا سگا بھائی ہے۔" وہ نیلوفر کی وجہ سے بے حد پریشان تھیں۔ حوریہ کے سوال در سوال نے انہیں غصہ دلا دیا۔ حوریہ دم بخود سی ہوگئی۔ فاطمہ نے اسے یک دم سے چپ ہوتے دیکھا تو انہیں اپنے آپ پر غصہ آیا۔ انہوں نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر قریب کیا اور گلے سے لگا لیا۔

"سوری بیٹا! نانی کچھ پریشان ہیں۔ جاؤ جا کر عبداللہ کے ساتھ کھیلو۔ وہ loneliness فیل کررہا ہوگا۔" انہوں نے اسے پچکار کر باہر بھیجا اور خود تسبیح پر دانے گھمانے لگیں۔ "یااللہ میری بچی کی مشکل آسان فرما۔" ان کے دل سے دعا نکلی۔

جب ہی نیلوفر کا فون آیا تھا۔ وہ فاطمہ بی بی سے تفصیلاً بات کررہی تھیں۔ تقریباً ایک سوا ایک گھنٹہ دونوں کے درمیان بات چیت ہوتی رہی۔ فاطمہ بی بی نے جب فون بند کیا تو ان کے چہرے پر تفکرات کا جال بچھا ہوا تھا۔ وہ ہونٹ کاٹتے ہوئے وہیں کرسی پر بیٹھ گئی تھیں۔ غنیمت تھا کہ گھر پر فیضان علی اور سمیہ دونوں نہیں تھے۔ نیلوفر نے انہیں جس راز کا شریک بنایا تھا وہ بوجھ بہت زیادہ تھا مگر انہیں اٹھانا تھا۔

❁ ...... ❁ ❁ ❁ ...... ❁

"عبداللہ بھائی! چلیں سائیکل چلاتے ہیں۔" حوریہ اس سے ضد کررہی تھی۔

"میرا موڈ نہیں ہے۔ تم ماریہ کے ساتھ چلی جاؤ۔" اس نے انکار کردیا۔

"دیکھیں ناں امی جی! عبداللہ بھائی جب سے آئے ہیں بس اسی طرح چپ چاپ ہیں۔ نہ کھیلتے ہیں نہ بولتے ہیں۔ ان سے کہیں ناں کہ میرے ساتھ چلیں۔" وہ ماں سے ضد کرنے لگی۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

"بیٹا! اس کا سوڈ نہیں ہے تو تنگ مت کرو۔ تم چلی جاؤ۔" انہوں نے نرمی سے کہا۔ فیضان علی نے بغور اس چھوٹے سے بچے کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس کے بے حد حسین چہرے پر برف کی سی سرد مہری جمی ہوئی تھی۔ انہیں عجیب قسم کا احساس گھیرنے لگا تھا۔ جس میں ہمدردی بھی تھی دکھ بھی اور تیسری کیفیت وہ تھی جس کو وہ کوئی نام نہیں دے سکتے تھے۔

"انھیں ناں عبداللہ بھائی۔" وہ اب اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ رہی تھی۔

"چلو عبداللہ! ہم لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں۔ حور! جاؤ آپی کو بھی بلا لاؤ۔" فیضان علی نے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی بیوی کو کار کی چابی لانے کو کہا۔ حور یہ خوشی خوشی اندر بھاگی۔ عبداللہ چپ چاپ اٹھ کر جوتے پہننے کے لیے باہر کی طرف چلا گیا۔

"نیلوفر کی آج رات چار بجے کی فلائٹ ہے۔ میں اسے پک کرلوں گا۔ تم ساتھ چلی چلنا۔ آپ بچوں کے پاس رک جائے گا۔" فیضان علی آہستگی سے بیوی اور ساس سے مخاطب ہوئے۔

"میں نے ابھی عبداللہ سے ذکر نہیں کیا ہے۔ نیلوفر نہیں چاہتی تھی کہ عبداللہ کو ابھی پتہ چلے ورنہ وہ ائرپورٹ جانے کی ضد کرتا۔" فیضان علی مزید گویا ہوئے۔

"میں ان بچوں کو باہر گھما کر لاتا ہوں بعد میں باقی باتیں ہوں گی۔" وہ خدا حافظ کہہ کر باہر نکل گئے۔ گھر میں اب دونوں ماں بیٹی اور بچھو رہ گئے تھے۔

"میری بچی کس مشکل میں پڑ گئی ہے لیکن......؟ نیلو میری سب سے پیاری بچی۔ اتنی ہمت اور صبر والی ہے وہ جتنی حسین صورت ہے اس کی اتنی بری قسمت۔" فاطمہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں۔ نسیبہ بھی رونے لگیں۔ عبداللہ کی وجہ سے ان دونوں نے اپنے اوپر برداشت کے پہرے بٹھا رکھے تھے عبداللہ کے جاتے ہی وہ برداشت بھی ختم ہوگئی تھی۔

نیلوفر عدت میں بیٹھ چکی تھیں۔ وہ جب سے آئی تھیں کسی نے نسان سے کچھ پوچھا تھا نہ ہی انہوں نے خود سے کچھ بتایا تھا۔ وہ وہاں تقریباً ایک ماہ رہیں تھیں نہ انہیں عدت کا ہوش تھا اور نہ ہی مستقبل کا پتہ۔ وہ تقریباً روزانہ ہی عبداللہ سے اسکائپ پر بات کرتی تھیں یا پھر ای میلز بھیجتی تھیں نیلوفر کے کہنے پر ہی فیضان علی نے عبداللہ کا ایڈمیشن ایک بہت اچھے کانونٹ اسکول میں کروادیا تھا۔ نیلوفر نے اس کے پرانے اسکول کی T.C اور تمام اکیڈمک ریکارڈ اسکول کی انتظامیہ کو میل کردیے تھے۔ عبداللہ ایک آؤٹ اسٹینڈنگ اسٹوڈنٹ تھا۔ عبداللہ کی اسکولنگ شروع ہوگئی تھی۔ ان حالات میں اس کا مصروف ہوجانا بہت ضروری تھا۔ اس کا اسکول حور یہ اور ہادیہ کے اسکول کے راستے میں آتا تھا۔ نیلوفر لندن کے معاملات نمٹا رہی تھیں۔ اس بنگلے میں ہونے والے پے در پے حادثات نے بہت سارے سوالات کھڑے کردیے تھے۔ نیلوفر نے ان تمام حادثات سے لاعلمی ظاہر کی تھی اور ان کی لاعلمی ثابت ہو بھی گئی تھی۔ نیلوفر کسی الزام کی زد میں نہیں تھیں۔ انہوں نے جلد ہی اس بنگلے کو فروخت کیا پھر انہوں نے لندن میں موجود باقی پراپرٹی بھی بیچ دی۔ حسن زیدی کے تمام اکاؤنٹس اور اپنے اکاؤنٹس کی تمام رقم وہ پاکستان میں موجود اپنے بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا چکی تھیں۔ تمام جیولری انہوں نے ساتھ رکھ لی تھی اور کچھ جو ضروری کاغذات و دستاویزات تھے اور جو ضروری سامان تھا انہوں نے وہ پیک کرلیا۔ وہ آخری رات جو انہوں نے ائرپورٹ پر گزاری تھی اس تمام رات وہ ویٹنگ لاؤنج میں بیٹھی روتی رہی تھیں۔ ان کی فلائٹ اگلی صبح کی تھی اور بنگلہ بکنے کے بعد ان کے پاس رات گزارنے کے لیے کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ حسن زیدی کی ماں نے بیٹے کی موت کی ذمہ داری ان کے کاندھوں پر ڈال دی تھی۔ وہ ان کی اور عبداللہ کی صورت دیکھنے کی بھی روادار نہ تھیں۔ اس شہر میں وہ بہت سارے خوب صورت خواب اپنی حسین آنکھوں میں سجائے آئی تھیں مگر وقت کے بے رحم حملے کے بعد بکھر کر ان کی آنکھوں سے خواب نوچے گئے

اوران کی آنکھوں میں کرچیاں بھر دیں..... فاطمہ بی بی کی باتیں انہیں یاد آ رہی تھیں۔

"بہت کٹھن وقت ہے بیٹی..... اگر حوصلہ کرنا ہوگا میرا خدا تمہارے ساتھ ہے۔ تم باہمت اور باحوصلہ بچی ہو..... میرا فخر ہو میرا غرور ہو۔ بس حوصلوں کو پست مت کرنا۔" اور آج پریشانیوں میں ماں کی دعاؤں نے ہی ان کے حوصلے بلند رکھے تھے۔ انہیں عبداللہ کی خاطر خود کو پھر سے زندہ کرنا پڑا تھا..... عبداللہ..... جوان کی واحد اولاد تھا' ان کی تمناؤں کا واحد مرکز..... ان کا سب کچھ..... ان کی ساری عمر کی جمع پونجی' وہ اب اسے لندن میں نہیں رکھ سکتی تھیں۔ وہ اس کے ساتھ تنہا بھی نہیں رہ سکتی تھیں انہیں اب ایک عجیب سے خوف نے آن گھیرا تھا۔ عبداللہ ابھی بہت چھوٹا تھا اس کے جوان ہونے تک انہیں اس کی ڈھال بننا تھا۔ زندگی میں پہلی بار انہیں اپنے بے پناہ حسن سے خوف محسوس ہوا تھا۔ زندگی میں پہلی بار انہیں مردذات سے خوف محسوس ہوا تھا اور یہ ساری باتیں ان پر اس رات ائیرپورٹ کے ویٹنگ لاؤنج میں کھل رہی تھیں۔ وہیں بیٹھے بیٹھے انہوں نے بہت ساری باتوں پر غور کیا اور کچھ فیصلے کیے پھر وہ نشست سے ٹیک لگا کر جہاز کے فلائنگ آورز گننے لگیں۔

❀ ..... ❀ ❀ ❀ ..... ❀

"حوریہ کو تم نے پھر عبداللہ کے ساتھ بائیک پر بھیج دیا۔ میں نے تمہیں کتنی بار منع کیا ہے۔ بیکار کی بات اور بے فکرا ہے عبداللہ کے ساتھ بائیک پر مت بھیجا کرو۔" فاطمہ بی بی ان پر ناراض ہو رہی تھیں۔

"اماں جان! آج کالج وین مس ہوگئی تھی۔ یہ جلدی ہی چلے گئے تھے۔ عبداللہ روز اسی راستے سے یونیورسٹی جاتا ہے اب میں اس کے لیے اسپیشلی کار منگواتی' ان سے ڈانٹ سنتی اور پھر اس میں حرج ہی کیا ہے۔" سمیہ ماں کے سامنے ناشتہ لگاتے ہوئے وضاحت کر رہی تھیں۔

"سمجھنے کی کوشش کرو سمی' بچے اب بچے نہیں رہے۔" فاطمہ بی بی نے جھنجلا کر کہا۔

"اچھا اماں جان! آئندہ خیال رکھوں گی آپ ناشتہ تو کرلیں۔" انہوں نے کہا اور ساتھ ہی اپنے لیے چائے کپ میں نکال کر بیٹھ گئیں۔

"نیلی آپا کے اسکول میں آج کوئی فنکشن ہے' کہہ رہی تھیں کہ دیر ہوجائے گی تو چھوٹے سے کہہ کر عبداللہ کے کمرے کی صفائی کروائی ہے۔ آپ کو تو پتہ ہے کہ عبداللہ کو گندگی کتنی بری لگتی ہے۔" انہوں نے موضوع بدلا۔

"ہاں تو ساتھ میں ماریہ یا حور کو بھیج دیتا کہ ٹھیک سے صفائی کرلے بلکہ باقی کا کام بھی کروالیتا۔"

"اماں جان! کل کی بات لگتی ہے جب نیلی آپا عبداللہ کو لے کر آئی تھیں۔ کیا قیامت کی گھڑیاں تھیں' کیا طوفان تھے لگتا تھا کہ بس سب کچھ ختم ہی ہوگیا ہے مگر خدا نے نیلی آپا کو بہت حوصلہ دیا ہے۔ انہوں نے یہاں آ کر بھی حوصلہ نہیں ہارا۔ گھر کرایہ پر لیا چلتا ہوا پارلر اور اسکول خرید لیا پھر دن رات جیسے مشین کی طرح کام کرنے میں جت گئیں۔ آج ماشاءاللہ سے ان کے اسکول اور پارلر کی کئی برانچز اس شہر میں بھی ہیں اور دوسرے شہروں میں بھی۔ اللہ نے ان کا بہت ساتھ دیا اور آج ان کا نام پاکستان اور پاکستان سے باہر بھی پہچانا جاتا ہے۔" سمیہ بولیں۔

"ہاں..... میری بچی نے بہت ہمت دکھائی مگر یہ بھی سچ ہے کہ فیضان بھی اور تم نے بھی اس کا بہت ساتھ دیا ہے۔ اسے کمزور پڑتے دیکھ کر سہارا دینے کے لیے آگے آ جاتے تھے ورنہ کیسے الزام تراشیوں سے میری پھول سی بچی کو لوگوں نے زخمی کیا تھا۔" فاطمہ بی بی کی بوڑھی آنکھوں میں نمی آ گئی۔

"وقت کیسا بھی ہو اماں جان گزر ہی جاتا ہے۔ زندگی نے بہت کچھ سکھا دیا ہے۔" سمیہ رنجیدگی سے بولیں۔

"اب تو ماضی بھولی بسری یاد بن گیا..... بس اب تو پرانی زمینوں پر نئی عمارتوں کی بنیاد ڈالنی ہے۔ تعمیر نو کا سلسلہ تو شروع ہو چکا ہے' بس اسے تمام کرنا ہے۔" فاطمہ بی بی معنی خیز انداز میں بولیں تو سمیہ چونکیں۔

"اماں جان کس بات کی طرف اشارہ ہے آپ کا؟"

انہوں نے پوچھا۔

"ماریہ کا رشتہ تو تم دونوں میاں بیوی نے کردیا۔ فواد بہت اچھا لڑکا ہے' دیکھا بھالا خاندان ہے' فیضان میاں کے قریبی رشتے دار ہیں۔ برسوں سے جانتے ہیں انہیں۔ شکر الحمدللہ' یہ پھول سا دن ہلکا ہوا' بس اب حوریہ کی فکر کرو۔" وہ مدعے پہ آ گئیں۔

اماں جان! مگر کوئی اچھا لڑکا بھی تو ہو جو اپنی حور کے قابل ہو' آپ کی نظر میں کوئی ہے تو بتائیں۔" وہ انہیں دیکھنے لگیں۔

"ہے تو...... مگر پتہ نہیں فیضان علی مانے یا نہ مانے۔" انہوں نے جھجکتے ہوئے بیٹی کو دیکھا۔

"کون...... کس کی بات کر رہی ہیں اماں؟" انہوں نے حیرت اور کچھ الجھے ہوئے انداز میں ماں سے سوال کیا۔

"عبداللہ...... مجھے شروع سے ہی حوریہ کے لیے یہ بچہ بہت پسند ہے۔" انہوں نے عبداللہ کا نام لیا تو سمیہ چپ سی ہو گئیں۔

"سمی! کیا ہوا بیٹی...... چپ کیوں ہو گئی ہو...... کیا عبداللہ تمہیں پسند نہیں؟" انہوں نے بغور بیٹی کا چہرہ دیکھا جیسے ان کے چہرے پر لکھی تحریر پڑھ رہی ہوں۔

"عبداللہ مجھے بے حد پسند ہے اماں جان! وہ اس عمر میں بھی اتنا سلجھا ہوا' سمجھدار اور متوازن شخصیت کا مالک ہے کہ میرا ہی جی چاہتا تھا ہمیشہ سے کہ حوریہ کا رشتہ اسی سے ہو مگر......" وہ کہتے کہتے رکیں جیسے سوچ رہی ہوں کہ کہیں کہ نہ کہیں۔

"مگر کیا؟"

"اپنے منہ سے رشتے کی بات کرنا اچھا نہیں لگتا' آپ سے اگر آپا نیلو کوئی بات کریں تو پھر بات آگے بڑھائی جا سکتی ہے اور پھر عبداللہ کی رائے بھی تو معنی رکھتی ہے۔" انہوں نے کہا۔

"میں موقع دیکھ کر نیلو سے بات کرلوں گی۔ تم اس کی فکر مت کرو۔" فاطمہ نے تسلی دی۔

"مگر حوریہ کا کیا کریں اماں؟ وہ تو صاف کہتی ہے کہ عبداللہ اس کا بھائی ہے' احمق کہیں کی۔" سمیہ نے کوفت بھرے انداز میں کہا۔

"اسی دن کے لیے تمہیں کہتی تھی کہ بھائی بھائی کی پٹی اسے نہ پڑھاؤ' بچے کا دماغ کچا ہوتا ہے' جو لکھ دو ساری عمر کے لیے رہ جاتا ہے۔ جب میں اسے سمجھاتی تھی تب تمہیں برا لگتا تھا۔ میرے سمجھانے کا مقصد عبداللہ سے رشتے والی بات نہیں تھا' اس وقت تو کوئی واضح بات ذہن میں نہیں تھی مگر بیٹی! وہ عمر بنیاد ڈالنے کی ہوتی ہے۔ عبداللہ کی بنیاد مضبوط ہے' ماریہ بھی سمجھدار ہے' مگر حوریہ کی بنیاد تم نے کمزور کردی۔ اس کی نفسیات جانے بغیر' اس کو سمجھے بغیر' یہ تو ننھے ذہنوں سے کھیلنے والی بات ہوگئی۔ اس طرح کی تربیت میں والدین خود ہی بچوں کے اندر ببول بو دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ بچہ خود بھی زخمی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ چلنے والا بھی لہولہان ہوتا ہے۔" فاطمہ بی بی نے ٹھہرے ٹھہرے سے انداز میں بیٹی کو اس کی کوتاہی یاد دلائی۔

"اماں جان! میں ڈری ہوئی تھی۔"

"اور تم نے اپنے اس ڈر کی وجہ سے حوریہ کو کانچ کا سامان بنا دیا۔ اس کی غیر ضروری احتیاط شروع کردی۔" فاطمہ نے ان کی بات کاٹی۔

"میں اس حادثے سے خوف زدہ ہو گئی اماں جان۔" ان کی آواز آتی آہستگی سے جیسے سرگوشی کر رہی ہوں۔

"حادثے ہو کر گزر جاتے ہیں بیٹی! انہیں بھول جانا چاہیے ورنہ زندگی کا روگ بن جاتے ہیں اور پھر آج کل کا تو زمانہ ایسا ہے کہ لڑکیاں خود اپنے لیے بر ڈھونڈ لیتی ہیں۔ زمانہ بہت آگے نکل چکا ہے' بس ہمیں صرف بچوں کی سوچ کے زاویے کو مثبت رکھنا چاہیے۔ تم نے شروع سے ہی مردوں کو ہوا بنا رکھا تھا۔ وہی چیز تم نے بچی کے ذہن میں ڈال دی۔" فاطمہ بی بی کی باتیں تلخ تھیں مگر سچ تھیں۔ وہ اپنا احتساب کرنے بیٹھ گئیں۔

"چھٹی میں بھی آپ مجھے پک کر لیجیے گا۔" وہ بائیک

سے اترتے ہوئے بولی۔

"تمہاری وین آئی تو ہے۔" عبداللہ نے ایک طرف کھڑی کالج وین کی طرف اشارہ کیا۔

"مجھے وین میں نہیں جانا آپ ای جی سے کہہ کر یہ وین کا جھنجٹ ختم کرائیں۔" اس نے بیگ شولڈر پر ڈالتے ہوئے کہا اور دوپٹہ ٹھیک طرح سے سر پر جمایا۔ عبداللہ نے سن گلاسز اتارتے ہوئے گہری نظر اس پر ڈالی اور پھر ایک نظر بغور وین ڈرائیور پر ڈالی۔ موٹا تازہ ڈرائیور وین سے ٹیک لگائے ہوئے دوسری وین ڈرائیور سے باتیں کر رہا تھا مگر درمیان میں اچٹتی سی نگاہ حوریہ اور دوسری لڑکیوں پر بھی ڈال لیتا تھا۔

"تم نے وین جان بوجھ کر مس کی تھی آج؟" عبداللہ نے سنجیدگی سے سوال کیا۔ حوریہ نے اس کی طرف دیکھے بغیر گردن ہلادی۔

"ہائے حوریہ....." حوریہ کی کوئی کلاس فیلو تھی۔

"تم چلو میں آتی ہوں۔" حوریہ نے اس کو وہاں سے ٹالا جو بڑی دلچسپی سے عبداللہ کو دیکھ رہی تھی۔ صرف وہ ہی نہیں اردگرد کالج کے گیٹ سے داخل ہوتی ہوئی لڑکیاں بھی اشتیاق بھری نظریں عبداللہ پر ڈالتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے میں آ جاؤں گا تم اندر جاؤ۔" اس نے سن گلاسز لگاتے ہوئے کہا اور جب تک حوریہ کالج گیٹ سے اندر نہ چلی گئی وہ اسے دیکھتا رہا۔ اس کے اندر جانے کے بعد عبداللہ نے اطمینان سے وین ڈرائیور پر ایک نظر ڈالتے ہوئے بائیک زن سے آگے بڑھادی۔

✿ ...... ❀✿❀ ...... ✿

"کون تھا وہ ہینڈسم ہیرو؟" زرقا نے قلم سے کھیلتی ہوئی حوریہ سے پوچھا۔ ادھر انگلش کی مس لیکچر دے رہی تھیں۔ اوپر سے حوریہ کا پین اچانک لکھتے لکھتے رک گیا تھا۔ اس پر زرقا نے یہ سوال پوچھ کر اس کی جان کھائی تھی۔

"پین دو جلدی سے۔" اس نے دانت کچکچا کر پین مانگا۔

"لو مرو..... مگر اب تو بتادو۔" زرقا نے دوسرا پین نکال کر اس کے رجسٹر پر پٹخا۔ "اب تو بکو۔"

"بھائی ہے۔" وہ عجلت میں بولی۔

"جھوٹ..... میں جانتی ہوں تم صرف دو بہنیں ہو۔" زرقا نے اس کے منہ پر اسے جھوٹا کہا تھا۔

"کزن برادر ہے اسٹوپڈ۔ اب بک بک بند کرو ورنہ میڈم روبی نے دونوں کو کلاس سے آؤٹ کردینا ہے۔" وہ اسے گھورتی ہوئی سرگوشی میں بولی۔

"اچھا ہے ان کے بورنگ لیکچر سے اچھا ہے کہ بندہ باہر کی ہوا کھائے۔" وہ بھلا کب چپ بیٹھنے والی تھی۔

"تم اسے پسند کرتی ہو؟" زرقا نے اس سے پوچھا۔

"نو..... میں اسے پیار کرتی ہوں کیونکہ وہ میرا اچھا بھائی ہے۔" وہ محبت سے بولی۔

"کم آن..... کس دور کی بات بتارہی ہو تم؟ بھائی وائی کوئی نہیں ہوتا۔" زرقا نے ہاتھ ہوا میں اڑانے کے سے انداز میں ہلایا۔

"شٹ اپ زرقا! سگے نہیں ہیں تو کیا ہوا میں انہیں بھائی ہی سمجھتی ہوں۔" وہ برا مان گئی۔

"سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔ سمجھنے کو تو میں بھی نجانے کیا کیا سمجھوں۔" زرقا پر مطلق اثر نہ ہوا تھا یوں بھی وہ اپنی رائے کا اظہار کرنے کی عادی تھی۔

"شادی سے پہلے سبھی بھائی ہوتے ہیں یار۔" زرقا ہنسی تو باقی سہیلیاں بھی ہنس پڑیں۔ ان کے اس گروپ میں ایک دو لڑکیاں اس کی اسکول کے زمانے کی دوست تھیں۔ زرقا سے اس کی دوستی کالج میں آ کر ہوئی تھی۔

"نہیں یار نتھنگ از رائٹ..... عبداللہ بھائی کو یہ بھائی ہی سمجھتی ہے۔" اس کی بھرائی ہوئی آنکھیں دیکھ کر اس کی پرانی دوست مینا جلدی سے بولی۔

"اوکے..... پھر آج سے ہم سب بھی اپنے اپنے کزنز کو صرف "بھائی" سمجھیں گی مگر شادی سے پہلے والا بھائی۔" زرقا پھر بولی اور خود ہی ہنسنے لگی باقی لڑکیاں زیر لب مسکرانے لگیں۔ صرف مینا تھی جو حوریہ کے احساسات سمجھ

رہی تھی۔

"شٹ اپ' مجھ سے اب کبھی بات مت کرنا۔" حوریہ یک دم رونے لگی اور روتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

❁ ...... ❁❁❁❁ ...... ❁

چھٹی کے وقت حسب وعدہ عبداللہ آ چکا تھا مگر زرقا نے اسے دیکھ کر بھی منہ سے کوئی کمنٹس پاس نہ کیے بلکہ حوریہ کو دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں مسکراتی ہوئی اپنی وین کی طرف بڑھ گئی۔ مینا بھی ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ آگے بڑھی۔ عبداللہ سے اس کی علیک سلیک تھی۔ اس نے دور سے ہی سر کے اشارے سے عبداللہ کو سلام کیا۔ عبداللہ نے بھی اسے سر کے اشارے سے جواب دیا۔ حوریہ نے بائیک پر اسٹائل سے بیٹھے عبداللہ کو دیکھا۔ سفید شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس' بلیک سن گلاسز لگائے قدرے آگے کی طرف جھک کر بیٹھا ہوا تھا۔ دراز قد چھ فٹ سے نکلتا ہوا مضبوط کسرتی جسم اور بے حد حسین نین نقش' وہ پہلی نظر میں فارنر لگتا تھا مگر فارنرز اتنے پرکشش نہیں ہوتے۔ وہ بے حد پرکشش بھی تھا۔ دیکھنے والی نظریں بار بار اس کا طواف کرنے پر مجبور ہو جاتی تھیں۔ بلاشبہ وہ بے حد خوب صورت مرد تھا۔ حوریہ اس کے قریب پہنچ کر مسکرائی۔

"بہت ڈیشنگ لگ رہے ہیں۔ سب لڑکیاں آپ کو دیکھ رہی ہیں۔" وہ شوخی سے بولی۔ "اپنی نظر اتار لیجیے گا گھر جا کر۔" اس نے پھر چھیڑا۔ حوریہ کو بہت اچھا لگتا تھا جب صنف نازک مڑ مڑ کر عبداللہ کو دیکھتی تھیں۔ اس کے لیے جیسے یہ ایک دلچسپ کھیل تھا۔ عبداللہ نے بائیک کو کک لگائی اور ایک جھٹکے سے بائیک کو مصروف شاہراہ پر ڈال دیا۔

"مجھے میک کھانا ہے۔" اس نے جھٹ فرمائش کی۔

بالکل نہیں' دیر ہو جائے گی اور تائی جان سے ڈانٹ مجھے سننی پڑے گی۔" عبداللہ نے صاف منع کر دیا۔

"پلیز پلیز' مجھے بھوک لگی ہے' بریک میں نے لنچ بھی نہیں کیا اور میک تو وہ سامنے رہا۔" اس نے دائیں جانب بنے میک ڈونلڈ کے آؤٹ لٹ کی طرف شدید بے چینی سے اشارہ کیا۔ "گھر کا راستہ بیس منٹ کا اور میک ہم بیس سکنڈز میں پہنچ جائیں گے۔" اس نے اپنا منہ عبداللہ کے کان کے قریب کرتے ہوئے تقریباً چلا کر کہا۔

"کان مت کھاؤ میرے بلی! اگر تائی کو پتہ چل گیا ناں کہ ان کی لاڈلی کو بھری دوپہر میں برگر کھلوانے لے گیا ہوں تو کورٹ مارشل کر دیں گی۔" عبداللہ اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔

"کچھ نہیں ہوتا' میں بتاؤں گی نہیں اور ظاہر ہے آپ بھی خود اپنی شکایت نہیں کریں گے۔"

"تم بہت چالاک ہوتی جا رہی ہو۔" عبداللہ نے بائیک میکڈونلڈ کی طرف موڑی۔

"اور پیسے کون دے گا؟" اس نے پارکنگ میں بائیک کھڑی کی۔

"میرے پیارے سے بھائی کی جیب میں خاصا مال جمع رہتا ہے' وہ کس دن کام آئے گا۔" وہ شوخی سے بولی۔

"تمہارا بھائی بے چارہ جاب لیس ہے ابھی۔" اس نے یاد دہانی کرائی۔

"مگر امیر کبیر ہے۔" اس نے درمیان میں ہی عبداللہ کا جملہ اچک لیا۔ اندر جا کر اس نے اپنے لیے برگر آرڈر کیا۔ عبداللہ نے صرف ملک شیک آرڈر کیا تھا۔ "تم نے لنچ کیوں نہیں کیا؟" عبداللہ نے اس سے پوچھا۔

"زرقا سے لڑائی ہو گئی تھی میری' غصے میں لنچ بھی نہیں کیا۔"

"کس بات پر جھگڑا ہوا؟" اس نے پوچھا۔

"یونہی اسٹوپڈ سی بات تھی۔" اسے زرقا کی بات یاد آ گئی' اس نے عبداللہ سے نظریں چراتے ہوئے برگر کا بائٹ لیا۔

"آپ میری وین والا پرابلم حل کریں' میرا پک اینڈ ڈراپ آپ اپنے ذمے لے لیں۔" اس نے صبح والی بات دوہرایا۔

"کیوں...... اس وین میں کیا پرابلم ہے اور مجھے کیا تم پک اینڈ ڈراپ کی فیس دو گی؟" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"عبداللہ بھائی! کیا بہن سے بھی فیس مانگیں گے؟"

www.urdutube.net www.booksstube.net www.urdumovies.net

اس نے منہ پھلا لیا۔

"تم میری بہن نہیں ہو صرف دوست ہو۔" عبداللہ نے ہمیشہ کی طرح ٹکا سا جواب دیا۔

"اور یہ میری بات کا جواب نہیں ہے۔ وین کیوں چھوڑ کر آتی ہو؟" وہ غصے سے آیا۔

"وہ جو ہمارا موٹا وین ڈرائیور ہے ناں..... وہ مجھے پسند نہیں ہے گھورتا رہتا ہے۔" اس نے دانت کچکچا کر کہا۔

"تو تم اس کی شکل نہ دیکھو۔" عبداللہ نے اس کی بات کا کوئی رسپانس نہ دیا۔

"میں کب دیکھتی ہوں اس کی شکل۔ وہ گھورتا ہے۔"

"اس نے کبھی کوئی نازیبا حرکت کی یا کبھی تم سے بدتمیزی سے پیش آیا؟" عبداللہ نے سنجیدگی سے پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔ "صرف تمہیں دیکھتا ہے یا سبھی لڑکیوں کو؟" عبداللہ نے وکیلوں کی طرح جرح شروع کر دی۔

"سبھی کو دیکھتا ہے۔" اس نے سوچ کر جواب دیا۔

"بس تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے یہ اس کی عادت ہے۔ بے چارہ گھورنے والی عادت کے ہاتھوں مجبور ہے۔ میں نے صبح اسے دیکھا تھا ایسی ویسی کوئی بات مجھے اس میں نظر نہیں آئی تمہیں وہم کرنے کی عادت ہے۔" عبداللہ نے اسے سمجھایا۔

"آپ کو کیا پتہ؟" وہ ماں کی ایک واحد عبداللہ ہی تھا جس سے وہ مان کی جاتی تھی اور بات بے بات روٹھتی بھی تھی۔"

"اس لیے کہ میں تمہیں آج سے نہیں تب سے جانتا ہوں جب تم آتی ہی تھیں۔" عبداللہ نے ہاتھ کے اشارے سے کہا۔ "تم کچھ دن چیک کرلو میں نانی سے بات کرلوں گا۔" اس کے منہ پر بارہ بجتے ہوئے دیکھ کر وہ بولا۔

"سچ۔" وہ یک دم کھل گئی۔

"اب چلو..... آل ریڈی اتنے لیٹ ہو گئے ہیں۔" وہ کھڑا ہو گیا۔

"آپ نے کچھ کھایا نہیں۔"

"گھر جا کر جو کھانا تمہیں کھانا تھا وہ بھی میں نے ہی کھانا ہے۔ تین تین افراد کا کھانا نہیں کھا سکتا میں۔" وہ تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے باہر بھاگی۔

ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا۔ جب سے عبداللہ نے بائیک لی تھی اس کے مزے ہو گئے تھے۔ ضد کرکے بائیک پر اس کے ساتھ بیٹھ جاتی۔ اسے لانگ ڈرائیو کا کریز تھا پھر نانی سے خوب ڈانٹ کھانے کو ملتی مگر وہ باز نہ آتی۔ عبداللہ اس کے نخرے شروع سے اٹھاتا رہا تھا۔ عبداللہ سے ڈانٹ پڑنی تھی مگر وہ مانتی بھی صرف اسی کی تھی۔

وہ گھر پہنچے تو کھانے کی میز سجی ہوئی تھی مگر سمیہ فاطمہ اور ماریہ کھانا کھا چکی تھیں۔ لیٹ آنے پر استفسار کیا گیا تو ٹریفک کا بہانہ بنا دیا۔ تھوڑی سی ڈانٹ فاطمہ سے کھانے کے بعد دونوں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گئے۔ سمیہ گرم روٹی اور سالن لانے کا کہہ کر اندر چلی گئی تھیں۔ اس نے عبداللہ کو اشارہ کیا تو اس نے صبر سے بیٹھے رہنے کا جوابی اشارہ کیا۔

"آنٹی! جلدی سے کھانا لائیں ورنہ آپ کی بیٹی مجھے کھا جائے گی۔" عبداللہ نے وہیں بیٹھے بیٹھے ہانک لگائی۔

"میں جان سے ماردوں گی آپ کو۔ میرا نام کیوں لیا؟ اتنا پیٹ بھر گیا ہے اب تو گھونٹ پانی کی بھی گنجائش نہیں۔" وہ دانت پیچ کر دبے دبے لہجے میں بولی۔

"اچھا ہے ناں زیادہ کھاؤ گی تو جان بنے گی اس موٹے وین ڈرائیور کی طرح۔ پھر کسی سے بھی نہیں ڈرو گی۔" وہ اس کی جان جلاتے ہوئے اطمینان سے بولا اور گاجر کا ایک ٹکڑا منہ میں رکھا۔ چچو گرم سالن اور گرم روٹی لا کر میز پر رکھ رہی تھی۔ ان کی نوک جھونک پر مسکرائی اور کچن کی طرف مڑ گئی۔ عبداللہ نے اس کی پلیٹ میں چاول اور اپنی پلیٹ میں ذرا سا سالن نکالا۔ حور یہ اس کی حرکتیں دیکھ رہی تھی۔ عبداللہ نے جلدی جلدی اس کی پلیٹ سے چاولوں کے چمچے بھر بھر کر منہ میں رکھنے شروع کر دیے۔ اسے ہنسی آ گئی۔

"ٹھنس لو ٹھنس لو۔ یہ ٹھنسی بھی میری وجہ سے ہے ورنہ ابھی ڈانٹ سے پیٹ بھر رہی ہوتی۔" عبداللہ نے احسان جتایا۔ اس کی پلیٹ صاف کر کے جب وہ اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہوا تو ماریہ نمودار ہو گئی۔

"یہ کیا ڈرامہ چل رہا تھا؟ بلکہ چل رہا ہے' تم پھر باہر سے کھانا کھا کر آئی ہو؟" ماریہ بیٹھتے ہوئی بولی تو اسی پل سمیہ بیگم سے نمودار ہوئیں۔ حوریہ نے ان سے نگاہ بچا کر ہاتھ جوڑ کر چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"اوکے مگر میرا حصہ......" اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"کیا بھتہ خوروں میں پھنس گیا' مل جائے گا چٹوری۔" عبداللہ نے اس کی لمبی سی چوٹی پکڑ کر کھینچی تو وہ اسے گھور کر رہ گئی۔

"تمہارے فواد میاں کو لگاؤں گا تمہاری شکایتیں۔" اس نے ماریہ کو اس کے منگیتر کے نام سے چھیڑا۔

"ارے یاد آیا' ابھی وہ فواد کے گھر والے آرہے ہیں آج شادی کی تاریخ لینے۔ تم گھر پر رہنا اور نیلوفر آپا کو میں نے صبح بتادیا تھا مگر تم انہیں یاد دہانی کرا دینا۔" سمیہ کو اچانک فواد کے نام سے یاد آیا۔

"جی بہتر کوئی کام ہے ابھی تو بتادیں۔ ورنہ شام کو تو میں ہوں گا ہی۔" اس نے مؤدبانہ پوچھا۔

"ذرا وہ لوگ پہنچیں تو میں سوچ رہی ہوں کیٹرنگ آرڈر کردوں۔ ایک دو ڈش گھر پر بنالوں' آٹھ دس افراد ہیں مرد اور عورتیں ملا کر۔" انہوں نے کہا۔

"اب کیا کہہ سکتا ہوں آپ بہتر سمجھتی ہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"آپا سے بھی مشورہ کرلوں گی۔ تم ایسا کرنا ان سے کہنا کہ آج وہ جلدی آجائیں۔" وہ ذہنی طور پر کچھ اپ سیٹ لگ رہی تھیں یا پھر گھر کی پہلی شادی تھی اس لیے نروس تھیں۔

✿......✿✿✿✿......✿

ماریہ کو پڑھائی وغیرہ کا اتنا شوق نہیں تھا۔ انٹر کرنے کے بعد اس نے مختلف کورسز کیے تھے اور گھر پر ہی وقت گزار رہی تھی۔ منگنی تو اس کی تب ہوگئی تھی جب وہ آٹھویں کلاس میں تھی۔ اس کا منگیتر فواد اس کا رشتے کا کزن تھا اور اسے پسند بھی تھا۔

نیلوفر تو دوپہر تین بجے ہی ان کے گھر آ گئی تھیں۔ ان کا گھر بالکل برابر میں ہی تھا۔ صرف ایک دیوار کا فاصلہ تھا۔ وہ بھی نماز ادا کرنے کے بعد کالج کا ہوم ورک کر کے فارغ ہوگئی تھی اور بجائے ماں اور خالہ کا ہاتھ بٹانے کے وہ خود کو سجانے سنوارنے میں لگ گئی۔ وہائٹ کلر کی لانگ فراک فیروزی کلر کے پانچامے اور وہائٹ کلر کے بڑے سے دوپٹے (جس کے پلوؤں پر فیروزی رنگ کی نازک سی بیل بنی تھی) کو کھول کر گلے میں ڈالے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ چھوٹے چھوٹے سے ڈائمنڈ کے ٹاپس اس کے کانوں میں جھلملا رہے تھے۔ ریشمی گھنے بالوں کی اس نے ہائی پونی ٹیل بنائی ہوئی تھی اور میک اپ کے نام پر صرف آئی لائنر اور پنک کلر کی لپ گلوز استعمال کیے تھے۔ وہ تیار ہو کر باہر نکلی تو نیلوفر کی نظر اس پر پڑی۔

"ارے واہ! یہ باربی ڈول کہاں سے آگئی...... ماشاء اللہ۔" انہوں نے اپنی آنکھ کے کاجل کو انگلی پر لگا کر اس کے رخسار پر لگادیا۔ وہ جھینپ گئی۔

"خالہ! اچھی لگ رہی ہوں؟" اس نے اپنی نئی فراک گول گھوم کر انہیں دکھائی۔

"بالکل پری لگ رہی ہو۔" وہ انہیں ہمیشہ سے بہت عزیز تھی۔ "اچھا گڑیا! اب میرا ایک کام کردو۔ عبداللہ کو جا کر بولو کہ کیٹرنگ والے کو فون کرلے۔ میں عبداللہ کا سیل ٹرائی کر رہی ہوں مگر آف جا رہا ہے۔" نیلوفر نے کہا۔ وہ خراماں خراماں لان کی طرف چلی آئی۔ نیلوفر کی سہولت کی خاطر فیضان علی نے دونوں گھروں کی وہ دیوار جو لان کے بیچوں بیچ تھی اس میں ایک لکڑی کا دروازہ بنوالیا تھا۔ اس طرح دونوں گھروں میں سے جس کو بھی ایک دوسرے کے گھر آنا ہوتا یہی دروازہ استعمال کرتے تھے جو کہ آسان راستہ تھا اور محفوظ بھی۔ وہ خراماں خراماں نیلوفر کے گھر چلی آئی عبداللہ کا بیڈ روم فسٹ فلور پر تھا نیلوفر کا بیڈ روم گراؤنڈ فلور پر جو کہ انہوں نے اپنی سہولت کی وجہ سے رکھا تھا۔ عبداللہ کے کمرے کا دروازہ

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

بھرا ہوا تھا وہ بے تکلفی سے اندر آ گئی مگر جھجک کر دہلیز پر رک گئی۔ عبداللہ کے ساتھ کمرے میں کوئی اور بھی تھا۔ دونوں کمپیوٹر کے سامنے کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ شاید کسی پروجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔ ان کی ڈسکشن حوریہ کی اچانک آمد کی وجہ سے کچھ دیر کے لیے رک گئی تھی۔ حوریہ کی نظریں پہلے اجنبی پر اور پھر عبداللہ پر آ کر رک گئی تھیں جبکہ اجنبی کی نظریں صرف اسی پر ٹکی ہوئی تھیں۔ وہ بہت دلچسپی سے نک سک سی حوریہ کو دیکھ رہا تھا۔

''وہ...... سوری...... مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ بزی ہیں۔'' وہ کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔

''کوئی بات نہیں بولو کچھ کام ہے؟'' عبداللہ نے اس کے سجے سنورے کول سے روپ پر ایک تفصیلی نظر ڈالی اور دوسری نگاہ اپنے دوست پر جو کہ اب بھی حوریہ کو دیکھ رہا تھا۔ عبداللہ بات کرتے کرتے غیر شعوری طور پر اس طرح سے حوریہ اور اپنے دوست کے درمیان آ کر کھڑا ہو گیا تھا کہ اس کی نگاہ حوریہ پر نہ پڑ سکے۔

''آپ کا سیل فون آف ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''او...... ہاں...... بیٹری کی چارجنگ ختم ہو گئی تھی میں نے چارجنگ پر لگایا ہے۔ ابھی آن کرتا ہوں۔'' عبداللہ کو یک دم خیال آیا کہ آج تو گھر میں مہمانوں کو آنا تھا اور کوئی ضروری کام پڑ سکتا تھا۔ حوریہ نے نیلوفر کا پیغام اسے دیا۔

''ٹھیک ہے جاؤ...... میں کر لوں گا فون۔ ان لوگوں نے تو سات بجے تک آنا ہے ناں۔'' انداز میں اتنی عجلت تھی کہ جیسے چاہتا ہو کہ وہ جلد سے جلد یہاں سے چلی جائے۔ وہ دروازے سے ہی پلٹ گئی۔

''یہ محترمہ کون تھیں؟'' محب نے اشتیاق سے پوچھا۔

''کزن ہے...... تم بتاؤ کیا کہہ رہے تھے؟'' عبداللہ کا انداز ٹھیٹھ مار تھا۔ گویا اسے حوریہ کے تعارف کرانے میں کوئی بھی اشتیاق نہ ہو۔ اس نے محب کو باتوں میں الجھا لیا تھا۔

ماریہ اور فواد کی شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی تھی۔ وہ خوشی خوشی کچن میں خالہ کے ساتھ مصروف تھی۔

''بس...... سب ریڈی ہے۔ اب صرف چولہے سے کچھ کر سرو کروا لینا۔ میں ذرا مہمانوں کے پاس بیٹھوں۔'' نیلوفر اسے سمجھا کر کچن سے نکل گئیں۔ وہ برتنوں کا جائزہ لینے لگی۔

''تم ناک کر کے نہیں آ سکتی تھیں؟'' عبداللہ کی آواز سن کر وہ ہڑبڑا گئی۔ گلاس ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا۔

''کیا ہے...... ڈرا ہی دیا' مجھے کیا پتہ تھا کہ موصوف کے کمرے میں اور بھی کوئی ہے۔'' وہ خفت مٹانے کو بولی۔

''اور تمہیں ڈنر سب کے ساتھ کرنے کی کیا ضرورت ہے تم ماریہ کے ساتھ کھانا کھا لینا۔'' عبداللہ کی بات پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

''کیوں...... سب کے ساتھ کھانے میں کیا مضائقہ ہے؟''

''تم سوال بہت کرتی ہو چپ چاپ بات کیوں نہیں مان لیتی؟'' وہ جھلا کر بولا اور باہر نکل گیا۔ وہ اسے یہ نہیں بتا سکا تھا کہ فواد کا بھائی آیا ہوا تھا اس کی نظریں حوریہ سے ہٹ نہیں پا رہی تھیں اور اس کا حوریہ کو اس طرح سے دیکھنا عبداللہ کو سخت ناگوار گزر رہا تھا۔

''پہلے محب اور اب جواد...... عبداللہ کو پتہ نہیں آج کیوں عجیب سی کوفت ہو رہی تھی۔ ڈنر کے وقت اس نے حوریہ کو غائب پایا اور بڑے اطمینان سے کھانا کھایا۔

فاطمہ نے فیضان علی سے مشورہ کرنے کے بعد اور ان کی رضامندی کے بعد نیلوفر سے عبداللہ اور حوریہ کے رشتے کی بات کی تھی۔ وہ بہت خوش تھیں۔

''مگر بیٹا پہلے عبداللہ سے پوچھ لو شادی تو لڑکے اور لڑکی کی باہمی رضامندی سے ہی طے پائی جائے گی۔'' فاطمہ کے لیے بیٹی کی خوشی کے ساتھ عبداللہ کی رضامندی بھی ضروری تھی۔ نیلوفر کو یقین تھا کہ عبداللہ اس شادی کے لیے حامی بھر لے گا۔

وہ لیپ ٹاپ لیے بیڈ پر نیم دراز تھا۔ اس کی انگلیاں تیزی سے لیپ ٹاپ کی بورڈ پر متحرک رہی تھیں۔ وہ بے حد

منہمک تھا جب ہلکی سی دستک کے ساتھ نیلوفر نے آدھ کھلے دروازے سے اندر قدم رکھا۔ اس نے سر نہیں اٹھایا بس نگاہوں کو تھوڑا سا اونچا کیا۔

"ہائے مام! آج اس غریب کے کمرے میں کیسے آنا ہوا؟" وہ کام کرتے کرتے ذرا سا سیدھا ہو کر بیٹھا اور مسکرا کر جیسے ماں کو چھیڑا۔ یہ سچ تھا کہ کتنے کتنے دن وہ عبداللہ کے کمرے میں نہیں آتی تھیں اور اس کی واحد وجہ ان کی حد سے بڑھی ہوئی مصروفیات تھیں۔

"ماں پر طنز نہیں کرتے۔" وہ بیڈ کی طرف بڑھیں اور مسکرائیں۔

"طنز نہیں مذاق۔" اس نے تصحیح کرتے ہوئے اپنے پاس ان کے لیے جگہ بنائی۔

"مصروفیات ہی اتنی ہوتی ہیں بیٹا تمہیں پتہ تو ہے اسکول، پارلرز ان سب میں کتنا وقت نکل جاتا ہے۔ پھر آئے دن کے کوئی نہ کوئی فنکشنز کی انوائیٹیشن۔" انہوں نے مختصراً جواب دیا۔

"تو آپ یہ سلسلہ وائنڈ اپ کریں نا۔ ایٹ لیسٹ پارلر والا سلسلہ ختم کریں۔ مجھے یوں بھی یہ فیلڈ پسند نہیں ہے۔ اسکولنگ ٹھیک ہے۔" وہ کام روک کر ان سے مخاطب ہوا۔

"اچھا..... سوچتی ہوں اس بارے میں بھی۔ میں بھی اب اتنی بھاگ دوڑ نہیں کر سکتی۔ تمہیں بالکل وقت نہیں دیتی۔" وہ محبت سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اعتراف کرنے لگیں۔ اس نے فرمانبرداری ظاہر کی۔

"کیا کام کر رہے تھے؟" نیلوفر نے پوچھا۔

"بس یہ پروجیکٹ ہے نیکسٹ فرائیڈے تک پریزنٹیشن دینی ہے۔ آپ بتائیں کیسے آنا ہوا؟"

"ہاں کام میرا نہیں تمہارا ہے۔" وہ ذو معنی انداز میں بولیں۔ عبداللہ نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا مگر کچھ بولا نہیں۔ "یہ بتاؤ کہ اگزیمز کے بعد کیا کرنا ہے؟" انہوں نے پوچھا۔

"مام! میں نے کچھ پلان کیا ہے۔ اسٹڈیز تو بس سمجھیں ختم ہی ہونے والی ہیں۔ میں اپنا کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ کھولنا چاہتا ہوں۔ اس کی بہت ویلیو ہے آج کل۔ میری پلاننگ اتنی لمبی چوڑی نہیں ہے۔" اس نے مختصراً بتایا۔

"گڈ..... یہ ٹھیک ہے۔ کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ کا جو بھی بجٹ ہوگا وہ تم مجھے بتا دینا اور دراصل میں ایک خاص کام کے لیے آئی ہوں۔" اب وہ اصل بات کی طرف آ رہی تھیں۔

"حور کیسی لگتی ہے تمہیں؟" انہوں نے پوچھا۔

"کیا مطلب کیسی لگتی ہے؟ اچھی لگتی ہے..... بہت اچھی لگتی ہے۔" وہ نا سمجھنے والے انداز میں ہنس پڑا۔

"میں اسے ہمیشہ کے لیے اس گھر میں لانا چاہتی ہوں۔" نیلوفر نے کہا۔

"کیا..... مام! آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ ہاؤ اٹ از پاسبل؟" وہ تقریباً اچھل ہی پڑا۔ اس کے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ نیلوفر اس سے یہ بات کرنے والی ہیں۔

"کیوں امپاسبل بات کیا ہے؟ حور ان سے وہ تمہاری کزن ہے تم پسند کرتے ہو اسے پھر انتاری ایکٹ کرنے کی کیا بات ہے؟" وہ سنجیدگی سے بولیں۔

"ری ایکٹ نہیں مام..... شاکڈ ہوں میں۔ میں نے کبھی اس کے بارے میں ایسا سوچا ہی نہیں۔"

"تم کسی اور میں انٹرسٹڈ ہو؟" نیلوفر نے گہری نظروں سے بیٹے کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کی۔

"آف کورس ناٹ مام۔ یو نو ویری ویل اباؤٹ می حور یہ کو میں نے ہمیشہ دوست کی حیثیت سے پسند کیا ہے۔ شادی کے بارے میں کبھی گمان تک نہیں آیا۔" وہ سنجیدہ ہوا۔ چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی۔

"تو اب سوچ لو۔ وہ شروع ہی سے مجھے تمہارے لیے بہت پسند رہی ہے۔ میں کون سا ابھی جواب مانگ رہی ہوں تم ٹائم لے لو میں انتظار کر سکتی ہوں۔"

"مام! مجھے ابھی اپنی اسٹڈیز کمپلیٹ کرنی ہیں، بزنس سیٹ کرنا ہے دو سال تک تو میں شادی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔" اس نے صاف لفظوں میں کہا۔

"تو میں کون سا ابھی شادی کرنے کا کہہ رہی ہوں تم

وہ کیا تین سال لے لو۔ ہم ابھی صرف منگنی کر دیتے ہیں۔ حوریہ اتنی اچھی ہے کہ اس کا رشتہ کہیں بھی ہوسکتا ہے کسی بھی اچھی اور اونچی فیملی میں۔ میں اسے کھونا نہیں چاہتی۔ وہ میرا خون ہے' گھر آئے گی تو میرا گھر اور بیٹا دونوں محفوظ رہیں گے۔ کسی دوسری لڑکی کا پتہ نہیں کیسی ہو؟ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو عبداللہ! شادی کے بعد اچھے اچھوں کو بدلتا دیکھا ہے میں نے۔ حور جیسی لڑکی ہی میری آئیڈیل ہے۔ وہ تمہیں مجھ سے کبھی الگ نہیں کرے گی۔ اس سے اچھی کوئی لڑکی ہو ہی نہیں سکتی۔ یوں سمجھ لو کہ یہ میری زندگی کی سب سے بڑی اور اہم خواہش ہے۔ میری خوشی ہے۔ انکار مت کرنا عبداللہ!'' نیلوفر اس کا مضبوط ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ یہ وہ عورت تھی جس نے بیٹے کی خاطر ساری زندگی تنہا کاٹ دی تھی۔ جس نے اپنی ہر خوشی..... آرام سکھ سب کچھ بیٹے پر قربان کردیا تھا۔ عبداللہ کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ اس عظیم اور قابل فخر عورت کو منع کر کے ناراض کردے۔

''ٹھیک ہے ماما' جیسا آپ چاہیں۔'' اس نے اپنا دوسرا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا۔

''تھینکس اے لوٹ مائی ڈیئر۔'' نیلوفر نے محبت سے اس کی کشادہ پیشانی پر بوسہ دیا۔ وہ تو جا چکی تھیں مگر عبداللہ ڈسٹرب ہوگیا تھا۔ اس نے دوبارہ اپنا کام شروع کیا مگر ذہنی طور پر وہ اتنا منتشر تھا کہ اپنا کام جاری نہ رکھ سکا۔

❁ ..... ❁❁❁ ..... ❁

وہ شاکڈ سی ماریہ کی شکل دیکھ رہی تھی۔

''اچھا سنو..... '' حوریہ کے منہ سے بس یہی نکلا تھا۔

''تمہاری منگنی ہے سنڈے کو پاگل۔'' ماریہ خوشی سے سرخ چہرہ لیے اسے گلے سے لگاتے ہوئے بول رہی تھی اور اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔

''عبداللہ کے ساتھ منگنی..... اس نے ہامی کیسے بھرلی؟ وہ تو..... وہ تو..... '' وہ آگے نہ سوچ سکی۔ اس کو اتنا جھٹکا لگا کہ فی الوقت سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مفلوج ہوگئی تھیں۔ اس نے کئی بار عبداللہ سے ملنے کی بات کرنے کی کوشش کی مگر اس کی ہمت ہی نہیں پڑی۔ اسی کشمکش میں ایک سادہ سی تقریب میں عبداللہ کے نام کی انگوٹھی اس کی انگلی میں پہنا دی گئی اور وہ بت بنی رہ گئی۔

❁ ..... ❁❁❁ ..... ❁

اسے عبداللہ پر بے حد غصہ تھا اور دکھ بھی۔ وہ اس سے اتنی ناراض تھی کہ اس کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس کی منگنی کی خبر اس نے اپنی دوستوں کو بھی نہیں دی تھی۔ اس خیال نے اس کی زبان پکڑ لی تھی کہ عبداللہ سے منگنی کی خبر سن کر وہ کیسا ری ایکٹ کریں گی' کتنا مذاق اڑائیں گی وہ..... اس نے نیلوفر کے گھر جانا بالکل ہی ترک کردیا تھا۔ اب وہ عبداللہ سے بھی نہیں ملتی تھی۔ اس نے وین میں جانا پھر سے شروع کردیا تھا۔ اسی سوزوکی ڈرائیور والی وین میں۔ وہ خاموش طبع تو پہلے بھی تھی اب تو گم صم ہوگئی تھی۔ وہ جیسے سب سے ہی شاکی ہوگئی تھی۔

عبداللہ کو اس نے آج تک جس نظر سے دیکھا تھا اب یک دم ہی کسی اور رشتے میں ڈھلا دیکھنا اور محسوس کرنا بہت تکلیف دہ لگ رہا تھا۔ سمیا اور نیلوفر اس روز ماریہ کے ساتھ بازار گئی تھیں۔ اس کی شادی کے کپڑے لے کر دینے کو رکھے تھے' فاطمہ بی بی پڑوس میں ہونے والی قرآن خوانی میں شرکت کرنے گئی تھیں۔ چو حسب معمول اپنے کاموں میں سر دیے بیٹھی تھی۔ وہ اکنامکس کی بک ہاتھ میں لیے لان میں آگئی۔ موسم بہت اچھا ہو رہا تھا۔ اسے اپنے ٹیسٹ کی تیاری کرنی تھی مگر دل پڑھنے کو نہیں چاہ رہا تھا۔ وہ کتاب گود میں رکھ کر خالی خالی نظروں سے گھاس کو دیکھنے لگی۔ اولین بہار کے دن تھے۔ گہرے سرمئی بادلوں سے آسمان ڈھکا ہوا تھا۔ لان میں لہلہاتے رنگ برنگے پھولوں کی مہک ہر جھونکے کے ساتھ اٹھتی اور..... جاں کو معطر کر جاتی' ساحل سمندر ان کے گھر سے صاف نظر آتا تھا' وہاں سے آنے والی ہواؤں کے جھونکے بار بار اس کے کھلے ہوئے گیسوؤں کو بکھیر دیتے مگر وہ اپنی بکھری زلفوں کو سمیٹنے کی تکلیف نہیں کر رہی تھی۔ آسمان سے چند موتی گرے اور اس کی گھنیری زلفوں اور صبیح چہرے پر شبنم کی

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

طرح اٹک گئے۔ عبداللہ اسے لان کے بیچوں بیچ بیٹھا ہوا دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ بڑا ہی دل فریب منظر تھا۔ سبزے اور پھولوں کے درمیان گہرے رنگوں کے پھول دار لباس میں اپنی کھلی ہوئی حسین اڑتی لہراتی زلفوں کے ساتھ وہ اتنی حسین اور مکمل تصویر لگی جس میں "زندگی" ہو...... وہ نجانے کن سوچوں میں گم تھی۔ منگنی کے بعد سے وہ اسے آج دیکھ رہا تھا۔ رشتہ بدلا تو دیکھنے اور سوچنے کا انداز بھی بدل گیا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر دلکشی سے مسکرایا۔

"کیا گراس پر ریسرچ ہورہی ہے؟" وہ قریب پہنچ کر اچانک بولا تو وہ اچھل ہی پڑی تھی۔ عبداللہ کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر اس نے نظریں چرائیں۔ "ناراض ہو؟" وہ نرمی سے بولا۔

"میں اندر جارہی ہوں۔" وہ کتاب اٹھا کر کھڑی ہوگئی۔

"شرما رہی ہو؟" اب اس نے چھیڑا۔

"میں بھی آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی نہ ہی آپ کی شکل دیکھنا چاہتی ہوں۔ آپ نے یہ کیا کردیا؟" وہ جیسے پھٹ پڑی۔ آنسو ایک روانی سے پلکوں کی باڑ توڑ کر بہہ نکلے تھے۔ وہ اندر بھاگتی ہوئی چلی گئی اور عبداللہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس کی سماعتوں میں حوریہ کے الفاظ سیسہ بن کر اترے تھے۔ وہ بے بس رہ گیا تھا۔

⁂

"حوریہ! تم نے عبداللہ سے کیا کہا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ جب تک حوریہ دل سے اس رشتے کے لیے راضی نہیں ہوگی وہ شادی نہیں کرے گا۔" سمیہ بہت غصے میں تھیں۔ انہوں نے سب کے سامنے ہی اس سے پوچھ لیا تھا۔ حوریہ نے کچھ نہ کہا بس لب کاٹتی رہ گئی۔

"بولو ناں...... کیا بکواس کی تم نے اس سے؟" سمیہ غصہ میں اپنی سدھ بدھ کھو بیٹھی تھیں۔

"آرام سے بات کرو سمیہ۔" فیضان علی نے بیوی سے کہا۔

"اتنا اچھا لڑکا اور اچھا رشتہ ملا ہے اور یہ مہارانی ہیں...... ساتویں آسمان پر اس کا دماغ رہتا ہے اور وجہ صرف اور صرف آپ ہیں۔ آپ کی شہہ پر یہ اتنا اکڑتی ہے۔" سمیہ بے حد ناراض تھیں۔ عبداللہ نے نیلوفر کی زبانی صاف صاف کہلوا دیا تھا کہ اگر حوریہ اس رشتے پر راضی نہیں تو وہ کبھی بھی زبردستی یہ شادی نہیں کرے گا۔ سمیہ کا غصہ اور ناراضگی بجا تھے۔

"کیا تم کسی اور......" سمیہ نے یکلخت کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"اسٹاپ اٹ امی جی...... بس چپ ہوجائیں میں کسی اور میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔" اس کی حسیات اتنی شارپ ہوگئی تھیں کہ ماں کی بات درمیان ہی میں اچک لی تھی۔

"آپ جاننا چاہتی ہیں ناں کہ میں اس رشتے پر کیوں راضی نہیں ہوں تو اس کی وجہ آپ ہیں۔" وہ گویا پھٹ پڑی۔

"میں...... میں کس طرح؟؟" سمیہ شاکڈ سی اس کی شکل دیکھ رہی تھیں۔

"آپ نے ہی بچپن سے میرے دماغ میں ڈالا اور وظیفہ کی طرح پھر دہراتی ہی رہیں کہ عبداللہ تمہارا بھائی ہے۔ میرے ذہن نے انہیں صرف اسی روپ...... اسی رشتے کے حوالے سے قبول کیا۔ آپ کہتیں کہ عبداللہ میرا بھائی ہے تو میں اترایا کرتی کہ میری فرینڈز وہ سب کہتیں کہ عبداللہ میرا سگا بھائی نہیں ہے صرف خالہ زاد بھائی ہے۔ میں بھائی اور خالہ زاد بھائی کی چکی میں پستی گئی۔ مجھے کبھی یہ سمجھ ہی نہیں آیا کہ بھائی اور خالہ زاد بھائی میں کیا فرق ہے۔ بس اسی وجہ سے میرا ذہن انہیں اس رشتے اس حیثیت سے قبول نہیں کرپارہا۔" وہ جیسے پھٹ پڑی تھی۔ آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ وہ بولتی ہی چلی گئی۔ "آپ لوگوں کی دقیانوسی اور دیا کی ماری ہوئی سوچ کی بھینٹ میں چڑھ گئی امی جی...... میں کسی بھی مرد، کسی بھی لڑکے میں انٹرسٹڈ ہو بھی کیسے سکتی تھی میں میں تو......" مزید اس سے نہ بولا گیا۔ وہ روتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ لاؤنج میں موجود نفوس پر گویا جمود طاری ہوگیا تھا۔ سب ایک

دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے جو چھر حوریہ ان کو مار گئی تھی اس کی چوٹ دل تک پہنچی تھی۔ اس کے کرب اور ذہنی تکلیف کا اندازہ اب سب کر سکتے تھے جو بات ان سب کے لیے آسان تھی وہ اس کے لیے پل صراط پار کرنے کے مترادف تھی۔

اس دن کسی نے اسے کچھ نہ کہا اس کا کھانا بھی ماریہ نے اسے کمرے میں ہی پہنچا دیا تھا کیونکہ وہ باہر آنے پر راضی نہ تھی۔ مگر اس نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ دن سے رات ہوگئی اور اس نے پانی کا ایک گھونٹ تک نہ پیا..... بس روتی ہی رہی تھی۔ باری باری سب گھر والے اسے منانے آرہے تھے اور تھک کر چلے جاتے‘ رات کے وقت اس کے کمرے کے دروازے پر ایک بار پھر دستک ہوئی وہ رو رو کر نڈھال ہو چکی تھی۔ اس نے دروازے کی سمت دیکھا مگر پھر اندر آنے والے وجود کو دیکھ کر منہ موڑ لیا۔

”بھئی کھانے سے کیسی ناراضگی۔ اب تک تو پیٹ میں ہاتھی اور چوہے کی ریس شروع ہو کر ختم ہو چکی ہوگی۔ ماریہ نے بتایا کہ تم آج بھوک ہڑتال پر ہو۔“ عبداللہ اس کے قریب آتے ہوئے لہجے میں بشاشت پیدا کرتے ہوئے بولا۔

”جائیں یہاں سے مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔“ وہ یک دم پھر رو پڑی۔

عبداللہ اس کے پاس بیٹھ گیا‘ مسلسل رونے اور بھوکا رہنے کی وجہ سے چند گھنٹوں میں ہی اس کا پھول سا چہرہ کملا گیا تھا۔ آنکھیں سوجی ہوئی اور متورم تھیں۔ ناک سرخ ہو رہی تھی۔ بال بکھرے ہوئے تھے۔ عبداللہ کو اسے اس طرح بے ترتیب دیکھ کر بہت دکھ ہو رہا تھا۔

”چلو ڈرائیو پر چلتے ہیں‘ میں نے نئی کار لی ہے اور تم نے مجھے مبارک باد تک نہیں دی۔“ عبداللہ نے اصرار کیا۔

”نہیں جانا ہے مجھے۔“ وہ ہاتھ چھڑاتی ہوئی بولی۔

”میں نے فیضی انکل سے اجازت لے لی ہے پلیز کچھ دیر کے لیے چلو میرے ساتھ۔“ اس نے ملتجی لہجے میں کہا۔ عبداللہ کے سامنے وہ یوں بھی کمزور پڑ جاتی تھی۔

”منہ تو دھولو۔“ اس کو اٹھتے دیکھ کر وہ بولا تو حوریہ نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا۔

”اچھا اچھا..... سمجھ گیا شیر منہ نہیں دھوتے‘ چلو ایسے ہی.....“ اور وہ اسے گھورتی ہوئی باہر نکل گئی۔ عبداللہ نے اس کے پسندیدہ ریستوران کے پاس کار روک کر اس کا من پسند کھانا آرڈر کیا۔

”پہلے کھالو تاکہ لڑنے کی طاقت پیدا ہو۔ خالی پیٹ لڑائی کا مزہ نہیں آتا۔“ اسے منہ کھولتے ہوئے دیکھ کر وہ فوراً بولا۔ وہ آرڈر دے چکا تھا۔ عبداللہ نے کن انکھیوں سے اس کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی دیکھی۔ ڈائمنڈ کی انگوٹھی ہنوز موجود تھی۔ اس نے بات شروع کی۔

”تو پھر..... انکار کی وہی وجہ ہے جو تم نے خالہ کو جتائی یا کوئی اور بھی بات ہے؟“ اس نے گہری نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

”اور کیا بات ہو سکتی ہے۔“ حوریہ نے نظر چرائی۔

”حور! میں تم کو آج ایک راز کی بات بتانا چاہتا ہوں۔“ اس نے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا۔

”جب میں نے تمہیں بچپن میں دیکھا تھا تو تم مجھے ام یم کی طرح لگی تھیں۔“ اس نے بات کا آغاز کیا۔

”ام مریم..... ہو از؟“ وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھی۔

”میرا ماضی! جس سے انتہائی کربناک اور خوفناک یادیں جڑی ہیں۔“ اس نے گہری سانس لی۔ حور پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

”ام مریم میری دوست تھی وہاں لندن میں..... اس دن جب میں نے تمہیں دوسری مرتبہ دیکھا تھا تو تم مجھے ام مریم کی طرح لگی تھیں۔ لندن میں ہمارا بہت بڑا بنگلہ تھا۔ جس کے دو حصے تھے‘ ایک حصے میں میں مام اور ڈیڈ رہتے تھے اور دوسرے پورشن کو ہم نے کرائے پر دے رکھا تھا کیونکہ مام سے اتنا بڑا گھر اکیلے نہیں سنبھالا جاتا تھا اور وہ اکیلے ڈرتی بھی تھیں۔ وہ مصری فیملی تھی‘ میاں بیوی اور ایک بیٹی ام مریم۔ ہز بینڈ مصری تھے اور وائف عربی‘ ام مریم میری ہی ہم عمر تھی مگر بے چاری ذہنی طور پر ڈس ایبل تھی‘

باکل نہیں تھی صرف اس کا ذہن چار پانچ سال کے بچے کا ذہن تھا۔ فہمیدہ آنٹی بہت پرہیزگار تھیں اور بے حد نیک اور باحیا خاتون تھیں۔ وہ لانگ ڈریس نما کچھ پہنتی تھیں اور سر پر ہمیشہ حجاب لیے رہتی تھیں' میں نے کبھی انہیں گھر کے اندر بھی بغیر حجاب کے نہیں دیکھا تھا۔ میں ان کے پاس قرآن اور نماز سیکھنے جاتا تھا۔ ام مریم سے میری دوستی وہیں ہوئی۔ وہ بے حد خوب صورت بچی تھی' فرشتوں کی طرح معصوم۔ انکل عبدالسلام ڈاکٹر تھے' فہمیدہ آنٹی ہاؤس وائف تھیں۔ مجھے یہ فیملی بہت پسند تھی۔ میں فری آورز میں ان کے پورشن میں کھیلنے چلا جاتا تھا۔ کبھی کبھی اسے میں اپنے گھر بھی لے آتا تھا۔ ہم اکثر اپنے بنگلو کے گارڈن میں کھیلتے تھے۔ ہمارا لان بہت بڑا اور بے حد حسین تھا۔ وہاں پر درخت بھی تھے۔" ویٹر کے آجانے کی وجہ سے وہ کچھ دیر کے لیے چپ ہوا۔

"کھاؤ......" اس نے اشارہ کیا' حوریہ دولہ کھانے لگی اور وہ ملک شیک پینے لگا۔

"ڈیڈ بہت کامیاب اور امیر آدمی تھے' بظاہر وہ بہت نائس لگتے تھے' مجھ سے بہت محبت کرتے تھے' مگر ان کی ایک بہت بری عادت تھی کہ وہ ڈرنک بہت کرتے تھے اور جب وہ ڈرنک کرتے تو آؤٹ آف کنٹرول ہوجاتے تھے۔ آنٹی فہمیدہ سے سنا تھا' کسی حدیث کی تفسیر بتاتے ہوئے انہوں نے سمجھایا تھا کہ شراب نوشی کرنے والے پر شیطان حاوی ہوجاتا ہے اور یہ تمام نشوں میں سب سے زیادہ خطرناک نشہ ہے۔ وہ مجھے دین سے متعلق کافی باتیں سمجھاتی تھیں۔ وہ باتیں آج بھی میرے لیے مشعل راہ بنی ہوئی ہیں۔" وہ کہتے کہتے رکا۔ حوریہ کھانے کے دوران پوری توجہ سے اسے سن اور دیکھ رہی تھی۔ عبداللہ کے چہرے پر ناقابل فہم تاثرات تھے۔ آنٹی فہمیدہ کی فیملی سے پہلے بھی ہمارے اس پورشن میں کچھ فیملیز آکر ٹھہری تھیں مگر یہ فیملی مجھے بہت زیادہ پسند تھی۔ کبھی کبھار مام ان لوگوں کو اپنی طرف انوائیٹ کرلیتی تھیں' کبھی لنچ' کبھی بریک فاسٹ پر' کبھی وہ ہمیں انوائیٹ کرلیتے تھے۔ مام نے

آج تو لیبر ڈے ہے ناں......!
بجھی سے جاتی ہے سیاہ دھوئیں میں
ان بچوں کی
ڈھیروں ڈھیر ہی خواہشیں جلتی ہوں گی
ہمارے گھر کی اک اک اینٹ میں جن کے
ننھے ہاتھوں کی محنت ہے
کم عمر سی وہ چھت پر بیٹھی
سیاہ دھوئیں کو دیکھ رہی تھی
سوچ رہی تھی
بچوں کو جب پیار سے اس نے
آج دیکھا
تو انہوں نے یاد دلایا
بھول گئیں ناں
آج اسکول میں چھٹی ہے ناں
آج تو لیبر ڈے ہے ناں......!

دعائے سحر...... فیصل آباد

کبھی ان لوگوں کو ڈنر پر انوائیٹ نہیں کیا تھا۔ وہ پسند نہیں کرتی تھیں ڈیڈ کو ڈنر کے بعد ڈرنک کرنے کی عادت تھی اور ڈرنک کے بعد وہ اکثر آپے سے باہر ہوجاتے تھے۔ دوسری بڑی عادت ڈیڈ کی یہ تھی کہ وہ کینہ پرور تھے' دل میں جس کے لیے جو ٹھان لیتے وہ پوری کرکے دم لیتے۔ مجھے ٹھیک سے یاد تو نہیں کیا ہوا تھا مگر اتنا یاد ہے کہ اس رات ہم انکل عبدالسلام اور فہمیدہ آنٹی کے یہاں ڈنر پر مدعو تھے' میں اور ام مریم لاؤنج میں کھیل رہے تھے' مام اور آنٹی کچن میں کھانا کا دیکھ رہی تھیں جب ڈیڈ اور انکل کے جھگڑنے کی آوازیں آئیں۔ مام اور آنٹی بھاگ کر لاؤنج میں آئی تھیں اور ڈیڈ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کررہی تھیں۔

انکل اور ڈیڈ ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے۔

"حرام زادے......" انکل عبدالسلام کے منہ سے نکلنے والی گالی پر ڈیڈ آپے سے باہر ہوگئے۔

"میں تمہیں حرام زادے کا مطلب عملاً سمجھاؤں گا۔" ڈیڈ نے جاتے جاتے انہیں دھمکی دی تھی۔ مام بمشکل انہیں

لے کر باہر نکل گئی تھیں اور میں اور ام مریم بہت خوف زدہ تھے۔ میرے پوچھنے پر بھی ماما نے مجھے کچھ نہ بتایا تھا۔ اگلے روز ڈیڈ کے چلے جانے کے بعد ماما نے فہمیدہ آنٹی کو فون کیا تھا تاکہ معاملے کا پتہ چلا سکیں۔ میں ان کے پاس ہی کھڑا تھا۔ ماما کے چہرے کے تاثرات آج بھی مجھے یاد ہیں حوریہ...... میری ماں نے میرے باپ جیسے آدمی کے ساتھ اپنی زندگی کے بدترین دن گزارے تھے۔" وہ کہتے کہتے رکا حوریہ کھانا کھانا بھول چکی تھی۔ "مجھے وہ بھیانک رات آج بھی یاد ہے ماما نے اس رات زندگی میں پہلی بار خود سے ڈیڈ سے لڑائی کی تھی۔ بات کا پتہ نہیں مگر موضوع وہی تھا اس رات ان کا عبدالسلام انکل سے جھگڑا ماما غصے میں روتی ہوئی کار کی چابی لے کر باہر نکل گئی تھیں۔ ڈیڈ نے مجھے ڈانٹ کر کمرے میں بھگا دیا تھا خود ڈرنک کرنے لگے تھے اور میں روتے روتے سو گیا تھا۔ رات کا جانے کون سا پہر تھا جب میری آنکھ کسی آواز سے کھلی تھی۔ پتہ نہیں کون سا پہر تھا رات کا میں گھبرا کر اٹھا لندن کی سردی جما دینے والی ہوتی ہے میں نے صرف ایک ٹراؤزر پہنا ہوا تھا اور ننگے پیر میں کمرے سے نکل کر باہر آ گیا۔ رات کے مہیب سائے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھے۔ اتنا سناٹا اور اس قدر جمود سا محسوس ہو رہا تھا فضا میں کہ میں لمحہ بھر کو ٹھٹک سا گیا۔ مجھے بچپن سے ہی ایسی ٹریننگ ملی تھی کہ میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا تھا مگر اس رات اس سناٹے میں ایک چیخ نے مجھے دہلا دیا تھا۔ میں نے غور کیا تو چیخ کی آواز فہمیدہ آنٹی کے گھر سے آئی تھی۔ میں ٹیرس میں کھڑا تھا۔ ان لوگوں کے گھر کا دروازہ بند نہیں تھا۔ اتنے اندھیرے میں گھر کے اندر کی روشنی اس دروازے کی جھری سے باہر آ رہی تھی۔ میں نے چیخ کی آواز پھر سنی...... مگر اس بار ایک ننھی سی چیخ بھی اس چیخ میں مدغم تھی۔ میں سمجھا کہ ان کے گھر کوئی ڈاکو گھس آیا ہے۔ چوری کی وارداتیں اس علاقے میں بہت کم ہوتی تھیں مگر ہوا کرتی تھیں۔ میں ڈیڈ کے روم کی طرف بھاگا ڈیڈ کے کمرے کا دروازہ پٹ کھلا ہوا تھا۔ میں نے کمرے کی ہلکی نیلی روشنی میں بیڈ کی طرف دیکھا۔ وہاں ماما سو رہی تھیں میں ان کی طرف بھاگا مگر بستر پر صرف کمبل تھا ماما نہیں تھیں...... نہ ہی ڈیڈ تھے۔ میں بدحواس ہو گیا تھا تو میں تو دس سال کا بچہ ہی...... میرے اعصاب چٹخ سے گئے۔ اتنے میں دل خراش چیخ نے مجھے پھر ہلا دیا۔ میں تیزی سے فہمیدہ آنٹی کے پورشن کی طرف بھاگا۔ میں ننگے پاؤں تھا...... میں ابھی فہمیدہ آنٹی کے گھر سے کچھ ہی قدم کے فاصلے پر تھا کہ میں نے ان کے گھر کا دروازہ کھلتے اور اس کے اندر سے ایک شخص کو نکلتے دیکھا۔ میں خوف زدہ ہو کر وہیں ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ وہ مرد جھوم رہا تھا اور ڈور لائٹ کے نیچے کھڑے اس مرد کو دیکھ کر میں جیسے سکتے میں آ گیا تھا وہ اور کوئی نہیں...... ڈیڈ تھے۔ وہ شراب کے نشے میں جھوم رہے تھے۔ ان کی شرٹ کے تمام بٹن کھلے تھے اور ان کے چہرے پر وحشت چھائی تھی۔ وہ مجھے اس وقت خون آشام درندہ نظر آ رہے تھے۔ وہ ہمارے پورشن کی طرف بڑھ گئے تھے۔ میں اندھیرے میں اور درخت کی اوٹ لینے کی وجہ سے ان کو نظر نہیں آیا تھا۔ ڈیڈ گھر کے اندر جا چکے تھے۔ میں لرزتے کانپتے وجود کے ساتھ دہشت زدہ سا۔ سوچتا ہوا فہمیدہ آنٹی کے گھر کی طرف بڑھنے لگا کہ وہ چیخیں کس کی تھیں اور ڈیڈ آدھی رات کو یہاں کیا کرنے آئے تھے۔ دروازہ پٹ کھلا ہوا تھا مگر میری اندر دہلیز عبور کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ اندر کا منظر اتنا خوف زدہ کر دینے والا تھا کہ میرے پیروں سے جان ہی نکل گئی تھی۔ اس روز میں نے خوف کے اصل معنی جانے تھے۔ ام مریم بے لباس کارپٹ پر بے سدھ پڑی تھی پتہ نہیں اس کا لباس کہاں تھا؟ وہ زندہ تھی یا نہیں؟ اس سے کچھ فاصلے پر فہمیدہ آنٹی نیم جان حالت میں گری ہوئی تھیں ان کے سر پر حجاب نہیں تھا ان کا لباس بھی غائب تھا...... ان کی دونوں کلائیاں اور پیر رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ وہ نیم بے ہوشی میں تھیں۔ میری آنکھوں سے وہ منظر نہیں جاتا ہے حوریہ...... میں نے اس باپردہ اور باحیا عورت کو جس حالت میں دیکھا تھا میرا جی چاہ رہا تھا کہ میں ڈیڈ کا سر توڑ کر دوں اللہ نے اس رات اس

بچے کو ایک بڑے مرد جتنی طاقت اور حوصلہ دیا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر ام مریم پر وہی حجاب کھول کر ڈالا جو اس کی ماں اپنے سر کے بالوں کو ڈھانپنے کے لیے استعمال کرتی تھیں۔ پھر میں نے آنٹی فہمیدہ کے ہاتھوں کی رسیاں کھولنے کی کوشش کی مگر مجھ سے نہ کھل سکیں۔ مجھے خیال آیا کہ پہلے فہمیدہ آنٹی پر چادر ڈالنی چاہیے میں نے ادھر ادھر سے ڈھونڈ کر چادر نما کپڑا ان پر ڈالا اور ان کے ہاتھوں اور پیروں کی رسیوں کو چھری کی مدد سے کاٹا۔ فہمیدہ آنٹی نے ادھ کھلی آنکھوں سے مجھے دیکھا تھا۔ میں ان آنکھوں کا تاثر آج بھی یاد رکھے ہوئے ہوں...... میں رو رہا تھا۔ فہمیدہ آنٹی ہاتھوں کے آزاد ہوتے ہی اپنے چہرے کو ڈھانپ کر رونے لگیں۔ ان کی چیخوں سے دہل کر میں الٹے قدموں واپس باہر بھاگا اور پھر سیدھا اپنے بیڈ روم میں بستر پر ہی آ کر گرا تھا۔ اس رات خوف و دہشت سے میری چیخیں اندر ہی گھٹ گئی تھیں مجھے نہیں پتہ تھا کہ مام کہاں چلی گئی تھیں...... بس میری آنکھیں بند ہوتی گئی اور میں مام کو چیخ چیخ کر پکارنا چاہتا تھا مگر میری آواز گھٹ کر رہ گئی۔ مجھے جب ہوش آیا تھا تو میں ہاسپٹل کے کمرے میں تھا مجھے شدید نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔ میں تقریباً ایک ماہ تک ہاسپٹل میں رہا جہاں میرا ذہنی اور نفسیاتی دونوں علاج چل رہے تھے۔'' وہ کچھ لمحے ٹھہرا اور حوریہ نے زندگی میں پہلی بار اس کی آنکھیں میں نمی دیکھی تھیں۔

''وہ حادثہ میری زندگی کا بدترین حادثہ تھا۔ مام کی زبانی پتہ چلا تھا کہ اس رات کسی نے ام مریم اور اس کی مما کا مرڈر کردیا تھا اور یہ صرف میں جانتا تھا کہ انہوں نے خودکشی کی اور ام مریم کی جان لی تھی۔ اس ذلت کو وہ برداشت بھی کیسے کرسکتی تھیں۔ انکل عبدالسلام اس رات ہاسپٹل میں نائٹ ڈیوٹی پر تھے انہیں پتہ چلا تو انہیں برین ہیمبرج ہوگیا۔ وہ تینوں لاشیں ایک ہی گھر سے نکلی تھیں...... مما اس رات ڈسٹرب تھیں اور اپنی ایک فرینڈ کے گھر چلی گئی تھیں۔ صبح جب وہ آئی تو ڈیڈ مجھے ہاسپٹل لے جاچکے تھے۔ مام کو کچھ باتوں پر شک تھا انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں کچھ

کباڑ خانہ

کباڑ خانے میں
رنگ برنگی اشیا
دھول میں اٹی ہوئیں
جو کبھی کسی وقت
بڑی آن بان سے
توجہ کا مرکز ہوا کرتی تھیں
عہد گم گشتہ کی مانند
بے حس و بے رنگ
اوپر تلے یوں پڑی تھیں
جیسے......
کسی تباہ حال ملبے کا ڈھیر
عروج و زوال کی زندہ مثال

بتول مغل...... شاہ کوٹ

نہ چھپا سکا۔ میں نے انہیں آنکھوں دیکھا سارا حال بیان کردیا۔ مام نے اس وقت خود کو کیسے سنبھالا تھا مجھے یاد نہیں...... مگر وہ دن ہمارا اس گھر میں آخری دن تھا۔ مام اور میں گھر چھوڑ کر مام کی ایک فرینڈ کے خالی اپارٹمنٹ میں آگئے تھے جو کہ ان دنوں شہر سے باہر تھیں۔ مام نے ڈیڈ سے ڈائیورس مانگ لی تھی۔ وہ اب ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھیں ڈیڈ نے پانچ زندگیوں کا خون کیا تھا تین جسم قبر کی مٹی میں اتر گئے تھے اور دو چلتی پھرتی لاشیں۔ مجھے اس شخص سے گھن آتی ہے جسے میں اپنا باپ کہنے پر مجبور ہوں۔ اس رات میں نے جانا تھا کہ جب کسی کی شیطانیت پر اترتا ہے تو پھر شیطان بھی اس سے پناہ مانگنے لگتا ہے۔ شاید فرشتوں نے اسی خوف کے سبب خدا سے پوچھا تھا کہ تو انسان کو پیدا کرے گا تو وہ زمین پر فساد برپا کرے گا۔ خون اور انتشار پھیلائے گا۔ مام اور میرے درمیان ایک خاموش معاہدہ ہوگیا تھا کہ اس واقعے کا ذکر ہم اپنے آپ سے بھی نہیں کریں گے پھر مام نے لبوں کو سی لیا۔ بہت سارے الزام اپنے اوپر برداشت کیے کہ کبھی جو بھی اس حادثے کی ''اصل'' سے ناواقف تھے وہ مام کو ڈیڈ کی موت کا ذمہ دار

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

سمجھتے تھے۔ جس روز ہم نے پاکستان کے لیے فلائی کرنا تھا'ماما ڈیڈ سے ملی تھیں اور انہیں بتایا تھا کہ ان کے بیٹے نے ان کی وحشت و درندگی کا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ پھر ہم پاکستان آگئے'باقی کے حالات تمہارے سامنے ہیں...... میں نے تمہاری آنکھوں میں مردوں کے لیے وہ خوف دیکھ لیا تھا جو آنٹی فہمیدہ کی ان نیم وا آنکھوں میں تھا...... جب ڈیڈ تمہیں گود میں لینے لگے تھے تب تمہارے چہرے پر وہی خوف تھا مگر تب مجھے اس کا مطلب معلوم نہیں تھا'پھر جب ہم ہمیشہ کے لیے پاکستان آگئے تب مجھے تمہارے اندر کے خوف کے مطلب و معنی اچھی طرح معلوم ہوگئے تھے'جو حادثہ ام مریم کے ساتھ ہوا تھا'وہی حادثہ تمہارے ساتھ ہوا تھا۔" عبداللہ نے اس کی طرف دیکھا'وہ سخت جھٹکے میں تھی'عبداللہ کی بات پردہ چھپے رکی ہوئی سانس کے ساتھ اس کو دیکھتی چلی گئی۔ "جب تمہاری امی جی اور ماما باتیں کررہی تھیں'اس رات میں سویا ہوا نہیں تھا'صرف لیٹا ہوا تھا'آنکھیں بند کرکے'دونوں بہنیں ایک دوسرے کی سامنے دل کا بوجھ ہلکا کررہی تھیں۔ میں اس رات سے ان کے اس راز میں شریک رہا ہوں [illegible] کیا تھا۔ یہ بات آج صرف تمہیں بتارہا ہوں......" عبداللہ نے اس کی بھیگی آنکھوں کو دیکھا اور اس کا ننھا سا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے لیا۔

"حالات میں فرق سہی'مگر ایک جیسے کرب سے گزرے ہیں ہم دونوں۔ تکلیف مختلف سہی مگر سچ ہے کہ آگ کے دریا کو ہم دونوں نے عبور کیا ہے۔ نوعیت الگ الگ سہی...... مگر تکلیف کی کیفیت ایک ہی تھی۔ میں تمہاری نفسیات اس لیے سمجھتا تھا اور ہوں کہ میں نے وہ عذاب خود برجھیلا ہے'جس عذاب نے تمہاری زندگی میں تہہ و بالا کیا ہے'ہم دونوں ایک دوسرے کے کیا لگتے ہیں...... ہمارا رشتہ کیا ہے؟ دنیا کو پہنانے دو معنی جو انہیں لگتا ہے لگنے دو۔ میں اور تم جانتے ہیں کہ ہم "ایک" ہیں دو نہیں'ہمارا تعلق کسی لفظ'کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔ بھائی اور کزن کیا ہوتے ہیں؟ رشتے جو اللہ نے بنا کر اتارے وہی ہوتے ہیں۔ ہم زنگ کھائے ہوئے ادھوری سوچ رکھنے والے نامکمل انسان...... ہم رب کے اتارے ہوئے احکامات سے ہٹ کر اپنی لاجک پیش کرنا شروع کردیتے ہیں۔ بھائی اور بہن وہی ہوتے ہیں جن کی تصدیق قرآن پاک میں وضاحت کے ساتھ کردی گئی ہے۔ ہم اس حکم اور علم کے اندر ترمیم کرکے اپنے ناقص اور نامکمل علم کو درمیان میں لے آتے ہیں۔ بگاڑ وہیں سے پیدا ہوتا ہے'جہاں سے ہم اپنے اصل کو چھوڑ کر دوسری سمتوں میں دوڑنے لگتے ہیں'اصل کیا ہے؟ وہی تو ہے...... صراط مستقیم کا راستہ...... حکم آتو گیا ہے وضاحت کے ساتھ۔ قرآن کی واضح تشریح'حدیث کی صورت...... پھر بھی ہم جان بوجھ کر راستہ بھٹکنا چاہتے ہیں۔" وہ کب سے کہہ رہا تھا۔

"ڈیڈ فہمیدہ آنٹی کو "بہن" کہتے تھے...... اس رشتے کے تقدس کا انہیں احساس تک نہیں تھا۔ مقام فکر ہے حورا'ہم بھی راہ بھٹک رہی تھیں'حالانکہ میں نے بے شمار مرتبہ تمہیں باور کرایا۔" وہ لمحہ بھر کو چپ ہوا۔

"تو کیا آپ کے ذہن میں......؟" اس نے جملہ ادھورا چھوڑا۔

"نہیں...... تمہارے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں نے تم سے وہ والی محبت نہیں کی تھی۔ میں نے تم سے صرف محبت کی ہے اور اسے کوئی نام دینے کی کوشش نہیں'جبکہ تم نے اپنی محبت کو نام دینے کی کوشش میں اس کی شکل ہی بدل ڈالی۔ ایک بار خود سے سچ بولو...... سوچو اور جان جاؤ گی کہ تم کیا چاہتی ہو'کسی کی سوچ کے بجائے اپنے آپ کو آزاد کرکے فیصلہ کرو۔" عبداللہ نے نرمی سے کہا۔ "اور یقین رکھو کہ میں تمہارے ہر فیصلے کا احترام کروں گا۔" عبداللہ نے نرمی سے کہا اور ویٹر کو بل ادا کرنے لگا۔ حوریہ کو فیصلہ کرنے میں دیر نہیں لگی تھی۔ عبداللہ اس کی کشتی کا ایسا جفاکش ملاح تھا جو اس کی نیا پار لگانے کی اہلیت رکھتا تھا۔ حوریہ نے مطمئن ہوکر عبداللہ کے مضبوط ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdunovels.net

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

حصہ سوم

جس کو معلوم نہیں منزل مقصود اپنی
کتنا بے کار ہے اس شخص کا چلتے رہنا
ہم نئے خواب بنیں گے نئے منظر لے کر
نئے سورج سے کہو روز نکلتے رہنا

(حصہ دوم کا خلاصہ)

رائنل تمکین کے ساتھ یونیورسٹی جاتی ہے جہاں تمکین کی دوست زریں رائنل کو جاوید کی حقیقت سے آگاہ کرلی ہے۔ ساتھ ہی رائنل اور زریں جاوید کو اس کے انجام تک پہنچانے کا منصوبہ بھی بناتی ہیں۔ وہاب احمد تمکین کو یونیورسٹی جانے سے منع کرتے ہوئے اس پر جاوید کی حقیقت بھی آشکار کرتے ہیں جسے سن کر وہ ششدر رہ جاتی ہے۔ نوفل رائنل سے اپنے گستاخانہ رویے کی معافی مانگتا ہے۔ رائنل کی بدولت اس کی زندگی بدل جاتی ہے۔ کرن ذوالنون کے ناروا رویے کو دیکھ کر اپنی چاہت پر بند باندھ لیتی ہے اور ذوالنون کے اپنی طرف لوٹ آنے کی منتظر رہتی ہے۔ تمکین اس دن کے بعد سے اپنے کمرے میں بند ہو کر رہ جاتی ہے اسے رہ رہ کر اپنی کم عقلی پر غصہ آ رہا ہوتا ہے ایک فلرٹ شخص کے لیے اپنے جذبات اس شخص پر آشکار کیے اور اپنے گھر والوں کی عزت داؤ پر لگانے کا احساس اسے ندامت میں مبتلا کرتا ہے۔ علی چند دن کے لیے اپنے گھر جاتا ہے رائنل اس کے جانے سے اداس ہو گئی ہے کیونکہ "وہاب لاج" میں ایک علی ہے جس سے وہ بات کرتی ہے۔ وہاب احمد ایک دن کے لیے کراچی جاتے ہیں۔ ان کی غیر موجودگی میں نوشین بیگم گھر میں پارٹی رکھتی ہیں جس میں مرد و خواتین دونوں شامل ہوتے ہیں۔ وہاب احمد کی آمد رات میں کسی وقت متوقع ہے اور نوشین احمد کو اندازہ ہے کہ وہاب احمد عموماً رات کے سفر کو ملتوی کرکے اگلی صبح کی فلائٹ لیتے ہیں۔ نوشین پارٹی کی وجہ سے رائنل کو علی کے کمرے میں سونے بھیج دیتی ہیں۔ علی فون پر ان کو اپنی واپسی کا بتا چکا ہوتا ہے مگر نوشین بیگم رائنل کو بدنام کرنا چاہتی ہیں۔ اس لیے علی کی آمد کی بات چھپا جاتی ہیں۔ علی جب واپس آتا ہے تو اپنے کمرے میں رائنل کو دیکھ کر ششدر رہ جاتا ہے۔ نوشین بیگم علی کے کمرے میں رائنل کی موجودگی پر واویلا مچا دیتی ہیں مگر وہاب احمد ان کا یقین نہیں کرتے۔ وہاب احمد کو معلوم ہے کہ نوشین بیگم اس طرح کی حرکت ضرور کریں گی۔ اس لیے وہاب احمد علی سے مشورہ کرکے رائنل اور علی کا نکاح کر دیتے ہیں۔ ذوالنون گھر جانے کی تیاری کر رہا ہوتا ہے اس نے تمکین اور نوفل کے ساتھ رائنل کے لیے بھی گفٹ خریدے ہوتے ہیں۔ وہاب لاج میں بہت عرصے بعد اتنی پررونق اور خوش گوار عید منائی جا رہی ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

❁ ✪ ...... ❁ ...... ✪ ❁

"ہاں ہاں میں عشق! ساری خطائیں میری
مجھے سمجھانے والو! تم تو سب فرشتے ہو"

کرن کا بھیجا ہوا شعر پڑھ کر وہ بے ساختہ ہنس پڑا۔ ذوالنون نے بھی جواب میں شعر ٹائپ کیا۔

زرا آنکھوں سے اوجھل ہوا اے عشق!
مجھے کچھ دیر سونا ہے......!!

کرن نے ایس ایم ایس پڑھا اور سیل آف کرکے

تکیے میں منہ چھپا کر رونے لگی۔

ذوالنون نہیں چاہتا تھا کہ کرن یا خود اس کے ماں باپ کو ان کی طرف سے کوئی الٹی سیدھی خبر ملے۔ وہ گھر سے دور تعلیم حاصل کر کے اپنا مستقبل بنانے سنوارنے گیا تھا نہ کہ عشق کے چکروں میں پڑنے کے لیے۔ ذوالنون کو جذبات سے زیادہ حالات اور دوسروں کے خیالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر قدم بہت سوچ سمجھ کر اٹھانے کی عادت تھی۔

ادھر علی بھی بے کلی اور بے قراری کے عالم میں اپنے بیڈ روم میں ٹہل رہا تھا۔ عید کا پہلا دن گزر گیا تھا شب ڈھیرے ڈھیرے بیت رہی تھی۔ مگر وہ ابھی تک جاگ رہا تھا اس کی عید کچھ اچھی نہیں گزری تھی کیونکہ ایک تو امینہ نے علی کو رانیل سے نکاح کے معاملے میں بہت کچھ سنایا تھا اور اسے صاف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ وہ فوراً اسے طلاق دے ورنہ وہ ساری زندگی اس کی شکل نہیں دیکھیں گی۔ نوشین نے جانے کس انداز میں امینہ کو رانیل کے خلاف کر دیا تھا کہ وہ علی کی کوئی بات سننے کو ہی آمادہ نہیں تھیں جبکہ والد عثمان عزیز نے صرف اتنا کہا تھا کہ......

"مجھے علی پر مکمل بھروسہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ علی جو بھی فیصلہ کرے گا بہت سوچ سمجھ کر اور دل سے کرے گا میرا بیٹا کبھی کچھ غلط کر ہی نہیں سکتا۔"

اور امینہ کو شوہر کی اس بات پر خاموش ہونا ہی پڑا تھا مگر علی کے لیے ایک بہت بڑی مشکل کھڑی ہوئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی ماں اب اتنی آسانی سے رانیل کو قبول نہیں کریں گی۔

رانیل صرف اس کی منکوحہ نہیں تھی بلکہ اب اس کی محبت بھی تھی پہلی بار دل کے دروازے پہ پیار کی دستک کو پیار کی خوش بو کو اس نے روح کی گہرائیوں تک محسوس کیا تھا وہ اس انوکھے اور دلنشیں احساس سے واقف ہوا تو زندگی ایک دم سے ہی اسے بہت حسین لگنے لگی تھی۔ وہ کیسے اپنے ہاتھوں سے اپنی محبت کو اپنی زندگی سے بے دخل کر دیتا؟ اس نے اپنی ڈائری کھولی تو اس میں رکھا ہوا سفید گلاب علی کی توجہ کا مرکز بن گیا اسے وہ حسین صبح یاد آ گئی جب وہ رانیل سے پہلی بار ملا تھا اور اس نے تازہ سفید گلاب اسے تحفتاً دیا تھا اور وہ اس ہی لمحے میں قید ہو کر رہ گیا تھا۔ جانے کیسا طلسم تھا ان لمحوں میں کہ رانیل کی معصومیت اور خوب صورتی نے علی کا دل موہ لیا تھا۔ ایک بجلی سی کوندی تھی دل کے ایوانوں میں ایک رنگ سا اترا تھا روح کے گلستانوں میں ایک جلترنگ سا بج اٹھا تھا اس کے وجود کے ریگستانوں میں ہر طرف پھول ہی پھول کھل اٹھے اس لمحے اور وہ اس خوب صورت احساس کو اس نے خود سے سب سے چھپائے رکھا تھا اب تک اور تقدیر نے اس کی محبت خود بخود اس کے ہاتھ میں تھما دی تھی۔ اب محبت بھری نعمت کی حفاظت اور قدر تو اس کو کرنا تھی جو اسے اتنی آسانی سے مل گئی تھی وہ اسے اگر جان جوکھوں میں ڈال کر بھی بچانا پڑے تو وہ دریغ نہیں کرے گا۔ وہ اسے کسی قیمت پر نہیں گنوا سکتا یہ اس نے سوچ لیا تھا اور خود سے عہد بھی کر لیا تھا۔ یہ جانتا بھی اس کے لیے بہت ضروری اور بے حد اہم تھا۔

عید کا دوسرا دن بھی مصروف رہا وہ چاہ کر بھی رانیل سے فون پر بات نہ کر سکا اس کا سیل نمبر بھی اس کے پاس نہیں تھا۔ دن بھر سوچتا رہا تھا کہ موقع ملتے ہی وہاب لالہ کو کال کر کے رانیل سے بات کرے گا مگر......!

دن بھر سوچا کہ
عید مبارک کہنا ہے
ڈیوٹی کرتے عید گزری
"عید مبارک"
وہی روایتی انداز
وہی روٹین کا جملہ
دن بھر اپنے آپ سے الجھتا رہا
نہ الفاظ ملے اور نہ تھر سوچوں سے
عید کے لیے کوئی جملہ تراش پایا
یہاں تک کہ رات نے دھرتی پر
اپنے تنبو تان لیے......!

علی سوکھے ہوئے سفید گلاب کو دیکھتا رہا سونگھتا رہا اس میں رانیل کی خوش بو کو محسوس کرتا رہا اور عید کی شب کا

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

لمحہ لمحہ گزرتا رہا۔

❁ ❁ ……❁…… ❁ ❁

ذوالنون کو نوفل کی زبانی گھر کے تمام حالات واقعات کا علم ہوچکا تھا' نوشین کی زیادتیوں پر وہ بہت شرمندہ تھا' رائنل سے اور تمکین کی بے وقوفی نے بھی اسے ہلا کے رکھ دیا تھا۔ علی سے رائنل کے نکاح کا جواز ضرور برا لگا تھا مگر وہ خوش تھا کہ رائنل کا نکاح علی جیسے نفیس اور سلجھے ہوئے شخص سے ہوا ہے اور اب اس کی شدید خواہش تھی کہ تمکین کی شادی بھی جلد از جلد ہوجائے' وہ سب لاؤنج میں بیٹھے گپ شپ کررہے تھے۔

''تمکی! بس اب تم امور خانہ داری میں دلچسپی لو کوکنگ سیکھ لو تاکہ یونیورسٹی سے فارغ ہوتے ہی تمہاری شادی کردی جائے۔'' ذوالنون نے تمکین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے فی الحال شادی نہیں کرنی۔'' تمکین نے کافی کا مگ اٹھاتے ہوئے افسردگی سے کہا۔

''ڈونٹ وری اللہ نے تمہارے لیے بہت اچھا رائٹ مین منتخب کر رکھا ہوگا وہ ضرور تمہیں ملے گا' گزری غلطیاں بھلا کر آنے والی زندگی کو خوش گوار گزارنے کے لیے خود کو تیار کرو یاں' بھی نہ ہوا ان شاء اللہ سب ٹھیک ہوجائے گا۔'' ذوالنون نے اس کا ہاتھ تھام کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''رائنل آپی! آپ بھی فاریو علی بھائی بہت نائس آدمی ہیں کسی کی بات پر کان مت دھرنا انہیں اپنا بنا کے ہی رکھنا سمجھیں۔'' ذوالنون نے رائنل سے رازدارانہ لہجے میں کہا تو وہ ہنس کر بولی۔

''علی کی مرضی کے بنا تو نہیں نا۔''

''علی بھائی سے مجھے کسی بے وقوفی کی توقع تو نہیں ہے پھر بھی اگر وہ ماما کی باتوں میں آکر یہ نکاح ختم کرنے کی بات کریں تو مجھے بتانا میں انہیں سمجھاؤں گا کہ میری بہن کوئی معمولی لڑکی نہیں ہے اگر اسے آپ نے گنوا دیا تو ساری زندگی پچھتاؤ گے اور اگر میری بہن کو کوئی دکھ دیا تو میرے ہاتھوں سے بچ کر کہاں جاؤ گے؟'' ذوالنون نے برادرانہ شفقت و محبت سے پر لہجے میں بڑے اسٹائل سے کہا تو وہ ہنستی چلی گئی۔ وہاب احمد کو ذوالنون پر بے تحاشہ پیار آیا جو رائنل کو بھی اتنی ہی محبت اور اہمیت دے رہا تھا اس کے لیے بھی اتنا ہی فکرمند تھا جتنا کہ تمکین کے لیے فکرمند تھا۔

عید کے تیسرے دن وہ سب زاہد اور عابد ماموں کے گھر ماجد ہاؤس گئے' واپسی شام تک ہوئی تھی' ان سب کی اور رات کو ذوالنون خوش گوار یادوں کے ساتھ کوچ میں سوار ہوگیا تھا اس کی چھٹی بس تین دن کی ہی تھی اسے واپس اسلام آباد پہنچنا تھا۔

❁ ❁ ……❁…… ❁ ❁

علی آج قلایت سے لاہور پہنچ گیا تھا۔ وہاب لاج میں خاموشی چھائی تھی۔ اس کی نگاہیں رائنل کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ بوا جی کی زبانی معلوم ہوا کہ رائنل' تمکین کے ساتھ اس کی کسی کلاس فیلو کی برتھ ڈے پارٹی میں گئی ہے۔ نوفل کالج میں تھا۔ نوشین اپنے کمرے میں سو رہی تھیں۔ وہاب احمد فیکٹری گئے تھے۔ وہ اپنا سامان گیسٹ روم میں رکھنے کے بعد باہر لان میں آ بیٹھا۔ وہ کافی پریشان اور بے چین تھا آتے وقت امینہ بیگم نے اسے رائنل کو طلاق دینے کا حکم دیا تھا۔ وہ بھی نوشین کی زبان پر یقین کرکے انہی کی زبان بول رہی تھیں۔

''علی! تم نے جس خاموشی سے رائنل سے نکاح کیا تھا' اسی خاموشی سے اسے طلاق دے کر یہ رشتہ ختم کردینا ورنہ میں تمہیں اپنا دودھ نہیں بخشوں گی اور میری حکم عدولی کرکے تم مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔'' امینہ کے کہے ہوئے الفاظ کسی لاوے کی طرح اس کی روح میں سرایت کرگئے تھے اور بار بار ان الفاظ کی بازگشت اسے انگاروں پر گھسیٹ رہی تھی۔ وہ بے چینی کے عالم میں کبھی بیٹھ جاتا اور کبھی پھر سے اٹھ کر ٹہلنے لگتا۔ اس کا وجود آگ کی طرح دہک رہا تھا۔ علی نے خود کو کبھی اتنا بے بس اور مجبور محسوس نہیں کیا تھا۔ جتنا بے بس اور مجبور وہ آج محسوس کررہا تھا۔ ایک طرف اس کے دل کی خوشی' اس کی محبت' اس کی رائنل تھی۔

اور دوسری طرف اس کی ماں تھی' جس کے قدموں تلے

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

اس کی جنت تھی وہ ماں کا ایسا حکم کیسے مان سکتا تھا جو اس کے دل کی دنیا اور ایک لڑکی کی زندگی تباہ کردے۔ وہ دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں کھونا چاہتا تھا اور نہ ہی وہ ان دونوں میں سے کسی کو دکھ پہنچانا چاہتا تھا۔ اسے اپنے اللہ پر بھروسہ تھا کہ وہ ضرور ان کا دل رائنل کی طرف سے صاف کردے گا اور بھائی کو ہدایت کی راہ دکھائے گا ان شاء اللہ۔

رائنل اور نگین جلد ہی آ گئی تھیں۔ رائنل نے علی کو دور سے ہی دیکھ لیا تھا۔ اس کے دل کی دھڑکنیں ایک دم تیز ہو گئی تھیں۔ علی اسے بہت غم زدہ دکھائی دے رہا تھا۔ بوا جی نے اسے بتایا کہ وہ جب سے آیا ہے اسی طرح گم صم اور پریشان سا بیٹھا ہے۔ رائنل بے قرار ہو کر ان کی طرف چلی آئی۔ وہ ٹھوڑی کو ہاتھ سے پکڑے کسی سوچ میں گم بیٹھا تھا۔

"علی آپ اندر چلیں۔" وہ تیزی سے بولی اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا کہ اتنے بڑے مرد ہو کر آپ رو رہے ہیں۔"

"مجھے اکیلا چھوڑ دو رائنل۔"

"ہرگز نہیں، میں آپ کو کبھی بھی اکیلا نہیں چھوڑوں گی۔" رائنل اس کے قریب ہی کرسی پر بیٹھ گئی اس نے ابھی تک علی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور اس پر اب گرفت اور مضبوط کرلی تھی۔

"کیا کرو گی میرے ساتھ رہنے کے لیے؟"

"میں آپ سے محبت کرتی ہوں اور آپ کو اتنا پیار دوں گی کہ آپ مجھے کبھی کہیں گے ہی نہیں کہ مجھے اکیلا چھوڑ دو اور آپ مجھے کبھی بھی خود سے جدا کریں گے نہ ہی یہ بولیں گے کہ مجھے خود سے الگ؟" وہ اپنی سادگی اور معصومیت میں اپنے پیار کا اظہار کرتی ان بھرے انداز میں اس سے پوچھتی اسے بے خود کررہی تھی دیوانہ بنا رہی تھی۔

"تمہیں پتا ہے تمہاری خالہ نے یہ رشتہ کس طرح ہونے دیا اور کب تک وہ اس رشتے کو برقرار رکھنے کے حق میں ہیں؟"

"سب پتا ہے۔" وہ اس کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے بولی۔

"مجھے آپ کی بات کی پروا ہے خالہ کی نہیں آپ کی رائے میرے لیے اہمیت رکھتی ہے آپ کیا چاہتے ہیں؟ کیا آپ چھوڑ دیں گے مجھے...... یہ نکاح ختم کردیں گے؟ خود سے جدا کردیں گے مجھے...... یہ رشتہ ختم کردیں گے کیا؟ آپ طلاق دے دیں گے مجھے؟" رائنل نے بے چینی سے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں رائنل! یہ لفظ سوچ کر میری روح کانپ اٹھتی ہے تم بیوی ہو میری، بے شک یہ رشتہ جیسے بھی حالات میں ہوا ہے میں اس رشتے کو رسوا نہیں ہونے دوں گا دیکھتا ہوں کون تمہیں مجھ سے جدا کرکے لے جاتا ہے۔" وہ بولتے بولتے جذباتی ہو گیا۔

"میں آپ کو چھوڑ کے کہیں نہیں جاؤں گی۔" اس نے خوشی اور محبت سے جھکتے ہوئے کہا۔

رائنل بھی اس سے پیار کرتی ہے اور اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے اس رشتے کو قائم رکھنا چاہتی ہے یہ احساس علی کے لیے بہت مسرور کن اور اطمینان بخش تھا اب وہ اپنے اور رائنل کے لیے اپنی محبت کے لیے پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ حالات اور مخالفتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھا۔

❁ ❁ ...... ❁ ...... ❁ ❁

"آ گئے ہو تم بہت سے چھٹیاں گزار کے۔" کرن نے ذوالنون کو صبح کالج میں دیکھتے ہی مسکرا کے کہا۔

"جی الحمدللہ۔" اس کے انداز میں بے پروائی تھی۔

"میری چاہت نے تمہیں خاص بنایا ہے ورنہ تم میں تو کوئی بات نہیں۔" کرن نے بھی اس کی بے پروائی اور بے نیازی کا منہ توڑ جواب دیا۔

"لیکن یہی تو میں چاہتا ہوں کہ تم ایسا ہی سوچو اور پڑھو لکھو آگے بڑھو اس عشق محبت کے لیے تو عمر پڑی ہے۔"

"میں تمہیں ڈاکٹر بن کے دکھاؤں گی دیکھ لینا تم۔"

"دیکھ تو رہا ہوں۔" وہ گہری شوخ نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا۔ تو وہ تیزی سے اپنی کلاس کی طرف بڑھ گئی۔

ذوالنون نے خود بھی اپنی کلاس روم کی جانب قدم بڑھادیے۔

❁❁ ...... ❁ ...... ❁❁

صبح کے نو بج رہے تھے۔ رائنل تیار ہوکر اپنے کمرے سے باہر نکلی تو عمیر، اویس، مسز ہمدانی، مسز بیگ کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ یہ لوگ اتنی صبح کیسے آ گئے۔ ان کی تو صبح ہی دس بجے ہوتی تھیں۔

"السلام علیکم!" رائنل نے ان سب کو دیکھتے ہوئے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہو رائنل؟" مسز بیگ نے اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر پوچھا تو اس نے اخلاقیات نبھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"جی میں ٹھیک ہوں آپ سب کیسے ہیں؟"

"ہم بھی ٹھیک ہیں آپ کے آنے سے اور بھی ٹھیک ہوگئے ہیں۔ آپ تو ہماری کمپنی سے دور بھاگتی ہیں اور ہم آپ کو اپنی کمپنی کا حصہ بنانا چاہتے ہیں۔" عمیر نے اٹھ کر اس کے پاس کھڑے ہوکر اس کے دلکش سراپے کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ ایک دم سے اس سے دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

"رائنل مجھے تو تم بہت پسند آئی ہو میں نے خوشی سے کہا ہے کہ وہ تمہیں لے کر آئے میرے گھر، میرے بیٹے سے بھی تم مل لینا اگر تم میرے بیٹے کو پسند آ گئیں تو میں تمہیں اپنی بہو بنالوں گی۔" مسز بیگ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو اویس نے معنی خیزی سے کہا۔

"ہائے مسز بیگ، پھر ہمارا کیا بنے گا ہم تو انہیں دیکھتے ہی رہ جائیں گے بس۔"

"تم کھڑی کیوں ہو ڈارلنگ آؤ ہمارے پاس بیٹھو۔" عمیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھانے کی کوشش کی تو اس نے غصے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

"ڈونٹ ٹچ می۔" وہ غصے سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"ارے دیکھو ذرا لندن پلٹ لڑکی کا یہ حال ہے یہاں تو ہر لڑکی آسانی سے کسی بھی مرد کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھما دیتی ہے اور یہ نیک پروین ہونے کا ڈرامہ کر رہی ہے۔" عمیر نے ہنستے ہوئے کہا تو رائنل بہت ضبط کرتے ہوئے بولی۔

"آپ ہر لڑکی کو برا اور بکاؤ مال سمجھنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ لڑکیاں اپنی عزت کروانا جانتی ہیں آپ نجانے آج تک کن لڑکیوں سے ملتے رہے ہیں، میں رائنل تیمور حسن ہوں کوئی ٹشو پیپر نہیں ہوں کہ جسے آپ استعمال کرکے پھینک دیں۔" رائنل غصے سے کہتی کچن میں چلی آئی۔

"بوا جی! یہ مہمان آج اتنی صبح کیسے آ گئے؟"

"بیٹا! یہ عید ملن پارٹی کا ہی حصہ سمجھو، یہ لوگ ناشتے کی دعوت پر آئے ہیں۔"

"یہ کیسے لوگ ہیں ماڈرن بنتے ہیں اور اب اتنے بھوکے ناشتے کے لیے اٹھ کر آئے ہوئے ہیں۔" سنجیدگی سے کہتے وہ علی کے روم میں آ گئی۔

علی واش روم میں نہا رہا تھا رائنل کو پانی گرنے کی آواز سے اندازہ ہوگیا تھا، وہ کچھ دیر تو بیٹھی ان تینوں کی باتوں پر سلگتی رہی پھر خود کو ٹھنڈا کیا اور اٹھ کر علی کی چیزیں دیکھنے لگی۔ واش روم کا دروازہ کھلنے اور علی کے باہر آنے کی آہٹ پا کر رائنل نے پلٹ کر دیکھا تو مارے شرم کے فوراً ہی رخ پھیر لیا علی نے شرٹ نہیں پہنی تھی۔ وہ تولیے سے بال خشک کرتا اسے اپنے کمرے میں اس وقت دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"کیوں میں یہاں نہیں آ سکتی کیا؟" رائنل نے اس کی طرف دیکھے بنا اس کی آئی پیڈ کو اٹھا کر دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"ہوں! آ سکتی ہو تم مالک ہو اس گھر کی تمہارا جہاں دل چاہے تم آ جا سکتی ہو۔" وہ تولیے کو اپنے بالوں میں رگڑتے ہوئے نرمی سے بولا۔

"آپ کو برا لگا کیا میں آپ کے کمرے میں آ گئی؟" اس نے ذرا سی نگاہ اٹھا کر پوچھا تو وہ اس کے قریب آتے ہوئے بولا۔

"ارے نہیں مجھے کیوں برا لگے گا بھلا؟ مجھے تو بہت

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

اچھا لگ رہا ہے کہ تم میرے کمرے میں آئی ہو میرے تو بھاگ جاگ گئے آج۔"

"واٹ بھاگ؟" رائنل نے نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

"بھاگ مطلب نصیب، قسمت۔" وہ ہنس کر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف جاتے ہوئے مطلب سمجھا رہا تھا۔

"اوہ اچھا!" رائنل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس کے سیل فون کو چیک کرنے لگی وہ بالوں میں برش پھیرتے ہوئے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں واضح دیکھ رہا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

"کچھ نہیں۔" رائنل نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کسی نے کچھ کہا ہے؟" علی بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"کچھ نہیں۔" وہی جواب تھا اس کا۔

"میں تمہارا کیا لگتا ہوں؟" سوال بہت تیزی سے کیا تھا اور جواب بھی اسی روانی سے آیا تھا۔

"کچھ نہیں...... مگر...... سب کچھ۔"

"تو وہ سب کچھ بتا دو مجھے جو تمہیں پریشان اور خوف زدہ کیے ہوئے ہے۔"

"کیا مجھے سب کچھ علی کو بتا دینا چاہیے اگر انہیں غصہ آ گیا تو؟ پتا نہیں یہ میری بات کا یقین کریں گے بھی کہ نہیں...... اگر غصے میں آ کر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا تو؟"

"نہیں......" یہ نہیں اس کی زبان سے با آواز پھسلا تھا۔

"نہیں چھوڑوں گا تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا اور تم پر کبھی غصہ بھی نہیں کروں گا اور یقین رکھو مجھے رب کے بعد اگر کسی پر یقین ہے تو وہ تم ہو رائنل صرف تم۔" علی نے اس کے چہرے سے اس کی پریشانی اس کے دل کا خوف پڑھتے ہوئے بہت محبت سے کہا تو فرط مسرت و تشکر سے وہ اس کے گلے سے لگ گئی۔ اس کے یہ معصوم اور بے ساختہ انداز ہی تو علی کو پل پل اس کا اسیر کر رہے تھے۔ یکا یک رائنل کو اپنی اس حرکت کا احساس ہوا تو ایک دم سے اس سے الگ ہوئی علی نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"سوری......" وہ نظریں جھکا کر اپنی اس حرکت پر معذرت کر رہی تھی وہ ہنس کر اسے اپنی باہوں کے حصار میں لیتے ہوئے بولا۔

"سوری تو کسی غیر سے کی جاتی ہے ہسبنڈ سے تو نہیں۔"

"آپ بہت اچھے ہیں۔" وہ علی کے گلے میں چمکتا لاکٹ جس پر علی کے نام کا اے کندہ تھا ہاتھ میں پکڑ کر دیکھ رہی تھی۔ جب کہ وہ بس اسے دیکھ رہا تھا محسوس کر رہا تھا اس کے مہکتے وجود کی نرمی اور گرمی اسے مدہوش بنا رہی تھی۔

"اچھا لگ رہا ہے یہ لاکٹ۔" علی نے اس سے پوچھا۔

"ہوں......" وہ شرماتے ہوئے بولی۔

"تو تمہیں پہنا دوں۔"

"نہیں...... بس آپ نے پہنا ہوا ہے تب ہی تو بہت اچھا لگ رہا ہے۔"

"تم پہنو گی تو اور زیادہ اچھا لگے گا تمہاری خوب صورت گردن میں تو سج جائے گا۔" علی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنے گلے سے لاکٹ اتار لیا۔

"مگر......" رائنل جھجک رہی تھی اور علی نے اپنا لاکٹ اس کی گردن میں پہنا دیا۔ رائنل چھوئی موئی کی طرح سمٹ گئی۔ چہرے پر حیا کے مسرت و انبساط کے سارے رنگ اتر آئے تھے۔ نظریں جھکی جھکی سی گال دہکتے ہوئے ہاتھوں میں کپکپاہٹ اور کومل وجود کی سندرتا خوب صورتی اور حسن معصومیت اور سادگی میں بھی قیامت کا نظارہ پیش کر رہی تھی وہ...... علی کو بے خود کر رہی تھی علی کو اس پر اپنے حق کا احساس دلا رہی تھی۔

"علی......" لب خود بخود اس کا نام لے اٹھے۔

"جان علی بتاؤ نا کیا بات ہے جو تمہیں پریشان کر رہی ہے...... کسی سے خوف زدہ ہو تم...... بتاؤ مجھے میں ہوں نا اب تمہارا محرم تمہارا محافظ۔" علی نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر نرمی سے پوچھا تو اس نے عمیر اولیس اور مسز

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

بیگ کی تمام باتیں اس کے گوش گزار کردیں۔

"بس اسی لیے میں آپ کے کمرے میں چلی آئی کہ وہ یہاں تو نہیں آئیں گے۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"اچھا کیا جو یہاں چلی آئیں تمہاری جگہ ادھر ہی ہے میرے کمرے میں۔" علی نے سنجیدگی سے کہا اویس اور عمیر کی بے باکی پر وہ سلگ اٹھا تھا۔

"اور اویس اور عمیر کو تو میں دیکھ لوں گا ان کی جرأت کیسے ہوئی تمہارے ساتھ بدتمیزی کرنے کی۔"

"تم اب یہاں اکیلی نہیں ہو میں ہوں تمہارے ساتھ تمہارا شوہر۔" علی نے اس کے شانوں کو تھام کر اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے شوہر ہیں مگر میرے ساتھ نہیں ہیں' ساتھ ہوتے تو میرے ساتھ یہ سب نہ ہورہا ہوتا۔"

"ہوں...... میں سمجھ رہا ہوں تمہاری بات' جب تک سب کے سامنے ہماری شادی ڈکلیئر نہیں ہوجاتی ایسا کچھ تو ہوگا...... یہ رشتہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔" علی نے اٹل لہجے میں کہا۔

"کھیل سمجھا ہے انہوں نے نکاح کو ہماری زندگی کو جب ان کا دل چاہا ایک ڈرامہ رچا کر ہمارا نکاح کروادیا اور جب چاہیں گی ختم کرادیں گی۔" رائنل اس کا احساس اس کی سوچ اور رویہ ہی جاننا چاہتی تھی اپنے حوالے سے اس رشتے کے حوالے سے وہ اس کی باتیں سن کر مطمئن ہوگئی تھی اور سکون سے بیٹھ گئی۔

❋ ❋ .... ❋ ❋

جاوید کو پھانسی کی سزا سنائی گئی تھی یہ خبر اخبار کے ذریعے نگین تک پہنچی تو ایک بار پھر اسے اپنی شکست' غلطی اور بے وقوفی پر رونا آگیا۔ وہ اپنے آپ پر شدید برہم تھی آخر وہ کیوں اس بے ایمان آدمی کی چکنی چپڑی باتوں میں آگئی تھی اور رائنل نے کب' کیسے جاوید کی حقیقت کو سمجھا اور اسے بے نقاب کردیا۔ اسے گرفتار کروادیا اس کی وجہ سے وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا اور خود نگین ایک اندھے کنویں میں گرنے سے بچ گئی۔ وہ تہہ دل سے رائنل کی شکرگزار تھی اور اب تو وہ نماز بھی باقاعدگی سے پڑھنے لگی تھی۔ رائنل نے نگین کو افسردہ دیکھا تو کہنے لگی۔

"نگی آپی! اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو اپنی رحمت کے سائے میں رکھا اور محفوظ رکھا۔ برے کام کا انجام تو برا ہی ہوتا ہے نا' کتنی لڑکیوں کی زندگی خراب ہونے سے بچ گئی۔"

"ہاں ٹھیک کہا تم نے اس کی منگیتر کے گھر والوں نے اسے معاف نہیں کیا اور وہ اپنے انجام کو پہنچ جائے گا چند روز تک۔"

"وہ کیا کہتے ہیں خس کم جہاں پاک۔"

"آپ کو پتا ہے مما پاپا ایک ہفتے تک واپس آجائیں گے۔" رائنل نے فوراً ہی موضوع بدل دیا۔

"رئیلی! پھر تو بہت مزا آئے گا کتنے برسوں بعد ہم سب ملیں گے ان کے ساتھ کتنے دن بتائیں گے' گپ شپ کریں گے۔" نگین نے بھی خوشی سے پرجوش لہجے میں کہا۔

"آنے دو ذرا اپنے مما پاپا کو بہت خوش خوش آرہے ہوں گے حج کی سعادت حاصل کرلی اور اب اپنوں سے اپنے وطن میں ملنے کی دوہری خوشی کا احساس انہیں ہواؤں میں اڑا رہا ہوگا ان کی خوشی کے غبارے سے تو میں ایسی ہوا نکالوں گی کہ ساری زندگی یاد کریں گے مجھے۔" نوشین کے کان میں رائنل کی بات جو پڑی تھی تو غصے سے دل میں سوچا' نجانے وہ اب کیا کرنے والی تھی۔

رائنل کو بھی صرف نوشین کے عزائم سے خطرہ تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس کے مما پاپا کو علی سے اس کے نکاح کی کیا کہانی سنائیں گی۔ وہاب احمد اور علی کی اسے تسلی سے اور ان کے ساتھ سے کافی ڈھارس ہوئی تھی مگر دل کے کسی کونے میں ایک بے کلی سی اب بھی موجود تھی۔

"رائنل۔" علی نے اسے لان میں پھولوں پودوں کو پانی دیتے دیکھ کر آواز دی۔ تو اس کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔

"جی......" اس نے پانی کا پائپ کیاری میں چھوڑتے ہوئے کہا۔

www.urdutube.net
www.urdumovies.net

"میں کل یہاں سے اپنے نئے بنگلے میں شفٹ ہو رہا ہوں۔" وہ اس کے قریب پہنچ کر بولا۔

"آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔"

"شکریہ ہنی! لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ چلو۔"

"مگر میں ایسے کیسے آپ کے ساتھ جا سکتی ہوں؟"

"میری بیوی کی حیثیت سے اور کیسے؟"

"لیکن فی الحال یہ مناسب نہیں ہوگا کیونکہ مما پاپا کو ہمارے ریلیشن شپ کے بارے میں کچھ نہیں معلوم اور آپ کے مما پاپا بھی پتا نہیں کیا سمجھیں کیا چاہیں؟ بنا ان سب کی مرضی کے میں آپ کے ساتھ آپ کے گھر نہیں جا سکتی آئی ہوپ آپ سمجھ رہے ہیں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں؟" رائنل نے سنجیدگی سے کہا۔

"سمجھ رہا ہوں میری سمجھدار منکوحہ میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں کہ تم سب کی خوشی، مرضی اور دعاؤں میں رخصت ہو کر میرے گھر آؤ۔ مجھے فخر ہے کہ تم میری شریک زندگی ہو۔ میں تو صرف یہ چاہ رہا تھا کہ تم میرے ساتھ میرے نئے گھر کو دیکھنے چلو جہاں ان شاء اللہ تعالیٰ تم بہت جلد رخصت ہو کر آؤ گی۔ میری خواہش ہے کہ اس گھر میں پہلا قدم تم رکھو۔" علی نے مسکراتے ہوئے سنجیدہ مگر نرم لہجے میں کہا۔

"آپ کی خواہش سر آنکھوں پر مگر میرا جواب اب بھی وہی ہے میں نوشین آپی کو کوئی موقع نہیں دینا چاہتی کہ وہ میرے بارے میں پھر سے کوئی نئی کہانی گھڑ لیں۔ پلیز مائنڈ مت کیجیے گا۔" رائنل نے فکرمند اور محتاط لہجے میں کہا۔

"ڈونٹ وری ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا جو بھی ہو جائے یہ یقین رکھنا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔" علی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر خلوص دل سے کہا۔

اگلے دن علی اپنے نئے بنگلے میں شفٹ ہو گیا۔ اس نے ان سب کو بھی اپنے نئے گھر کی خوشی میں دعوت دی تھی۔ رائنل کو خاص طور سے کہا تھا کہ وہ ان سب کے ساتھ اس کے گھر ضرور آئے نہیں تو وہ اس سے ناراض ہو جائے گا اور رائنل اسے کسی صورت ناراض نہیں کر سکتی تھی۔ سو وہ بھی ان سب کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئی۔ آج اس نے نگین کی پسند کا ڈریس پہنا تھا ہلکے سرمئی رنگ کے چوڑی دار پاجامے پر بڑا سا کامدار فراک جس پر سلور کلر کا بہترین کام کیا گیا تھا اور سلور گرے کلر کے ہی ہیل والی جوتی پہنی تھی۔ کانوں میں ڈائمنڈ کے ٹاپس اور کلائی میں بریسلیٹ پہنے بالوں کا خوب صورت اسٹائل بنائے خوشبوؤں سے مہکتی رائنل اپنے بے پناہ حسن کے ساتھ نگاہوں کو خیرہ کر رہی تھی جاتے ہوئے تو رائنل نے خود کو بڑی سی چادر میں ڈھانپ لیا مگر جونہی وہ گلشن علی میں داخل ہونے کے بعد گاڑی سے باہر نکلی اپنی چادر اتار کر تہہ لگانے لگی تو نوشین کو اس کی تیاری دیکھ کر پتنگے لگ گئے۔ اسے خون خوار نظروں سے دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں بولی۔

"علی نے ہمیں کھانے کی دعوت دی ہے شادی پر نہیں بلایا تھا۔ تم اتنی سج دھج کے یہاں آئی ہو۔"

"تو کیا ہوا مام! شادی کے بعد پہلی بار دلہن اپنے دلہا کے گھر آئی ہے تو سج دھج سے ہی آنا چاہیے تھا۔" نگین نے رائنل کے شانوں کے گرد اپنا بازو حمائل کر کے مسکراتے ہوئے کہا تو رائنل شرم سے آپ آپ ہوگئی جب کہ نوشین کو مرچیں لگ گئیں۔

"السلام علیکم خوش آمدید۔"

علی نے رائنل کو دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے پیار بھرا سلام کیا۔ کتنا مسرور تھا وہ رائنل کے آنے سے اس کے چہرے پر بکھری تازگی، روشنی اور ہنسی سے ظاہر ہو رہا تھا اس کے اظہار محبت اور علی کے اپنے لیے خاص جذبات کا ادراک رائنل کو شرمانے پر مائل کیے ہوئے تھا۔

"علی سے تو ایسے شرما رہی ہے جیسے نئی نویلی دلہن ہو۔" نوشین نے طنزیہ لہجے میں کہا تو رائنل کی بجائے نگین نے فٹ سے جواب دیا۔

"اس میں کیا شک ہے نئی نویلی دلہن تو ہے ہی بلکہ نوزائیدہ دلہن، کیونکہ ابھی تو صرف نکاح ہوا ہے ان شاء اللہ جلد ہی رائنل رخصت ہو کر دلہن بن کر اس گھر میں

آ جائے گی۔"

"نگی..... پاگل ہوئی ہو تم ادھر آ ؤ۔" نوشین اس کی بات پر غصے سے اس کا بازو پکڑ کر ایک طرف لے گئی۔

"کیا ہوا ماما؟"

"تم پاگل تو نہیں ہو گئیں' میں علی کے ساتھ تمہاری شادی کی پلاننگ کر رہی ہوں اور تم ان دونوں کی شادی کی باتیں کر رہی ہو۔ تم علی کو اپنی طرف متوجہ کرو۔"

"ماما پلیز' مجھ سے یہ سب نہیں ہوگا میں نے توبہ کرلی ہے مزید حماقتوں حسد اور بغض سے آپ بھی کر لیجیے اور جینے دیں رائنل اور علی کو ایک دوسرے کے ساتھ پلیز۔" نگین نے نہایت سنجیدگی سے اس کی بات کاٹ کر کہا اور اندر چلی گئی۔

"بے وقوف کبھی میری بات ماننے پر کمربستہ ہیں دیکھ لوں گی میں سب کو ہوگا وہی جو میں چاہتی ہوں افشین اور تیمور حسن کی بیٹی علی کے دل اور اس کے گھر پر راج کرے ایسا تو میں ہونے نہیں دوں گی۔" نوشین نے پیچ و تاب کھاتے ہوئے دل ہی دل میں کہا اور علی کے ساتھ ہو لی وہ سب کو اپنا گھر دکھا رہا تھا' سب بہت خوش تھے۔ رائنل تو بہت زیادہ حیران بھی تھی کہ ایسا گھر تو اس نے سپنوں میں بھی دیکھا تھا اور آج وہ گھر سپنوں کا محل اس کے سامنے تھا اس خوب صورت محل کی وہ کھڑی تھی شہزادے کی ہمراہی میں اس محل کا جائزہ لے رہی تھی۔

"ہیلو نگی۔" زاہد ماموں کے بیٹے خرم نے نگین کو لان میں ٹہلتے دیکھا تو وہیں چلا آیا۔ اسے علی نے ہی فون کر کے بلایا تھا۔ علی سے اس کی دوستی اور بے تکلفی تھی' خرم ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کر رہا تھا۔

"ارے خرم بھائی آپ یہاں آپ کو بھی علی بھائی نے انوائیٹ کیا ہے؟" نگین نے اسے دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں انہوں نے مجھے فون کیا تھا کہ آپ لوگ آ گئے ہیں تو میں بھی چلا آیا ویسے میں دعوت کھانے نہیں آیا۔"

"تو گھر دیکھنے آئے ہیں؟"

"نہیں میں تمہیں دیکھنے آیا ہوں۔" خرم نے اس کے دلکش چہرے پر نگاہیں مرکوز رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"ہم..... مجھے کیا ہوا ہے؟ اچھی بھلی تو ہوں۔" وہ گھبرائی۔

"اسی لیے تو دیکھنے آیا ہوں کہ تم اچھی بھلی تو ہو اور کیا چاہیے؟" وہ معنی خیز بات اور لہجے سے اسے کنفیوز کر رہا تھا۔

"کسے کیا چاہیے؟"

"مجھے ایک لڑکی پسند آ گئی ہے میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا میں اس قابل ہوں کہ کوئی تم جیسی پیاری لڑکی مجھے اپنا جیون ساتھی بنانے کے لیے پسند کرے۔" خرم نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے معنی خیز لہجے میں کہا تو وہ دھیرے سے ہنس کر پوچھنے لگی۔

"آپ کو اپنی قابلیت پر شک کیوں ہے؟"

"شک تو نہیں ہے پھر بھی تم ایک لڑکی ہو لڑکوں کے ساتھ پڑھتی بھی ہو تمہیں زیادہ پتا ہوگا کہ ایک لڑکی کیسے لڑکے کو پسند کرتی ہے۔ کیا خوبیاں ہونی چاہئیں ایک لڑکے میں کہ اسے کوئی لڑکی اپنا جیون ساتھی چن لے؟"

"ہوں تو یہ بات ہے۔" نگین ہنس پڑی۔

"ہاں بتاؤ نا' میں کیسا ہوں؟" نگین نے اس کا سر سے پاؤں تک جائزہ لیا' گندمی رنگت' اونچا لمبا قد' دلکش نین نقش کا مالک تھا خرم مونچھوں کے ساتھ تو اس کی شخصیت خاصی سوبر اور بارعب دکھتی تھی۔

"آپ خاصے ہینڈسم اور گڈلکنگ ہیں' بظاہر تو آپ کو ریجیکٹ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہاں اگر بات خوبیوں کی ہو تو ایک مرد میں شوہر میں اتنی جرأت' طاقت ہونی چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو تحفظ دے سکے' کسی دوسری لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی نہ دیکھے ورنہ....." وہ کہتے کہتے رک گئی' خرم جو اسے بڑی محبت سے دیکھ اور سن رہا تھا اس کے خاموش ہونے پر چونک کر بولا۔

"ورنہ کیا؟"

"اگر میرا شوہر ایسی حرکت کرے گا تو میں تو اس کی

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

آنکھیں پھوڑ دوں گی۔" تمکین نے تیزی سے جواب دیا۔
"اور اگر تمہارا شوہر صرف تمہاری طرف ہی دیکھتا رہے تو پھر۔"
"پھر تو میں اللہ کا شکر ادا کروں گی کہ اس نے مجھے اتنا لونگ ہسبنڈ دیا۔ آپ بتائیں کون ہے وہ لڑکی کیسی ہے؟ کیا میں اسے جانتی ہوں؟" تمکین نے مسکراتے ہوئے پوچھا وہ دونوں چلتے ہوئے اندر کوریڈور میں آ گئے تھے۔
"ہاں تم اسے جانتی بھی ہو پہچانتی بھی ہو اور وہ لڑکی بہت اچھی ہے مجھے تو بہت خوب صورت لگتی ہے۔"
"لگتی ہے کیا مطلب؟ وہ خوب صورت ہے نہیں مگر چونکہ آپ اس لڑکی کو پسند کرتے ہیں اس سے محبت کرتے ہیں اس لیے وہ آپ کو خوب صورت لگتی ہے؟" تمکین نے اسی تیزی سے کہا تو وہ ہنس پڑا۔ وہ اب کوریڈور کے اینڈ پر لگے وال مرر کے سامنے کھڑے تھے۔
"نہیں وہ خوب صورت ہے میرا انتخاب کوئی ایسا ویسا تو نہیں ہو سکتا نا۔" وہ اتراتے ہوئے بولا تو تمکین ہنس دی۔
"اوہو...... تو اتنا اعتماد ہے اپنے انتخاب پر تو ہمیں بھی دکھا دیں نا ہم بھی تو دیکھیں وہ کون سی حور پری ہے جس نے آپ کا دل چرا لیا ہے۔"
"میں جانتا ہوں پھر بھی چاہتا ہوں کہ......
تم آئینہ دیکھ کے بتاؤ میرا انتخاب کیسا ہے؟"
خرم نے اسے دیکھتے ہوئے آئینے کی طرف اس کا رخ کر کے یہ شعر پڑھا تو اس پر جیسے حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے وہ آئینے میں کبھی اپنی صورت دیکھ رہی تھی اور کبھی خرم کی شکل کو تک رہی تھی۔ کیا کوئی شخص اسے یوں بھی چاہ سکتا ہے؟ کیا وہ اس قابل تھی کہ اسے یوں چاہا جاتا؟ اتنا مان دیا جاتا؟ وہ سوچوں میں گم تھی جب ہی خرم نے دوبارہ پوچھا۔
"بتاؤ میرا انتخاب کیسا ہے؟"
"لاجواب...... زبردست...... خوب صورت ہے آپ کا انتخاب۔" رانگل اور نوفل کی آواز ایک ساتھ ان دونوں کے کانوں میں پڑی تو وہ دونوں ہی ٹھٹکا گئے تھے۔
"اف...... ٹھہر جاؤ تم دونوں ڈرا کے رکھ دیا مجھے۔"

تمکین نے انہیں جھانکتا دیکھ کر کہا خرم کو تمکین کے ڈرنے اور دل تھام کر اس طرح انہیں ڈپٹنے پر ہنسی آ گئی۔ وہ دونوں بھی ہنس دیے۔
"بتاؤ نا تکی پلیز ٹرسٹ می میں تمہیں کبھی دھوکہ نہیں دوں گا کسی دوسری لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھوں گا۔ جب بھی دیکھوں گا تمہاری اجازت سے دیکھوں گا پرامس۔" خرم نے پھر سے اسے دیکھتے ہوئے لگن اور محبت بھرے لہجے میں کہا تو تمکین کا دل اس کی باتوں پر یقین کر لینے کو چاہا۔ اس کے آخری جملے پر تو وہ بے ساختہ ہنس پڑی۔
"تو پھر میں تمہاری طرف سے ہاں سمجھوں۔"
"کس سلسلے میں؟" تمکین نے ہنسی روکتے ہوئے اسے دیکھا۔
"میں تمہارے ساتھ اپنی ساری زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے شادی کرو گی؟"
"اس کا فیصلہ ڈیڈی کریں گے آپ ان سے بات کریں۔" تمکین نے مشرقی لڑکیوں کی طرح نظریں جھکا کر کہا۔
"ان سے تو امی ابو بات کریں گے ہی میں تمہاری مرضی جاننا چاہتا ہوں۔" خرم نے سنجیدگی سے کہا۔
"میری مرضی وہی ہوگی جو میرے ڈیڈی کی مرضی ہوگی۔" تمکین نے بہت صاف گوئی اور سنجیدگی سے اسے جواب دیا اور رانگل کی طرف بڑھ گئی۔
"فیصلہ تو تکی جی میں کر چکا ہوں شادی ہوگی اور تم ہی سے ہوگی۔" خرم نے اسے جاتے دیکھ کر دل میں کہا۔ اسے تمکین کا یہ انداز بہت اچھا لگا تھا کہ اس نے اپنے ڈیڈی سے بات کرنے کا کہہ کر اپنی مشرقیت کا ثبوت دیا تھا۔ وہ دہاب احمد سے مل کر واپس چلا گیا۔
"ہمارے گھر میں ہم سے ہی پردہ اٹس ناٹ فیئر مائی ڈیئر۔" علی نے رانگل کو اسٹڈی روم میں اکیلے دیکھتے ہی گلہ کیا۔
"وہ میں آپ کا گھر دیکھ رہی تھی ماشاء اللہ بہت پیارا

ہے۔" رانیل نے اسے دیکھتے ہوئے قدرے جھجکتے اور شرمیلے لہجے میں کہا۔

"یہ گھر میرا نہیں تمہارا ہے میں نے اس گھر کے پیپرز تیار کروالیے ہیں یہ گھر قانونی طور پر تمہارے نام کردیا ہے' وکیل آنے والا ہے تم پیپرز پر سائن کردینا۔" علی نے اسے تفصیل بتائی تو وہ اتنی محبت' پذیرائی مان اور احترام واہمیت ملنے پر رب کے حضور شکر بجالائی۔

"میرے نام کیوں کیا؟"

"تمہیں اپنا بنالیا ہے اپنے نام کرلیا ہے شرعاً قانوناً تو اپنا سب کچھ تمہارے نام کیوں نہ کروں؟ رانیل جان! میرا جو کچھ بھی ہے اب تمہارا ہے۔" وہ محبت سے بولا۔

"علی......" رانیل نے بے اختیار آگے بڑھ کر اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے ہالے میں لیا اور پھر اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر سر اس کے کشادہ اور محبت بھرے سینے پر رکھ کر خوشی سے رودی۔

"تمہارا یہ بے اختیارانہ' معصوم اور پیار بھرا انداز مجھے پاگل اور بے خود کردیتا ہے رانیل' لو یو سو مچ...... سویٹ ہارٹ۔"

"آپ اتنے اچھے کیوں ہیں' مجھ سے اتنا پیار کیوں کرتے ہیں؟ مجھ پر اتنا اعتبار کیوں کرتے ہیں؟"

"اچھا اس لیے ہوں کہ تم سے پیار کرتا ہوں' تم پہ اعتبار کرتا ہوں' یہ جو تمہارا خوب صورت پیارا سا چہرہ ہے نا اس میں بلا کی معصومیت ہے' یہ خود بخود انسان کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اس چہرے کی پاکیزگی اور معصومیت میں جو کشش ہے یہ آپ ہی آپ تمہارا اعتبار قائم کرنے لگتی ہے۔ تمہاری آنکھوں میں جب بھی دیکھتا ہوں ڈوبنے لگتا ہوں۔" علی نے اس کی آنکھوں کو چوم لیا' رانیل کے روم روم میں آگ سی سرایت کرگئی تھی۔ دل پورے بدن میں دھڑکتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔

"اف......! آپ تو بہت رومینٹک ہیں۔ میں تو سمجھتی تھی کہ آپ بہت غصے والے اور خشک مزاج' ان رومینٹک پرسن ہیں مگر آپ تو......" وہ شرماتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ کر ہنس دی وہ بھی ہنس دیا۔

"مجھ پر بھی یہ انکشاف تم سے مل کر ہی ہوا ہے کہ میرے اندر اتنا پیار بھرا ہے اور میں اتنا رومینٹک بھی ہوسکتا ہوں' یہ تو مجھے خود کو بھی نہیں معلوم تھا' تمہارے ساتھ ہوتا ہوں تو میں ساری دنیا کو بھول جاتا ہوں۔" وہ اس کے چہرے کو نرمی سے چھوتے ہوئے شہد آگیں لہجے میں بولا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ کچھ برا ہونے والا ہے۔" وہ ایک دم سے افسردہ ہوکر بولی۔

"برا کس کے ساتھ؟"

"شاید میرے ساتھ۔" رانیل نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا تو علی نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے اپنے وجود میں سمو لیا جیسے وہ اسے ہر آفت سے بچانا چاہتا ہو' ہر طوفان سے محفوظ رکھنے کی کوشش کررہا ہو شاید...... مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ جو طوفان آنا ہوتا ہے آکے رہتا ہے پھر کوئی بند کوئی آڑ کوئی رکاوٹ اس طوفان کا راستہ نہیں روک سکتی۔

❁❁......❁❁......❁❁

"انشین اور تیمور حسن آرہے ہیں' بہتر ہے کہ علی اور رانیل کی جو زبردستی کی میرج ہوئی تھی وہ ختم کردی جائے۔" نوشین نے وہاب احمد کو لاؤنج میں اکیلے بیٹھے دیکھ کر بات شروع کی۔ نوفل' تمکین اور رانیل لان میں بیڈمنٹن کھیل رہے تھے۔

"یہ شادی ختم نہیں ہوگی۔" وہاب احمد نے ٹی وی چینل پر نظر دیکھتے ہوئے جواب دیا' ان کا اطمینان بلا کا تھا۔

"کیا مطلب' ختم نہیں ہوگی؟" وہ شادی وہ نکاح وقتی اور عارضی تھا۔ زبردستی اس رانیل کو آپ نے علی کے سر منڈھ دیا تھا اور مجبوراً علی نے یہ نکاح کرلیا تھا آپ کی عزت کے لیے۔" نوشین نے تیز اور سپاٹ لہجے میں کہا تو وہ اسی اطمینان سے بولے۔

"علی اور رانیل یہ رشتہ ختم کرنا نہیں چاہتے۔ علی کو رانیل سے علیحدگی نہیں چاہیے میں نے دیکھا ہے وہ رانیل کے ساتھ بہت خوش رہتا ہے۔"

"علی بے چارہ تو مروت میں مارا گیا وہ رانیل کے

ساتھ خوش نہیں رہ سکتا وہ اسے اچھی طرح جانتا ہے۔"

"یہی تو! وہ رائنل کو اچھی طرح جانتا ہے اسی لیے وہ اسے کبھی نہیں چھوڑے گا۔" وہاب احمد نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیسے نہیں چھوڑے گا؟ میری شروع سے ہی خواہش تھی کہ علی میرا داماد بنے میری نگی اس کی دلہن بنے۔"

"علی تمہارا داماد بن گیا ہے اگر سمجھو تو رائنل بھی تمہاری ہی بیٹی ہے اور نگی کے لیے ایک دو بہت اچھے رشتے ہیں میری نظر میں اس کی تم فکر مت کرو۔"

"کیسے فکر نہ کروں؟" نوشین نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور رائنل میری بیٹی نہیں ہے میں کیوں سمجھوں ہاں بہو ضرور بنالوں گی علی اسے طلاق دے گا تو اپنے بیٹے ذوالنون سے بیاہ لاؤں گی اسے اور اس پر تو نوشین اور تیمور کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"سنو! امام ڈیڈی رائنل کی بات کررہے ہیں۔" نوفل اندر پانی پینے آرہا تھا ان کی گفتگو سن کر رائنل اور تمکین کو بھی چپکے سے بلا لایا۔ رائنل کا تو دل گھبرا رہا تھا یہ سوچ کر کہ اس کے بارے میں نوشین آنٹی کیا کرنے کا پلان بنا رہی ہیں؟

"مگر مجھے اعتراض ہے۔" وہاب احمد نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اور زبردستی اور عارضی شادی کیا ہوتی ہے؟ یہ کوئی گڑیا گڈے کا کھیل نہیں ہے کہ آج گڑیا کسی ایک آدمی کے ہاتھ میں تھمادی تو کل کسی اور کے ہاتھ میں دیدی جائے۔ شرعاً اور قانوناً رائنل اور علی آپس میں میاں بیوی ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ماشاء اللہ بہت خوش ہیں۔"

"مگر میں خوش نہیں ہوں اور مجھے یہ شادی یہ نکاح ہر صورت ختم کرانا ہے۔" نوشین نے سپاٹ اور تیز لہجے میں کہا۔ رائنل کا دل کانپ گیا تمکین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے حوصلہ دیا۔

"یہ نکاح تم نے ہی زبردستی کروایا تھا ایک ڈرامہ ایک تماشا کری ایٹ کرکے یاد ہے۔" وہاب احمد نے اسے یاد دلایا۔

"مجھے سب یاد ہے۔"

"تو بس یہ بات اب یہیں ختم کردو علی رائنل کو طلاق کبھی نہیں دے گا۔" وہاب احمد نے فیصلہ سنا دیا۔

"خدانخواستہ اگر ایسا ہوا بھی تو بھی تم ذوالنون سے رائنل کی شادی نہیں کرسکو گی میں ایسا نہیں کرنے دوں گا تمہیں۔"

"مجھے آپ کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ چلا کر بولیں۔

"نوشین بیگم! بات میری اجازت کی نہیں ہے مذہب کی اجازت کی ہے اور ہمارا مذہب ایک بھائی کی شادی اس کی بہن سے کردینے کی اجازت ہرگز نہیں دیتا۔" وہاب احمد کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ نوفل تمکین اور رائنل کے سر پہ ایٹم بم کی طرح پھٹے تھے تینوں ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے جبکہ نوشین بھی ہیں تاؤ کھا رہی تھیں۔

"کیا..... کیا کہا آپ نے؟ رائنل اور ذوالنون بہن بھائی......"

"ہاں بہن بھائی۔" وہاب احمد نے ٹی وی ریموٹ کنٹرول سے آف کردیا۔

"وہ کزن ہیں خالہ زاد بہن بھائی ہیں سگے بہن بھائی نہیں ہیں آپ کے دل میں تو رائنل کی محبت شروع سے ہی رہی ہے اور ہوگی بھی کیوں نہیں؟ آخر وہ اس افشین کی اولاد ہے جسے آپ اپنی بیوی بنانے کی خواہش پوری نہ کرسکے۔" نوشین نے بہت تلخ اور طنزیہ لہجے میں کہا تو وہاب احمد اپنا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے کھڑے ہوگئے اور نوشین کے غصے سے تپے چہرے کو دیکھتے ہوئے سنجیدہ اور سپاٹ لہجے میں بولے۔

نوشین بیگم! آپ میں سننے کی تاب ہو تو کچھ عرض کروں؟" جواب میں نوشین کچھ بولی نہیں بلکہ الجھن آمیز اور استفہامیہ نظروں سے ان کا چہرہ تکنے لگی چند لمحے وہ چھت کو دیکھتے رہے جیسے خود کو کمپوز کررہے ہوں۔ وہ ماضی کی کتاب کھول کر کچھ اوراق پڑھ کر نوشین کو سنانا چاہتے تھے۔ انہوں نے گہرا اور طویل سانس لبوں سے خارج کیا

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

اور پھر سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہنے لگے۔

"تمہیں یاد ہے تم اپنی سگی بہن افشین سے کس قدر جیلس تھیں کیونکہ وہ تم سے زیادہ خوب صورت تھی ذہین' سگھڑ' سلیقہ مند اور با اخلاق بھی' خاندان بھر میں سب اس کی تعریف کرتے تھے اور اسے اپنے گھر کی بہو بنانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔"

"ہاں اور ایسا ہی ایک خواب آپ نے بھی دیکھا تھا۔" نوشین نے طنز کا نشتر چلایا تو وہ ایمان داری سے بولے۔

"ہاں دیکھا تھا مگر میں خوابوں کی دنیا میں رہنے کا قائل نہیں ہوں' حقیقت پسند آدمی ہوں اور راضی بہ رضا رہنے کی کوشش کرتا ہوں' اسی لیے جب امی ابو نے افشین کی بات تیمور سے طے ہوتے دیکھی تو میرے لیے انہوں نے تمہارا رشتہ مانگ لیا تھا کیونکہ ان کے خیال میں ان کی دونوں بھانجیاں ایک جیسی تھیں' انہیں تو اپنی بہن کے گھر بیٹے کا رشتہ کرنا تھا پھر وہ لڑکی افشین ہوتی یا نوشین انہیں اس سے کچھ زیادہ فرق نہیں پڑتا تھا اور میں نے بھی ان کے اس فیصلے کو تسلیم کرلیا تھا۔ تقدیر کے لکھے کے سامنے سر جھکا دیا تھا اور تمہیں دل سے اپنی زندگی میں شامل کرلیا تھا مگر بہت جلد ہی تم نے مجھے اپنے رویے سے سمجھا دیا تھا کہ تم تیمور حسن سے شادی کرنا چاہتی تھیں بلکہ شاید تمہیں یاد ہو تم نے خود مجھے بتایا تھا کہ تمہیں افشین پر غصہ ہے کیونکہ اس نے تمہاری پسند اور محبت کو اپنا شریک سفر بنالیا تھا۔ حالانکہ اس میں افشین کا کوئی عمل دخل نہیں تھا بات بڑوں کے بیچ طے ہوئی تھی اور سب سے بڑھ کر اوپر والے نے ان دونوں کا جوڑا بنا رکھا تھا' پھر بھلا انہیں ایک ہونے سے کون روک سکتا تھا؟"

"مگر تمہاری سمجھ میں یہ بات آج تک نہیں آئی اور تم آج تک غصے' بدلے' احساس محرومی اور انتقام و حسد کی آگ میں جل رہی ہو اور رانیل کی صورت میں تمہیں افشین اور تیمور کو دکھ دے کر ان سے انتقام لینے کا موقع مل گیا ہے..... ہے نا یہی بات۔" وہاب احمد نے ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو انہوں نے نگاہیں پھیر لیں۔ وہاب احمد نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے اپنی محبت اور توجہ سے تمہیں اپنا بنانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن ناکام رہا کیونکہ تم نے دل سے کبھی مجھے شوہر کا درجہ ہی نہیں دیا تھا' شوہر کی حیثیت سے مجھے قبول ہی نہیں کیا تھا تو پھر بھلا تم مجھے محبت اور عزت کیسے دیتیں؟ تم نے اپنی توجہ گھر سے باہر مرکوز کرلی۔ مجھ پر توجہ دینے کی تمہیں کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی اور تم نے ایک شادی شدہ عورت ہونے کا' بیوی ہونے کا احساس بھی نہیں کیا اپنا فرض کبھی نہیں نبھایا' میں نے بھی صبر کرلیا تھا کیونکہ میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں' رشتے تو دل سے نبھائے جاتے ہیں' بے دلی سے نہیں۔ یہ بھی قسمت کی مہربانی تھی کہ اس نے مجھے باپ بننے کا شرف بخشا اور یہ اولاد نہ ہوتی تو میں تو کب کا تنہائی کا زہر پیتے پیتے مر گیا ہوتا...... افشین کے ہاں پہلی اولاد بیٹا پیدا ہوا اور تمہیں اللہ نے نگین کی صورت میں خوب صورت سی بیٹی سے نوازا تھا' نگین نبیل سے دو ماہ چھوٹی ہے۔ اللہ نے بیٹی کی صورت میں ہمیں اپنی رحمت سے نوازا تھا اور تم نے اللہ کی اس رحمت پر خوش ہونے اور اللہ کا شکر بجا لانے کی بجائے گھر میں میت جیسا سوگ پھیلا دیا تھا۔ اپنی بچی کو ٹھیک سے دیکھا تک نہیں تھا' اسے فیڈ تک کرانے سے انکار کردیا تھا اور دوسری بار تمہیں چیک اپ اور ٹیسٹ وغیرہ کرانے پر معلوم ہوا کہ تم دوسری بار بھی بیٹی کو جنم دینے جارہی ہو تو تمہاری بے کلی اور بے چینی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور تم نے ایک گھناؤنا کھیل کھیلنے کی پلاننگ کی۔"

"کیسا کھیل کہنا کیا چاہ رہے ہیں آپ؟" نوشین نے سٹپٹا کر پوچھا ادھر وہ تینوں دم سادھے کھڑے سن رہے تھے کہ یہ کیسے کیسے انکشافات ہو رہے تھے آج ان پر جو انہیں گہرے صدمے اور کرب میں مبتلا کررہے تھے۔

"سنتی جاؤ آج اگر تم نے مجھے مجبور کر ہی دیا ہے تو سب کچھ سننا پڑے گا تمہیں۔ آج تمہیں آئینہ دکھانے کا وقت آگیا ہے نوشین بیگم!" وہاب احمد نے سنجیدہ اور سپاٹ لہجے میں کہا تو وہ بے چینی سے پہلو بدلنے لگیں' ان کے

چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک رنگ جا رہا تھا۔

"تم نے اپنے گھناؤنے کھیل کے لیے ہاسپٹل کی ایک نرس کو اعتماد میں لیا اور اسے پچاس ہزار روپے دینے کا لالچ دے کر یہ طے کیا کہ جب تمہارے ہاں بچی پیدا ہو تو وہ بڑی ہوشیاری اور راز داری سے تمہاری بچی کو کسی کے نومولود بیٹے سے بدل دے۔"

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم؟" نوشین غصے اور خوف سے چلا اٹھیں۔

"یہ بکواس نہیں ہے نوشین بیگم! یہ وہ حقیقت ہے جو پچھلے انیس سال سے میں نے سب سے چھپا رکھی تھی۔ تم اپنی بہن سے حسد میں اس حد تک چلی گئیں کہ تمہیں اس پر بھی غصہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیٹے سے کیوں نوازدیا؟ اور تم اتنی بے حس اور پتھر دل ہو گئیں کہ تمہیں یہ احساس ہی نہیں ہوا کہ تم نے اپنی جس ننھی اور لاڈلی بچی جسے تم نے نو ماہ تک اپنی کوکھ میں رکھا' تکلیف جھیل کر اسے پیدا کیا' اسے تم بنا دیکھے کسی غیر کی جھولی میں ڈالنے جا رہی ہو وہ بھی ہمیشہ کے لیے۔"

"او مائی گاڈ......!" تمکین نے سر پکڑ لیا۔

"خاموش ڈیری کرونگی۔" نوفل نے صدمے سے کہا۔

"وہ نرس کون ہے؟" رانیہ کی زبان سے پھسلا۔

"وہ تو قدرت کی مہربانی تھی کہ میں نے تمہاری باتیں سن لیں' تمہارے ارادے بھانپ گیا تھا اور میں نے اس نرس سے بھی سارا سچ اگلوا لیا تھا اور نرس کو تمہاری بات ماننے سے باز رکھا تھا' پولیس کی دھمکی پر وہ ایسا کچھ نہیں کر سکی تھی۔"

"اس کا مطلب ہے ذوالنون میرا بیٹا ہے اسے میں نے جنم دیا تھا۔" نوشین کو اپنی ساری پلاننگ یاد آ گئی اور اب یہ انکشاف اسے عجیب سی خوشی بھی دے رہا تھا کہ اس نے ہی ذوالنون کو جنم دیا ہوگا۔

"ہرگز نہیں۔" وہاب احمد نے اس کی بات کی نفی کرتے ہوئے مزید حیرت انگیز انکشافات کیا۔

"تمہاری اس بے حسی کے پیش نظر میں نے افشین اور تیمور بھائی سے مدد لی' خدا کا شکر ہوا کہ وہ دونوں ہی معاملے کی نزاکت اور سنگینی کو سمجھ گئے اور انہوں نے اپنا بیٹا جو اسی دن پیدا ہوا تھا یاد ہے نا ایک ہی دن تم دونوں بہنوں نے بچوں کو جنم دیا تھا۔ افشین نے اپنا بیٹا تمہاری جھولی میں ڈال دیا اور ہماری بیٹی کو انہوں نے اپنی آغوش محبت میں سمو لیا۔ وہ رانیہ جسے تم نفرت سے دیکھتی ہو' جسے تم ذلیل کرنے اور دکھ پہنچانے کے منصوبے بناتی ہو وہ معصوم رانیہ تمہاری سگی بیٹی ہے' اسے تم نے جنم دیا تھا۔ نوشین بیگم! تم ہو اس معصوم بچی کی سگی ماں۔"

"یہ سب جھوٹ ہے' بکواس ہے میں نہیں مانتی ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" نوشین کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے اور ساتھ ہی ساتھ ان کے پیروں تلے سے زمین بھی کھسکتی محسوس ہوئی۔ وہاب احمد کے اس انکشاف کو سن کر اس کی بازی اسی پر پلٹ سکتی تھی۔ یہ وہ ماننے کو تیار نہیں تھیں۔

"یہی سچ ہے بیگم! اور افشین آ گئیں گے تو بے شک ان سے پوچھ لینا' چاہو تو رانیہ کا اور اپنا ڈی این اے ٹیسٹ بھی کروا لینا اور بھی ثبوت ہیں ہمارے پاس جو اس حقیقت کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر سکتے ہیں۔"

"نہیں...... میں اپنی مما کی بیٹی ہوں۔" رانیہ پر تو ان انکشاف نے صدمات کے پہاڑ توڑ دیے تھے وہ بے ہوش ہونے لگی تھی۔ نوفل اور تمکین اسے پکڑ کر وہیں لے آئے۔ وہاب احمد انہیں دیکھ کر سمجھ گئے کہ وہ ساری باتیں سن چکے ہیں۔ انہوں نے دکھ سے رانیہ کو دیکھا اور تمکین سے کہا۔

"بہن کو سنبھالو رانیہ بیٹھ جاؤ۔" تمکین اور نوفل نے رانیہ کو صوفے پر بٹھا دیا۔ نوفل اس کے لیے پانی لے آیا۔ رانیہ نے بمشکل دو گھونٹ پیے' وہ دونوں بھی اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔

"نوشین بیگم! تم نے بے حسی اور بے نیازی کی انتہا کر دی' تمہیں اتنے برسوں میں کبھی یہ خیال بھی نہیں آیا کہ تم نے اپنی بچی کو کسی غیر کی جھولی میں ڈالنے کا جو فیصلہ کیا تھا وہ کتنا غلط تھا۔ یا وہ بچی جو تمہارے وجود کا حصہ تھی کہاں ہے...... کس حال میں ہے...... کبھی بھی خیال نہیں آیا

تمہیں؟ احساس کا کوئی پل نہیں گزرا تمہاری زندگی کے ان انیس برسوں میں؟ ممتا کا مس نہیں جاگا کبھی اس معصوم بچی کے لیے تمہارے دل میں؟ تم نے تو کبھی یہ جاننے کی کوشش بھی نہیں کی کہ وہ معصوم بچی کیسی زندگی گزار رہی ہوگی؟ وہ زندہ بھی ہوگی یا...... افسوس صد افسوس! تم اچھی بیوی بن سکیں اور نہ ہی اچھی ماں ثابت ہوئیں۔ تم تو عورت کہلائے جانے کے لائق بھی نہیں ہو۔ تمہاری بے پروائی، غیر ذمے داری اور عدم دلچسپی اور فضول ایکٹویٹیز کی وجہ سے تلمین اور نوفل بھی بگڑ گئے۔ غلط راستے پر چل نکلے، جس پر انہوں نے اپنی ماں کو چلتے دیکھا تھا۔ تم نے اپنی بہن سے حسد میں ایک معمولی سی بات کے پیچھے اپنی ہی زندگی بے سکون کرلی، اپنی ہی اولاد کو آوارہ اور گمراہ کردیا۔ اپنا ہی گھر خراب کرلیا۔ شکر ہے اللہ کا کہ اس بچی رانئیل کی بدولت ہی آج تمہارے گھر کی عزت بچی ہوئی ہے۔ آج تمہاری بیٹی اور بیٹا راہ راست پر آ گئے ہیں۔ صحیح غلط کا فرق سمجھ گئے ہیں۔ اپنی غلطیوں پر شرمسار ہیں اور اب صحیح سمت چل پڑے ہیں اور شکر الحمدللہ کے ذوالنون تمہارے نقش قدم پر نہیں چلا، شاید اس لیے کہ وہ بچپن سے ہی افشین اور تیمور کے زیر سایہ رہا۔ اس پر ان کی تربیت کا محبت و شفقت کا اثر ہے ورنہ اگر وہ بگڑ جاتا تو میں افشین اور تیمور بھائی سے کبھی نظریں نہ ملا پاتا اور یہی شکر ہے کہ میں نے رانئیل کو افشین کی گود میں دے دیا تھا۔ آج ماشاءاللہ یہ ایک سلجھی ہوئی، سمجھدار اور نیک سیرت بیٹی کے روپ میں ڈھل کر ہمارے سامنے آئی ہے۔"

"اوہ اب بھی کیا آپ نے رانئیل کو اپنا سر پہ کیوں چڑھایا؟ اور یہ آپ کو ڈیڈی کیوں کہتی ہے؟ بیٹی ہے؟" نوشین نے حیرت، صدمے اور شرم سے چوری پکڑے جانے کے احساس و غصے سے کانپتی آواز میں کہا۔

"ہاں میں نہیں چاہتا تھا کہ میری بیٹی مجھے انکل کہے۔" وہاب احمد نے رانئیل کے سر پر دست شفقت رکھ کر جواب دیا۔ رانئیل کا ضبط اور حوصلہ جواب دے گیا تھا۔ وہ ان سب کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی سو وہاں سے اٹھی اور تیزی سے بھاگتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف گئی۔

"رانئیل!" تلمین اور نوفل بھی اس کے پیچھے دوڑے۔

"افسوس! تمہاری بے حسی کی وجہ سے آج مجھے اپنی بیٹی کو دکھی کرنا پڑا۔ اسے کتنا شاک لگا ہوگا یہ جان کر کہ اس کی سگی ماں نے اسے انتقام کا نشانہ بنایا، اس کے کردار کو داغدار کرنے کی کوشش کی، میری بیٹی کے لیے یہ دکھ کم نہیں ہوگا۔ تمہاری خود غرضی اور بے حسی کی وجہ سے مجھے آج یہ سب کچھ بتانا پڑا تاکہ تم بہن بھائی کی شادی کا شوشہ چھوڑ دو، ذوالنون کے دل میں ایسا کوئی خیال ڈال کر گناہ کا ارتکاب کر بیٹھو اور جس بیٹے پر تمہیں فخر ہے ناز ہے وہ تمہاری اس بہن کی اولاد ہے جسے تم حسد، نفرت اور غصے کی نگاہ سے دیکھتی ہو۔ جس کے لیے تمہارے دل میں خوامخواہ کا حسد بغض اور انتقام بھرا ہے، کبھی سوچا ہے تم نے کہ یہ سب کرکے تمہیں کیا ملا؟" وہاب احمد نے تاسف اور دکھ سے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ وہ غصے میں ساڑھی کا پلو ہاتھ پر لپیٹ رہی تھیں۔

"بتاؤ نوشین بیگم! کون سے تمغے اور میڈل جیتے لیے تم نے اپنے جیتے پر؟ کامیابی کے کون سے جھنڈے گاڑھے ہیں تم نے؟ خود ساختہ انا، بے جا حسد اور اندھے انتقام کی اس جنگ میں کہاں فتح نصیب ہوئی ہے تمہیں...... کیسی جنگ تھی یہ تمہاری کہ جس میں دوسرے فریق کو خبر ہی نہیں ہے کہ وہ تمہارا مقابلہ کرنے کی تیاری کرے کیونکہ تم اسے اپنا حریف اور دشمن سمجھ ہو کس کے ساتھ لڑتی رہیں تم؟ اپنی ہی بہن سے وہ بہن جو تمہارے لیے اپنے دل میں محبت اور خلوص کے خزانے رکھتی ہے اور اس مخلص کو نہ پانے کا غصہ نکالتی رہیں تم، ہم سب پر جو کبھی تمہارا تھا ہی نہیں، جس نے کبھی تمہاری طرف دیکھا ہی نہیں تھا۔ وہ جسے چاہتا تھا جس کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا تھا، وہ تو ماشاءاللہ آج تک اس کے ساتھ خوش ہے اس کی ہمراہی میں ایک خوش گوار اور پرسکون کامیاب ازدواجی زندگی گزار رہا ہے۔ تمہاری دشمنی تو یک طرفہ تھی نوشین بیگم! انہوں نے تو تمہیں کبھی اپنا دشمن سمجھا ہی نہیں، سوچو! جو محبت میں تمہاری

بیٹی کو اپنی بیٹی بنا کر رکھ سکتے ہیں اسے ہم سے زیادہ محبت اور اچھی تربیت دے سکتے ہیں سوچو ذرا کہ اگر وہ دشمنی نبھانے پر آجائیں گے تو کیا کریں گے؟ راحیل کے ساتھ یہاں کیا ہوا تمہیں یہاں آکر سب پتا چل جائے گا پھر ان کا ردعمل دیکھنا تم اور اپنے اعمال دیکھنا۔ تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آیا' نوشین بیگم' تمہارے ہاتھ آج بھی خالی ہیں' اس سارے کھیل میں تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آیا' سوائے اکیلے پن اور پچھتاوے کے...... تم نے خود ہی یہ کھیل شروع کیا اور پھر خود ہی یہ کھیل تم ہار بھی گئیں اور اکیلی رہ بھی گئیں۔ اوپر والے کی پلاننگ نے تمہاری پلاننگ کو کیسا ناکام کیا ہے دیکھ لیا تم نے۔ تمہاری ناشکری اور حسد کی عادت نے تمہیں کیا دن دکھائے' مجھے بزنس میں نقصان ہوا' گھر بیچنا پڑ گیا' اللہ نے تو تمہیں خبردار کیا تھا کہ حسد اور غرور سے باز آجاؤ' مگر تم نہیں مانیں' تمہیں سمجھ نہیں آئی' جس سے دشمنی اور نفرت ہے تمہیں پچھلے ڈھائی برس سے تم اسی کے گھر میں مہارانی بن کر رہ رہی ہو یہ جو عیش ہو رہے ہیں یہ اسی افشین اور تیمور کی محبت اور مہربانی ہے کہ انہوں نے نہ صرف ہمیں اپنا گھر رہنے کو دیا بلکہ مجھے بزنس میں بھی سہارا دیا اور ایک پیسہ تک واپس نہیں مانگا۔ نوشین بیگم وہ تمہارے دشمن نہیں ہیں تمہارے محسن ہیں' تم تو مر کے بھی ان کا قرض نہیں چکا سکتیں' تم تو ایسی بد نصیب ماں ہو کہ اپنی بیٹیوں کو اپنے دودھ کا واسطہ بھی نہیں دے سکتیں' یہ فرض بھی افشین نے ادا کر دیا تھا' اسی افشین نے جسے تم نے کبھی خوش دیکھنے کی تمنا نہیں کی ہوگی' ایک سراب کے پیچھے تم نے اپنی' ہم سب کی زندگی خراب کر دی اور اب تم عذاب جھیل رہی ہو پچھتاووں کے عذاب' ہو پچھتاووں کے اس عذاب سے اگر تم بچنا چاہتی ہو تو اللہ سے معافی مانگ لو پہلے تو تم نے کبھی کچھ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اب تو تمہیں سمجھ جانی چاہیے۔ اس سے پہلے کہ معافی اور توبہ کا وقت بھی گزر جائے' تمہیں اپنا احتساب کر لینا چاہیے' گزرے وقت کی کہانی اور موجودہ حالات کو مدنظر رکھو اپنا احتساب اور تجزیہ ایمان داری سے کرو گی تو تمہیں اپنا قصور اپنی غلطی اور بے حسی صاف نظر آجائے گی' معافی مانگ لو رب سے نوشین بیگم! اور یہ حقیقت مان لو کہ رشتے آسمانوں پر بنتے ہیں' اللہ کی مرضی بھی کوئی چیز ہے اور اللہ کی رضا اور عطا پر راضی رہنا' اس کی چاہ پر اپنا سر جھکا دینا ہی ایک انسان کی اللہ سے محبت اور فرماں برداری کا تقاضا ہے۔" وہاب احمد نے بہت سنجیدہ اور تھکے تھکے سے لہجے میں آج آخری بار اسے سمجھایا تھا اور اذان کی پکار سن کر نماز کی ادائیگی کے لیے اٹھ گئے تھے۔

میری عمر بھر کی جو خطائیں تھیں
میرے سامنے وہ ہی آگئیں
قدم قدم پہ جو سازشوں کے
میں نے جال بنے تھے وہ ہی جال
اب......!
میرے جسم و جاں سے لپٹ گئے
میری روح کیا' میرا [illegible]
میرے قلب و نظر میرے بال بال
گناہ کی گرد میں اٹ گئے
میں خود پسندی کے خول میں
انا کے جھوٹے زعم میں
بدگمانی کی راہ پہ
کچھ یوں اتر گیا
کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں رہا
میں گنوا کے اپنا سب
میں لٹا کے اپنی چاہتیں
تہی داماں اب ہوں کھڑا ہوا
وہی نفرتیں' وہ حسد کی ساری بدلیاں
جو میں نے اپنے ہی آسمان پہ تان رکھی تھیں
وہی آج مجھ پہ برس پڑیں
میں اپنی جلائی آگ میں
خود ہی جل گیا
میرے ہاتھ کچھ بھی نہ آسکا
بس ایک عمر رائیگاں کا ملال ہے
میں کس قدر خود غرض تھا' بے رحم تھا

بچا ہے جواب دہ اپنی ہی پستی و کم مائیگی کا خیال ہے!
میں اپنے سارے گناہ دے کر......
کہاں پہ جاؤں؟
میں کیسے ان پچھتاوؤں کے زہریلے سانپوں سے
نجات پاؤں؟
میرے خدایا......!
تیرا ہی در ہے جہاں سے
بخشش ہے سب کو ملتی
میری خطائیں میری جفائیں
میرے عیب سارے معاف کر دے
میری سازشیں میری نفرتیں
میرے جھوٹ، جلن کے عذاب سارے
معاف کر دے
تیرے در پہ آخر میں آ گئی ہوں
مجھے گناہوں سے پاک کر دے
میرے آنسوؤں کو قبول کر لے
مجھ سی عاصی کو معاف کرنا
تیرے تو اختیار میں ہے
کیا مجھ پہ نظر کرم نہ ہوگی؟
میری چاہتوں سے سوال ہے؟

ماضی کا ہر پل فلم کی طرح چل رہا تھا۔ وہ اس وقت ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ جس کے پاس ہارنے لٹانے کو مزید کچھ بھی نہیں بچا تھا آنسو آنکھوں کے سوکھے چشموں کو سیراب کر رہے تھے۔ وہ دل ہی دل میں رب کے حضور سجدہ ریز تھی۔ رو رہی تھی، گڑگڑا رہی تھی، اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہی تھی، وہ ایک اچھی ماں نہیں بن سکی تھی، ماں کا رشتہ تو ہر رشتے کی جدائی اور دکھ بھلا دیتا ہے۔ ماں تو اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنی آغوش کی نرمی اور گرمی دے کر پروان چڑھاتی ہے، ماں تو ہر دکھ ہر پریشانی سے موسم کے سرد گرم سے اپنے بچوں کو بچا کر اپنی ممتا کی آغوش میں رکھتی ہے..... میں خود کیسی ماں تھی؟ اپنے وجود کے حصے کو اپنے ہی خون کو خود سے الگ کر دیا تھا کسی انجان اور غیر آدمی کی گود میں ڈالنے کی منصوبہ بندی کر لی تھی اور اسے گنوا کر بھی کبھی دل میں یہ خیال نہیں ابھرا تھا کہ وہ معلوم تو کرے کہ اس کی بچی کہاں ہے...... کس کے پاس ہے...... کس حال میں ہے؟ وہ بہت بے حس اور خود پسند، خود غرض عورت تھی، جس نے اپنی انا کے لیے اپنی خود ساختہ آن کے لیے اپنی ہی بیٹی قربان کر دی تھی اور قدرت کیسے اسے اسی کے گھر میں اس کے سامنے لے آئی تھی اور وہ اس پر یہ سوچ کر ظلم کرتی رہی کہ وہ اس کی بہن کی بیٹی ہے جس نے اس کی پسند اس کا پیار، تیمور حسن اس سے چھین لیا تھا، قدرت کے فیصلے کو اس نے افشین کی چالاکی اور خود غرضی سمجھ لیا اور اسے اپنا دشمن اول بنا لیا۔ محض افشین کو اپنی بہن کو اس کے شوہر کو دکھ پہنچانے اور پریشان کرنے کے لیے ان کی بیٹی کو اپنے انتقام کا نشانہ بناتی رہی، وہ بیٹی جو در حقیقت اس کی اپنی بیٹی تھی اور آج اس انکشاف پر وہ خود ہی اپنی نظروں میں گر گئی تھی۔

وہ خود اب کسی سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہیں رہی تھی۔ خاص طور پر رائنل سے تو وہ خود بات کرنے کے قابل بھی نہیں پا رہی تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ رائنل معصوم ہے اور وہ اسے اپنے انتقام کی خاطر بے کردار ثابت کرنے پر تلی ہوئی تھیں، رائنل کا صبر اور حوصلہ اسے شرم سے زمین میں گاڑے دے رہا تھا۔

"نوشین بیگم تم کسی رشتے کے قابل نہیں ہو، نہ اچھی بیٹی بن سکیں، نہ تم اچھی بہن ثابت ہوئیں، نہ اچھی بیوی ہونے کا حق ادا کیا اور نہ ہی تم نے ایک اچھی ماں ہونے کا فرض ادا کیا۔ وہ ماں جس کے پیروں تلے جنت ہوتی ہے اور تم کیسی ماں ہو کہ تم اپنی ہی بیٹی کی زندگی جہنم بنائے رکھ دینا چاہتی ہو، وہ بیٹی جس نے تمہارے بگڑے بیٹے کو صحیح راہ دکھائی، تم تو رائنل کے احسانات تلے اتنی دبی ہوئی ہو کہ اس کی ساری زندگی بھی شکر گزار رہو محبتیں نچھاور کرتی رہو تب بھی اس کا حق ادا نہ کر پاؤ گی۔"

نوشین کے دل و دماغ اسے ہر طرح سے آئینہ دکھا رہے تھے۔ سب کی نظروں میں رسوا ہونے اور ان کی

آنکھوں میں اپنے لیے متوقع نفرت کے خیال سے وہ پھوٹ پھوٹ کر رورہی تھیں۔ نوفل نے نوشین کو اس طرح روتے دیکھا تو بہت ضبط سے بولا۔

''مام! ہم وہی ہے جو آپ نے ہمیں سکھایا بتایا اب آپ وہ بنیں جو آپ کی ماں نے آپ کو سکھایا تھا جس کی تربیت آپ کی ماں نے آپ کو دی تھی وہ نہیں جو آپ بن گئیں بدل لیں خود کو مام اس سے پہلے کہ بہت دیر ہوجائے' خود کو بدل لیں..... جیسے میں نے اور گی آپی نے اپنی غلطیوں کو مانتے ہوئے خود کو بدل لیا ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ ایسا کرنے میں ہمیں ہماری اچھی بہن رانئل نے مدد دی۔ اس نے ہمیں بے راہ روی کے اندھے کنویں اور بدنامی کے اندھیرے غار میں گرنے سے بچایا ہے۔ ہمیں اپنی بہن پر فخر ہے ہم بہت لکی ہیں کہ رانئل ہماری اچھی ہے۔ ہم رانئل کے بھائی بہن ہیں اس پر ہمیں ناز ہے۔ بتاہے مام! گھپ اندھیرے اور شدید تاریکی میں روشنی کی ایک کرن بھی بہت ہوتی ہے جو ہمیں راستہ دکھاتی ہے اور منزل کی طرف لے جانے میں رہنما کا کام کرتی ہے۔ رانئل بھی ہمارے لیے روشنی کی وہ کرن ہے جس نے ہمیں ہماری اصل منزل کا راستہ دکھایا اور ہمیں اندھیروں میں بھٹکنے سے بچایا ہے۔ ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے مام۔''

''نوفل ٹھیک کہہ رہا ہے مام۔'' تگین بھی اس کے ساتھ ہی کھڑی نوفل کی بات مکمل ہونے پر کہنے لگی۔

''دل تو نہیں چاہتا آپ کو مام کہنے کو کیونکہ آپ ماں کبھی بنی ہی نہیں' بس آپ تو ہمیں جنم دینے کی خطاوار ہیں' شرم آرہی ہے ہمیں یہ سوچ کر کہ ہم آپ کی اولاد ہیں۔ آپ نے ایسا کیسے کرلیا مام؟ کیسا دل تھا آپ کے سینے میں کہ اپنی معصوم بچی تک کو بیچ دیا۔ خدا کا کرم ہے پھر آپ نے۔ رانئل نے ہی ہمیں معاف کرنا صبر اور درگزر کرنا سکھایا ہے اس لیے مزید کچھ نہیں کہنا آپ سے ہاں اگر آج کے بعد رانئل کو کوئی نقصان پہنچا اور اس کی وجہ آپ ہوئیں تو اب اپنی اس بیٹی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گی۔ ہم آپ کو بھی معاف نہیں کریں گے۔'' تگین نوشین پر ایک

شعور کی دنیا

ابھی تو مجھے شعور کی دنیا میں آنا ہے
ابھی تو مجھے دنیا کو آزمانا ہے
ایک سنگ تراش کو ڈھونڈنا ہے جو میرے اندر کے
ولولے وحب الوطنی کو صحیح سمت لے آئے
ابھی تو منزلیں طے کرنی ہیں
ابھی کسی بندھن میں نہیں بندھنا
طائر لاہوتی کی طرح آزاد فضاؤں میں رہنا ہے
اپنے ملک سے وابستہ ہر برائی کو جڑ سے اکھاڑنا ہے
ابھی تو علم کے دریا سے پیاس بجھانی ہے
اساتذہ سے مل کر قائد کا پاکستان بنانا ہے
ہاں قائد کا پاکستان بنانا ہے
ابھی تو بہت دور جانا ہے بہت دور.......

انیلہ ارشد..... جہلم

تاسف بھری نگاہ ڈال کر چلی گئی اور نوشین دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔

❁ ✿ ..... ❁ ..... ✿ ❁

علی بہت مسرور تھا اس خیال سے کہ وہ رانئل کو بہت جلد اپنی دلہن کے روپ میں اپنے گلشن علی میں دیکھے گا اس کے ساتھ رہے گا آج وہ مارکیٹ گیا تھا خاص طور پر رانئل کے لیے کچھ تحائف خریدنے لیڈیز شاپنگ کا کوئی تجربہ نہیں تھا پھر بھی اس نے رانئل کے لیے کافی چیزیں خریدی تھیں۔ جن میں ایک ڈائمنڈ رنگ' گولڈ کا ایک لاکٹ سیٹ' پرفیوم' دو بہت ہی پیارے ڈریسز اور میچنگ چوڑیاں' ایک لیڈیز پرس اور شولڈر بیگ بھی خریدا اور جب گھر آکر اس نے ساری شاپنگ دیکھی تو اپنی بے خودی اور محبت پر خود ہی ہنس پڑا۔ اس کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ رانئل کو ابھی اپنے پاس لے آئے۔

علی کا سیل فون بجا تو وہ رانئل کے خیالوں سے باہر آیا اور کال اٹینڈ کی۔ امی کا فون تھا۔

''السلام علیکم امی! کیسی ہیں آپ؟''

''وعلیکم السلام میں ٹھیک ہوں بیٹا تم سیٹ ہوگئے اپنے

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

گھر میں۔"

"جی امی! ہو گیا سیٹ' ایک خانساماں رکھ لیا ہے' ملازم ہے جو گھر کے اندر باہر کے کام کر لیتا ہے۔ بس ایک خاتون خانہ کی کمی ہے۔" علی نے مسکراتے ہوئے بتایا تو وہ کہنے لگیں۔

"خاتون خانہ بھی آجائے گی' میں نے بہت اچھی' بہت ہی پیاری لڑکی پسند کی ہے تمہارے لیے۔"

"میرے لیے لڑکی' امی میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں رائنل ہی کے ساتھ اپنی زندگی گزارنا چاہتا ہوں' وہ بہت اچھی اور نیک سیرت لڑکی ہے' ممانی نے آپ کو اس کے بارے میں جو بھی بتایا ہے سب غلط ہے' جھوٹ ہے' ممانی کو تو اس سے خدا واسطے کا بیر ہے' ناحق اس کی کردار کشی پر اتری ہوئی ہیں۔ وہ بہت اچھی نیچر کی مالک ہے امی۔" علی نے سنجیدگی سے کہا تو وہ ناراض لہجے میں بولیں۔

"پتا نہیں کیا جادو کر دیا ہے اس جادوگرنی نے تم پر' لیکن میں کہے دے رہی ہوں علی' میں اس کے جادو میں آنے والی نہیں ہوں۔"

"امی! آپ ایک بار اس سے مل تو لیں' آپ خود بخود اس کی اسیر ہو جائیں گی وہ ہے ہی اتنی پیاری۔"

"خاک پیاری ہے' جس نے تم جیسے مرد کو الو بنا لیا وہ بہت شاطر اور چالاک لڑکی ہی ہو سکتی ہے۔" امینہ نے غصے سے کہا تو علی کو ان کا رائنل کے لیے شاطر اور چالاک جیسے لفظ استعمال کرنا بہت برا محسوس ہوا۔

"امی پلیز رائنل کے لیے ایسے الفاظ استعمال مت کریں' کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ آپ بھی ممانی کی ہی زبان بولنے لگیں' خدا کا واسطہ ہے' رحم کریں اس معصوم لڑکی پر وہ کیا سوچتی ہوگی کہ برسوں بعد اپنوں میں لوٹی تو اپنوں نے غیروں سے بھی بدتر سلوک کیا اس کے ساتھ۔" علی نے تڑپ کر کہا۔

"وہ اسی سلوک کی مستحق ہے' اسی برتاؤ کے قابل ہے اور تم کان کھول کر سن لو علی! تمہیں رائنل سے رشتہ ختم کرنا ہوگا' میں ایسی بے باک اور بدکردار لڑکی کو اپنی بہو ہرگز نہیں بناؤں گی۔" علی نے بے بسی سے موبائل کو دیکھا۔

"یا اللہ! میری ماں اور ممانی کو نیکی کی ہدایت دے۔" علی نے باآواز دعا مانگی' امینہ کی باتیں اسے پریشانی میں مبتلا کر رہی تھیں۔ اس نے وہاب احمد سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

❀ ❀ ..... ❀ ..... ❀ ❀

رائنل اس جان گسل انکشاف پر صدمے سے ڈھے سی گئی تھی۔ رو رو کر بھی تھک چکی تھی۔ تمکین اور نوفل بھی اسے چپ کراتے ہوئے روتے رہے تھے۔ انہیں کتنا شاک لگا تھا' ماں کی حقیقت جان کر کتنی بھیانک تصویر سامنے آئی تھی ان کی ماں کی' اس پر ان کی ماں کا رائنل پر ظلم و ستم وہ تو شرمندہ اور بے حد ذلیل محسوس کر رہے تھے خود کو۔ رائنل کے دکھ کا انہیں بخوبی احساس تھا' تب سے رائنل نے کچھ نہیں کھایا تھا' بوا جی کو تو شہین کے مزاج کا تو علم تھا' رائنل پر زیادتیوں سے بھی بخوبی واقف تھیں مگر اس نئے انکشاف پر تو وہ بھی اندر سے ہل کے رہ گئی تھیں۔

"میں تو شہین آنٹی کی بیٹی نہیں ہوں' میں اپنے مما پاپا کی بیٹی ہوں۔ نبیل بھائی کی بہن ہوں' مجھے یہاں نہیں رہنا' مجھے واپس جانا ہے' ڈیڈی سے کہیں' میری ٹکٹ بک کرادیں' مجھے لندن واپس جانا ہے۔" بہت دیر بعد رائنل بولی تو یہ سن کر تمکین' نوفل اور بوا جی پریشانی سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگے۔

"میری بیٹی کہیں نہیں جائے گی' اپنے ڈیڈی کے پاس رہے گی۔" وہاب احمد کی آواز سن کر چاروں نے دروازے کی سمت دیکھا۔ وہ نجانے کب آگئے تھے' رائنل کی بات سن کر نرمی سے کہا۔

"مجھے لندن جانا ہے مما پاپا کے ساتھ رہنا ہے۔" رائنل نے دل گیر لہجے میں کہا تو وہاب احمد اس کے پاس بیٹھ گئے۔

"میں بھی تو آپ کا ڈیڈی ہوں' بیٹی آپ اپنے ڈیڈی کے ساتھ نہیں رہو گی۔ میں جانتا ہوں آپ کے لیے یہ بہت بڑا صدمہ ہے' آپ کو بہت دکھ پہنچا ہے لیکن بیٹی میں

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdunovels.net

نے تو آپ کو کبھی بھی دکھ نہیں دیا۔ کیونکہ میں اپنی گڑیا کو کھونا نہیں چاہتا تھا، بچانا چاہتا تھا اچھا ماحول اور تربیت دینا چاہتا تھا اسی لیے افشین اور تیمور کی گود میں دے دیا تھا آپ کو..... ورنہ تمہیں جنم دینے والی عورت سے تو ایسی کوئی توقع نہیں تھی مجھے کہ وہ تمہیں محبت اور ممتا کی آغوش دے گی۔ میں نے ہمیشہ آپ سے پیار کیا ہے بیٹا اس لیے کہ آپ میری بیٹی ہو، میرے وجود کا حصہ ہو، میں آپ کو کیسے کسی غیر کی جھولی میں ڈال دیتا اگر آپ یہاں رہتیں تو آپ کو ماں کی ممتا اور محبت سے محروم ہونا پڑتا میں نے تو آپ کی بہتری کی خاطر آپ کو افشین اور تیمور کی سرپرستی میں دے دیا تھا اور میرا یہ فیصلہ غلط نہیں تھا بیٹی۔ انہوں نے آپ کو ہم سے زیادہ پیار دیا۔ بہت اعلیٰ تربیت دی ہے۔ مجھے افسوس ہے بیٹی کہ میں تمہیں تمہاری جنم دینے والی ماں کے ظلم سے نہیں بچا سکا میری بیٹی پہلی بار اپنے ڈیڈی کے گھر آئی اور..... مجھے معاف کردو بیٹی۔"

"مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں ہے ڈیڈی پلیز آپ معافی مت مانگیں۔ بس مجھے واپس جانا ہے مجھے واپس بھیج دیں۔" رانیل نے ان کی باتیں سننے کے بعد پرنم لہجے میں دھیمی آواز میں کہا۔

"نہیں بیٹا اب آپ ہمارے گھر رہو گی، ہم آپ کو بہت محبت سے رکھیں گے۔" نوفل نے بے کل ہو کر کہا۔

"ہاں! رانیل، ہم تمہیں کبھی دکھ نہیں دیں گے، پلیز تم تو ہماری گڑیا ہو، ہم تمہارے بغیر اداس ہو جائیں گے، پلیز مت جانا۔" نگین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر خلوص دل سے کہا۔

"مما پاپا اور نبیل بھائی بھی تو میرے بغیر اداس ہو جائیں گے میں نے ان کی بیٹی کی حیثیت سے ان کے ساتھ اتنی عمر گزاری ہے اور اب ایک دم سے انہیں چھوڑ دوں، ہرگز نہیں، میں انہیں دکھی نہیں کرسکتی وہ مجھ پر جان چھڑکتے ہیں، میرے ماں باپ ہیں وہ..... میں کیسے ان سے الگ رہ سکتی ہوں۔" رانیل نے بھیگتے لہجے میں کہا تو وہاب احمد نے خوشی سے چھلکتی آنکھوں سے اسے دیکھا اور محبت سے اپنے سینے سے لگالیا۔ اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

سنو.....! ناراض ہیں تم سے

سنو! ناراض ہیں تم سے
بہت ناراض ہیں تم سے
کہ تم یوں چھوڑ گئے ہو
یہ دل جو توڑ گئے ہو
اسے ہم کیسے سمجھائیں
کہ جو رستوں پہ ملتے ہیں
وہ اکثر چھوڑ جاتے ہیں
کہ جو ملتے ہیں رستوں پہ
نہیں جانا بھی ہوتا ہے
سنو! اے جانے والو تم
ہمیں اتنا تو بتلادو
کہ واپس کس طرف جائیں
ہمارے سارے رستے تو تمہارے ساتھ جڑتے ہیں
ہماری سانس بھی اب تو تمہارا نام لیتی ہے
یہ دل جو پاس ہے میرے تمہارے خواب بنتا ہے
اسے تم خود ہی سمجھادو
کہ جو رستوں پہ ملتے ہیں
وہ اکثر چھوڑ جاتے ہیں

کنول شاہ..... گوجرانوالہ

"خوش رہو بیٹی! اللہ تم جیسی بیٹی ہر ماں باپ کو دے۔ تم نے دل خوش کردیا یہ بات کہہ کر کہ یہ افشین اور تیمور کی محبتوں کا اثر ہے کہ تمہیں اپنا ماں باپ سمجھتی ہو انہیں دکھی نہیں دیکھ سکتیں، اچھی اولاد ماں باپ کا فخر ہوتی ہے۔ آئی ایم پراؤڈ آف یو مائی چائلڈ۔" وہاب احمد نے مسکراتے ہوئے بھیگتے لہجے میں کہا تو خوشی سے اس کی آنکھیں ایک بار پھر اشک بار ہوگئیں۔

علی نے کئی بار رانیل کا نمبر ٹرائی کیا تھا مگر ہر بار اس کا سیل آف مل رہا تھا، وہ نوفل یا نگین سے بھی فون کرکے اس کی خیریت معلوم نہیں کرسکتا تھا کیونکہ وہ رانیل کے لیے اپنی بے قراری و بے تابی ان پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اور دوسرا وہ ریزرو طبیعت کا مالک تھا یہ ان سب کو معلوم تھا اور

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

وہ اپنا یہ بھرم قائم رکھنا چاہتا تھا۔

نوشین نے تو خود کو کمرے میں بند کرلیا تھا' نگین اور نوفل نے آج کالج اور یونیورسٹی سے چھٹی کرلی تھی ان کی حالت بھی ایسی نہیں تھی کہ وہ پڑھائی پر دھیان دے سکتے' ذہنی اور قلبی طور پر وہ دونوں بھی بہت ہرٹ ہوئے تھے۔ بہت ڈسٹرب تھے۔ وہاب احمد بھی آج فیکٹری نہیں گئے تھے۔ راحیل نے صبح بمشکل ناشتہ کیا تھا۔ نوفل اور نگین کے اصرار پر اب شاور لے کر نکلی تھی۔

"راحیل! جلدی سے تیار ہوکر باہر آجاؤ ہم تینوں آج آؤٹنگ پر جارہے ہیں خوب مزا کریں گے۔" نگین نے اس کے کمرے میں آکر کہا تو وہ سنجیدگی سے بولی۔

"سوری نگی آپی! میرا دل نہیں چاہ رہا کہیں جانے کو۔"

"لو یہ کیا بات ہوئی؟ ہم نے تو آپ کی وجہ سے آج کالج بنک کیا ہے' چلیں ناں اس ٹینشن سے تو باہر نکلیں' کچھ دل بہل جائے گا' دھیان بٹ جائے گا۔" نوفل بھی آن ٹپکا تو وہ دھیرے سے مسکرادی۔

"اور کیوں نہ علی بھائی کو بھی بلالیں۔" نگین نے شوخ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا سیاہ ٹراؤزر دوپٹے اور میرون کامدار شرٹ میں وہ بے حد دلکش لگ رہی تھی۔

"علی کو کیوں؟" راحیل نے ناسمجھی کے عالم میں اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تو دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس پڑے۔

"لو اور سنو! ادھر وہ جان دینے کو تیار بیٹھے ہیں' ادھر کسی کو خبر ہی نہیں۔" نوفل نے معنی خیز جملہ کہا' راحیل کا ذہن اس وقت کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا کیونکہ نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔ روتے روتے سوچتے سوچتے دماغ اور دل دونوں ہی تھک چکے تھے' ہلکان ہوچکے تھے۔ اس کے اندر خوشی کی ہلکی سی بھی رمق باقی نہیں رہی تھی۔ صرف دکھ اور درد بھرا تھا اس وقت۔

"وہ کیوں اپنا کام چھوڑ کر آنے لگے؟"

"ہم کہوں گی تو آ بھی جائیں گے۔"

"مگر میں کیوں کہوں گی؟"

"اُف! یار یہ گلے میں پہنی ہوئی زنجیر بھی تمہیں ان کے دل سے نہیں باندھ سکی کیا؟" نگین نے اپنا سر پیٹ کر کہا اس کا اشارہ علی کے لاکٹ کی طرف تھا۔ جو اب راحیل کی گردن میں چمک رہا تھا۔

"اچھا! یہ....." راحیل نے گلے میں پہنی زنجیر کو پکڑ کر دیکھا اور ہنس دی۔

"ہنسی اور پھنسی۔" نوفل شوخی سے بولا۔

"یہ تو انہوں نے ویسے ہی پہنادی تھی۔"

"اوہو..... پہنادی تھی یعنی اپنے مبارک ہاتھوں سے پہنائی تھی تو پھر ویسے ہی تو نہ ہوئی ناں۔ پیار سے پہنائی ہوگی۔ علی بھائی بھی چھپے رستم ہیں آخر کو ان کی چوری پکڑی گئی ناں۔" نگین نے شوخ و شریر لہجے میں کہا تو وہ ہنس پڑی اور وہ دونوں تو اسے ہنستے دیکھ کر ہی خوش ہوگئے۔

"تو کیا خیال ہے فون کروں علی بھائی کو؟" نوفل نے پوچھا۔

"ہاں فون کرو مگر علی کو نہیں خرم بھائی کو کیونکہ وہ بھی ہماری نگی آپی کو پیار سے انگوٹھی پہنانا چاہتے ہیں۔" راحیل نے بھی توپوں کا رخ نگین کی طرف کرتے ہوئے کہا تو وہ بوکھلا گئی۔

"تمہیں کیسے پتا؟" نگین نے اسے گھورا۔

"مجھے پتا ہے میری اچھی سی آئی ڈی ہے اور پتا ہے ڈیڈی کو بھی خرم بھائی پسند ہیں' بس نوشین آنٹی سے بات کرنا باقی ہے۔ آنٹی مان جائیں گی نا ان کے تو بھائی....." راحیل بولتے بولتے ایک دم سے چپ ہوگئی وہ دونوں اسی کو دیکھ رہے تھے وہ نوشین کو اب بھی آنٹی کہہ رہی تھی اور اس بات کا احساس خود راحیل کو بھی ہوگیا تھا' جبھی دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی اور وہ خاموش ہوگئی تھی۔

"تو اب چلیں۔" نوفل نے دھیان بٹایا۔

(ان شاءاللہ باقی آئندہ ماہ)

بند محبتوں کے

حیا بخاری

ویران راہ گزر کو دیکھا کریں گے ہم
آئے گی تیری یاد تو رویا کریں گے ہم
وہ دن جو تیرے ساتھ گزارے تھے پیار میں
کتنے حسین خواب تھے سوچا کریں گے ہم

رات بے حد تاریک تھی اس سیاہ رات میں نہ جانے کس کس کی قسمت میں خوشی کی روشنی یا دکھ کی سیاہی لکھی جانی تھی مگر اسے یقین تھا کہ اس کی قسمت میں تو محبتوں اور مسرتوں کے دیے جگمگانے والے تھے۔ آج نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ہر بڑھتے لمحے کے ساتھ دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہوتی جارہی تھیں۔

رات جس قدر تاریک تھی اسی قدر ہولناک حد تک خاموش بھی تھی۔ سائیڈ ٹیبل پر دھری ہوئی الارم کلاک کی ٹک ٹک سوئیاں اس ماحول کو مزید ہیبت ناک بنارہی تھیں۔ اس نے سیدھے لیٹے ہوئے دائیں طرف ذرا سا رخ پھیر کر گھڑی دیکھی۔ بارہ سے اوپر کا وقت ہو رہا تھا تبھی دائیں طرف والی بڑی سی کھڑکی پر روشنی کا ہالہ سا ہوا اور اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی ویسا ہی ہالہ ذرا سے لمحوں کے وقفے کے بعد دوبارہ ہوا۔ شاید کوئی ٹارچ جلا بجھا رہا تھا وہ مسکرا دی تھی سب ہی خواب مسکرا دیے تھے۔ وہ تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی اس نے پیروں میں پہلے سے اسپورٹس شوز پہن رکھے تھے لپک کر سرہانے رکھی بڑی سی سفید چادر لے کر اس نے اچھی طرح خود کو ڈھانپ لیا تھا۔ تیزی سے سائیڈ ٹیبل کھول کر وہ تمام نازک سی گولڈ جیولری نکال لی جو اس کے بابا اور بھائی نے ہر سال گرہ پر محبت سے اس کو پہنائی تھی اور پہنا کر پہنتے ہوئے نہ جانے کیوں ہاتھ ذرا سے کانپے۔

"محبتوں کی تو شروع دن سے متلاشی رہی ہوں میں بچپن سے لے کر آج تک میں نے صرف محبت ہی تو دیکھی ہے اور اب بھی یہی میرا مستقبل ہوں گی۔ محبتوں نے یوں میرے جیون کو نکھارا اور سنوارا ہے کہ میں محبت کے لیے کچھ بھی کر گزرنے سے نہیں رکوں گی۔" وہ مسلسل سوچ رہی تھی مسکرا رہی تھی۔ ہاتھ مسلسل حرکت میں تھے وہ چھوٹا موٹا سامان سمیٹ رہی تھی۔ صرف وہ سامان جو محبتوں نے اسے دان کیا تھا مگر اس مختصر وقت میں وہ کیا کچھ سمیٹتی۔ یہ تو چند لمحے تھے اور محبتیں تو زمانوں پر محیط تھیں۔ ایک چھوٹا سا بیگ بھرتے ہوئے بھی اسے جیسے زمانے لگے تھے۔ وہ جیسے منوں وزنی بوجھ اٹھا رہی تھی تبھی ہانپنے لگی تھی اس کے ہاتھ اور

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

کندھے شل ہونے لگے تھے۔

مطمئن سے انداز میں کمرے سے نکل کر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے وہ لاؤنج کے پچھلے دروازے سے باہر آئی تھی۔ گھر کے باقی بھی نفوس گہری نیند میں تھے اس نے کل کا سارا دن ان کے ساتھ گزارا تھا۔ وہ یہاں سے بے حد اچھی یادیں لے کر جارہی تھی' پچھلی طرف کا دروازہ لکڑی کا تھا اور برسوں سے اسے تالا لگا تھا۔ جو کل رات ہی اس نے کھول دیا تھا سب سے نظر بچا کر بھلا کس نے چیک کرنا تھا۔

لاؤنج سے بڑے دروازے تک کا سفر جیسے میلوں پر محیط تھا اس کے پاؤں وزنی ہورہے تھے۔ وہ چل نہیں پارہی تھی۔ باہر گلی میں پھر روشنی چمکی تھی اس بار کسی نے تیزی سے ٹارچ جلائی' بھائی وہ شاید بے زار آ گیا تھا انتظار سے۔

مگر صبیحہ...... اسے لگا اس کے خالی پیروں سے گھنگرو بندھ گئے تھے جو مسلسل چیخ رہے تھے۔ اس نے ہاتھوں میں ان دیکھی چوڑیاں شور مچانے لگی تھیں۔ ایک صحن میں خود کو دوڑتے دیکھا تھا' یہ اس کا بچپن تھا۔ ماں اس کے پیچھے کھانے کی پلیٹ لیے دوڑ رہی تھیں۔ وہ نظر بچا کے کھوئی کھوئی برگد کے بڑے سے درخت کے نیچے بچھے تخت پر بابا بیٹھے دعا مانگ رہے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ ان کی دعاؤں کا محور اس کی ذات ہے مگر پھر بھی وہ مطمئن نہ ہوسکی دل میں کسک کی لہر جاگ اٹھی۔ قدم مزید بھاری ہوئے وہ دروازے کے قریب پہنچ گئی تھی۔

''صبو! کہاں جارہی ہو میری نظروں کے سامنے رہا کرو یار!'' بھائی نے اسے پکارا تو اسے دور سے اپنی شرارت بھری کھلکھلاہٹ سنائی دی۔

''میں آپ کو بہت مس کروں گی مگر میں اپنی پوری زندگی آپ سب کی محبتوں کی نذر نہیں کرسکتی۔'' اس نے پلٹ کر ایک نظر ان نفوس کے خیالی خاکوں پر ڈالی تھی' معذرت کی تھی۔ ہوا چل پڑی تھی برگد نوحہ کناں ہوا تھا' رات چلائی تھی۔ ہوا نے واویلا کیا تھا' گزری یادوں نے چیخ چیخ کر کسی کے پاؤں پکڑے تھے۔ کسی کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے' لکڑی کے بڑے سے دروازے کی کنڈی گری تھی۔ طوفان گزر گیا تھا اور پیچھے موت کی سی خاموشی اور سیاہی چھوڑ گیا تھا' دروازہ آہستہ سے بند کرکے وہ چوکھٹ پار کرگئی۔

❁......❁......❁

''اماں! الوداعی پارٹی ہے' ہر ادارے میں ہوتی ہے جب لوگ رخصت ہوتے ہیں۔ یہ تو پھر یونیورسٹی ہے پھر یہ سب کبھی ملیں نہ ملیں پھر یہ سارے بچے اپنی اپنی عملی زندگی میں مگن ہوجائیں گے پھر کہاں یہ شرارتیں' کہاں یہ موج مستی۔'' عبداللہ نے ناشتا کرتے ہوئے اماں کو سمجھایا۔

صبیحہ اس سے سات سال چھوٹی تھی تبھی اسے بے حد عزیز تھی۔ اماں بابا کے ہوتے ہوئے بھی عبداللہ نے ماں باپ کی طرح شفقت سے پالا تھا صبیحہ کو اس کی ہر خواہش پتھر پر لکیر ہوجایا کرتی۔ ان کے خاندان عورتوں کے معاملات میں بے حد سخت تھا مگر صبیحہ کے لیے اس کے بھائی کی وجہ سے ہی اس قدر آزادی تھی کہ وہ صرف یونیورسٹی تک تعلیم حاصل کرپائی تھی بلکہ آزادی سے جب میں بھی چلی جاتی۔

آج ان کے ڈیپارٹمنٹ میں الوداعی پارٹی منعقد کی جارہی تھی' ان کا رزلٹ آچکا تھا۔ اب بس ڈگری ملنا باقی تھی سو دوسرے تمام طالب علموں کی طرح وہ بھی اس دن کو خوب انجوائے کرنا چاہتی تھی اور بابا اور اماں مان کر نہیں دے رہے تھے سو ہمیشہ کی طرح یہ فریضہ عبداللہ انجام دے رہا تھا۔

''تمہاری انہی باتوں کی وجہ سے ہم ہمیشہ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں عبداللہ! مگر اب ہم واقعی چاہتے ہیں کہ عزت سے یہ اپنے گھر کی ہوجائے۔'' بابا کی بات پر جوس پیتی صبیحہ کو اچھو لگ گیا۔

''اس نے کب انکار کیا ہے بابا! مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں نہ کہ ہم شادی سے پہلے ہی اسے گھر کی ذمہ

داریوں میں الجھا کے رکھ دیں۔ صبیحہ بہت سمجھ دار ہے اسے اپنے خاندان کی عزت اور روایات کا بخوبی اندازہ ہے بابا جانی! ہمیں اپنی بیٹی پر مان اور اعتبار ہونا چاہیے۔ یقین کریں یہی چیز ہے جو ہماری بچیوں کو بھٹکانے میں زہر قاتل کا کام کرتی ہے۔ ہم لوگ گھر کا ماحول اس قدر تنگ کر دیتے ہیں کہ بچیاں غیر لوگوں جھوٹے مکر بھرے لب و لہجے میں پناہ ڈھونڈنا شروع کر دیتی ہیں۔ میں صبو کو یہ اعتماد دینا چاہتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے مگر ارزاں نہیں میں اسے اپنی ذات اور محبت کا مان دینا چاہتا ہوں بابا!" وہ پختہ لہجے میں بولا تو صبیحہ نے تشکر بھری نگاہ بھائی پر ڈالی تھی۔

"اور میں آپ کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ میں اور صبیحہ جتنا بھی پڑھ لکھ جائیں اپنے خاندان اور اس کی روایات سے دغا نہیں کریں گے۔ ہم وہیں شادی کریں گے جہاں آپ چاہیں گے۔" صبیحہ کا دل ڈوب کر ابھرا۔

"تم پر تو مجھے پورا یقین ہے بس زمانے پر یقین نہیں ہوتا بیٹا جی! زمانہ کی ہوا بہت جلدی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اللہ تم دونوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔" اماں نے محبت سے ان دونوں پر دم کیا۔

"تو پھر جائیں نہ بابا جانی!" صبیحہ نے بے تابی سے پوچھا۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے سر ہلا کر اجازت دی وہ تو اچھل ہی پڑی۔ صرف کچھ ہی دیر بعد وہ گاڑی میں بیٹھی بھائی کے ہمراہ یونیورسٹی کی طرف رواں دواں تھی۔

❁......❁......❁

"سکندر! بھائی مجھ پر بے حد اعتماد کرتے ہیں میں ان کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتی۔" سمندر کی اٹھتی لہروں میں اس قدر شور نہ تھا جتنا اس کے من آنگن میں بجتے درد کے نغمات ہارتے سمندر میں تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو صبوحی!" وہ اس کے سامنے آ کر ٹھہر گیا۔ صبیحہ نے بغور اس کی آنکھوں میں جھانکا وہاں مایوسی چھائی تھی۔

"میں نے کل بہت سوچا۔" وہ اداس ہوئی۔

آپ بیماریوں سے پریشان کیوں؟

الصابر فارمیسی کی سالہا سال سے آزمودہ ادویات ایک بار ضرور استعمال کریں

مقوی دماغ — حافظہ کی قوت کیلئے — 180/-	بلڈ ریکور — صاف خون کی پیدائش کیلئے — 230/-	پاور پلس گولڈ — لمحات مسرت میں اضافہ کیلئے — 330/-
مسلز ٹانک — جسم بنانے کیلئے — 180/-	مقوی جسم — جسمانی قوتیں بنانے کیلئے — 280/-	قوت خاص — جنسی قوت کا خزانہ — 330/-
مقوی جگر — معدہ و جگر کی قوت کیلئے — 180/-	مقوی بصر — تقویت نظر اور عینک سے بچاؤ کیلئے — 280/-	سدا بہار — بے پناہ قوت شہوانی کیلئے — 330/-
مقوی قلب — امراض دل سے بچاؤ کیلئے — 230/-	محافظ صحت — حفاظت صحت دوام شباب کیلئے — 280/-	مقوی جسم — بہترین جسمانی نشوونما کیلئے — 390/-
ہیپاٹائٹس B اور C — 6 ماہ میں ختم — 950/-	جائینڈس (پیلا یرقان) — 15 دن میں ختم — 550/-	ہر قسم موٹاپا سے نجات کیلئے — 580/-

خواتین و حضرات کے پوشیدہ امراض کا کامیاب علاج موجود ہے 350/-

0334-6026322 بذریعہ VP ارسال

"اب سوچا آئی ہو تو آگر جہاں بس دو ہی راستے بچے ہیں زندگی یا موت..... زندگی کا راستہ بند کردو گی میرے لیے تو بتاؤ کون سا راستہ بچے گا۔" وہ تڑپا۔

"میں اپنے لیے بھی تو وہی راستہ چن رہی ہوں سکندر!" اس نے نظریں چرائیں۔

"لیکن میرے لیے یہ فیصلہ کرنے کا اختیار تمہیں نہیں۔" وہ غصے میں آ گیا۔

"میں نے کہا نہ سکندر کہ میں نے بہت سوچ سمجھ کے یہ فیصلہ لیا ہے۔ بھائی کو مجھ پر اعتبار ہے مگر پھر بھی میں ایک بار ضرور ان سے بات کروں گی۔ انہوں نے آج تک میری کوئی بات نہیں ٹالی' مجھے پورا یقین ہے کہ یہ بات بھی نہیں ٹالیں گے وہ منا لیں گے بابا اور اماں کو' مجھے یقین ہے۔ وہ ضرور میری پسند کا خیال رکھیں گے۔" وہ پُر امید تھی۔

"وہم ہے تمہارا' تم صرف اور صرف اپنی اور میری زندگی جہنم بنادو گی اور بس۔" وہ لب کاٹنے لگا تھا اور یہ بات سچ بھی تھی' زندگی کی سب خواہشات ایک طرف وہ صرف اس کی ذات' اس کے بھائی اس کے گھر تک محدود ہوتی تھیں مگر اب جو خواہش کرنے وہ جارہی تھی۔ اس سے اس کے پورے خاندان کی روایات اور عزت جڑی تھی اور اس بار اسے بھی کوئی خاص امید نہ تھی کہ وہ اپنی خواہش منوا پائے۔ عبداللہ بھائی نے اسے اعتماد دیا تھا' اسے یقین تھا کہ عبداللہ اس معاملے میں بھی سوچیں گے ضرور مگر اب کی بار بابا اماں سے اسے کسی قسم کی نرمی کی کوئی امید نہ تھی۔

"صبوحی.....!" دراز قامت چوڑے شانوں والا وہ مرد اس کے قریب ہوا اس نے دھیرے سے صبوحی کا ہاتھ تھاما اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں پکارا۔ صبوحی کی جھکی پلکیں اٹھیں اور مقابل کی آنکھوں میں جھانکنے لگیں' سکندر اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"دیکھو میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا' تم نے اگر پہلے ہی قدم پر مجھے روک دیا ہوتا تو مشکل نہ تھا۔ میں خود کو سنبھال لیتا مگر اب....." وہ رکی تھا' صبوحی دور سمندر کی لہروں کو دیکھنے لگی۔

"پلیز اب مجھ سے میری حیات نہ چھینو پھر میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ تم بھاگ کر مجھ سے شادی کرلو۔ تمہیں گھر سے ایک پائی بھی لینے کی ضرورت نہیں بس صرف ہمارا نکاح ہوجائے گھر والے خوشی خوشی ہماری شادی کے لیے تیار ہوجائیں گے۔ میں وعدہ کرتا ہوں نکاح کے بعد میں خود بحفاظت تمہیں گھر چھوڑ آؤں گا۔" وہ اسے محبتوں کے یقین دلانے لگا تھا مگر پتا نہیں کیوں دل اس کے ہی نہیں دے رہا تھا' کہ محبتوں کے یقین شور پکار رہے تھے۔

"لیکن....." وہ تذبذب کا شکار تھی۔

"میری بات مان لو صبوحی! تم کسی سے بھی ہمارے تعلق کے بارے میں بات کرنے سے پہلے ضرور سوچ لینا کیونکہ اس کے بعد پھر ہمارے لیے کانٹے ہی کانٹے ہوں گے یوں ملنا بھی ہمیں پھر شاید کبھی نصیب نہ ہو۔" وہ بے چین تھا اور یہ بے چینی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

"میں آج سوچ کر کل تمہیں جواب دوں گی۔" وہ ہارنے لگی تھی۔ مقدر اور انسان میں ایک مرتبہ پھر جنگ چھڑنے والی تھی ایک انسان پھر سوچنے لگا تھا کہ اپنا مقدر خود بنالے یا پھر اپنے مقدر پر شاکر ہوجائے۔

❁......❁......❁

آج شام سے ہی گہرے بادل چھائے ہوئے تھے دن میں بھی اس قدر تاریکی تھی کہ رات کا سا سماں معلوم ہوتا تھا۔ عجیب سی ہولناکی چھائی ہوئی تھی' کبھی کبھی دور چمکتی بجلی روشنی کردیتی مگر اس کے بعد تاریکی میں مزید اضافہ ہی محسوس ہوتا۔

اس نے آج کا سارا دن گھر والوں کے ساتھ گزارا تھا' اماں کی سر پر تیل کی مالش کی تھی پھر ان کا سر دھویا' ان کے پاؤں صاف کیے۔ بابا کے ساتھ کتنی ہی مدت کے بعد کیرم کھیلتی رہی۔ فرمائش کرکے بھائی کو میرے

لے کر گئی اور کئی گھنٹوں تک وہ باہر گھومتے رہے تھے

اسے یہ وقت یادگار بنانا تھا۔ سنہری یادوں کی طرح

کیونکہ وہ فیصلہ کر چکی تھی۔

مقدر بے شک رب بناتا ہے مگر انسان کو عقل و شعور جیسی نعمت دے کر اس نے بلاشبہ انسان کو بھی کسی حد تک اپنا مقدر خود بنانے کا اختیار دے رکھا ہے اور کئی بار یہ موقع اسے ملتا ہے زندگی میں مگر انسان ہمیشہ اپنی نادانی سے اسے کھو دیتا ہے نہ اعتبار کرتا ہے نہ اعتبار کے قابل رہتا ہے۔ یہی موڑ آج صبیحہ کی زندگی میں آیا تھا۔ ایک طرف وہ محبتیں تھیں جن کی ساری زندگی صرف اس کی خوشی اور رضا کے گرد گھومتی تھی اور ایک وہ محبت کہ جو صبیحہ کے خیال میں اس کی ساری زندگی تھی۔ یہ محبتیں ازلی تھیں اسے قدرت نے دان کی تھیں اور دوسری محبت کو بھی وہ قدرت کا تحفہ سمجھ کر ٹھکرانا نہیں چاہتی تھی۔

رات تاریک تھی سو ہر لمحہ ورق سیاہ کی مانند ہی رہا۔ عزتیں کرلائیں محبتیں تڑپیں اور اعتبار کے لاشے پر ماتم ہوا مگر صبیحہ نئی زندگی کے سپنے سجائے سب کی محبتوں کا پاؤں تلے رکھ کے گھر کی دہلیز پار کر گئی۔

......☆☆☆......

"آج تم گلابی رنگ میں بے حد نکھر رہی ہو۔" شہر سے دور غیر معروف علاقے میں واقع بوسیدہ اپارٹمنٹ کے کمرے میں لگے کم واٹ کے پیلے بلب کی عجیب سی روشنی میں بھی اس کا پاکیزہ روپ ہر دوسا روپ لودے رہا تھا۔ وہ عزت دار گھرانے کی لڑکی تھی شروع سے ہی پردے میں رہی تھی اور حجاب تو ہمیشہ لڑکیوں کو دلکشی بخشتا ہے۔ ان میں ایک کشش پیدا کرتا ہے کہ مولی تک شرما جاتے ہیں۔ صبیحہ نے ڈرتے ڈرتے نگاہ اونچی کی سکندر کی نظریں مسلسل اس کا جائزہ لے رہی تھیں لیکن نہ جانے کیوں آج اسے اس کے دیکھنے کا انداز مختلف لگ رہا تھا۔ اس کا دل دھڑکنے لگا وہ اٹھ کر ذرا فاصلے پر ہو کر بیٹھ گئی۔

"تم اب جاؤ میں ذرا آرام کروں گی صبح کس

رنگا رنگ کہانیوں سے آراستہ دلچسپ جریدہ
AANCHALPK.COM
تازہ شمارہ شائع ہوگیا ہے
ماہنامہ
نئے افق
قلندر ذات
[illegible]
دیدبان
[illegible]
جگت سنگھ
[illegible]
AANCHALNOVEL.COM
[illegible]
خوشبوئے سخن، منتخب غزلیں، نظمیں، ذوق آگہی، اقتباسات، اقوال زریں، احادیث وغیرہ معروف دینی اسکالر حافظ شبیر احمد سے اپنے دینی و دنیاوی مسائل کا حل جانیے
(021-35620771/2) [illegible]

وقت آئیں گے تمہارے دوست۔'' اس نے بمشکل بات بنائی۔

''ہاں میں..... اتنی بھی کیا جلدی اور تم مجھ سے اتنا دور کیوں جارہی ہو؟'' وہ روٹھتے ہوئے بولا اور دوبارہ سے اس کے ساتھ ہوکر بیٹھ گیا' صبیحہ کے ہاتھ پاؤں بھیگنے لگے۔

''پلیز سکندر ابھی تم جاؤ۔'' وہ پزل ہونے لگی۔

''اتنے قریب آگئی ہو اب کیسی شرم کیسی حیا..... ہو مت پلیز' پھر کل کو تو ہمیں ایک ہوہی جانا ہے۔'' اس نے جھٹکا دیا تھا حیران سی صبیحہ اس کے لیے ہرگز تیار نہ تھی بھی اس کی آہنی پناہوں میں گرتی چلی گئی تھی۔

عورت اور مرد کے درمیان تیسرا شیطان ہی ہوتا ہے' شیطان نے ایک کو آلۂ کار بنایا تھا اور آلۂ کار مضبوط تھا جبکہ شکار کمزور۔ چڑیا پھڑپھڑائی مگر عقاب کے پنجے اس کے نازک سے پیروں سے کہیں زیادہ مضبوط تھے۔ جب انسان پر ہوس سوار ہوجائے تو اسے کسی کی ضرورت نہیں پڑتی' وہ ہوش وحواس میں بھی اپنی ساری حدود بھلا دیتا ہے۔ سکندر پر ہوس طاری تھی اور شکار خود چل کر اس کے پاس آیا تھا اس نے چڑیا کی بوٹی بوٹی نوچ ڈالی تھی وہ سسکتی رہی ہاتھ جوڑتی رہی' مگر شکاری کو ترس نہ آیا۔ اسے نوچتے' کھسوٹتے' لوٹتے' پامال کرتے وہ پاتال کی گہرائیوں سے کہیں نیچے جاگرا تھا۔

بھوک مٹی تو ہوس بھی ختم ہوگئی' چڑیا کے بے جان ہوتے وجود کو اس نے زمین پر پھینک دیا اور خود وہیں بیڈ پر الٹے منہ گر کر اونگھنے لگا تھا۔ حوا کی بیٹی تھی مگر ابنِ آدم کو یہ موقع خود اسی نے دیا تھا۔ وہ خود اس کا آلۂ کار بنی تھا اس کے ساتھ زبردستی ہوئی تھی مگر وہ اپنے پیاروں کو چھوڑ کر اس درندے کے پاس خود چل کر آئی تھی۔ وہ گناہ کار تھی بھی اسے سزا دی گئی تھی نقارے بجے تھے اور یہ نقارے نہ ہی کسی اعلانِ جنگ کے تھے نہ کسی خوشی کے بلکہ اسیرِ ہوس کے ہاتھوں کسی حوا کی بیٹی کی پامالی کے جس کا چارہ وہ خود بنی تھی۔

اسے لگا اس کی روح فنا ہوچکی تھی وہ سانس لے رہی تھی مگر زندگی کے منظر پر پاتال کی تاریکی غالب آچکی تھی اس کی آنکھوں میں خوف مٹ چکا تھا۔ درد ہی درد رقم تھا اس کے ہاتھ پاؤں شل تھے جیسے کسی نے اسے برف میں دفن کردیا ہو' لیٹے لیٹے ہی اس کی نگاہ بیڈ کے نیچے پڑی تھی۔ زندگی اور محبتوں سے کھیل نے اسے کھلونا بنایا تھا اب اس کے لیے کوئی راستہ نہ بچا تھا۔ سکندر عفریت تھا اور وہ خود..... وہ خود گندگی کا ڈھیر' جس پر شاید وہ خود بھی تھوکنا پسند نہ کرتی۔

وہیں پڑے پڑے بے جان لاش بنے وجود نے ایک مرتبہ پھر ربّ کی قدرت کو پکارا اور اپنے مقدر کا فیصلہ اپنے ہاتھوں میں لیا تھا' بیڈ کے نیچے پڑی چوہے مار دوائی کو اس کے بے جان وجود نے بڑی مشکل سے حاصل کی تھی۔

وہ جانتی تھی یہ پیار نہیں سکندر کا ذاتی تھا وہ اس سے کچھ تو انتقام لے ہی سکتی تھی۔ اس نے خود میں ہمت پیدا کی اور اپنا سارا گناہ ایک پیغام کی صورت میں موبائل پر بھائی کو بھیجنے کے بعد چپ چاپ وہ دوائی پھانک لی تھی اور ساتھ میں سکندر کا گناہ لکھنا بھی نہ بھولی تھی۔

روح کی چڑیا کے پَر پھڑپھڑانے لگی پرواز اس بار موت کی تھی مگر عزت کے مرتے وقت جو دکھ جو کرب اس کے وجود نے سہا تھا یہ درد بہت کم تھا اس کے مقابلے میں۔

ایک آوارہ آنسو پلکوں کا بند ہوتی پلکوں کا بند توڑ کر باہر نکلا تھا۔ اس نے محبتوں کے بند توڑے تھے اعتبار اور حیاء کی زنجیریں جو اس کی پہرے دار تھیں خود ہٹائی تھیں تو ہوس اور نفسانی خواہشات کے تیز رفتار سمندر اس کا سب کچھ بہا کر لے گیا تھا۔ پہلے رشتے پھر محبتیں پھر عزت اور آخر میں زندگی محبتوں کے بند ٹوٹنے ہی تباہی ہوئی تھی' کچھ بھی باقی نہیں بچا تھا کچھ بھی.....

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

تیری جستجو کا کرم دیکھتے ہیں
ستاروں کو زیر قدم دیکھتے ہیں
ہمارا شعور محبت تو دیکھو
تمہیں بھی محبت سے کم دیکھتے ہیں

اسماعیل چچا کی آمد اس وقت ہوئی جب پاپا کو گزرے ایک ماہ ہوچکا تھا' اس ایک ماہ میں دور و نزدیک کے تمام رشتے دار تعزیت کرکے اپنے گھروں کو لوٹ چکے تھے۔ شریں کے اکیلے پن کا خیال کرکے فی الحال پاپا کی دور پرے کی ایک بوا ابھی تک اس کے ساتھ رہ رہی تھیں' ان کے جانے کے بعد کیا ہوگا اور کیسے کا سوچتی؟ وہ تو خود ابھی تک یہ یقین کرنے میں ناکام رہی تھی کہ پاپا یوں اس طرح اچانک مجھے چھوڑ کر کیسے جاسکتے ہیں؟ بنا کسی بیماری' بنا کسی تکلیف کے وہ اس طرح اچانک کیسے جاسکتے ہیں؟ بس معمولی سا اٹھنے والا اچانک دل کا درد ان کی جان کیسے لے سکتا تھا؟ بوا نے کہا تھا کہ یہ پاپا کے نصیب میں لکھا ہوا تھا مگر پاپا ہمیشہ کہا کرتے تھے۔

"انسان اپنا نصیب خود بناتا ہے۔" پھر پاپا اپنے نصیب میں مجھے اکیلا چھوڑ جانے کا کیسے لکھ سکتے ہیں؟ وہ اپنے سوالوں میں الجھی بکھری خود کو بہلانے اور سنبھالنے کی کوشش کررہی تھی جب اسماعیل چچا اس کے سامنے آگئے۔

اسماعیل چچا پاپا کے جگری دوست...... وہ جو کسی طرح خود کو کچھ سنبھالے ہوئے تھی ان کو سامنے دیکھ کر ایک بار پھر بکھر کر رو گئی' خود اسماعیل چچا پاپا کے گزر جانے کی خبر کر بچھ سے کہیں زیادہ بکھرے ہوئے محسوس ہورہے تھے۔ وہ ان سے شرمندہ تھی کہ ان کو پاپا کی وفات کی اطلاع نہ دے سکی مگر وہ کیا کرتی؟ اس وقت غم اتنا بڑا اور اچانک ملا تھا کہ سوچنے سمجھنے کی ہر حس ہی کام کرنا چھوڑ چکی تھی۔ ایسے میں کسی کو بھی اطلاع نہ دے سکی وہ سر جھکائے بیٹھی تھی جبکہ اسماعیل چچا غم و افسوس بھرے انداز میں ہاتھوں کو کچھ اس طرح مسل رہے تھے کہ جیسے ان کی کوئی بہت قیمتی شے ان کے ہاتھوں سے کوئی چھین کر لے گیا ہو۔

"مجاہد بھی ایسے کیسے چھوڑ کر جاسکتا ہے؟ معمولی سا درد اس کی جان کیسے لے سکتا ہے؟ وہ تو اتنا بہادر تھا کبھی کسی تکلیف کو گنتی میں نہیں لاتا تھا۔" وہ ان کی بات کا کیا جواب دیتی وہ تو خود کب سے ایسے ہی بہت سے سوالوں میں الجھی ہوئی تھی' اسماعیل چچا اور پاپا کی دوستی تب سے تھی جب سے انہوں نے ہوش سنبھالا تھا۔ دونوں نے اسٹڈی لائف ساتھ گزاری' پلاننگ تو دونوں کی یہی تھی کہ ہمیشہ ساتھ رہیں گے مگر نصیب میں ان کا ساتھ نہیں لکھا تھا اس لیے جب دونوں نے پریکٹیکل لائف میں قدم رکھتے ہوئے کاروبار کی طرف توجہ دی تو پاپا نے دادو کے بزنس کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا مگر اسماعیل چچا کو بزنس سے زیادہ جاب کرنے کا شوق تھا۔ اس لیے جب ان کی جاب ہوئی تو کچھ عرصے بعد ٹرانسفر کی وجہ سے ان کو پاپا کے ساتھ ساتھ وہ شہر تک چھوڑ کر کراچی جانا پڑا۔ شروع میں وہ دونوں مسلسل رابطے میں رہے پھر بعد میں زندگی کی مصروفیات نے رابطے کو ذرا کم کردیا مگر ڈھیروں مصروفیات کے باوجود جب بھی انہیں محسوس ہوتا کہ ان کو ملاقات کیے بہت ٹائم گزر گیا ہے تو سب مصروفیات کو پس پشت ڈال کر یا تو پاپا کراچی پہنچ جاتے یا اسماعیل چچا خود تشریف لے آتے مگر جب سے مما کی ڈیتھ ہوئی تھی

پاپا اسے اکیلا چھوڑ کر اسماعیل چچا سے ملنے نہیں جایا کرتے تھے بلکہ اسماعیل چچا خود آجایا کرتے تھے۔ شرین سے انہیں ہمیشہ ایک ہی شکوہ رہتا تھا کہ میں کبھی ان کے گھر نہیں آتی مگر وہ کیا کرتی جب بھی ان کی طرف جانے کا پروگرام بنتا ہر بار کوئی ضروری کام یا چیز رکاوٹ بن جاتے اس لیے ان کا شکوہ بجا تھا اس لیے وہ جب بھی شکوہ کرتے وہ مسکرا کر چپ چاپ ان کے سامنے سے ہٹ جایا کرتی تھی۔

❀......❀......❀

اسماعیل چچا دو دن سے یہیں تھے مگر وہ کب تک یہاں رہ سکتے تھے آج نہیں تو کل ان کو بھی چلے ہی جانا تھا اور پھر اس کے بعد...... میں کچھ سوچنا نہیں چاہتی مگر بری بری سوچیں مجھے ہر وقت دہلائے رکھتی تھیں۔ ابھی بھی میں صحن میں بیٹھی انہی پریشان کن سوچوں کے گھیرے میں گھری سر جھکائے بیٹھی تھی جب اسماعیل چچا بہت خاموشی سے میرے سامنے دھری کرسی پہ آ کر بیٹھ گئے۔

"کن سوچوں میں گم ہے ہماری بیٹی!" انہوں نے ہمیشہ مجھے اپنی سگی بیٹی کی طرح پیار کیا تھا آج بھی ان کے انداز میں میرے لیے پیار ہی پیار تھا۔ میرے دل کو ایک دھچکا لگا پاپا کی یاد نے شدت سے سر اٹھایا تو آنکھوں میں واضح نمی اتر آئی جسے میں نے چھپانے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی اسماعیل چچا کو آنکھوں کی نمی نے اپنے سوال کا جواب دے دیا تھا۔ اس لیے پل بھر کو خاموش ہو گئے پھر کچھ دیر کی خاموشی کے بعد گہرا سانس بھرتے ہوئے وہ دوبارہ گویا ہوئے۔

"اپنا ضروری سامان پیک کر لو بیٹا! ہمیں کل یہاں سے نکلنا ہے۔" وہ جو سر جھکائے بیٹھی تھی ان کی بات کے اختتام پر بے ساختگی و حیرت بھرے انداز میں ان کی طرف دیکھنے لگی۔ یوں جیسے ان کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو وہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر وضاحت کرتے ہوئے بولے۔

"آپ اب یہاں اکیلے کیسے رہو گی بیٹا! اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب آپ ہمارے ساتھ رہو گی۔" اس بار انہوں نے قدرے تفصیل سے بتایا۔ وہ بنا کچھ کہے پہلے سے کہیں زیادہ حیرت بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ وہ واقعی پاپا کے بہترین دوست تھے جبھی اس کے لیے فکرمند ہو کر اس کے متعلق سوچ رہے تھے ورنہ پاپا کی ڈیتھ کے بعد سے جس طرح سب نے اس سے منہ موڑا تھا وہ شدید ہرٹ ہوئی تھی۔

"کیا ہوا شیریں...... اس قدر چپ کیوں ہو بیٹا کچھ تو بولو۔" اسے مسلسل خاموش پا کر وہ پریشان ہو گئے تھے۔

"میں کیا بولوں چچا!" وہ الٹا انہی سے سوالیہ ہوئی تھی۔

"کچھ بھی...... میں بہت اچھا سامع ہوں آپ جو بھی بولو گی میں چپ کر کے سنوں گا۔" وہ شاید اس کا موڈ بحال کرنے کی لیے ذرا مزاحیہ انداز میں بولے تھے مگر وہ تو مسکرا بھی نہ سکی تو وہ گہری سانس بھر کر دوبارہ کہنے لگے۔

"میں نے آپ سے پوچھے بنا ہی آپ کو ساتھ لے جانے کا فیصلہ کر لیا آپ کو میرے اس فیصلے پہ کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟" وہ استفہامیہ اس کی طرف دیکھ رہے تھے چند لمحات خاموشی کے بعد وہ قدرے دھیما بولی۔

"نہیں چچا! اعتراض اس وقت اٹھتا ہے جب کوئی دوسرا آپشن ہو اور میرے پاس تو کوئی آپشن ہی نہیں ہے پھر اعتراض کرنے کا کیا مقصد۔" اس نے بڑے سنجیدہ انداز میں حقیقت بیان کی تھی۔ وقت بہت ہی ظالم ہوتا ہے ایک ہی وار میں زندگی کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتا ہے اس ایک ماہ کے مختصر وقت نے اسے اپنے اور غیر کی خوب پہچان کرا دی تھی۔

"ایسا مت کہو بیٹا! اگر آپ کو اعتراض ہے بھی تو مجھے بتاؤ ہم کوئی دوسرا حل تلاش کر لیں گے۔" انہوں نے بہت اپنائیت سے اسے بولنے کا موقع دیا مگر اس نے تو جیسے اپنے ہر اعتراض کا گلا گھونٹ دیا تھا اس لیے قطعی انداز میں بولی۔

"نہیں چچا! میں نے کہا نا مجھے کسی بھی طرح کا کوئی اعتراض نہیں۔"

"ہونہہ...... تو پھر آپ اپنی پیکنگ کرلیں باقی میں دیکھتا ہوں میں نے کیا کرنا ہے۔" یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھ گئے تھے۔

وہ مزید کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی پھر گہری سانس بھرتی اٹھ کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔

❀......❀......❀

بابا کے تمام رشتے دار جمع تھے اسماعیل چچا نے انہیں شیریں کو اپنے ساتھ لے جانے کی خبر سنائی تو وہاں موجود تمام افراد نے گہری سانس بھری جیسے اس کی طرف سے جو تھوڑی بہت فکر نے انہیں لپیٹ میں لے رکھا تھا اس سے بھی انہیں چھٹکارا مل گیا ہو۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

اسماعیل چچا کو قدرے حیرت ہوئی وہ شیریں کے سگے تھے انہیں اس کو لے جانے پر کوئی تو اعتراض کرنا چاہیے تھا مگر شاید وقت نے انہیں یہ جتلا دیا تھا کہ وہ بے شک ان کی سگی تھی' خوب صورتی کے ساتھ اچھے خاصے بینک بیلنس کی مالکہ بھی تھی مگر ان سب کے ساتھ وہ ایک عورت کی اولاد تھی' جس سے مجاہد نے سب کی مخالفت کے باوجود شادی کرکے انہیں خود سے الگ کردیا تھا جس عورت کی وجہ سے انہوں نے اپنا بھائی' بیٹا کھویا تھا اس عورت کو انہوں نے کبھی بھی پسند نہیں کیا تھا۔ اسی بدولت وہ شیریں میں بھی کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے' اسی لیے وہ اس خوب صورت اور معصوم آفت کو خود اپنے ہاتھوں اسے سونپ رہے تھے۔ ان کی طرف سے کوئی اعتراض نہ پاکر اسماعیل چچا مزید بولے۔

"مجاہد اور میرے درمیان شروع سے یہی بات تھی کہ شیریں کو میں اپنی بیٹی بنا کر لے جاؤں گا۔ کاش مجاہد کے ہوتے یہ سب ہوتا مگر شاید قدرت کو یہ سب اسی طرح منظور تھا۔ میں شیریں کو ابھی لے تو جارہا ہوں مگر بہت جلد اس کے نکاح کی تقریب کا دعوت نامہ آپ سب کو بھیجوں گا۔" انہوں نے اپنی بات مکمل کی تو بھی اس بار کسی نے کوئی اعتراض نہیں اٹھایا تھا۔

ایک طرف کھڑی شیریں بڑے ناقابل محسوس انداز میں وہاں سے نکل گئی جبکہ باقی افراد بھی اپنے گھروں کو لوٹ گئے تھے۔

❀......❀......❀

اپنا ضروری سامان لیے وہ اسماعیل چچا کے سامنے کھڑی تھی اسے آتے دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"چلیں بیٹا؟" اس نے اقرار میں سر ہلایا تو انہوں نے جھک کر اپنی چادر اٹھائی۔

"چچا جان! آپ مجھ سے تنگ تو نہیں ہوں گے؟" اس کا سوال شاید اپنی جگہ بالکل بجا تھا' انہوں نے قدرے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں رونے کی چغلی کھا رہی تھیں وہ دو قدم چل کر اس کے قریب آئے اور ہاتھ اس کے سر پر رکھتے ہوئے بڑی شفقت سے بولے۔

"کوئی باپ اپنی بیٹی سے کبھی تنگ ہوا ہے کیا؟" کس قدر ڈھارس دیتا ہوا انداز تھا ان کا' اس کے بے چین دل کو کچھ سکون نصیب ہوا تھا۔

"اب چلیں؟" اس کو مطمئن ہوتا دیکھ کر انہوں نے ایک بار پھر سوال کیا۔

اس بار اس نے اقرار میں سر ہلایا تو انہوں نے آگے کی طرف قدم بڑھائے' خود اس نے بڑے دکھے دل کے ساتھ آخری الوداعی نظر اپنے گھر کو دیکھا اور ان کے پیچھے ایک نئی منزل کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

❀......❀......❀

ہر گزرتا پل اس کی گھبراہٹ میں اضافہ کیے جارہا تھا' آگے کیا ہوگا کا سوال تلوار کی طرح اس کے سامنے لٹک رہا تھا' وہ اسماعیل چچا کے ساتھ ان کے گھر جارہی تھی جہاں ان کے بیٹے کے ساتھ اس کی شادی ہوجانی تھی۔ شادی ایک ایسا رشتہ جس کے متعلق سوچتے ہوئے ہمیشہ دل میں ایک میٹھی سی لہر دوڑ جایا کرتی تھی مگر اس وقت وہ یہ جان کر پریشان تھی کہ اب زندگی کا باقی کا سفر جس کے ساتھ گزارنا تھا نجانے وہ کیسا ہوگا' کس فطرت کا مالک ہوگا۔ وہ شدید پریشانی اور گھبراہٹ کا شکار تھی مگر اپنی

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

پریشانی کو وہ کسی دوسرے پر ظاہر کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اسی لیے خود کو سمجھاتے بجھاتے سفر تمام ہوا اور وہ اسماعیل چچا کے ہمراہ ان کے گھر پہنچ گئی جہاں گھر کے افراد اس کے استقبال کے لیے پہلے سے تیار کھڑے تھے۔ تانیہ چچی ہر بار کی طرح اس بار بھی شفقت و محبت کے ساتھ اس سے ملی تھیں جبکہ انوشے اور نبیہ کو وہ اب مل رہی تھی۔ وہ دونوں ہی اس سے چھوٹی تھیں اور دونوں گرم جوشی سے ملیں مگر وہ بدلے میں ان کو کوئی گرم جوشی نہ دکھا سکی تھی۔ اس کی نظر اس شخص کی تلاش میں تھی جس کو سوچ کر وہ پریشان ہوتی رہی تھی انوشے کی بات کو سنتی وہ آگے بڑھ رہی تھی تب ہی ایک کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آتا شخص اسماعیل چچا کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"السلام علیکم پاپا!" اس کی نظر نے اس سمت کا سفر کیا مگر وہ شخص اس کی طرف پیٹھ کیے کھڑا تھا وہ چاہ کر بھی نہ دیکھ سکی۔

"وعلیکم السلام! کہاں رہ گئے تھے بیٹا؟" انہوں نے اسے گلے لگا کر سوال کیا۔

"کمپیوٹر پر بزی تھا پاپا!" باتیں کرتے وہ اب ڈرائنگ روم میں داخل ہوگئے تھے۔

"آپ سب بیٹھیں میں ڈنر کا انتظام کرتی ہوں۔" تانیہ چچی نے کہا۔ سب اپنی نشستیں سنبھال چکے تو اسماعیل چچا کو اس کا تعارف کرانے کا خیال آیا۔

"اطہر! یہ شیریں ہے تمہارے مجاہد انکل کی بیٹی!" اس کے بعد وہ اس سے مخاطب ہوئے تھے۔ "شیریں! یہ اطہر ہے میرا بیٹا۔" انہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں تھی وہ پہلے ہی اندازہ لگا چکی تھی مگر ان کے مخاطب کرنے کا فائدہ یہ ہوا کہ اسے نظر اٹھا کر اس شخص کو دیکھنے کا موقع مل گیا جو پہلے ہی جانچتی پرکھتی نظروں سے اس کی طرف متوجہ تھا۔ پوسٹ مارٹم کرتی اس کی نگاہوں سے اسے ایک دم ناگواری محسوس ہونے لگی جو اس کے چہرے پر فوراً جھلکی تھی۔ چھوٹی سی ناک کو سکیڑ کر دل میں اسے "چھوٹے انسان" کے خطاب سے نوازتی وہ ذرا سا رخ موڑ کر بیٹھی تو اطہر اس کی ناگواری محسوس کرتا فوراً سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

❁......❁......❁

رات کی چائے کے بعد وہ سونے کے لیے اٹھ گئے اس نے انوشے اور نبیہ کے ساتھ ان کا کمرہ شیئر کیا تھا نئی جگہ نئے بستر کی بدولت اسے نیند آنے میں دشواری ہو رہی تھی۔ فجر کی اذان تک کروٹیں بدلتی وہ نیند کا انتظار کرتی رہی تھی پھر نجانے کس پہر نیند کی دیوی اس پر مہربان ہوئی اور وہ سوگئی۔ اس کی نیند پوری ہوئی تو وہ آنکھیں مسلتی اٹھی اور فریش ہوکر کمرے سے باہر نکلی۔ افراد خانہ کی تلاش میں اندازہ لگاتی وہ ڈرائنگ روم میں آئی مگر وہاں کسی کو موجود نہ پاکر اس نے کچھ سوچ کر جھجکتے ہوئے کچن کی طرف قدم بڑھائے۔ نبیہ ابھی تک اکیڈمی سے نہیں آئی تھی جبکہ تانیہ چچی اور انوشے کچن میں ڈنر کی تیاری میں مصروف تھیں۔

دونوں ماں بیٹی کو باتوں میں مصروف دیکھ کر ان کے درمیان دخل دینا مناسب نہ لگا تو وہ وہیں رک گئی مگر اسی پل فریج سے کچھ نکالنے کی نیت سے پلٹی انوشے کی نظر اس پر پڑی تو وہ ایک دم مسکرا کر اس سے مخاطب ہوئی۔

"شیریں آپی! آپ باہر کیوں کھڑی ہیں اندر آجائیں ناں۔" وہ اندر چلی آئی۔ انوشے کی پکار پر تانیہ چچی نے بھی پلٹ کر اس کی طرف دیکھا اور مسکرا کر پوچھا۔

"شیریں بیٹا! ناشتے میں کیا لوگی جلدی سے بتادو میں بنادوں گی۔" ان کے پوچھنے پر اسے ایک دم شدید بھوک کا احساس ہوا تھا مگر یوں اس طرح فرمائش کردینے میں اسے شرم محسوس ہوئی اس لیے بھوک کے باوجود وہ چپ ہی رہی تب انہوں نے دوبارہ پوچھا۔

"بتاؤ ناں شیریں! ناشتے میں کیا لوگی؟" اپنا کام ادھورا چھوڑے مکمل طور پر انہیں اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اس نے سر جھکا کر بڑی ہلکی آواز میں انہیں جواب میں کہا۔

"آپ کچھ بھی بنادیں چچی! میں کھالوں گی۔" اس کے تاثرات بڑے معصومانہ سے تھے۔ انہوں نے غور سے اس کی طرف دیکھا اور پل میں اس کی شرم و جھجک کو

www.urdutube.net
www.booksube.net
www.urdumovies.net

سمجھ کر مسکراتی ہوئی اس کے قریب آئی پھر ہاتھ بڑھا کر انہوں نے اسے اپنے ساتھ لگایا اور بہت پیار سے کہا۔

"یہ تمہارا اپنا گھر ہے شیریں! کسی بھی طرح کی شرم کرنے کی ضرورت نہیں...... جو بھی تمہارا دل کرے تم وہ کھاؤ پیو۔ تم ہمیں انوشے اور نمیہ ہی کی طرح عزیز ہو بیٹا! ہمیں خوشی ہوگی اگر تم بنا کسی شرم و تکلف کے ہمارے ساتھ رہو۔" اپنائیت کا احساس دلاتے ہوئے انہوں نے مزید کہا۔

"اگر تم خود سے کچھ بنا کر کھانا چاہتی ہو تو بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا بلکہ خوشی ہوگی۔" ان کی اس قدر اپنائیت پر خوش ہوتی وہ غور سے ان کی باتیں سن رہی تھی مگر ان کی آخری بات پر وہ ایک دم بوکھلا گئی۔

"نہیں نہیں چچی جان آپ مجھے جو بھی بنا دیں گی میں کھالوں گی۔" ایک دم تیزی سے اس نے ان کی پیشکش کو رد کیا تھا آخر ان کی پیشکش کو وہ قبول کرتی بھی تو کیسے اسے خود سے تو کچھ بنانا آتا ہی نہیں تھا۔ پہلے لاڈ میں بابا اسے کوئی کام کرنے ہی نہیں دیتے تھے اور پھر بعد میں اسے کام کرنے کی عادت ہی نہیں رہی تھی۔ تانیہ چچی اس کے لیے ناشتا بنانے کے لیے پلٹ گئیں تھی۔

"شیریں! میں جان بوجھ کر ہلکا پھلکا ناشتا بنایا ہے کیونکہ اگر زیادہ ہیوی کرتی تو تم کھانا گول کر جاتیں۔" کہہ تو وہ ٹھیک رہی تھیں اس نے مسکرا کر اقرار میں سر ہلا دیا۔

انوشے تا گوندھ چکی تھی اس لیے دونوں ڈرائنگ روم میں آ گئیں۔ انوشے نے ٹی وی آن کیا اور اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔ باتوں کے ساتھ ساتھ اس کی توجہ ٹی وی کی طرف بھی تھی جبکہ وہ نانشے کے ساتھ انصاف کرنے میں مصروف تھی۔ انوشے بس ذرا دیر ہی اس کے ساتھ بیٹھ سکی پھر چچی کی پکار پر اٹھ کر چلی گئی تو وہ وہاں اکیلی بیٹھی رہ گئی۔ نمیہ اکیڈمی سے لوٹی تو فریش ہو کر اس کو کمپنی دینے وہاں چلی آئی تھی۔ اسماعیل چچا اور اطہر شاید گھر پر نہیں تھے اس لیے وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دیئے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد ان کی آمد ہوئی تو تانیہ چچی نے فوراً کھانا لگا دیا تھا۔ وہ بھی نمیہ کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر پہنچی جہاں اسماعیل چچا کو اپنی ہی طرف متوجہ پا کر اس نے فوراً سلام کیا۔

"السلام علیکم چچا!"

"وعلیکم السلام! کیسی ہے ہماری بیٹی اور دن کیسا گزرا۔"

"میں بالکل ٹھیک ہوں چچا اور دن بھی اچھا رہا۔" آہستہ آواز میں اس نے ان کے سوال کا جواب دیا جبکہ باقی کھانا کھانے میں مصروف ضرور تھے مگر ان کی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ ان کی طرف بھی متوجہ تھے۔ اس کی نظر سب کے چہروں سے ہوتی اطہر کی طرف آ کر رک گئی تھی۔ وہ شاید ان کی طرف متوجہ ہی نہیں تھا اس لیے بنا کسی مسکراہٹ بنا کسی تاثر کے صرف کھانے میں مصروف تھے۔

"مجھے خوشی ہوئی یہ جان کر کہ آپ کا دن اچھا رہا امید کرتا ہوں ہمیشہ آپ کا ہر دن یہاں ہمارے ساتھ اچھا ہی گزرے گا۔" ذرا توقف کے بعد وہ دوبارہ گویا ہوئے تھے۔ "شیریں بیٹا! اگر کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بنا کسی جھجک کے آپ ہمیں بتا دینا۔"

"جی۔" مختصر سا جواب دیتے وہ کھانے کی طرف متوجہ ہوئی مگر کھانے کے دوران وقتاً فوقتاً اس کی نظر نے دھیان اور بے دھیانی میں اطہر کی سمت سفر کیا تھا مگر ہر بار اس کی نظر نے اسے اپنی طرف سے انجان بنا بیٹھا پایا تھا وہ قدرے الجھ گئی۔ وہاں آنے کے بعد سے اب تک یہ دوسری بار ان کا سامنا ہوا تھا اسے الجھن کا شکار کیا تھا۔ پہلی بار کی ملاقات میں اسے مسٹر چھچھورا کا خطاب دیا تھا مگر اب دوسری بار اس کا دل اسے مسٹر اکڑو ہونے کے خطاب سے نواز رہا تھا۔ اسے عجیب سا فیل ہونے لگا تھا کہ جس شخص کے ساتھ اس کی زندگی جوڑنے کے لیے سوچا جا رہا تھا اس نے ایک بار بھی اس سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی وہ یونہی الجھن کا شکار ہوتی تھوڑا سا کھانا کھا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

❁……❁……❁

کھانے کے بعد ان سب کا رخ ٹی وی لاؤنج کی طرف ہوا تو وہ بھی خاموشی سے ان کے پیچھے ٹی وی لاؤنج میں آ گئی۔ اس بار تانیہ چچی کی ہیلپ کی خاطر نبیہ ان کے ساتھ رکی تھی۔ اسماعیل چچا اور اطہر ٹی وی کھولے نیوز کی طرف متوجہ تھے جبکہ وہ انوشے کے ساتھ بیٹھی ہوں ہاں میں اس کی باتوں کا جواب دے رہی تھی۔ ذرا دیر بعد تانیہ چچی کے ہمراہ نبیہ چائے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوئی اس نے سب کو چائے پیش کی اور خود اپنا کپ لے کر ان دونوں کی پاس آ بیٹھی جبکہ تانیہ چچی ان کے برابر میں رکھے دوسرے صوفے پر بیٹھی بڑے شوق سے نیوز کی طرف متوجہ تھیں شاید وہ بھی نیوز میں دلچسپی رکھتی تھیں۔

چائے بہت اچھی بنی تھی پی کر تھکاوٹ کا احساس کم ہونے لگا تھا ذہن ریلیکس ہوا تو وہ خود بھی ریلیکس ہوتی پاؤں اوپر چڑھاتی سیدھی ہوئی تھی۔ خالی کپ ایک طرف رکھتے ہوئے اس کی نظر بے دھیانی میں اطہر کی طرف اٹھی اور اس کی نظروں سے دوچار ہو گئیں۔ وہ بہت غور سے دیکھتا اس کی طرف متوجہ تھا وہ تیزی سے نظر گھما گئی۔ پھر جتنی دیر وہ وہاں بیٹھی رہی وقفے وقفے سے اطہر کی جانچتی تولتی نظروں کو نظر انداز کرتی رہی جو پہلی بار سامنے پر نظر اندازی کی اس کی مسلسل گھورتی نظروں سے وہ ایک دم جھنجلا گئی تھی۔ نجانے کیا تھا اس شخص کو بھی ایسی نظروں سے متوجہ ہوتا تھا کہ تو لگتا بس نظروں ہی نظروں میں کھا جائے گا اور کبھی اس طرح انجان بن جاتا کہ جیسے اس کی موجودگی ہی سے بے خبر ہو۔ وہ اس شخص کے متعلق بالکل کوئی اندازہ نہیں لگا پا رہی تھی مگر یہ ضرور تھا کہ وہ اسے جھنجلاہٹ میں مبتلا کر رہا تھا اس تیسری بار کے ٹکراؤ نے اسے مسٹر تاڑو کے خطاب سے نوازا تھا۔

اطہر ان تمام خطابات سے انجان تھا مگر اس بار دلچسپ بات یہ ہوئی کہ شیریں کو خالی کپ ایک طرف رکھتے ہوئے پاؤں اوپر چڑھا کر بیٹھتے دیکھ کر اطہر نے بھی اسے عک چڑھی حسینہ کے خطاب سے نواز دیا تھا۔ جتنا کسی بات چیت کے خاموشی سے ایک دوسرے کو نظر انداز کرتے وہ ایک دوسرے کو خطابات سے نواز رہے تھے مگر وہ ٹھیک طرح نہیں جانتے تھے کہ کون کیسی فطرت کا مالک ہے یہ جاننے کے لیے انہیں شاید وقت کی ضرورت تھی۔ اس لیے اب یہ وقت نے طے کرنا تھا کہ اب ان کی زندگی میں مزید کیا ہوتا ہے۔

❁……❁……❁

اسماعیل چچا نے آج شاید آفس سے چھٹی کی تھی اسی لیے وہ گھر پر دکھائی دے رہے تھے۔ اس کی آنکھ آج بھی لیٹ ہی کھلی فریش ہو کر جب وہ باہر آئی تو دس بج رہے تھے۔ انوشے اور نبیہ دونوں کالج جا چکی تھیں جب وہ ڈرائنگ روم میں آئی وہاں اسماعیل چچا اور چچی دونوں کاغذ پین ہاتھ میں لیے نجانے کون سی لسٹیں بنانے میں بزی تھے اسے اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ مسکرائے تھے۔

"شیریں بیٹا! آپ اگر شادی میں کسی کو بلانا چاہتی ہو تو نام لکھوا دو۔"

"ہاں اور جو جو چیزیں آپ کو چاہیے وہ بھی نوٹ کروا دو۔" تانیہ چچی نے کہا۔

"تو اب وہ شادی کی تیاری کرنے لگے تھے۔" اس نے ایک دم گہری سانس لے کر سر جھکایا وہ دونوں ہی اس کے بولنے کے منتظر تھے مگر وہ کیا بولتی اسے نہ تو کسی کو بلانے کی چاہ تھی اور نہ ہی کسی سامان کی ضرورت تھی۔ اس کی مسلسل خاموشی انہیں محسوس ہونے لگی تو انہوں نے بڑے پیار سے کہا۔

"اس طرح چپ کیوں ہو گئی ہو بیٹا؟"

"ویسے ہی چچی۔" اس نے ہلکے سے لب کچل کر آہستہ آواز میں جواب دیا تھا۔ "مجھے نہ تو کسی کو بلانا ہے اور نہ ہی مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے۔"

"کیوں بھئی ایسے کیوں کہہ رہی ہو آپ؟ آپ کی فرینڈز کزنز وغیرہ......؟" تانیہ چچی کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب ایک دم چچا درمیان میں بولے تھے۔

"میں بھیج تو رہا ہوں سب کی طرف دعوت نامہ اس

www.urdutube.net www.bookstubes.net www.urdutube.net

بات کو چھوڑو۔ شیریں بیٹا! ہم پندرہ دن بعد کی تاریخ طے کرنا چاہ رہے ہیں کیا یہ ٹھیک رہے گی؟'' انہوں نے اس طرح بول کر شاید انجانے میں اس کی مشکل کو آسان کر دیا تھا اس نے سکون کا سانس لیا۔

''آپ کو جو بہتر لگے وہی تاریخ رکھ لیں۔'' اسے شاید شرم آنے لگی تھی اس لیے ان پر سب چھوڑ کر جان چھڑاتی وہاں سے اٹھ گئی۔

❁......❁......❁

شادی کے لیے پندرہ دن بعد ہی کی تاریخ طے کی گئی تھی دن کم تھے اور کام بہت زیادہ اس لیے گھر میں ایک دم سب کی مصروفیت بڑھ گئی تھی۔ انوشے اور نبیہ بھی کالج سے چھٹی لیے بھائی کی شادی کی تیاریوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھیں ایک کے بعد ایک دن تیزی سے گزرتے جا رہے تھے تیاریاں تھیں کہ کسی بھی طرح مکمل ہونے میں نہیں آ رہی تھیں مقررہ تاریخ میں اب بس سات روز باقی تھے ویسے تو وہ نہ گھر سے باہر جاتی تھی اور نہ ہی گھر کے افراد کے علاوہ کسی کے سامنے آتی تھی اور تو اور ایک ہی گھر میں رہنے کے باوجود اس کے سامنے کا ڈر تھا اس نے شروع دن سے اب تک اس سے بات کرنے کی کوشش تک تو کی نہیں تھی پھر ملاقات کی کوئی امید کیسے کی جا سکتی تھی مگر اس کے باوجود رسم کی خاطر اسے مایوں بٹھا دیا گیا تھا۔

مایوں کے پیلے جوڑے کے ساتھ ہاتھ بھر بھر کر ہری پیلی چوڑیاں پہنے سادہ سے روپ میں وہ بہت حسین دکھائی دے رہی تھی۔ ثانیہ چچی ابھی شاپنگ سے لوٹی تھیں ان کی تھکن کا سوچ کر نبیہ ان کے ساتھ باقی سب کے لیے بھی چائے لے آئی تھی اس لیے چچی کی شاپنگ پر تبصرے کے ساتھ ریلیکس موڈ میں بیٹھے وہ چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے جب بالکل اچانک ہی غیر متوقع طور پر اطہر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا سب سے پہلے شیریں کی نظر نے اس کو دیکھا تھا وہ ایک دم سیدھی ہوئی تھی۔ انوشے اور نبیہ یوں اچانک بھائی کو سامنے دیکھ کر خوشی سے چہکی تھیں۔ اطہر بالکل اس کے سامنے بیٹھی چچی کے برابر میں بیٹھتا اس کے مقابل ہوا تھا۔ وہ چاہنے کے باوجود بھی وہاں سے اٹھ کر نہ جا سکی تو سمٹتے ہوئے ذرا سا رخ موڑ گئی۔ اس کی نظر جھکی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ اطہر نے اس کی طرف نظر کی تھی یا نہیں مگر اس کی سماعتوں سے انوشے کی آواز ضرور ٹکرائی تھی۔

''بھیا دیکھیں ممی بھابی کے لیے کتنے خوب صورت ڈریسز لائی ہیں۔'' اس نے ایک بلیک ڈریس جس کے گلے دامن اور آستین پر وائٹ نگینوں کا جڑاؤ کام تھا اس کی طرف بڑھایا۔ اطہر نے ہاتھ بڑھا کر ڈریس اس کے ہاتھ سے لیا اور ذرا دیر کو دیکھ کر واپس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے تعریفی انداز میں کہا۔

''اچھا ہے مگر کوئی ریڈ کلر......؟'' ابھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ چچی نے ہاتھ اٹھا کر درمیان میں اسے ٹوک دیا۔

''جانتی ہوں تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ تمہیں ریڈ کلر پسند ہے اس لیے دوسروں کے ساتھ ساتھ میں نے شادی کے جوڑے کے لیے بھی ریڈ کلر کا ہی آرڈر کیا ہے۔'' اس کو مطمئن کرنے کے ساتھ انہوں نے اس کے پسندیدہ کلر کے دونوں ریڈ ڈریس اس کی طرف بڑھائے اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان دونوں ڈریسز کو دیکھا تھا ایک طرف کو سمٹی بیٹھی شیریں بہت حیرت سے یہ سب ملاحظہ کر رہی تھی۔

کہاں تو وہ تمام ہنگامے سے بے نیاز دکھائی دے رہا تھا اور اب اکیلے مزے سے بیٹھا اپنی پسند سے فرمائش کر رہا تھا۔ بے یقینی کی سی کیفیت میں حیرت بھری نظروں سے وہ یک ٹک اسی کی سمت دیکھ رہی تھی جب اطہر نے بالکل اچانک اس کی طرف دیکھا۔ پہلے تو وہ سمجھ نہ سکی مگر جب احساس ہوا تو ایک دم گڑبڑا کر اس نے فوراً نظر جھکائی تھی مگر دوسری طرف اطہر فوراً اس پر سے نظر نہیں ہٹا سکا تھا۔

سادہ سے روپ میں بے یقینی کی سی کیفیت لیے بیٹھی

شیریں اس کی دھڑکنوں میں ہلکا سا ارتعاش پیدا کرگئی تھی باقی سب کا دھیان تو ویسے بھی ڈریسز کی طرف تھا اس لیے نہ تو کسی کا دھیان اس کی طرف گیا اور نہ ہی کسی نے اطہر کی نظروں کو محسوس کیا اس لیے وہ فرصت سے اسی پر نظریں ٹکائے بیٹھا رہا۔ اس کی مسلسل گھورتی نظروں کی چبھن اپنے چہرے پر محسوس کرکے شیریں نے کب سے جھکی نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو اسے ہنوز پہلی کی سی کیفیت میں خود کو گھورتے پایا تو جھنجلا کر اس نے ناک چڑھاتے ہوئے ایک بار پھر دل میں اسے مسٹر تازو کا خطاب دیا تھا اس کی سمجھ سے یہ بالکل باہر تھا کہ آخر اس شخص کے ساتھ مسئلہ کیا تھا جو وہ اس طرح برتاؤ کررہا تھا کہ جب موڈ ہوتا تو اس طرح گھوریاں ڈالتا اور جب دل نہ کرتا تو اس سے بالکل انجان بن جاتا۔ وہ اب مزید وہاں بیٹھے رہنا نہیں چاہتی تھی اس لیے مزید کچھ سوچے وہ اٹھی اور وہاں سے نکل گئی۔ کسی اور نے اس کے جانے کو محسوس نہیں کیا تھا مگر مکمل توجہ کے ساتھ اس کی طرف متوجہ اطہر نے زیرلب مسکراتے ہوئے بہت شدت سے اس کے اس طرح اٹھ جانے کو محسوس کیا تھا۔

❁......❁......❁

ہر ایک اپنی اپنی مصروفیت میں گم تھا ایک بس وہی تھی جسے نہ تو کوئی مصروفیت تھی نہ کوئی کام...... صبح سے ٹی وی دیکھ کر اب وہ بالکل بور ہوگئی تھی۔ اس لیے ٹی وی بند کرتی وہ لان میں چلی آئی جنوری کی سردی کی لہر اس کے بدن میں دوڑی مگر واپس پلٹنے کی بجائے شال کو اچھی طرح اپنے گرد لپیٹتے ہوئے قدم بڑھاتی وہ لان میں آگئی۔ یونہی بے مقصد چہل قدمی کرتے ہوئے اس کی نظر گلاب اور چنبیلی کے پودوں پر پڑی' کتنے ہی پھول شاخوں سے ٹوٹ کر ادرگرد بکھرے پڑے تھے وہ آہستہ قدموں سے چلتی ہوئی قریب ہوئی اور جھک کر سارے بکھرے پھولوں کو چن لیا۔

پھولوں کی نرماہٹ اور خوش بو سے مسرور ہوتی وہ اندر آرہی تھی جب تیزی سے باہر آتے اطہر کے ساتھ وہ زور سے ٹکرائی تھی اس اچانک ہونے والے تصادم کی بدولت دوپٹے کا پکڑا پلو ہاتھ سے چھوٹ جانے کی وجہ سے سارے پھول ایک بار پھر زمین پر بکھر گئے تھے۔ ٹکراس قدر اچانک اور زوردار تھی کہ وہ گرنے کو ہی تھی کہ اطہر نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اسے تھام لیا تب ہی وہ اس کے بہت قریب ہوگئی تھی۔

اتنا قریب کہ...... اس کے دل نے اس کے حسین چہرے کو چھونے کی خواہش کرڈالی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی خواہش کو حقیقت کا روپ دیتا ناک چڑھا کر رخ موڑتی شیریں کا تصور چھم سے اس کے ذہن میں ابھرا تو وہ بے ساختہ امڈتی مسکراہٹ کو شرارت میں چھپا کر پہلی بار اس سے مخاطب ہوا تھا۔

''ملاقات کا یہ اچھا طریقہ ڈھونڈا آپ نے...... مجھے اچھا لگا'' شیریں جو اس اچانک پیش آنے والی افتاد پر بالکل ہی بدحواس ہوگئی تھی اور خالی نظر' خالی ذہن کے ساتھ اس کی طرف دیکھے جارہی تھی۔ بہت قریب اس کی آواز سن کر سنبھل کر ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی۔

''کیا مطلب ہے آپ کا؟'' باقی بچ جانے والے پھولوں کو ایک طرف اچھالتی لڑاکا موڈ میں اس کی طرف پلٹی۔

''کیوں آپ نہیں جانتی کیا؟'' وہ خوامخواہ اسے غصہ دلائے جارہا تھا اور وہ تھی کہ اس کے لفظوں پر مسلسل بھڑکے جارہی تھی۔

''میں جانتی ہوں یا نہیں اس کی فکر چھوڑیں آپ مجھے اپنی بات کا مطلب واضح کریں۔'' وہ بالکل ویسی ہی تھی جیسا وہ سوچتا رہتا تھا۔ لبوں کی تراش میں مسکراہٹ دبائے وہ بے خود سا اس کی طرف بڑھا اور بالکل اس کے قریب آن رکا مگر اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی شرارت کرتا اطہر کی کزن ان کو اس طرح کھڑے دیکھ کر مصنوعی کھانستی ان کے قریب آگئی تھی۔

''بھئی یہ فلمی سین کسی بند کمرے میں بھی تو ہوسکتا تھا یوں سرعام کرکے اینٹ کرکے دوسروں کو شرم دلانے پر مجبور

کیوں کیا جارہا ہے؟" وہ اطہر سے عمر میں بڑی تھی اس لیے اپنے بڑے ہونے کا فائدہ اٹھاتی ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگی تھی۔ شیریں جو غصے میں کھڑی تھی تیزی سے اس سے فاصلے پر ہوئی تھی اطہر بھی کچھ جھینپ کر فاصلے پر ہوگیا تھا۔

"جب آپ نے دور سے یہ حسین منظر دیکھ ہی لیا تھا تو اتنا پاس آنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟" وہ شاید آج بہت اچھے موڈ میں تھا اس لیے بنا جھجکے انہی کے انداز میں جواب دے رہا تھا۔

شیریں نے غصے بھری حیرت سے اس کی طرف دیکھا ان کے درمیان ایسا کوئی فلمی سین نہیں ہوا تھا مگر وہ حنا کی بات کی تردید کیے بنا ڈھٹائی سے مسکرا رہا تھا۔ غصے میں الٹی سیدھی سوچوں میں گھرتی پیچ و تاب کھاتی وہ انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئی تھی۔

❁……❁……❁

شادی کی تیاریاں تقریباً مکمل ہوچکی تھیں اب بس تین روز ہی باقی تھے اور رشتے داروں کی آمد نے ان کی مصروفیت کو مزید بڑھا دیا تھا۔ شیریں کا دل اطہر کی طرف سے بری طرح خراب ہوچکا تھا اس لیے وہ کوئی بھی دلچسپی ظاہر کیے بنا زیادہ وقت اپنے کمرے میں گزار رہی تھی اس کی شادی کا جوڑا اور زیورات تیار ہوکر آئے تو تانیہ چچی نے اسے جوڑا اور زیورات دیکھنے کے لیے بلایا مگر اس نے سر درد کا بہانہ کرکے آنے سے معذرت کرلی۔ شام میں اطہر کی آمد ہوئی تو چچی نے شیریں کے لیے خریدا ہوا زیور اور جوڑا اس کے آگے رکھ دیا۔ زیور تو سب ٹھیک تھا مگر لہنگے کا رنگ دیکھ کر وہ حیران سا اپنی ماں کی طرف پلٹا تھا۔

"ممی آپ نے تو کہا تھا آپ نے ریڈ کلر کے ڈریس کا آرڈر کیا ہے۔ ریڈ تو نہیں یہ تو پنک کلر ہے۔" وہ جو زیورات کو دوبارہ ڈبوں میں سیٹ کررہی تھیں اس کے سوال پر جواباً بولیں۔

"میں نے ریڈ کلر ہی آرڈر کیا تھا مگر شیریں نے کل پنک کلر کی فرمائش کردی اسے ریڈ کلر پسند نہیں ہے۔ میں تو خود عین وقت پر سن کر پریشان ہوگئی تھی کہ ڈریس کی ڈلیوری سے ایک دن پہلے دوبارہ سے پنک کلر کا آرڈر کیسے کروں مگر وہ تو قسمت اچھی تھی جو اسی کے اسٹائل میں ہمیں پنک کلر مل گیا تو ہم نے یہی لے لیا۔" انہوں نے خاصی تفصیل سے آگاہ کیا۔

"مگر ممی میں نے آپ کو ریڈ کلر کا کہا تھا۔" اس کی پیشانی پر ہلکا سا بل نمایاں ہوا تھا۔

"اطہر پاگل ہوئے ہو کیا یہ ڈریس تم نے نہیں پہننا یہ شیریں نے پہننا ہے اس لیے میں نے اسی کی پسند کو مدنظر رکھا۔"

"مجھے پہننا نہیں تھا مگر دیکھنا تو مجھے ہی تھا ناں!" آخر میں اس کی آواز بالکل ہلکی ہوئی تھی۔ اس لیے تانیہ اس کی بات پوری طرح سن نہ سکی تھی۔

"کچھ کہا تم نے؟" انہوں نے استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"کچھ نہیں ممی۔" اس نے انکار میں سر ہلایا اور ڈریس کو ڈبے میں پیک کرکے ڈبے پر سے دکان کا ایڈریس نوٹ کرتا ڈبا اٹھا کر بنا کچھ بتائے کمرے سے نکل گیا۔ تانیہ اسے پکارتی اس کے پیچھے آئی تھیں مگر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ان سے دور جاچکا تھا۔

❁……❁……❁

اپنے پسندیدہ کلر کا ڈریس لے کر واپس آنے پر سب سے پہلے اس نے شیریں سے بات کرنے کی خاطر اسے تلاش کرنے کی کوشش کی مگر لاکھ کوشش کے باوجود وہ کامیاب نہ ہوسکا تو کچھ سوچ کر واپس پلٹ آیا۔ مہندی کا فنکشن خیریت سے گزرا آج بارات تھی۔ ہر طرف خوشی بھری گہما گہمی طاری تھی۔ اس نے آج بھی شیریں سے ملنے کی کوشش کی تھی مگر جب اسے پتا چلا کہ وہ صبح سے ہی پارلر جاچکی ہے تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ شادی کا جوڑا دیکھ کر شیریں کا ردعمل کیا ہونے والا تھا مگر انوشے اس کے ساتھ گئی تھی اسے تسلی تھی کہ وہ حالات کو قابو کرلے گی۔ تصور کے پردے پر ناک چڑھاتی

شیریں کا عکس لہرایا تو وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

"میری نک چڑھی حسینہ! آج دیکھ لوں گا آپ کو بھی۔" تصور میں لہراتے اس کے عکس سے سرگوشی کرتے ہوئے خوب صورت خیالوں کے ہم راہ وہ خود بھی تیار ہونے چل دیا۔

نکاح کی رسم کی ادائیگی کے بعد شیریں کو اس کے برابر لاکر بٹھایا گیا تو اردگرد کھڑے لوگوں کے ہجوم کی بدولت وہ بس ہلکی سی جھلک ہی دیکھ سکا۔ اسی پل انوشے اس کی طرف بڑھی تھی۔

"بھیا آپ ریڈ کلر لے تو آئے مگر بھابی اس قدر خفا ہو رہی تھیں اتنی مشکل سے انہیں پہننے پر راضی کیا۔" اس کے چہرے پر بھی واضح جھنجلاہٹ اس بات کا ثبوت تھی کہ اسے واقعی کافی محنت کرنا پڑی تھی۔

"تو بہنا اپنی بھابی کو بتانا تھا ناں کہ آج کے دن ان کو اپنی پسند کی تیاری کے بجائے اپنے سرتاج کی پسند کو مدنظر رکھ کر سجنا سنورنا ہے۔" اس نے شیریں کی طرف جھک کر اسے سناتے ہوئے انوشے کو جواب دیا تھا۔ انوشے اس کا جواب سنے بغیر کسی کی پکار پر اسٹیج سے اتر گئی تھی۔

"کتنی لگ رہی ہے آج میری گلاب جان؟" سب کو اپنے آپ میں مگن دیکھ کر وہ شوخی بھرے موڈ میں اس کے قریب ہوا تو وہ پھر سے جز بز ہو کر رہ گئی۔

"دیکھیں تو ذرا کیسا لگ رہا ہے میری دلہن جو میرے لیے تیار ہوئی اسے ابھی تک بس میں نے نہیں دیکھا باقی تو ساری دنیا اسے دیکھ رہی ہے۔" اس کی طرف جھکا وہ سرگوشیاں کرنے میں مصروف تھا جب اس کے دوستوں کی نظر اس پر پڑی تو وہ اس سے کہیں زیادہ شرارتی موڈ میں اس کی طرف بڑھے۔

"اس قدر بے صبرے کیوں ہوئے جارہے ہو اطہر! اب تو ساری عمر پڑی ہے کرتے رہنا جتنی باتیں کرنا چاہو مگر ابھی کے لیے تھوڑا سا خیال کرو۔ سارے لوگوں کی نظریں تم پر جمی ہیں۔" ظہیر نے شوخی سے اس پر چوٹ کی تو وہ جھینپ کر ایک دم سیدھا ہو گیا۔

"ہاں تم لوگوں کو تو جیسے بہت شرم آرہی ہے اس طرح دوست پر وار کرتے ہوئے۔" اس نے سنبھل کر جوابی وار کیا تو وہ سب کھلکھلا کر ہنس دیے تھے۔

شیریں کی طرف سے صرف اس کے تایا شادی میں شریک ہوئے تھے مگر رخصتی کے بعد بجائے ان کے ساتھ آنے کے وہ وہیں سے واپس لوٹ گئے تھے۔

❀......❀......❀

مختلف رسومات کی ادائیگی کے بعد شیریں کو اطہر کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا جبکہ اس کے کزنز اور دوست اسے کمرے میں لیے بیٹھے تھے۔ کتنی ہی بار اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر ہر بار کوئی نہ کوئی شرارت میں کچھ بولتا تو وہ ضبط کرکے دوبارہ مسکراتا ہوا ان کے درمیان بیٹھ جاتا۔ گھڑی بارہ بجنے کا اعلان کررہی تھی مگر مجال تھی جو ان میں سے کسی ایک کو بھی نیند آرہی ہو۔ سب کی سب شرارت بھری نظریں سے اس کے ضبط کا امتحان لے رہے تھے اور نجانے وہ کب تک اس کی دل جلانے کے موڈ میں تھے وہ تو بھلا ہوا تائی جی کا جو سونے سے پہلے سب کو دیکھنے کی نیت سے اُدھر آنکلی اور انہیں اطہر کو اپنے نرغے میں لیے دیکھ کر فوراً اس کی مدد کو آگئیں۔

"آدھی رات ہونے کو ہے اور تم لوگ ابھی تک جاگ رہے ہو چلو سب اب آرام کرو باقی کی باتیں کل کرلینا اور اطہر! تم کس لیے اب تک یہاں بیٹھے ہو وہاں شیریں بے چاری تمہارے انتظار میں ہوگی چلو فوراً نکلو یہاں سے۔" انہوں نے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے وہاں سے نکالا تو وہ سکون کا سانس لیتا تیزی سے قدم اٹھاتا اپنے کمرے کے باہر آکر رکا۔

جس قدر جلدی اسے شیریں سے ملنے کی تھی اسی قدر اسے انتظار کا سامنا کرنا پڑا تھا مگر اب انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے کو تھیں۔ شیروانی کی نادیدہ شکن کو دور کرنے کے بعد اس نے انگلیوں کی مدد سے بالوں کو سنوارا اور ہلکے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور دروازہ بند کرکے وہ بیڈ کے قریب آیا مگر شیریں وہاں موجود نہیں تھی اسے وہاں

موجود نہ پاکر اسے حیرت ہوئی۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتا شیریں واش روم کا دروازہ کھول کر سادہ سا روپ لیے باہر آتی دکھائی دی‘ وہ حیرت زدہ سا پورے کا پورا اس کی طرف مڑا تھا۔

”آپ نے چینج کیوں کرلیا؟“ وہ اس کے قریب آیا۔ شیریں نے نظر اٹھا کر بہت خاموشی سے اس کی طرف دیکھا وہ جواب کا منتظر تھا۔

”مجھے فریش ہونا تھا اس لیے چینج کرلیا۔“ بڑا ہی بے نیاز جواب موصول ہوا تھا اس کی پیشانی پر حیرت و غصے کے ملے جلے تاثرات بھری سلوٹیں نمودار ہوئی تھیں۔

”ذرا دیر انتظار کیا ہوتا‘ مجھے آپ کو دیکھنا تھا۔“ اس بار اس نے صاف لفظوں میں کہہ کر اسے کچھ احساس دلانے کی کوشش کی تھی مگر دوسری طرف وہ تو جیسے اب کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی زحمت سے خود کو آزاد کرچکی تھی اس لیے اسی انداز میں دوبارہ جواباً بولی۔

”مگر مجھے آپ کو نہیں دکھانا تھا تو پھر کیوں انتظار کرتی؟“ بنا اس کی طرف دیکھے وہ اس کے پاس سے گزرتی آگے بڑھ کر بیڈ سے تکیہ اٹھاتی صوفے پر جابیٹھی اس کے قدموں کی حرکت کے ساتھ مڑتے اطہر نے اس کی اس حرکت کو دیکھا تو بُری طرح بھنا گیا‘ اس لیے تیزی سے اس کے قریب آیا۔

”یہ سب کیا ہے شیریں؟“

”کہاں کیا ہے......؟“ اطہر کا اشارہ جس طرح تھا وہ سمجھ تو رہی تھی مگر پھر بھی جان کر انجان بن گئی۔ اطہر ویسے تو ٹھنڈے دماغ کا مالک تھا شاذ و نادر ہی وہ غصہ میں نظر آتا تھا مگر اس وقت شیریں کے رویے نے اس کے دماغ کو بُری طرح کھولا کر رکھ دیا تھا۔ اسے بالکل سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ اس طرح پیش کیوں آرہی تھی۔ اس نے غصیلی نگاہ اس کی طرف کی وہ بنا کسی خوف کے صوفے پر دراز ہوتی بازو پیشانی پر دراز کرچکی تھی۔ اطہر نے غصے کی شدت سے اپنے لبوں کو بھینچا اور نظر اسی پر گاڑے رکھی جو اس کے تمام حقوق ضبط کیے اس سے لاتعلقی ظاہر کر کے لیٹ چکی تھی۔ وہ چاہتا تو مچلتے دل کو راحت پہنچا سکتا تھا مگر...... اس نے بہت گہری سانس لے کر اپنے دماغ کو ریلیکس کرنے کی کوشش کرتا بیڈ کی طرف چلا آیا۔

بنا چینج کیے وہ اسی حالت میں بیڈ پر پاؤں لٹکا کر بیٹھا شیریں کے رویے پر غور کرتا رہا‘ وجہ تلاشنے کی کوشش کرنے لگا کیونکہ یہ تو وہ جانتا تھا کہ شیریں حد سے زیادہ ضدی لڑکی ہے مگر وہ یہ بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کی ضد کے پیچھے ہمیشہ کوئی وجہ ہوا کرتی ہے بنا کسی وجہ کے وہ کبھی ضد نہیں کرتی تھی۔ اسی لیے اس وقت وہ اس وجہ کو تلاشنے کی سعی کررہا تھا جس کی بنا پر شیریں نے یہ سب کیا تھا مگر بہت غور و خوض کے بعد بھی وہ کوئی بھی وجہ تلاشنے میں ناکام رہا تو لمبی سانس بھرتا چینج کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ واش روم کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے ایک بار پھر اس کی طرف دیکھا اور سوچا۔

”اپنے نام سے کس قدر الٹ مزاج ہے اس لڑکی کا‘ کڑوا کسیلا...... نجانے انکل نے کیا سوچ کر شیریں نام رکھا تھا مگر یہ تو طے تھا کہ وہ اسے بالکل بھی اس کے حال پر چھوڑنے والا نا تھا۔ وہ سر جھٹک کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

❁......❁......❁

ولیمے کی تقریب کے بعد روٹین کو معمول پر آنے میں چند دن لگے اب پھر سے اسی پرانے ڈگر پر زندگی لوٹ آئی تھی۔ دعوتوں کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے ہی شیریں نے یہ کہہ کر ختم کردیا کہ وہ ابھی کسی بھی دعوت میں شرکت نہیں کرسکتی۔ اس لیے پھر کسی طرف سے کوئی دعوت نامہ موصول نہیں ہوا تھا۔

انوشے اور نمیرہ دونوں کالج گئی ہوئی تھیں‘ اسماعیل چچا آفس گئے تھے جبکہ اطہر آفس کے کام کے سلسلے میں شہر سے باہر تھا۔ سر درد کی بدولت تانیہ چچی اپنی کمرے میں آرام کررہی تھیں ایسے میں پورے گھر میں وہ اکیلی بولائی بولائی پھر رہی تھی۔

رات سے کیبل کے کنکشن میں کوئی مسئلہ چل رہا تھا اس لیے اس وقت ٹی وی بھی بے کار پڑا تھا۔ لان کے کئی چکر لگانے کے بعد جب وہ تھک کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ کچھ دیر یونہی بیٹھے رہنے کے بعد وہ ٹیرس پر چلی آئی ابھی اسے وہاں کھڑے ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری تھی جب ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے اس کی نظر ساتھ والے گھر کے ٹیرس پر پڑی جہاں ایک لڑکی ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب اس نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے مسکرا کر اسے ہیلو کہا تو جواباً اس نے بھی ہلکے سے تبسم کے ساتھ ہیلو کہہ دیا۔

نوشینہ اچھی لڑکی تھی اس لیے ذرا دیر کی گفتگو کے بعد وہ بے تکلف سہیلیوں کی طرح ایک دوسرے سے باتیں کر رہی تھیں۔ شیریں نے اپنے بور ہونے کا بتایا تو نوشینہ نے تھوڑا سوچتے ہوئے دو تین رسالے اس کی طرف اچھال دیے جنہیں اس نے مشکل سے کیچ کیے۔

"میں نے کبھی رسالے نہیں پڑھے۔" رسالے شاپر سے نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے کہا۔

"کبھی نہیں پڑھے ناں، تو اب پڑھ کر دیکھیں یہ آنچل رسالہ اتنا زبردست ہے اس کو پڑھتے ہوئے ناتو آپ کو بوریت کا احساس ہوگا اور آپ کا دن بھی اچھا گزر جائے گا۔"

"مگر یہ اتنا موٹا ہے کسی ہسٹری کی کتاب کی طرح...... اتنے سارے صفحات میں کیسے پڑھوں گی؟" آنچل ہلکا سا موڑے انگوٹھے کی مدد سے صفحات کو تیزی سے الٹتی وہ فکر مند ہوئی تھی۔ اس کی بات کو سن کر نوشینہ زور سے ہنسی تھی۔

"ارے کہا ناں، فکر مت کریں یہ جتنے زیادہ صفحات آپ کو لگ رہے ہیں ناں جب آپ پڑھنے بیٹھیں گی تو یہ صفحے بھی آپ کو کم لگنے لگیں گے۔ آنچل میں بہت اچھی اسٹوریز کے ساتھ ساتھ بہت اچھے سلسلے بھی ہوتے ہیں۔ ہر طرح سے آپ کو انٹرٹین کرے گا آنچل! آپ بس ایک بار پڑھ کر دیکھیں پھر بتانا مجھے۔" آنچل کی تعریف میں اسے اس قدر رطب اللسان دیکھ کر وہ آنچل پڑھنے کے لیے رضامند ہوگئی۔

نوشینہ اس سے مزید بات کرنے کے موڈ میں تھی مگر نیچے شاید اس کی ماما اسے آواز دے رہی تھیں اس لیے وہ ہاتھ ہلاتی پھر بات کرنے کی تاکید کے ساتھ پلٹ گئی تو وہ بھی آنچل ڈائجسٹ ہاتھ میں لیے اندر آ گئی۔

آنچل کو سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر وہ صوفے پر آ بیٹھی پھر کچھ سوچ کر اٹھی اور سائیڈ ٹیبل پر رکھے آنچل رسالوں میں سے ایک رسالہ اٹھائے دوبارہ صوفے پر آ بیٹھی۔ کچھ دیر تو وہ یونہی ورق گردانی کرتی رہی اسی دوران ایک صفحے کو پڑھتے ہوئے اسے اس کہانی میں دلچسپی محسوس ہوئی تو وہ ایک ساتھ کئی صفحے پلٹتی ہوئی اس کہانی کے اسٹارٹ پر آئی اور پاؤں سمیٹ کر سکون سے بیٹھتے ہوئے اس نے کہانی پڑھنی شروع کردی جیسے جیسے وہ کہانی پڑھتی جارہی تھی اس کی دلچسپی بڑھتی جارہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہانی میں پوری طرح گم نہ وقت کا احساس ہوا اور نہ ہی بھوک پیاس جیسے کسی احساس نے اس کی مصروفیت میں خلل ڈالنے کی کوشش کی تھی بس وہ پڑھتی رہی۔ گو کہ کہانی ختم ہوگئی مگر وہ کتنی ہی دیر ٹرانس کی سی کیفیت میں خود کو کہانی کے کرداروں میں محسوس کرتی رہی تھی۔

"نوشینہ نے ٹھیک کہا تھا آنچل کے ساتھ وقت گزرنے کا احساس تک نہیں ہوا تھا۔" دل ہی دل میں اس کی بات پر ایمان لاتی اگلی کہانی پڑھنے کی نیت سے اس کا اسٹارٹ صفحہ نکال کر آنچل صوفے پر ایک طرف الٹ کر رکھتے ہوئے وہ اٹھی اور پیٹ پوجا کی نیت سے سیڑھیاں اترتی کچن میں چلی آئی۔ جہاں تائی جی دوپہر کے کھانے کی تیاریوں میں اکیلی ہی مصروف تھیں اسے آتے دیکھ کر انہوں نے مسکرا کر اس سے پوچھا۔

"آج تو میری بہو بہت زیادہ بور ہوئی ہوگی۔" ایک ماں کی طرح انہیں اس کا خیال تھا مگر وہ اس وقت ذرا جلدی میں تھی بات کو زیادہ طول دینے کے موڈ میں نہیں تھی اس لیے ہلکے سے انداز میں انہیں جواب دیتی بولی۔

"نہیں تو آنٹی......؟" پھر وہ مزید بولی۔ "آنٹی مجھے بھوک لگی ہے کیا میں سیب لے لوں؟" اجازت

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdunovels.net

طلب نظروں سے وہ ان کی ہاں کی منتظر تھی' تانیہ چچی حیران ہوئیں۔

"شیریں! پوچھ کیوں رہی ہو بیٹا! یہ تمہارا گھر ہے اس پر جتنا حق ہمارا ہے اب اتنا ہی حق تمہارا بھی ہے۔ تمہیں بھوک لگی ہے تو جو تمہارا دل کرتا ہے تم وہ کھاؤ اگر خود سے کچھ بنا کر کھانا چاہتی ہو تو بھی تمہیں مکمل اجازت ہے بیٹا!" کس قدر حیرانگی نمایاں تھی ان کے انداز میں۔

"نہیں آنٹی مجھے بس یہ سیب چاہیے۔" اس نے آگے بڑھ کر ایک فریش سا سیب اٹھایا اور چھری پلیٹ لے کر کچن سے نکل گئی۔ تیز تیز قدم اٹھاتی وہ دوبارہ اپنے کمرے میں آئی اور اپنی چھوڑی جگہ دوبارہ سنبھالتی سیب کاٹ کر کھاتے ہوئے اس نے ایک بار پھر آنچل اٹھالیا اس بار وہ پہلے سے کہیں زیادہ دلچسپی کے ساتھ اگلی کہانی پڑھنے کے لیے تیار تھی کہانی کے کرداروں کے ساتھ کبھی اداس تو کبھی خوش ہوتے ہوئے اسے وقت گزرنے کا ذرا بھی احساس نہ ہوا اور وہ اب ایک کے بعد ایک کہانی پڑھتی چلی گئی۔ سیب کھانے کی وجہ سے مزید کچھ کھانے کا اس کا موڈ نہیں تھا اس لیے جب نبیہ اسے لنچ کے لیے بلانے آئی تو اس نے سہولت سے انکار کردیا۔ نبیہ واپس پلٹ گئی تو وہ دوبارہ سے اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔

❁......❁......❁

اگلے دن ناشتے کے فوراً بعد وہ ایک بار پھر سے دوسرا آنچل پڑھنے بیٹھ گئی تھی۔ بہت مگن سے انداز میں اس کی نظریں لفظوں پر پھسلتی جارہی تھیں جب اچانک اس کی نظریں ایک جگہ جم سی گئی۔

"ایک لڑکی کے لیے اس کا اصل گھر وہ ہوتا ہے جہاں وہ شادی کرکے جاتی ہے۔ کہنے کو تو وہ ایک گھر ہی ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ ایک ایسا جہاں ہوتا ہے جو کھلی مٹھی کی طرح اس کے سامنے ہوتا ہے۔ جسے اس نے سمیٹ کر ایک بند مٹھی کی شکل دینا ہوتی ہے۔ چھٹنے اور سمیٹنے کے اس مراحل میں اسے ایک بڑی آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کے بعد یا تو وہ اس جہاں کو سمیٹ کر اپنا گھر بنالیتی ہے یا پھر خود بکھر کر مکان کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔" نظروں کے ساتھ اس کا ذہن بھی بری طرح ان لفظوں میں الجھا تھا۔ گھر اور مکان کے فرق کو کتنے خوب صورت طریقے سے واضح کیا گیا تھا وہ بے ساختہ سوچنے پر مجبور ہوگئی تھی۔

شادی کے بعد خدا نے اسے ایک ایسے گھر سے نوازا تھا جہاں کے لوگوں نے اسے سمیٹنے کی کوشش کی تھی اپنی بند مٹھی میں خود بخود ہی وہ اسے شامل کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ مگر اسے کب عادت تھی کسی کے ساتھ ملنے کی شروع سے اکیلی ہی تو رہی تھی وہ پھر جب اتنے لوگوں کا ساتھ ملا تو وہ کچھ ہی نہ پائی کہ وہ کیا ری ایکٹ کرے مگر کچھنے سے کہیں زیادہ وہ موڈی ثابت ہوئی تھی اس لیے جب موڈ ہوتا تو ان سب کے پاس بیٹھتی ان کی باتوں میں ان کا ساتھ دینے کی کوشش کی اگر موڈ نہ ہوتا تو ان کے درمیان ہو کر بھی چپ چاپ بیٹھی رہتی۔ تو پھر کیا وہ اپنے موڈ کے تابع ہو کر انجانے میں اس گھر کو مکان کرنے کی کوشش کررہی ہے...... اس کی سوچ ایک نقطے پر آ کر رکی تو وہ ایک دم سیدھی ہوئی...... وہ لوگ بہت اچھے تھے وہ ان کو مایوس کرکے پھر سے کسی مکان کا حصہ بننا نہیں چاہتی تھی اس لیے کچھ سوچ کر رسالے کے اس صفحے کو وہیں سے فولڈ کرکے رسالہ ایک طرف رکھتی وہ اٹھی اور کچن میں چلی آئی جہاں معمول کے مطابق تانیہ چچی اکیلی لنچ کی تیاریوں میں جتی ہوئی تھیں۔ اسے دیکھ کر وہ ہمیشہ کی طرح مسکرا کر بولیں۔

"بھوک لگی ہے بیٹا؟"

اب سے پہلے تک اس کی آمد کچن میں اسی وقت ہوتی جب اسے بھوک کا احساس ستانے لگتا تھا۔ اس لیے اب اسے سامنے دیکھ کر تانیہ چچی نے اگر ایسا سوال کیا تھا تو بھی غلط نہیں تھا مگر وہ جی بھر کر شرمندہ ہوئی اور اپنی کوتاہیوں کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب ہم خود احساس کرنا چاہتے ہوں اس نے بھی اب محسوس کیا تو جانا کہ وہ ان لوگوں کے سامنے اس کا امیج کس قدر غلط بن گیا

تھا۔ افسوس میں گھری وہ بالکل چپ تھی۔ اس کی مسلسل خاموشی محسوس کر کے چچی نے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا بیٹا آپ نے بتایا ہی نہیں کھانے میں کیا لوگی؟"

"مجھے بھوک نہیں لگی آنٹی۔" دو چار قدم اٹھا کر وہ ان کے قریب آ کھڑی ہوئی۔

"تو پھر؟" انہوں نے استفہامیہ نظروں سے اس کی سمت دیکھا۔

"میں آپ کی ہیلپ کے لیے آئی ہوں۔" انگلیاں مروڑتے ہوئے نظر جھکا کر اس نے اپنے آنے کی وجہ بیان کی تھی جسے سن کر پہلے تو وہ حیران سے دیکھنے لگی پھر ایک دم ہنس دی۔

"کیا ہیلپ کراؤ گی آپ میری؟" اپنی ہنسی کو دباتے انہوں نے کنفیوژ کھڑی شیریں سے سوال کیا۔

"کچھ بھی جو بھی کام آپ کہیں گی میں اسے کرنے کی کوشش کروں گی۔" اس نے تیزی سے جواب دیا پھر فوراً ہی دوبارہ سے بولی۔

"دراصل آنٹی! پہلے کبھی گھر کا کوئی کام نہیں کیا تو اس لیے مجھے کوئی آئیڈیا بھی نہیں ہے مگر میں کوشش کروں گی۔" وہ ان کو قائل کرنے کے جتن کر رہی تھی جبکہ چچی اب مسلسل ہنس رہی تھیں۔

"پہلے کبھی کام نہیں کیا تو اب اتنا اچانک کام کرنے کا شوق کیوں کر ہو گیا آپ کو؟" وہ اب اس سچویشن کو انجوائے کرنے لگی تھیں۔

"میں اب اس گھر کی بہو ہوں نا آنٹی تو مجھے اب اپنی ذمہ داری کو بھی تو سمجھنا ہوگا ویسے بھی آپ اکیلی کام میں لگی ہوتی ہیں میرا فرض ہے کہ میں آپ کی ہیلپ کیا کروں۔" شاید یہ کچھ دیر پہلے پڑھے لفظوں کا اثر تھا جو وہ ایک دم سے سمجھداری والی باتیں کرنے لگی تھی۔ تانیہ چچی کو اس وقت وہ بہت سادہ اور معصوم لگی اور ساتھ ہی تھوڑی الجھی اور پریشان بھی محسوس ہوئی تھی اس لیے آنچ کم کرتی وہ اس کی طرف بڑھی اور اسے ساتھ لگائے ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ پھر انہوں نے اسے اپنے برابر بٹھا کر اس کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

"بیٹا آپ سے کس نے کہا کہ آپ اب اس گھر کی بہو ہو تو آپ کو اب گھر کے کام کرنے ہیں۔"

"کہا تو کسی نے بھی نہیں۔" گود میں ہاتھ دھرے اس نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر؟" وہ کچھ نہیں بولی تو انہوں نے مزید کہا۔

"یہ لازمی تو نہیں ہے بیٹا کہ بہو بننے کے بعد آپ کام بھی کرو اور پھر ابھی آپ کی شادی کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں ابھی تو ساری عمر پڑی ہے کرتی رہنا کام وام ابھی تو انجوائے منٹ کے دن ہیں آپ میرڈ لائف کو انجوائے کرو۔" وہ بڑے پیار سے اسے سمجھا رہی تھیں۔ مگر اس کی سوئی ابھی تک کام ہی پر اٹکی ہوئی تھی۔

"مگر مجھے آپ کی ہیلپ بھی تو کرنی چاہیے نا۔"

"اوکے.....!" لفظوں کو کھینچ کر ادا کرتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔ "آپ کو اس طرح بدلتے دیکھ کر مجھے اچھا لگا مگر میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ یہ خیال آپ کو کیسے آیا؟" وہ جاننے کو متجسس تھی کہ آخر جس لڑکی نے کبھی کام میں دلچسپی نہ لی ہو وہ ایک دم سے اس قدر دلچسپی ظاہر کیے باؤلی کیوں ہوئے جا رہی تھی۔

"میں نے ڈائجسٹ میں پڑھا۔" اس نے بڑی دھیمی آواز میں بتایا تھا مگر اس کے اس نامکمل جواب سے وہ کچھ سمجھی نہیں تھی۔

"کیا مطلب میں کچھ سمجھی نہیں۔" ان کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر اس نے نوشینہ سے ملاقات کے ساتھ ساتھ آنچل کے متعلق بھی انہیں بتایا ساتھ ہی اس نے آنچل میں پڑھی کہانیوں کی تھیم کو ہلکا سا اپنے لفظوں میں بیان کیا تو تانیہ چچی ایک بار پھر مسکرا دی۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے بیٹا کہ آپ نے آنچل کی کہانیوں سے اتنا اچھا سبق لیا میں کل ہی ہاکر سے کہوں گی آپ کو ہر ماہ آنچل دے جایا کرے تا کہ آپ آنچل پڑھ کر مزید اچھی اچھی باتیں سیکھ سکو۔" انہوں نے

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumoves.net

مسکراتے ہوئے اس کی سوچ کو سراہا تو وہ جو تھوڑی ذری دبکی بیٹھی تھی خود بھی مسکرا کر سیدھی ہوگئی۔

"آپ بہت اچھی ہیں چچی۔" اس نے بے ساختہ ان کی تعریف کی۔

"اور آپ مجھ سے کہیں زیادہ اچھی ہو بہو رانی۔" انہوں نے ماں کی سی ممتا کے جذبات سے مغلوب ہو کر اسے لپٹا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

آنکھیں بند کیے اس نے چند پل ان کی شفقت بھرے جذبات کو محسوس کیا پھر آنکھیں کھولتی ان سے مخاطب ہوئی۔

"اب چلیں؟" اس کا اشارہ جس طرف تھا وہ فوراً سمجھیں اس لیے انکار میں سر ہلاتی اٹھیں اور بولیں۔

"آج نہیں کل کسی دن کوئی ڈش بنا کر آپ اپنا شوق پورا کرنا آج تو ویسے بھی کھانا تقریباً پک چکا ہے۔" انہوں نے بہت سہولت سے اسے سمجھانا چاہا اور وہ فوراً سمجھ بھی گئی اس لیے ان سے اجازت لے کر دوبارہ اپنے کمرے میں چلی آئی اچھی بہو بننے کے لیے ابھی اسے اور بھی بہت کچھ سیکھنا تھا اس لیے دوبارہ سے اپنی تنہائی مٹانے کے لیے وہ آنچل ہاتھ میں پکڑ چکی تھی۔ دوپہر کا کھانا گول کرنے کی وجہ سے ڈنر تک بھوک اپنے عروج پر تھی اس لیے مجبوراً وہ اپنی ادھوری چھوڑ کے سب کے درمیان ڈنر کے لیے موجود تھی ڈنر کے بعد اس نے انوشے کے ساتھ مل کر ٹیبل سے سارے برتن اٹھا کر کچن تک پہنچائے جہاں نمیہ پہلے سے برتنوں سے نبرد آزما ہونے میں مگن تھی۔ ایک اچھی بھابی کی طرح اس نے اسے ہیلپ کی آفر کی تھی۔ جس کو نمیہ نے بڑے پیار سے ٹال دیا تو وہ ذرا دیر اسماعیل چچا کے پاس بیٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی اطہر کی واپسی آج بھی ممکن نہیں تھی اس لیے کیسی ہی خوشی محسوس کرتے ہوئے اس نے بیڈ پر قبضہ کیا اور سکون کے ساتھ نیم دراز ہو کر آنچل پڑھنے لگی۔ دس بجے تک وہ تمام کہانیاں پڑھ چکی تھی اب پڑھنے کو مزید کوئی آنچل اس کے پاس بچا نہیں تھا۔ نہ تو سونے کا موڈ تھا اور نہ ہی ٹی وی دیکھنے کا اس لیے وقت گزاری کے لیے آنچل کے باقی سلسلے پڑھنے لگی روحانی مسائل کا حل، بیاض دل، بیوٹی گائیڈ، غزلیں نظمیں، یادگار لمحے، آئینہ، ہم سے پوچھیے اور آپ کی صحت زبردست سلسلے پڑھ کر اس کی معلومات میں بہت زیادہ اضافہ ہوا تھا مگر "دوست کا پیغام آئے" والا سلسلہ اس کو سب سے زیادہ پسند آیا آنچل واقعی اچھا رسالہ تھا جو اپنے پڑھنے والوں کو ہر طرح سے انٹرٹینٹ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو اچھائی برائی میں فرق کے ساتھ ان کی معلومات میں اضافہ تو کرتا ہی تھا مگر دوست کا پیغام جیسے سلسلے کو پڑھ کر اسے بہت اچھا لگا تھا اس سلسلے کی بدولت ریڈرز کتنی آسانی کے ساتھ ایک دوسرے سے دوستی کا رشتہ جوڑ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس کے دل نے اس وقت بہت چپکے سے انہونی سی خواہش کی تھی اس نے بڑی بے نیازی کے ساتھ جھٹک کر اگلا صفحہ پلٹ دیا۔ ڈش مقابلے میں چاکلیٹ کیک کی ریسپی دیکھ کر اسے ایک دم تانیہ چچی کی بات یاد آئی جنہوں نے اسے صبح میٹھے میں کچھ بنانے کو کہا تھا اس لیے اس نے صبح چاکلیٹ کیک بنانے کا تہیہ کیا اور سونے کے لیے لیٹ گئی۔

اطہر کو ویسے تو کل ہی آنا تھا مگر ایک دن پہلے کام ختم ہوجانے کی وجہ سے سرپرائز کے چکر میں وہ ایک دن پہلے ہی گھر کے لیے روانہ ہوگیا مگر راستے میں گاڑی خراب ہونے کی وجہ سے وہ لیٹ ہوگیا پھر جس وقت وہ گھر میں داخل ہوا رات کے دو بج رہے تھے گھر کے سب ہی افراد سو رہے تھے کسی کو بھی ڈسٹرب کیے بنا کوٹ بازو پر لٹکائے کمرے میں داخل ہوا تھا کمرا پوری طرح تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا روشنی کی نیت سے ایک طرف کو بڑھ کر اس نے سوئچ بورڈ سے لائٹ آن کی کمرہ روشنی سے جگمگایا تو وہ بیڈ کی طرف بڑھا مگر دوسرے ہی پل وہ ساکت رہ گیا۔

شیریں بہت سکون کے ساتھ بیڈ پر محو استراحت تھی۔ چند قدم مزید چل کر وہ قریب آیا اور گہری نیند کے باعث اس کا دوپٹہ سرک کر نیچے دب گیا تھا۔ وہ بے خود سا آگے

بڑھا اور اس کے قریب آ گیا۔ سوئی ہوئی شیریں نے اس وقت اس کے دل کے تاروں کو بری طرح چھیڑا تھا۔ پہلے وہ تڑپا اور پھر بری طرح مچلا۔ اس کے دل نے اس کے چہرے پر بکھری آوارہ لٹوں کو سنوارنے کی بڑی بے ساختہ ضد کی تھی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ جذبات کی رو میں بہک کر دل کی فرمائش کو پوری کرتا اپنے ضبط کو آزماتا ایک دم سیدھا ہوا اس کی طرف سے رخ موڑ کر پلٹ گیا۔

وہ اس کی بیوی تھی وہ چاہتا تو آگے بڑھ کر اپنی خواہش کو پورا کرسکتا تھا مگر اس کی فطرت اسے اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی وہ اس کی رضا سے اسے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ تو پہلے ہی بنا کچھ کہے اس سے روٹھی ہوئی تھی ایسے میں زبردستی کرکے وہ اسے مزید خفا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے اپنے شوریدہ جذبات کو تھپکی دیتے ہوئے وہ چپ چاپ لیٹ گیا۔ بھرپور نیند لینے کے بعد اگلی صبح وہ معمول سے دو گھنٹے پہلے جاگنے کے بعد جب بیڈ سے نیچے اترنے لگی تو اس کی نظر صوفے پر سکڑ سمٹے سوتے اطہر پر پڑی اس نے ایک دم تیزی سے پاس پڑے دوپٹے کو اٹھا کر گلے میں ڈالا اور فوراً بیڈ سے اتر آئی۔ بیڈ پر سونے کی اپنی چوری پکڑے جانے پر وہ کچھ شرمندہ ہوکر آگے بڑھی مگر اس کچھ دیر کی شرمندگی کو اس نے زیادہ دیر خود پر حاوی ہونے نہیں دیا تھا۔ اس لیے شرمندگی کے احساس والے جذبات کو جھٹک کر وہ بڑبڑائی تھی۔

جب اگلے دن آنے کا کہا تھا تو پھر کس نے کہا تھا ایک دن پہلے آ جاؤ وہ بھی بنا بتائے ویسے بھی بہت اچھی بات ہے جو موصوف کو بھی صوفے پر سونے کا موقع ملا انہیں بھی تو پتا چلے کہ میں کس قدر بے آرامی میں صوفے پر رات گزارتی ہوں۔ بڑی عجیب تھی وہ بھی اس کے تصور کو جتا کر احساس دلانے کے چکر میں بڑبڑاتے ہوئے وہ یہ بات بھول گئی تھی کہ اطہر سے الگ ہوتی وہ صوفے پر سراسر اپنی مرضی سے جا کر سوئی تھی۔

سر جھٹک کر ناک چڑھاتی وہ فریش ہونے کی نیت سے واش روم میں گھس گئی فریش ہوکر وہ کمرے میں رکے بغیر فوراً نیچے چلی آئی۔

اتوار ہونے کی وجہ سے انوشے اور نسیہ کے ساتھ اسماعیل چچا بھی گھر پر موجود تھے۔ ان کو سلام کرتی اطہر کی واپسی کا بتائے بنا وہ کچن میں مصروف تانیہ چچی اور انوشے کے پاس چلی آئی انوشے ایک اچھی لڑکی تھی اسے جب بھی موقع ملتا وہ کام میں اپنی ماں کا ہاتھ ضرور بٹایا کرتی تھی نسیہ چھوٹی ہونے کی وجہ سے لاڈلی تو تھی مگر وہ بھی انوشے کی کاپی بننے کی کوشش کیا کرتی تھی مگر چھٹی ہونے کی وجہ سے وہ ابھی تک سو کر اپنی نیند پوری کر رہی تھی۔ اسماعیل چچا ناشتے کے بعد اخبار لیے سرما کی دھوپ کا مزا لینے کے لیے لان میں آ گئے تھے اب کچن میں وہ، انوشے اور تانیہ چچی تھیں۔ ناشتے کے فوراً بعد اس نے چچی سے کیک بنانے کی اجازت طلب کی جس پر انہوں نے اسے اجازت دینے کے ساتھ مسکرا کر بیسٹ وشز بھی دی تھی چونکہ وہ کچن کے کسی بھی کام کے متعلق کچھ نہیں جانتی تھی اس لیے انوشے نے اس کو ہیلپ کی آفر کی مگر وہ اس قدر پرجوش تھی کہ فوراً اس کی آفر کو رد کر دیا۔

"میں خود سے کرکے دیکھنا چاہتی ہوں تاکہ مجھے پتا لگے میں کچھ کرسکتی ہوں کہ نہیں۔" اس کی بات میں وزن تھا۔ انوشے نے اتفاق کرتے ہوئے کیک کا سب سامان اس کے سامنے رکھا اور اسے بیسٹ آف لک بول کر کچن سے نکل آ گئی۔

اب کچن میں وہ اکیلی تھی آنچل کے سلسلے ڈش مقابلے میں سے کیک کی ریسپی کو سامنے رکھ کر اس نے اللہ کا نام لے کر کیک بنانے کا آغاز کردیا۔ ریسپی کے مطابق سارے کام کرنے کے بعد اس باؤل میں تیار آمیزے کو ڈالا اور اوون میں باؤل رکھتے ہوئے ٹائمر لگا کر خود بھی باہر چلی آئی۔

تانیہ چچی تخت پر بیٹھی سبزی بنانے میں مصروف تھی جبکہ انوشے بڑی سی پرات میں چاولوں کا ڈھیر لیے اس میں سے کنکر چن رہی تھی وہ اس کے پاس آ بیٹھی۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

''سب ٹھیک ہے ہوا نا بیٹا کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا؟''
چچی نے پوچھا۔

''نہیں چچی کوئی بھی مسئلہ نہیں ہوا ریسپی سامنے رکھے میں اسی ترکیب سے کرتی رہی۔ جو اس میں درج تھی۔'' اس نے خوشی سے بھرے لہجے میں انہیں بتایا۔

''امی بھابی نے اتنے دل سے کیک بنایا ہے دیکھنا بہت اچھا بنے گا۔'' انوشے نے بھی اس کا حوصلہ بڑھایا تو وہ مزید خوش ہوگئی مگر اس سے پہلے جواباً وہ کچھ کہتی باآواز بلند سلام کرتے اطہر نے ان کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ وہ دونوں اسے اس طرح اچانک سامنے دیکھ کر خوش گوار حیرت میں گھری ہوئی تھیں۔

''ارے اطہر بیٹا تم کب آئے؟''

''بھیا آپ نے تو کل آنا تھا نا؟'' وہ ان کی حیرت و خوشی محسوس کرکے مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور پیار لینے ماں کے سامنے جھک گیا۔ انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو سیدھا ہوتا پلٹا اور اس کے سامنے پڑی چیئر پر بیٹھتا ہوا بولا۔

''آنا تو مجھے کل ہی تھا مگر کام جلدی مکمل ہوگیا تو میں ایک دن پہلے چلا آیا۔'' اس نے ایک ساتھ ان دونوں کے سوالوں کا جواب دیا جبکہ وہ پوری طرح اسے نظر انداز کیے سر جھکائے انوشے کے ساتھ ہی چاولوں پر فوکس کیے ہوئے تھی۔ اطہر نے اسے اس طرح مصروف دیکھا تو بہت خوش ہوا تھا۔ وہ اس کے گھر کو نظر انداز کررہی تھی۔

''بھیا آپ کے لیے ناشتہ بنادوں؟'' انوشے نے اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا کر اس کی سوچ کے طائر کو مزید پرواز سے روکا تھا۔

''نہیں مجھے ابھی بھوک نہیں ہے۔'' اس نے انکار کردیا۔

''اچھا، پھر جب بھوک ہو تو بتا دیجیے گا۔'' وہ اپنی جگہ سے اٹھی اسے اطلاع دیتی شیریں سے مخاطب ہوئی۔

''بھابی آپ یہ چاول صاف کرلیں گی نا؟''

''ہاں بالکل۔'' اس نے سر جھکائے اسے جواب دیا تھا۔

''تھینک یو بھابی۔'' تشکر بھرے جذبات کے ساتھ وہ آگے بڑھی مگر دو چار قدم چل کر رکی وہ ذرا سا اس کی طرف پلٹی۔

''بھابی آپ کیک چیک کرلیں مجھے لگتا ہے ٹائم ہوگیا ہے۔'' وہ تو بھول ہی گئی تھی اس کے یاد دلانے پر وہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھتی کچن کی طرف بھاگی تھی۔ اطہر نے حیرت سے اس کو تیزی سے جاتے دیکھا تھا۔

''آج شیریں خود کیک بنارہی ہے اطہر۔'' چچی نے بتا کر اس کی حیرت دور کی تھی وہ مزید خوش ہوا خوشی کے ان پلوں میں اسے ایک دم شرارت سوجھی۔ ہاتھ بڑھا کر اس نے چاولوں سے الگ کرکے رکھے کنکر اٹھا کر دوبارہ چاولوں پر بکھیر دیے۔ شیریں جو پانچ منٹ ریسپی دیکھ کر پلٹ رہی تھی نے بہت واضح نظروں سے اطہر کی اس حرکت کو دیکھا تھا۔

''ممی آپ کی بہو بالکل بھی ٹھیک چاول صاف نہیں کررہی ہے اتنے کنکر تو ایسے ہی پڑے نظر آرہے ہیں یہ دیکھیں۔'' اس نے اوپر پڑے دو، چار کنکر اٹھا کر ان کو دکھائے۔ شیریں جو ابھی تک حیرت میں گھری اس کی اس حرکت کو سمجھنے کی کوشش کررہی تھی اوپر سے اس کے الفاظ سن کر وہ پوری طرح بھنا گئی۔ اس وقت اس پر اسٹار پلس کی چالباز ساس کا گمان ہوا تھا اس لیے تو اس نے منٹ میں اس کی حرکت پر پانی پھیرا تھا اسے ایک دم ہی ڈھیر سارے غصے نے اپنی لپیٹ میں لیا تو وہ بل کھاتی تیزی سے اس کے قریب آئی تھی۔

''بہت اسمارٹ سمجھتے ہیں نا آپ خود کو مگر میں بتاؤں آپ ذرا سے بھی اسمارٹ نہیں ہیں اس لیے خوامخواہ کی اوور اسمارٹنس مت دکھایا کریں۔ سارے الگ کیے کنکر اٹھا کر آپ نے چاولوں میں ڈالے اور الزام مجھ لگا دیا کہ میں ٹھیک صاف نہیں کررہی۔'' وہ اچھی خاصی تپی ہوئی تھی اس لیے چچی کا لحاظ کیے بنا اس سے الجھ پڑی۔

تانیہ خود بھی اطہر کی شرارت سے واقف تھی اس لیے

ان کے درمیان میں بولے بنا انہیں الجھتا چھوڑ کر وہ مسکراتی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔ اطہر کے لیے اب میدان صاف تھا اس لیے شرارت بھری نظروں کے ساتھ وہ سیدھا ہوا۔

''شش...... آہستہ بولو بیگم اچھی بیویاں اپنے شوہروں سے ہمیشہ بیڈ روم میں جھگڑتی ہیں تاکہ شوہر بے چارے کا قصور ہو بھی تو شوہر بے چارے کو اکیلے میں پیار ومحبت سے اپنی بیوی کو منانے کا موقع مل سکے۔'' شرارتی مسکان لبوں پر سجائے اس نے بڑی ذو معنی بات کہی تھی۔ اس کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا مگر وہ اچھی طرح جانتا تھا یہ سرخی شرم وحیا کی سرخی ہرگز نہیں تھی۔ سرخ وسپید چہرے پر پھیلی یہ لالی اس کے غصے کی انتہا کا واضح ثبوت تھا۔

''آپ......؟'' انگلی اٹھائے وہ کوئی سخت بات کہنے کو تھی جب کچن سے چچی کی آواز بلند ہوئی تھی۔

''شیریں بیٹا یہ کیک تو جل گیا۔''

''اوہ......'' اس جھڑپ میں وہ کیک کو تو بھول ہی گئی تھی مگر اب......

اس نے غصے کو ادھار کھاتے میں ڈال کر ایک گھوری نگاہ اس کے حوالے کی اور تیزی سے کچن کی طرف بڑھی جہاں چچی کیک سامنے رکھے افسوس بھری نظروں سے اسے چیک کر رہی تھیں۔ وہ آگے بڑھ کر ان کے برابر آئی۔ اتنی محنت اور شوق سے بنایا کیک بالکل اس کے دل کی طرح طرح جل کر راکھ ہو چکا تھا۔ ساری محنت ہی اکارت گئی۔ اس نے آنسو بھری نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا اور بنا کچھ بولے جس تیزی سے آئی تھی اسی تیزی کے ساتھ کچن سے نکل کر دوڑتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔ اس کے آنسو دیکھ کر پریشان ہوتی چچی اس کے پیچھے اسے پکارتی باہر آئی تھیں مگر وہ بنا کچھ سنے جا چکی تھی۔ وہ اطہر کے قریب آئی اسے ڈپٹنے کے سے انداز میں بولی تھیں۔

''اتنے شوق سے کیک بنا رہی تھی وہ تمہاری وجہ سے سارا جل گیا اطہر کیوں خوامخواہ تنگ کرتے ہو بچی کو لے کر ناراض کر دیا اب جا کر مناؤ اسے۔'' انہوں نے اس کے کان کھینچے۔

''مجھے کیا پتا تھا ممی وہ اس قدر سیریس ہو جائے گی۔'' کانوں کو سہلاتا وہ اپنی صفائی پیش کی۔

''اب تو ہو گئی نا اب جاؤ اور فوراً اسے مناؤ۔''

''میں تو خود منانا چاہتا ہوں ممی مگر وہ مانتی کہاں ہے اور کمرے میں جا کر تو بہت ہی زیادہ کٹھور اور انجان بن جاتی ہے ظالم۔'' وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا تھا۔

''کچھ کہا تم نے؟''

''نہیں کچھ بھی تو نہیں کہا ممی۔'' اس نے انکار میں سر ہلایا۔

اطہر کمرے میں جانے کے بجائے چیئر کی بیک سے کمر ٹکائے مزید بڑبڑایا۔

''جتنا محترمہ کو چل کرنے کی کوشش کرتا ہوں اس قدر ہی کام بگڑ جاتا ہے۔ خدا جانے میری یہ بیتا کب کہاں اور کیسے پار لگے گی؟''

❁......❁......❁

شیریں اس سے اس قدر خفا تھی کہ وہ کسی طرح خود سے بات کرنے کا موقع نہیں دے رہی تھی۔ صبح اس کے اٹھنے سے پہلے وہ کمرے سے نکل جاتی اور رات جس وقت وہ کمرے میں آتا وہ اسے سوتی ہوئی ملتی۔ روٹھی محبوب کو منانے کے موقع تلاشتے بہت سے بے کیف دن گزر گئے تھے ایک دن قدرت نے اسے ایک موقع فراہم کر ہی دیا۔ انوشے کی فرینڈ کی برتھ ڈے تھی اسے وش کرنے کے لیے اس کے گھر جانے کا پلان کرتی اس نے شیریں کو بھی اپنے ساتھ چلنے پر راضی کر لیا تھا یہی وجہ تھی کہ شیریں اس کے ساتھ جانے کے لیے تیاری میں مصروف تھی۔ جب شدید سر درد کی بدولت جلدی گھر آنے والا اطہر آرام کی نیت سے کمرے میں داخل ہوا تو شیریں کو ڈریسنگ کے سامنے بیٹھے پایا کچھ پل کے لیے وہ دروازے پر رکا مگر شیریں جو پوری طرح تیار ہوتے بہت توجہ کے ساتھ اپنے نیل کو پینٹ کر رہی تھی اس کی آمد کو

www.urdutube.net
www.bookstube.net

محسوس نہ کرسکی تھی۔ اطہر تھوڑا سا کنفیوز ہوا پھر کھنکار کے دروازہ بند کرتا دبے پاؤں آگے بڑھا اور عین اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا وہ بہت مگن سی اپنے کام میں مصروف تھی۔

اس نے نظر اٹھا کر ڈریسنگ مرر میں جھلملاتے اس کے عکس کو دیکھا تھا جارجٹ کے لائٹ پرپل ڈریس جس پر ملٹی شیڈ میں ریشم کا نفیس کام بہت خوب صورت لگ رہا تھا پہنے، ہلکا میک اپ کیے وہ بہت حسین دکھائی دے رہی تھی۔ بالوں کی آوارہ لٹیں بھی چہرے کا طواف کرتی اس کی خوب صورتی میں مزید اضافہ کررہی تھی۔ کچھ دیر پہلے والا سر درد تو جانے کہاں جا سویا تھا۔ اب تو بس اس کا دل ایک بار پھر بے ایمانی پر اترا ہوا تھا۔

جس قدر توجہ کے ساتھ وہ اپنے ناخنوں کو سجا رہی تھی اسے ایک دم جیلسی فیل ہونے لگی اس نے ذرا سا جھک کر اس کی توجہ کا مرکز بنے ہاتھ کی طرف دیکھا تھا۔ اس نے نرم گرم جذبات سے مغلوب ہوکر اس کے سر پر ہلکے سے ہاتھ مارتے ہوئے بہت میٹھے انداز میں کہا تھا۔

"کاش میں تیرے خوب صورت ہاتھ پر لگنے والی کوئی نیل پالش ہوتا۔" وہ جو مگن سی بیٹھی تھی اس کے اس اچانک کرنے والے حملے پر چونک کر سیدھی ہوتی جس کی وجہ سے دوسرے ہاتھ میں پکڑے نیل پالش برش نے انگلی پر نقش و نگار بنا ڈالے۔ جنہیں دیکھ کر وہ حسب معمول ناک چڑھاتی جھنجلائی تھی۔

"آپ انتہائی بدتمیز انسان ہیں۔" اس کے سامنے دراز ہوتے اس نے اطلاع بہم پہنچائی تھی۔

"اب تو آپ کا ہوں آپ تمیز سکھا دو ناں مجھے۔" پکے سڑک چھاپ عاشقوں کے سے انداز میں کہتے ہوئے اس نے دیوار سے ٹیک لگائی تھی۔

"اونہہ......" وہ ذرا بھی متاثر ہوئے بنا سر جھٹک کر نیل ریموور اٹھا کر انگلی پر بن جانے والے نقش کو صاف کرتی آگے بڑھی تب ہی اطہر تیزی سے اس کے سامنے آگیا۔

"کیوں اس قدر خفا ہو مجھ سے حالانکہ باقی سب کے ساتھ آپ کے اچھے تعلقات ہیں پھر صرف مجھ سے اس قدر ناراضگی کیوں، گلاب جامن؟" بہت سنجیدگی سے استفسار کرتا وہ آخر میں پھر پٹری سے اترا۔

"ایکسکیوز می میرا نام شیریں ہے، گلاب جامن نہیں۔" برا سا منہ بنا کر پلٹتے ہوئے وہ جواب میں بولی۔ اطہر نے اپنی بے ساختہ امڈتی مسکراہٹ کو لبوں میں دبا لیا تھا۔

وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر چڑ جایا کرتی تھی اس لیے تو اسے اس کو چڑانے میں مزا آیا کرتا تھا مگر اس وقت وہ اسے چڑا کر مزید کام خراب کرنا نہیں چاہتا تھا اس لیے بڑے صلح جو انداز میں اس سے مخاطب ہوا۔

"مجھے معلوم ہے آپ کا نام شیریں ہے مگر کیا آپ کو معلوم ہے شیریں کسے کہتے ہیں؟" اس نے چند سیکنڈ رک کر اس کے جواب کا انتظار کیا مگر وہ اس کے سوال کا مقصد ہی نہیں سمجھی تھی اس لیے جواب میں بولتی بھی تو کیا۔ وہ خود ہی دوبارہ سے گویا ہوا۔

"شیریں میٹھے کو کہتے ہیں اور میٹھے میں مجھے گلاب جامن بہت پسند ہے۔" نظروں کا اس کی موہنی صورت پر فوکس کیے اس نے بہت معنی خیزی سے اپنی پسند اس کے گوش گزار کی تھی مگر وہ کب اس طرح کی ذو معنی باتوں کو سمجھتی تھی اس لیے چھوٹی سی ناک کو چڑھا کر مزید چھوٹا کرتی سر جھٹک کر واپسی کے لیے پلٹی۔

"میں اس وقت بہت اچھے موڈ میں ہوں، اس لیے آپ کے ساتھ بات کرکے میں ہرگز بھی اپنا موڈ خراب کرنا نہیں چاہتی۔" آج واقعی وہ اچھے موڈ میں تھی اس لیے تو ہمیشہ کی طرح اس سے الجھنے کے بعد وہ غصہ نہیں ہوئی تھی۔

"خدا کا شکر ہے جو آپ آج اتنے اچھے موڈ میں ہیں ورنہ جانے اب بات کہاں تک بگڑتی۔" اس نے ڈرنے کی ہلکی سی ایکٹنگ کی۔

وہ اس کی باتوں کو بالکل نظر انداز کیے شوز ریک میں رکھے سوٹ کے ساتھ میچنگ شوز نکال کر پہنتے ہوئے سیدھی ہوئی تھی جب اطہر بالکل اس کے مقابل آ کھڑا ہوا تھا۔

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

"شیریں...... بہت اچھی لگ رہی ہو۔" اس بار اس کے دیکھنے سے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا جسے محسوس کرتے ہوئے پہلی بار اس کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی گھبرا کر اس نے ایک دم نظر اٹھا کر اس کی نظروں میں دیکھا۔ جن میں اس بار شرارت کی بجائے اسے کچھ نیا محسوس ہوا تھا۔

"پلیز اب ناراضگی ختم کردو ناں یار۔" ایک طرف بے بسی سی بے بسی تھی جبکہ دوسری طرف حیرانگی پریشانی اور پتا نہیں کیا کچھ تھا۔ وہ کچھ بول ہی نہیں پا رہی تھی۔ اطہر واقعی اس کی ناراضگی ختم کرنے کے لیے اسے گھیرے کھڑا تھا۔ وہ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا اسے سننا چاہتا تھا مگر انوشے کباب میں ہڈی بنی اسی پل دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی تھی اپنی ہی جھوک میں آگے بڑھتے ہوئے وہ کچھ بھی محسوس کیے بنا ان کی طرف بڑھی تھی۔

"بھائی کیا آپ ریڈی ہیں؟"

"آں...... ہاں...... ہاں میں ریڈی ہوں۔" کچھ دیر پہلے والی کیفیت سے نکلتے ہوئے اس نے خود کو سنبھال کر جواب دیا۔

"اوکے۔" اس کی تیاری کو دیکھتے ہوئے وہ اب اطہر سے مخاطب ہوئی۔

"بھیا کیا آپ ہمیں فرینڈ کی طرف ڈراپ کرسکتے ہیں؟" اطہر کو بھلا کیا اعتراض ہوسکتا تھا اسی لیے اس نے فوراً اقرار میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر چلیں۔" اس کی رضامندی پاکر وہ شیریں کو ساتھ لیے آگے بڑھی جبکہ اطہر کی چابی اٹھائے ان کے پیچھے چل دیا۔ فرنٹ سیٹ کو نظر انداز کیے وہ جان بوجھ کر بیک سیٹ پر بیٹھی تھی مگر وہ ابھی پوری طرح اطہر کو جانتی نہیں تھی اس لیے اسے احساس نہیں تھا کہ اس کے مقابل کون ہے اطہر نے بڑے سکون کے ساتھ بیک مرر اس پر سیٹ کیا اور پھر پورا راستہ اس پر نظر جمائے اسے بے چین کرتا رہا۔

مگر اس وقت وہ مجبور تھی کچھ نہیں بول سکتی تھی۔ اس لیے نظر انداز کیے چپ بیٹھی رہی۔ انہیں ڈراپ کرکے جب وہ گھر میں داخل ہوا تو ٹی وی لاؤنج میں چلا آیا۔ جہاں تانیہ چچی آنچل ہاتھ میں لیے مطالعے میں مصروف تھیں۔ وہ حیران سا ان کے سامنے آ کر بولا۔

"ممی آپ کب سے یہ فارغ لوگوں والے کام کرنے لگیں؟"

"کیا مطلب؟" رسالے میں انگلی سے نشانی لگاتے ہوئے وہ اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"یہ موٹے موٹے فرضی کہانیوں سے بھرے رسالے پڑھنے والا فارغ کام۔" اس نے اپنے لفظوں کی وضاحت کی۔

"پہلے تم میرے ایک سوال کا جواب دو پھر میں تمہیں تمہارے سوال کا جواب دیتی ہوں۔" انہوں نے بہت سبھاؤ کے ساتھ سوال پر سوال کیا تھا۔

"جی پوچھیے۔" اس نے استفہامیہ نظروں سے ان کی سمت دیکھا۔

"فرضی کہانیوں پر بنی موویز کو لوگ کس طرح تین گھنٹے سر اٹھا کر دیکھ لیتے ہیں؟" ان کا سوال بڑا تگڑا تھا اطہر کو جواب میں کچھ نہ سوجھا مگر اس نے پھر بھی کہا۔

"وہ موویز ہوتی ہیں ممی اور ویسے بھی موویز انجوائے منٹ اور ریلیکس ہونے کے لیے دیکھ لی جاتی ہے اس کو سر پر سوار نہیں کیا جاتا۔ جبکہ ان ڈائجسٹوں میں تو انتہائی بے تکی کہانیاں لکھی ہوتی ہیں۔ حد درجہ رومینس، اخلاقیات کے دائرے سے نکلے ہوئے جملے اور بھی نجانے کیا کچھ......!" اس نے نجانے کب کہاں کون سا رسالہ پڑھ لیا تھا جو اس قدر مخالفت پر اترا ہوا تھا۔ تانیہ چچی نے سکون سے اس کی بات سنی جب وہ بول چکا تو انہوں نے کہا۔

"میں تمہاری اس بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ موویز انجوائے منٹ کے لیے دیکھی جاتی ہے تو بیٹا انجوائے منٹ کی خاطر رسالہ پڑھ لینے میں کیا حرج ہے؟" انہوں نے سوالیہ نظروں سے کچھ پل اس کی طرف دیکھا۔

"رومینس اور اخلاقیات سے گرے جملے تو موویز میں بھی دکھائی اور سنائی دیتے ہیں بلکہ میرا خیال ہے موویز

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

میں کہانیوں کی نسبت زیادہ کھل کر ہر چیز کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ ویسے بھی ہر چیز کے ساتھ اس کا نقصان اور فائدہ جڑا ہوتا ہے یہ تو ہم انسانوں پر ہے کہ ہم کس طرح کا اثر قبول کرتے ہیں رسالوں کی کہانیوں میں بھی اگر کچھ ہوتا ہے تو یہ ریڈرز کے ذہن پر ہے وہ کس طرح کہانی کو خود پر طاری کرتا ہے اور میرے خیال میں اگر ریڈر اس قابل ہوگیا ہے کہ وہ رسالہ پڑھ رہا ہے تو پھر اس کو اچھائی اور برائی میں فرق کا بھی علم ہوگا اس کے باوجود ہم فٹ سے رسالے پر انگلی اٹھا کر خود بری الذمہ ہوجاتے ہیں۔“ انہوں نے بہت تفصیل کے ساتھ مسلسل بولتے ہوئے اس کی سوچ کو درست کرنے کی کوشش کی تھی۔

”تم نے دیکھا ہوگا آج سے پہلے میں نے کبھی رسالہ نہیں پڑھا مگر شیریں کو دیکھ کر میں خود آج رسالہ پڑھنے پر مجبور ہوگئی ہوں۔“ بات کو ادھورا چھوڑتے انہوں نے بالکل چپ بیٹھے اطہر کی طرف دیکھا۔

”جانتے ہو ناں شیریں پہلے نہ تو ہم سے گھلتی ملتی تھی نہ گھر میں کوئی دلچسپی لیتی تھی مگر جب سے اس نے آنچل پڑھنا شروع کیا ہے وہ بہت بدل گئی ہے۔ فرق خود تم نے بھی محسوس کیا ہوگا اب وہ ہم سے بولتی ہے ہمارے پاس بیٹھتی ہے اور گھر کے کاموں میں بھی دلچسپی لیتی ہے...... یہ سب آنچل کی بدولت ہوا ہے کہ وہ اس قدر مثبت انداز میں ہر اسٹوری سے کچھ نہ کچھ سیکھ رہی ہے۔“

یہ بات تو ممی ٹھیک کہہ رہی تھیں اس نے خود بھی شیریں کے مزاج اور رویے میں بہت فرق محسوس کیا تھا اور اب فرق آنے کی وجہ جانی تو خود اسے رسالوں کے متعلق اپنی سوچ کو بدلنا پڑا تھا۔ اس کے چہرے پر بدلتے تاثرات کو دیکھ کر تائیہ بیگم مسکرادی تھیں۔ انہیں اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ رسالوں کے متعلق اس کی رائے کو تبدیل کرنے میں کامیاب ہوگئی ہیں۔ وہ مزید کچھ دیر ممی کے ساتھ بیٹھا رہا پھر آرام کرنے کا کہہ کر اپنے کمرے میں چلا آیا۔

”شیریں کے بغیر اسے کمرہ اداسی کی لپیٹ میں محسوس ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ آگے بڑھ کر اسی صوفے پر بیٹھ گیا جس پر شیریں رات گزارا کرتی تھی۔ صوفے کے برابر رکھی سائیڈ ٹیبل پر کچھ بکس اور رسالے رکھے تھے۔ اس نے اوپر پڑا ایک رسالہ اٹھایا اور مطالعے کی نیت سے کھولنے لگا جب ایک سفید تہہ کیا ہوا صفحہ پھسل کر اس کی گود میں آن گرا۔

نجانے اس میں کیا درج تھا۔ کچھ سوچ کر اس نے رسالہ واپس اس کی جگہ پر رکھا اور گود میں پڑے صفحے کو اٹھا کر الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے اسے کھول کر اپنی نظروں کے سامنے کیا۔ اس کی نظریں صفحے کی سطروں پر لکھے لفظوں پر تیزی سے دوڑنے لگی تھی۔

”مجھے“ ”دوست کا پیغام آئے“ یہ سلسلہ اس قدر پسند آیا کہ میں خود اس میں شامل ہونے کے لیے مجبور ہوگئی یہ جاننے کے باوجود بھی کہ جس کے لیے میں لکھ رہی ہوں وہ کبھی یہ بات نہ تو جان سکے گا نہ میرے پیغام کو پڑھ سکے گا مگر میں پھر بھی اس کے لیے لکھنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ وہ مجھے اچھا لگتا ہے اطہر میرا شوہر جس کے لیے میں نے جو کچھ سوچا وہ اس کے بالکل برعکس ثابت ہوا ہے۔ کبھی بھی میری پروا نہیں رہی مگر میں چاہتی ہوں وہ میری پروا کرے چونکہ آنچل کی اور میری سالگرہ ایک ہی ماہ میں آتی ہے تو میرا دل کرتا ہے اس بار ہم دونوں کی سالگرہ اطہر کے ساتھ سیلیبریٹ کروں مگر ہر خواہش پوری ہونے کے لیے تو نہیں ہوتی نا۔

کاش کہ وہ کبھی جان سکے میرے پیغام کو پڑھ سکے۔“

کچھ لفظ اپنی ادائیگی کے ساتھ ہی قبولیت کی سرحد پار کرجاتے ہیں۔ وہ اس کے کاش کو یقین میں بدلے اس کے پیغام کو پڑھ رہا تھا۔ پیغام میں بہت سی جگہوں پر اسے بے ربطگی محسوس ہوئی یوں جیسے وہ لکھنا کچھ اور چاہ رہی ہو مگر لکھ نہ پا رہی ہو۔ اطہر بہت دیر تک اس صفحے کو ہاتھ میں لیے بیٹھا بہت کچھ سوچ رہا تھا۔

یہ تو وہ جان چکا تھا کہ وہ اس کو ناپسند نہیں کرتی ہے مگر وہ یہ بالکل سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ پسندیدگی کے باوجود وہ اس سے خفا کیوں ہے؟ بہت دیر سوچنے کے بعد جب اسے

جواب نہ سوجھا تو گہری سانس لیتے ہوئے اس نے احتیاط کے ساتھ اس صفحے کو ویسے ہی تہہ کر کے دوبارہ اسی کی جگہ پر رکھا اور کچھ سوچتا اٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔

انوشے اور شیریں کی واپسی اسماعیل چچا کے ہمراہ مغرب کے بعد ہوئی تھی اطہر ضروری کام کا کہہ کر گیا تو ابھی تک واپس نہیں آیا تھا وہ سب ڈرائنگ روم میں جمع تھے انوشے اور شیریں بھی ان کے درمیان بیٹھی دن بھر کی روداد ان کے گوش گزار کررہی تھی۔

اتنے دنوں بعد کچھ ٹائم اس طرح کسی پارٹی میں گزار کر شیریں بہت خوش دکھائی دے رہی تھی۔ اس لیے مسکراتی ہوئی وہ انوشے کو بولتے سن رہی تھی کچھ وقت مزید انہوں نے اسی طرح خوش گپیوں میں گزارا پھر جب ڈنر کا وقت ہونے لگا تو وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے کھانے کے ٹائم تک اطہر بھی واپس آچکا تھا پھر جب کھانا شروع ہوا تو دو چار لقمے لے کر سب سے پہلے اطہر اٹھا تھا۔ اسے اتنا کم کھاتا دیکھ کر سب سے پہلے تائیہ چچی نے ٹوکا تھا۔

"اطہر بیٹا اٹھ کیوں گئے ہو تمہاری پسند کا کھانا بنا ہے سکون سے بیٹھ کر ٹھیک سے کھاؤ۔"

"کھانا بہت اچھا پکا ہے چچی مگر دوپہر میں ہیوی لنچ لینے کی وجہ سے اس وقت بالکل بھی بھوک نہیں، جب بھوک محسوس ہوئی تو ضرور کھاؤں گا۔" ان سب سے ایکسکیوز کر کے چیئر کھسکا کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا آج وہ بازی مار کر شیریں سے پہلے کمرے میں موجود تھا اس لیے شیریں نے اس کے سونے کے بعد کمرے میں جانے کا ارادہ کر کے انوشے اور نبیہ کے ساتھ وقت گزارنے کا فیصلہ کیا اور فراغت کے بعد ان کے ساتھ ان کے کمرے میں چلی آئی تب نبیہ نے حیرت سے اس سے پوچھا۔

"بھابی آپ اس وقت یہاں ہمارے ساتھ؟"

"ہاں مجھے نیند نہیں آرہی تو سوچا مزید کچھ وقت تم لوگوں کے ساتھ گزار لوں۔" اس نے مسکرا کر کہا تو نبیہ خوش ہوگئی۔

پھر کافی دیر تک ایک بستر میں گھسے وہ ادھر ادھر کی بے

دعا

ہر موڑ پر خوشیاں تیری جھولی میں آ گریں
اتنی ہوں خوشیاں کہ تم سے سمیٹی نہ جائیں

دعا ہے میری خدا سے
غم تیری مقدر پر گیا
تیرے تصور میں بھی نہ آ گریں

نوشین عرفان...... شمالی محلہ، جہلم

معنی گفتگو کرتے رہے تھے مزید وقت گزرا انوشے اور نبیہ جمائیاں لینے لگیں خود اسے بھی اب نیند آنے لگی تھی۔

"رات کافی ہوگئی ہے اب ہمیں سونا چاہیے تم دونوں کو تو ویسے بھی صبح کالج کی وجہ سے جلدی اٹھنا ہوگا اس لیے فوراً سو جاؤ۔" مسکرا کر انہیں سونے کی تلقین کرتی انہیں شب بخیر کہہ کر وہ ان کے کمرے سے نکل آئی پھر دبے پاؤں آہستہ آہستہ چلتی وہ اوپر اپنے کمرے تک آئی اور بنا آواز کیے آہستگی سے دروازہ کھولتی وہ اندر داخل ہوگئی۔ کمرے میں نائٹ بلب کی روشنی کی بدولت پوری طرح اندھیرا نہیں تھا وہ آگے بڑھی۔ صوفے تک جاتے ہوئے اس کی نظر ڈائننگ ٹیبل پر پڑی تو وہ حیران ہوتی اپنی جگہ رک گئی۔ وہاں ٹیبل پر بہت سی کینڈلز روشن تھیں۔ وہ اسی حیران سی کیفیت میں اس طرف آگے بڑھی تھی جب ٹیبل کے قریب آئی تو اس نے جانا کینڈلز کا وہ روشن ہالہ کیک پر سجا ہوا تھا۔ کیک کے گرد گلاب کی ڈھیروں پتیاں بکھری دیکھ کر اس نے بہت شدت سے اس کی خوش بو کو محسوس کیا تھا حیران و ناسمجھی کی کیفیت لیے وہ ٹیبل پر جھکی اسی پل کمرہ پوری طرح روشنیوں سے بھر گیا۔ اس کی نظر سوئچ بورڈ کے قریب کھڑے اطہر پر پڑی اگلے ہی پل وہ ساکت رہ گئی تھی۔

وہ سویا نہیں تھا اور یہ سب......؟ اس کی حیرت بجانے کس حد تک پہنچی تھی۔ اس لیے تو وہ بالکل ساکت کھڑی ٹکر ٹکر اسے دیکھے جارہی تھی۔

اس کے چہرے پر سجے تاثرات سے محظوظ ہوتا اطہر اپنی جگہ چھوڑ کر بہت نپے تلے قدم اٹھا کر اس کے قریب آتا گویا ہوا۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumoviesz.net

"ایسی نظروں سے مت دیکھو گلاب جامن، ورنہ ابھی کہ ابھی آپ بیوہ ہو جاؤ گی۔" اس ایک پل میں وہ شرارتی ہوا تو دوسرے ہی پل ایک بہت لونگ اسپیڈ کی طرح اس کے قریب آ کر اس کی آوارہ لٹوں کو اپنی انگلیوں میں دبا کر اس کے کانوں کے پیچھے اڑسا جن کو بکھرا دیکھ کر وہ ہر بار انہیں سنوارنے کو بے چین ہو جایا کرتا تھا۔ اب بنا کسی ڈر کے جب اس نے انہیں سنوارا تو سکون کا سانس اپنے اندر اتارا اور چٹکی بجا کر شیریں کو بھنویں اچکا کر ہوش میں آنے کا اشارہ کیا اس کے لمس کو محسوس کر کے وہ ایک دم ہوش میں آئی کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔"

"اسے بدتمیزی نہیں پیار کہتے ہیں پاگل۔" وہ ایک بار پھر اس کے قریب ہونے لگا تو وہ چند قدم مزید پیچھے ہٹی مگر وہ رکا نہیں اسی طرح آگے بڑھتا رہا اور وہ پیچھے ہٹتی ہٹتی دیوار سے جا لگی تھی اس کے اطراف میں دیوار کے ساتھ بازو لگائے جیسے اس نے اس کے لیے فرار کا راستہ بند کر دیا تھا۔

"کیوں کر رہے ہیں آپ یہ سب۔" وہ روہانسی ہوئی جبکہ دل اس کی ان مسلسل جسارتوں پر اس قدر زور سے دھڑک رہا تھا کہ وہ اس کی آواز اپنے کانوں میں محسوس کر رہی تھی۔

"کیونکہ میں آپ کا شوہر ہوں اور آپ میری بیوی۔" اس کے لفظوں میں کچھ تو تھا جسے محسوس کر کے اس نے ایک دم نظر اٹھا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔

"میں تو بس آپ کی رضا چاہتا ہوں شیریں۔" کس قدر پیار نمایاں تھا اس کے انداز سے اس کے لفظوں سے، ضبط کے باوجود بھی اس کی آنکھیں چھلک پڑی تھیں۔ اس کے بہتے آنسو دیکھ کر اطہر ایک دم ہی بوکھلا گیا۔

"ارے...... شش...... رو مت۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بہتے موتیوں کو چنا تو اس بار اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔

"مجھے بس اتنا بتا دو مجھ سے خفا کیوں ہو؟" بہت نرمی کے ساتھ اس نے سوال کیا۔ وہ جواب دینے کے بجائے مزید شدت سے رونے لگی تو وہ ایک دم سیدھا ہوا نظر اس پر جمی ہوئی تھی۔ آنسوؤں کے موتی مسلسل اس کے رخساروں سے پھسل رہے تھے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے حصار میں لیا اور ساتھ لیے آگے بڑھ کر اسے صوفے پر بٹھائے اس کے برابر بیٹھ گیا۔

"شیریں......" اس نے پیار سے پکارا۔

"مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔" خود کو سنبھالتے ہاتھوں کی پشت سے رخسار رگڑتے اس نے اٹک اٹک کر بول کر اپنی بات مکمل کی۔

"مگر مجھے تو آپ سے بات کرنی ہے نا۔" اس کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ اس نے آنسو بھری نگاہیں اٹھا کر بس ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور دوبارہ سے نظر جھکالی۔

"ہاں آپ کی مرضی ہوگی تو آپ بات کریں گے اور جب مرضی نہیں ہوگی تو آپ ایک نظر تک نہیں ڈالیں گے۔" اس کی توجہ پا کر دل میں دبے شکوے کو وہ زبان پر لے آئی جسے سن کر اطہر جی بھر کر حیران ہوا۔

"یہ آپ سے کس نے کہا؟" حیرت سے پوچھا۔

"کسی نے کیا کہنا، جب سے میں اس گھر میں آئی ہوں سب دیکھ اور سن رہی ہوں۔ آپ نے کبھی مجھ سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی اور پھر جب بھی بات کی بس میرا دل ہی جلایا مجھے ہر بار اتنا ستایا اور اس روز میرے بالکل اچانک ٹکرا جانے پر آپ نے کس قدر میری بے عزتی کی تھی......" سارے شکوے شکایتیں اس کے گوش گزار کرتی وہ ذرا دیر کو رکی پھر اس کے برابر سے اٹھتی ذرا فاصلے پر ہوتی دوبارہ بولی۔

"اگر میں آپ کو پسند نہیں تھی تو آپ پہلے بتا دیتے۔ زبردستی کی یہ شادی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"اُف......" وہ کس قدر غلط فہمیوں کا شکار تھی اطہر تو ایک دم ہی چکرا کر رہ گیا تھا۔ مگر اب اسے اس کی ساری غلط فہمیوں کو دور کرنا تھا اس لیے وہ فوراً اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"آپ شدید غلط فہمی کا شکار ہو شیریں ایسا کچھ بھی

نہیں ہے۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کو اونچا کیا مگر اس نے فوراً اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"مجھے آپ کی کسی بھی بات کا یقین نہیں ہے۔"

"یقین کروگی تو یقین ہوگا نا۔" وہ فوراً بولا۔

"مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ میری ذرا سی شرارت آپ کو اس حد تک غلط فہمیوں کا شکار اور بدگمان کردے گا۔" اس نے بنا کوئی رسپانس دیے ذرا سا رخ موڑا تو وہ ایک بار پھر اس کے سامنے ہوا۔

"میں آپ سے اس وقت سے محبت کرتا ہوں جب سے پاپا نے آپ کا اور میرا رشتہ طے ہونے کا بتایا تھا۔" اس بار اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"ہاں سچ کہہ رہا ہوں آپ سے میری محبت ہوجانے میں پاپا کا بہت ہاتھ ہے وہ آپ کا ذکر ہی اتنا زیادہ کرتے تھے اسپیشلی تب جب وہ آپ کی طرف سے ہوکر آتے تھے تب آپ کی چھوٹی چھوٹی باتیں آپ کی شرارتیں سب تفصیلاً بتایا کرتے تھے۔ ان سے آپ کے متعلق سن کر مجھے آپ سے محبت محسوس ہوتی تھی۔" وہ اسے اپنی محبت کا یقین دلانے کی کوشش کرتا مزید بولا۔

"پھر انکل سے بات ہوتی تو بھی موضوع گفتگو زیادہ تر آپ کی ذات ہوتی۔ مجاہد انکل کی بدولت میں نے جانا کہ میری ہونے والی وائف کس قدر تنک چڑھی اور ضدی ہے تب میرا بھی دل چاہا کہ میں آپ سے جا کر ملوں مگر میں آپ کو ذرا سرپرائز بھی دینا چاہتا تھا اور ویسے بھی اپنی محبت سے میں شادی کے بعد ایک بار ہی ملنا چاہتا تھا تاکہ میں عملی ثبوت دے کر آپ کو اپنی محبت کا بتا سکوں۔" آخر میں وہ کچھ شوخ ہوا تو وہ بس اسے گھور کر رہ گئی۔ اس کی اس ادا پر مسکراتا وہ مزید بولا۔

"پھر جب آپ سے سامنا ہوا تو مجاہد انکل کے بتانے کے مطابق آپ کو ضدی اور تنک چڑھی حسینہ کی صورت میں پایا یقین مانیں اپنی تنک چڑھی صورت کے ساتھ آپ مجھے اتنی پیاری لگتی تھیں کہ میں نا چاہتے ہوئے بھی آپ کو تنگ کرنے پر مجبور ہوجایا کرتا تھا اور پھر غصے سے پاؤں پٹختی آپ میرے دل پر جس قدر قیامت ڈھاتی اس کے متعلق تو میں آپ کو بتا ہی نہیں سکتا۔" گزرے پلوں کو سوچ کر ایک بار پھر شرارت کے بہت سے جگنو اس کی آنکھوں میں جھلملائے تھے پھر کچھ یاد آنے پر وہ ایک دم دوبارہ اس سے مخاطب ہوا۔

"اور ابھی آپ کیا کہہ رہی تھیں میں آپ کی طرف دیکھتا نہیں تھا تو پھر آپ ہر بار میرے دیکھنے پر ناک چڑھا کر میرے سامنے سے کیوں ہٹ جایا کرتی تھیں۔" اس بار اس نے استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"وہ آپ دیکھتے تھے...... نہیں نہیں بلکہ وہ تو آپ کرائے کے غنڈے کی طرح مجھے تاڑتے تھے۔" تمام شکوے شکایتیں دور ہوئے تو اس کا دل آہستہ آہستہ اس کی محبت پر یقین کرنے لگا۔ اسی لیے تو اس بار اس نے ہلکا سا مسکرا کر جواب دیا تھا۔

"ارے...... ہاہاہا۔" اطہر کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا۔

"بڑی ہی نالائق ہیں آپ اگر اس وقت میرے تاڑنے کا مقصد سمجھ جاتی تو آج مجھے کرائے کا غنڈہ نہ کہہ رہی ہوتیں۔" اس نے ایک آنکھ دبا کر اسے چھیڑا وہ پل میں سرخ ہوئی تھی اسے شرماتے دیکھ کر وہ آگے بڑھا اور بہت نرمی سے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

"آئندہ کبھی بھی اتنا خفا مت ہونا۔" اس نے کہا تو وہ

آنچل کے نام

میری تنہائیوں کے ایک ایک پل کا شمار تیرے سنگ ہے
میرا پیار تیرے سنگ ہے میرے یار تیرے سنگ ہے
دھنک رنگوں کے جیسا آسمان پر بکھرا
میرا خود پر کیا ہر سنگھار تیرا ہے
میرے ہونٹوں میں چھپی مسکراہٹ کا صنم
ہر راز تیرے سنگ ہے دلدار تیرے سنگ ہے
تمہیں کیسے بتاؤں میں اے میری دلبرا آنچل
میری بہار تیرے سنگ ہے میرا اقرار تیرے سنگ ہے
صوبا شاہ قریشی...... کبیروالہ

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

سر ہلاتی اس کے کندھے سے سر ٹکا گئی۔

سارے شکوے، شکایتیں دور ہو چکی تھیں۔ زندگی مسکرا کر آگے قدم بڑھانے کو تھی۔ جب کچھ یاد آنے پر اطہر ایک دم اسے خود سے الگ کرتا ذرا دور ہوا۔

"مجھے ابھی یاد آیا میں بھی تو آپ سے خفا ہوں۔" اس بار ترچھی نظروں سے دیکھا تو شیریں پریشان ہو گئی۔

"مگر میں نے کیا کیا؟"

"ہاں اتنی ہی معصوم ہیں نا آپ۔" ذرا سا طنز کیا۔

"شادی کی رات میرے آنے سے پہلے ہی چینج کیے کیسے مجھ سے لڑنے کو تیار کھڑی تھیں آپ، کتنے چاؤ کے ساتھ میں وہ ڈریس پسند کر کے لایا تھا۔" شکوہ دیر سے کیا مگر بہت تگڑا کیا تھا وہ مسکرا دی۔

"ہاں تو جب میں آپ سے خفا تھی تو پھر آپ کا لایا ڈریس پہن کر کیوں آپ کے سامنے آتی۔" محبت کے غرور نے اس کے چتونوں کو نکھار دیا تھا۔

"پاگل خوامخواہ میں اتنا وقت ناراضگی میں گنوا دیا۔" اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے اس نے پھر سے اسے اپنے حصار میں لیا۔

"اب سے بس یہ یاد رکھنا کہ اطہر اپنی شیریں سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔" محبت کے نشے میں ڈوبا وہ اس کے کانوں میں رس گھولنے لگا۔

"تم زندگی ہو میری۔" اس کی جسارتیں بڑھنے لگی تو شیریں نے گھبرا کر کہا۔

"میرا دل بہت زور سے دھڑک رہا ہے۔" حد درجہ معصومیت سے اس نے اپنی حالت کو بیان کیا۔

"ہاں تو دل دھڑکنے کے لیے ہی تو ہوتا ہے دھڑکنے دو......" پیار بھری مسکراہٹ کے ساتھ اسے کسی ڈھیٹ کی طرح ساتھ لگائے وہ ٹیبل تک آیا جہاں کیک پر سجی کینڈلز جل جل کر آدھی ہو چکی تھیں۔ بنا کچھ بولے شیریں نے استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا...... اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے اس نے کہا۔

"آج چھبیس اپریل ہے نا آپ کی سالگرہ کا دن، اس لیے یہ کیک بے چارہ کب سے اپنے کٹنے کے انتظار میں باسی ہوا جا رہا ہے۔" اس کے ہاتھ میں ربن بندھی چھری تھماتے ہوئے اس نے مزید کہا۔

"یہ مہینہ آپ کے آنچل ڈائجسٹ کی سالگرہ کا مہینہ بھی تو ہے اس لیے میں نے پوری ۳۸ کینڈلز اس پر روشن کی ہیں آپ کے برتھ ڈے کی بھی شامل کرتا تو پھر یہ کیک ہی چھوٹا پڑ جاتا تھا۔" اس نے مسکرا کر کہا تو شیریں نے بہت چونک کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"اس قدر حیران مت ہو۔"

"آپ کو یہ سب کیسے پتا؟" حیرت بھرے لہجے میں اس نے اٹک کر پوچھا۔

"میرے لیے آپ کا لکھا وہ پیغام پڑھا اور پھر آنچل کو پوسٹ بھی کر دیا۔" اس نے مزے سے اپنی کارستانی بیان کی۔

"اوہ...... یو چیٹر۔" ساری حقیقت جان کر اس نے ہاتھ میں پکڑی نائف کو اس کی طرف کیا تھا وہ پیچھے ہوتا جلدی سے بولا۔

"ڈونٹ سے چیٹر۔"

"یہ سب تو انجانے میں میرے سامنے آ گیا۔ ویسے بھی اچھا ہوا نا اس کی وجہ سے ہمارے درمیان موجود غلط فہمی بھی دور ہو گئی۔" اپنی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ کو تھام کر اس نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کے ہاتھ میں پکڑی نائف کو کیک پر چلاتے ہوئے گنگنا کر اسے وش کیا۔

"ہیپی برتھ ڈے مائی پرنسز وائف۔" اس کی گنگناہٹ پر مسکراتے ہوئے اس نے کیک کا پیس کاٹ کر اطہر کے منہ میں رکھا اور دل سے خدا کا شکر بجا لائی کہ اس نے اسے ایک مکمل گھر کے ساتھ ساتھ محبت کرنے والے جیون ساتھی سے بھی نواز دیا تھا جس کی سنگت میں زندگی پھولوں کی راہ گزر محسوس ہونے لگی تھی۔

www.urdutube.net
www.booksturbe.net
www.urdumoves.net

لیتا ہے اس کی یاد سے مجھ کو بھی کچھ نہ کچھ
جیسے سنار راکھ یونہی چھانتا نہیں

دل کے معاملے میں بھلا کوئی کیا کرے
تو بڑے بڑوں کو بھی کرداعتا نہیں

پورا آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھکا تیز ہوا کے سنگ نہایت خوف ناک و بھیانک منظر پیش کررہا تھا۔ کرب کی اس بھیانک رات میں اردگرد کے ماحول سے بے نیاز وہ اپنے چھوٹے سے کمرے کی کھڑکی سے ٹیک لگائے ہوا کے تند تھپیڑوں سے بے پروا اپنے سود و زیاں کے حساب کتاب میں مصروف تھی۔ دنیا میں حسن و ذہانت سے بڑی کوئی دولت نہیں ہوتی اور وہ بہت خوش نصیب تھی کہ خدا نے اسے حسن و ذہانت کی دولت سے مالا مال کیا تھا مگر حسن و ذہانت سے بڑھ کر بھی ایک دولت ہوتی ہے محبت...... یہ وہ دولت ہے کہ جس کے پاس نہ ہو وہ دنیا کی تمام دولتوں کے ہوتے ہوئے بھی اس کی جستجو میں دربدر بھٹکتا رہتا ہے اور اس سے بڑھ کر بدنصیب وہ شخص ہے کہ جس کے پاس محبت ہو اور پھر چھن جائے اس نے بھی فقط محبت کی خاطر اپنا سب کچھ تیاگ دیا تھا یوں کہ اب نہ واپسی کا سفر ممکن تھا نہ ان لمحوں کو ہمیشہ کے لیے بھلا پاتا۔

"بس بھی کرو فریحہ! کب تک یوں خود کو سزا دو گی، پلیز سو جاؤ۔ بہت رات ہوگئی ہے۔" طلیعہ اس کی چھوٹی بہن تھی مگر حد درجہ سمجھدار اور سب سے بڑھ کر اس کی ہمدرد و غم گسار بھی۔

"سزا تو مل چکی ہے اب اس سے زیادہ کیا سزا دوں گی میں بھلا خود کو۔" طلیعہ کی بات پر مڑ کے اس نے دیکھا۔ آنکھوں میں گہری اداسی تھی رونا تو وہ کب کا بھول چکی تھی۔ رو رو کے اس کی آنکھیں خشک ہوچکی تھیں بس ایک وحشت تھی جو اس کی ویران آنکھوں میں آن بسی تھی۔

"فریحہ! تمہیں تو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے تمہیں بچالیا مگر تم ہو کہ یوں خود کو ضائع کرنے پر تلی ہو۔" اس نے ایک بار پھر اسے سمجھانا چاہا تھا اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتی فریحہ کھڑکی بند کرکے چادر لپیٹ کے لیٹ گئی۔

طلیعہ اس کی حالت زار پر تاسف کرتی ہوئی صبر کے گھونٹ بھر کے رہ گئی تھی اسے اپنی اکلوتی بہن اور اس کی خوشیاں بہت عزیز تھیں وہ اس کے لیے کچھ بھی کرسکتی تھی۔

❁......❁......❁

"نکل جاؤ پلیز میرے گھر سے میری زندگی سے۔ فریحہ! کیا کمی تھی میرے پیار میں میری چاہت میں کس

www.urdutube.net

چیز کی کمی تھی تمہیں اس گھر میں بولو...... جواب دو آخر کیوں کیا تم نے ایسا...... کیا تمہیں مجھ پر میری چاہت پر میرے خلوص پر یقین نہ تھا۔" آنکھوں میں حد درجہ وحشت لیے اس کا شوہر آزر اسے بُری طرح جھنجوڑ رہا تھا اور وہ آنسوؤں سے لبریز آنکھیں لیے اس کے لہجے کی تلخی اس کی آنکھوں میں در آئی نفرت سے سراسیمہ سی تھی۔

"آزر مجھے سمجھنے کی کوشش کریں پلیز...... مجھے معاف کردیں۔" بُری طرح روتے ہوئے اس نے آزر کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے تھے۔

"فریحہ! بس کرو کیا سمجھنے کی کوشش کروں میں بولو...... اگر آج میں وہاں صحیح وقت پر نہیں پہنچتا تو جانتی ہو تم کیا ہوتا' کس قدر نقصان ہوتا تمہارا اور میرا...... مجھے کچھ نہیں سننا ہے تم اس وقت یہاں سے چلی جاؤ اس سے پہلے کہ میں اپنے حواس مکمل کھو بیٹھوں اور کچھ غلط بول دوں۔" نیچے رکھے اسٹول کو غصے میں ٹھوکر مارتا ہوا وہ دھاڑ سے دروازہ بند کرتے ہوئے باہر نکل گیا تھا۔ اپنی زندگی کا یہ دروازہ اس نے فریحہ کے لیے بند کیا تھا ایک پل کے لیے تو اسے لگا تھا کہ اس کی سانس بند ہوجائے گی مگر نہ سانس رکی تھی نہ زندگی بس اس کا وجود ٹوٹ گیا تھا۔ سانسیں چل رہی تھیں مگر زندگی بے جان ہوگئی تھی اس کا حسن اس کی ذہانت بنا آزر کے کچھ بھی نہیں تھا۔ اس دن وہ چپ چاپ آنسو بہاتی ہوئی اپنی غلطیوں کا بوجھ لادے اپنے گھر آگئی تھی مگر خود کو وہیں چھوڑ آئی تھی۔

❁......❁......❁

آپ کے دہکے ہوئے جسم سے آتی آنچ ہے
دل کو گرماتی ہے جذبات کو بھڑکاتی ہے
آپ کے پاس جو آئے گا پگھل جائے گا
اس حرارت سے جو الجھے گا وہ جل جائے گا
آپ کا حسن وہ شبنم ہے جو شعلوں میں پلے
گرم خوشبوؤں میں تپتے ہوئے رنگوں میں ڈھلے
کس کا دل ہے جو سنبھالے سے سنبھل جائے گا
آپ کے پاس جو آئے گا پگھل جائے گا

ہونٹ ہیں یا کسی شاعر کی دعاؤں کا جواب
زلف ہے یا کسی ساون کے طلب گار کا خواب
ایسے جلوؤں کو جو دیکھے گا وہ جل جائے گا
آپ کے پاس جو آئے گا پگھل جائے گا
اس قدر حسن کسی ایک میں دیکھا نہ سنا
اس کا کیا کہنا جسے آپ نے ہم راز چنا
اس کی تقدیر کا عنوان بدل جائے گا
آپ کے پاس جو آئے گا پگھل جائے گا

وجاہت سے بھرپور محبت سے لبریز آواز میں زندگی کی اس حسین ترین رات میں وہ دھیرے دھیرے اس کی سماعتوں میں امرت گھول رہا تھا۔ اس نے مارے شرم کے اپنی سیاہ آنکھیں سختی سے بند کرلی تھیں اس ڈر سے کہ کہیں یہ حسین خواب ٹوٹ نہ جائے۔ آج بالآخر اس نے اپنی محبت اپنی متاع حیات آزر کو پالیا تھا۔

آزر نے اس کی تعریف میں حسین غزل پڑھ کے اس کے حسن کو سراہا تھا' پھر ہولے سے اس کا ہاتھ تھام کے مخملی ڈبیا میں سے ایک نازک سی گولڈ کی رنگ نکال کے اس کے ہاتھ میں پہنادی تھی۔

"مجھ سے وعدہ کرو فریحہ! تم ہمیشہ یونہی میرے ہم راہ رہوگی زندگی کے ہر قدم پر ہر نشیب و فراز میں میرا ساتھ دوگی۔ تم تو جانتی ہو نہ کہ ابو کے انتقال کے بعد امی نے کن حالات کا سامنا کیا ہے کس طرح سے میری اور رمشاء کی پرورش کی ہے اور پھر سب سے بڑھ کر میری خوشی کے لیے میری محبت کی خاطر انہوں نے خالہ جانی کی ناراضگی مول لے کے میرا اور حرا کا رشتہ ختم کیا تاکہ میں خوش رہوں۔ فریحہ! چاہے کچھ بھی ہوجائے تم پلیز امی کو شکایت کرنا ان کی حکم عدولی نہ کرنا ہمیشہ ان کا خیال رکھنا۔ اپنے اخلاق سے سب پر واضح کردینا کہ تمہیں ہم سفر چن کے میں نے کوئی غلطی نہیں کی۔"

شادی کی پہلی رات وہ اسے اپنی ماں کی تابعداری کا حکم دے رہا تھا اور وہ بھی جانتی تھی کہ ایسا ہی ہوگا سو اس نے بھی مسکراتے ہوئے سر جھکا دیا تھا۔ اس کا اقرار ان کے آنے زندگی

مطمئن ہوگیا تھا۔ دونوں نے محبتوں کے ہمراہ اپنی نئی زندگی کی شروعات کی تھی اس بات سے بے خبر کہ قسمت کچھ اور ہی طے کیے بیٹھی ہے۔

❁……❁……❁

آنے والے چند ہی دنوں میں فریحہ کو یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ خالدہ بیگم اس کی ساس اسے کس قدر ناپسند کرتی ہیں۔ یہ بات تو اس پر واضح تھی کہ وہ ان کی بھانجی کے بدلے اس گھر میں آئی ہے سو اسے طرح طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا مگر حالات اس قدر خراب ہوں گے اتنی جلدی اس کی ساس اس کی مخالفت پر اتر آئیں گی یہ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا اور سوچتی بھی کیسے آزر کی محبتوں نے اسے کبھی منفی سوچنے ہی نہیں دیا تھا۔

آزر اپنی ماں سے بہت محبت کرتا تھا ان کی دی گئی قربانیوں کی بہت قدر کرتا تھا یہاں تک تو سب ٹھیک تھا مگر وہ اپنی ماں کے خلاف ایک لفظ تک نہیں سن سکتا تھا اسے اپنی ماں پر اندھا اعتماد تھا اور یہی بات فریحہ کے لیے پریشانی کا باعث تھی۔ ساس کے دو غلے پن سے وہ سخت پریشان تھی اس پر آئے دن آزر کی خالہ کی آمد ان کے اور ان کے طنزیہ جملے اس کی روح کو اندر تک چھلنی کر جاتے تھے ایسا ہمیشہ آزر کی غیر حاضری میں ہوا کرتا تھا۔ اس کے سامنے تو اس کی ساس فریحہ کا دم بھرتے نہ تھکتی تھیں ان کی چالاکی کے آگے سے اپنی ذہانت اور ماسٹرز ان سوشل سائنس کی ڈگری مٹی میں رلتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ اب جو بھی کرنا تھا اسے خود ہی کرنا تھا۔

❁……❁……❁

آزر سے فریحہ کی ملاقات سوشل سائنس ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے منعقد کردہ ایک سیمینار میں ہوئی تھی جس کی میزبانی کے فرائض تھرڈ ایئر کی ہونہار اسٹوڈنٹ فریحہ نبھا رہی تھی۔ آزر اس وقت فائنل ایئر کا اسٹوڈنٹ تھا گو کہ وہ پہلی نظر کی محبت کا قائل نہ تھا اور نہ اسے فریحہ سے پہلی نظر میں محبت ہوئی تھی مگر وہ اس کی شخصیت سے کافی مرعوب و متاثر ہوا تھا شاید یہی وجہ تھی کہ وہ اگلے ہی دن اس کے روبرو آن پہنچا تھا۔

آزر نہ صرف اپنی کلاس کا بلکہ پورے ڈیپارٹمنٹ کا سب سے ہونہار و قابل اسٹوڈنٹ گردانا جاتا تھا اس کے علاوہ اس کی سماجی سرگرمیاں بھی عروج پر تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ڈیپارٹمنٹ سے منسلک تمام لوگوں کے لیے ایک خاص اہمیت کا حامل تھا فریحہ نے بھی دیگر اساتذہ اور اپنی دوستوں سے اس کے قصے سن رکھے تھے مگر آج تک اس کی آزر سے باضابطہ ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اس نے بارہا اپنے کچھ پراجیکٹس کے لیے آزر سے مدد لینے کا سوچا تھا مگر ہمت نہیں کر پائی تھی اور آج جب وہ اس کے روبرو تھا اس سے اپنا تعارف کرا رہا تھا گزشتہ روز کی اس کی میزبانی کو سراہ رہا تھا تو وہ مسکرانے کے سوا کچھ نہ کہہ پائی تھی۔

قیمت 1000

صفحات 288

پیش گوئی کا فن

عملی علم نجوم کے اہم رموز و نکات اور تجزیاتی تیکنیک

تحقیق و تحریر : ڈاکٹر سید انور فراز

حصول علم کے لیے ایک نصابی کتاب، ایک گراں قدر تحفہ

بنیادی قوانین، برتھ چارٹ ریڈنگ کے جدید سائنٹیفک اصول۔ زندگی کی کامیابیوں ناکامیوں اور محرومیوں کی نشان دہی۔ ماضی حال و مستقبل، بارہ برجوں کا تجزیاتی مطالعہ مع مثالی برتھ چارٹ

Email: alfarazpk@gmail.com Cell # 0300-2107035

73-C,11th Comm.St,Ph 2. EXT.D.H.A Karachi

دونوں کے مابین تکلف کی دیوار چند ہی ملاقاتوں میں گر گئی تھی پھر اکثر ہی آزر اپنے فارغ اوقات میں فریحہ کو پڑھا دیا کرتا تھا۔ وقت گزرتے دونوں کو اندازہ ہی نہ ہوا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے کس قدر لازم و ملزوم ہوگئے ہیں۔ آزر نے اپنی پڑھائی ختم ہونے کے بعد بھی فریحہ سے رابطہ رکھا تھا۔ دونوں کی زندگی ایک پرسکون ڈگر پر چل رہی تھی مگر بے سکونی کا ایک کنکر ان کی زندگی میں آیا اور ٹھہر گیا۔ ہوا کچھ یوں کہ فریحہ کی پڑھائی ختم ہوتے ہی اس کی ایک دور پرے کی خالہ فریحہ کا رشتہ لے کے آ گئیں فریحہ کے والد صاحب کا تعلق بھی شعبے سے تھا جہاں ان کی تنخواہ انہیں اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی کہ بیٹی کے رشتوں کے لیے خوار ہوتے پھریں سو انہوں نے اس رشتے کو غنیمت جانا اور ضروری چھان بین کرنا شروع کر دی یوں بھی فریحہ کے بعد ان کی ایک اور بیٹی علیزہ تھی جو جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکی تھی انہیں اس کا فرض بھی ادا کرنا تھا۔ فریحہ کی ماں جو اس کی فکر میں ہلکان ہوئی جا رہی تھیں اب اس رشتے پر خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھیں۔ فریحہ کو جب علم ہوا تو اس نے پہلی فرصت میں آزر سے رابطہ کیا ایک دوسرے کے بغیر رہنا انہیں گوارہ نہیں تھا۔ آزر کی محبت سچی تھی اس نے یہ سب سنتے ہی پریشان ہو کے اپنی ماں سے فریحہ کے ہاں رشتے کے جانے پر اصرار کیا تھا وہ خوبرو تھا پڑھا لکھا تھا اور سب سے بڑھ کر اس کی جاب بھی اچھی تھی۔ اسے اپنی قابلیت پر پورا یقین تھا کہ اسے رد نہ کیا جائے گا مگر خالدہ بیگم نے جیسے ہی یہ سب سنا فوراً آگ بگولہ ہوئی تھیں۔

''آخر تم نے یہ سب کہنے کی ہمت بھی کیسے کی آزر! کیا تمہیں نہیں پتا کہ میں تمہارے لیے حرا کا سوچ کے بیٹھی ہوں یہ فیصلہ تو تمہارے بابا کی زندگی میں ہی ہم نے طے کر لیا تھا۔ میں خود کچھ دنوں میں تم سے شادی کی بات کرنے والی تھی بہتر ہوگا کہ اس قصے کو یہیں ختم کر دو۔'' ان کے لہجے سے سفاکیت جھلک رہی تھی۔ آزر کے لیے یہ ساری صورت حال نہایت پریشان کن تھی وہ تو مارے صدمے کے گنگ تھا۔

''امی! میں فریحہ کے بغیر نہیں رہ سکتا اور آپ کو یہ سب پہلے طے کرنا ہی نہیں چاہیے تھا اور حرا سے تو ہرگز نہیں۔ اس جیسی الٹرا ماڈرن اور بدتمیز لڑکیاں مجھے پسند نہیں۔ آپ پلیز خالہ کو صاف منع کر دیں میں قطعی وہاں شادی نہیں کروں گا اگر آپ فریحہ سے میری شادی کر سکتی ہیں تو ٹھیک ورنہ میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔'' وہ بھی ان ہی کا بیٹا تھا اپنی بات منوانا جانتا تھا۔ غصے سے کہتا وہ باہر نکل گیا پھر اس کی ضد اور بھوک ہڑتال کے آگے خالدہ بیگم کو نہایت بے دلی سے ہار ماننا پڑی تھی بیٹے کی نظر میں وہ سرخرو ہو گئی تھیں۔ ان کا مقام ان کی محبت آزر کے دل میں کئی گنا بڑھ گئی تھی اس بات سے بے خبر کہ وہ فریحہ کے لیے اپنے دل میں کتنا بغض رکھتی ہیں۔

فریحہ کے والدین کے لیے آزر کا رشتہ پہلے رشتے کی نسبت کافی اچھا تھا یوں بھی وہ اپنی بات کو اپنا ہم راز بنا چکی تھی یوں سادگی سے وہ فریحہ سلطان سے فریحہ آزر بن گئی تھی۔

❁.......❁.......❁

وقت یونہی سبک رفتاری سے گزر رہا تھا نا آزر کو فریحہ سے روا رکھے جانے والے سلوک کے متعلق کچھ علم تھا نہ ہی ایک سال کا کٹھن عرصہ گزر جانے کے بعد بھی فریحہ نے کبھی کوشش کی تھی آزر کو کچھ بتانے کی۔ دن بہ دن خالدہ بیگم کا رویہ فریحہ کے ساتھ خراب سے خراب تر ہوتا جا رہا تھا مگر ایک وہ تھی کہ اپنے لبوں پر جامد خاموشی کا قفل لگائے سب کچھ سہنے کی عادی تھی۔ وہ خالدہ بیگم کی شکایت کر کے آزر کو کھونا نہیں چاہتی تھی آخر اتنے جتن اتنی کوششوں کے بعد ہی دونوں اس حسین بندھن میں بندھے تھے اس کا گناہ شاید آزر کی پسند ہونا ہی تھا۔ اگر وہ خالدہ بیگم کی پسند ہوتی تو شاید وہ اس کے ساتھ اتنا تحقیر آمیز رویہ نہ رکھتیں۔ سب سے بڑھ کر ستم ظریفی اس کے ساتھ یہ ہوئی تھی کہ آزر کو اب تک کوئی اولاد نہ دے سکی تھی جس کا سب سے زیادہ فائدہ خالدہ بیگم اٹھا رہی تھیں۔

آج بھی دوپہر میں وہ ذرا سا آرام کرنے کو لیٹی تھی کہ

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdunovels.net

ڈیسنٹ کشن اینڈ
بیڈشیٹ ھائوس
مناسب قیمت
کوالٹی کی گارنٹی
ہمارے یہاں بیڈشیٹ، کشن کور اور پردوں
کی لامحدود ورائٹی دستیاب ہے
دیدہ زیب رنگوں کے امتزاج کے ساتھ
فون نمبر: 021-36616735

خالدہ بیگم کی بہن ناصرہ اپنی بیٹی حرا کے ساتھ اس کا رہا سہا سکون بھی برباد کرنے کو آ پہنچی تھیں۔

"ارے بہن کب تک یونہی انتظار کرتی رہو گی سب کچھ اللہ کی مرضی پر چھوڑ کے ایک سال تو ہو گیا کیا آزر کبھی باپ نہیں بن سکے گا۔ ہائے میرے ہی بچے کے نصیب میں یہ کھوٹا سکہ لکھا تھا اگر اس کی شادی حرا سے ہی ہو جاتی تو وہ بے چارہ یوں بے اولاد نہ بیٹھا ہوتا۔" وہ چائے ناشتہ کا انتظام کرنے کو اپنے کمرے سے نکلی ہی تھی کہ کانوں میں سیسہ انڈیلتے جملے اس کے منتظر تھے۔ اسے ناصرہ خالہ سے یہی امید تھی اس نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں' اتفاق سے رمشاء بھی سلائی سینٹر گئی ہوئی تھی ورنہ دونوں بہنیں اور بھانجی اتنی اونچی آواز میں ایسی بات نہ کہتیں۔ رمشاء نسبتاً جذباتی فطرت کی مالک تھی اور اپنی بھابی کی ہمدرد بھی مگر ماں کے رعب دبدبے کے آگے وہ بے بس ہو کر رہ جاتی تھی۔ فریحہ نے برداشت سے کام لیتے ہوئے سلام کیا اور اپنے کام میں لگ گئی جواباً نہ صرف خالدہ بلکہ ناصرہ نے بھی اسے اتنی سخت نظروں سے گھورا تھا کہ اس نے وہاں سے ہٹنے میں ہی عافیت جانی۔

"ارے میں تو کہتی ہوں کہ کسی بابا وغیرہ سے رابطہ کرو اب تو ان کی دعاؤں سے ہی کچھ ہو سکتا ہے۔" ناصرہ خالہ نے خالدہ بیگم کے قریب کھسکتے ہوئے نسبتاً دھیمے لہجے میں کہا مگر کچن میں کام کرتی فریحہ کی حساس سماعتوں تک ان کی گفتگو کا ایک ایک لفظ پہنچ رہا تھا۔

"پاگل ہو گئی ہو کیا' کیوں دکھاوں کسی بابا یا عامل کو نہ بابا نہ میرے پاس اتنا دماغ ہے نہ اتنا پیسہ اور اچھا ہی ہے کہ اس کی ابھی تک کوئی اولاد نہیں اب دیکھنا میں کیسے اسے اور آزر کو الگ کرواتی ہوں۔ اولاد کے لیے ہی سہی اب اسے میری بات ماننی پڑے گی اور حرا سے ہی شادی کرنی پڑے گی۔" حرا کو نہایت محبت سے گلے لگاتے ہوئے انہوں نے ہنس کے اپنی بہن کو نئی راہ دکھائی تھی۔ کچن میں چائے نکالتی حرا کے ہاتھ بہت بری طرح کپکپائے تھے اس نے بمشکل اپنے حواسوں کو قابو میں رکھا تھا پھر دھڑکتے دل کے ساتھ ٹرے لے کے باہر آ گئی تھی ایک فیصلہ تھا جو اس کے دل نے ابھی ابھی کیا تھا۔

❀.....❀.....❀

وہ ہمیشہ سے ہی صابر و شاکر رہی تھی' خالدہ بیگم کا ہتک آمیز رویہ بھی وہ برداشت کر سکتی تھی مگر کب تک' ایک نہ ایک دن تو اس کا صبر کا لبریز ہونا ہی تھا۔ وہ بھی آج رب دو جہاں کے آگے شکوہ کناں تھی' اولاد کا طعنہ اس کے حساس دل کو چھلنی کر گیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اس میں کوئی خرابی نہیں' یہ تو اللہ کی رضا پر منحصر ہے کہ وہ کسے کب اولاد دے۔ وہ تو اس کی رضا میں راضی تھی مگر بات اب آزر کے کھونے تک آن پہنچی تھی اور وہ کسی صورت اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔

بہت سوچ بچار کے بعد اس نے نہایت عجیب فیصلہ کیا تھا جس کا ذکر کسی سے بھی کرنا اس نے مناسب نہ سمجھا تھا۔

"جب وہ لوگ میرا اور آزر کا رشتہ ختم کرانے کے لیے کسی بابا کا سہارا لے سکتے ہیں تو پھر کیا میں اولاد کے لیے بابا کے پاس نہیں جا سکتی۔ ان کی دعاؤں میں کوئی تو بات ہوگی جو ہزاروں لوگ ان کے پاس آتے ہیں۔ نہیں میں آزر کو نہیں کھو سکتی' اولاد ہو جائے گی تو آزر کو مجھ سے کوئی الگ نہیں کر سکتا کوئی بھی نہیں......" خود کلامی میں وہ نجانے کب سے مصروف تھی نہایت پڑھی لکھی ہو کے بھی وہ کس ڈگر پر چل نکلی تھی اسے خود اندازہ نہیں تھا۔ اپنے فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس نے اپنی دوست اور پڑوسن رضیہ کی مدد لینے کا سوچا تھا وہ جانتی تھی کہ رضیہ کا ان پیر فقیروں پر بڑا بھروسہ ہے سو پہلی فرصت میں وہ رضیہ کے پاس آ گئی تھی۔ رضیہ اس کی بات سن کر بڑی حیران ہوئی تھی۔

"فریحہ باجی! آپ تو اتنی پڑھی لکھی ہو مجھے نہیں پتا تھا آپ بھی ان سب پر بھروسہ کرتی ہو آپ کو تو ڈاکٹروں پر بھروسہ ہے خیر جی آپ پریشان نہ ہو میں کل صبح ہی آپ کو بابا کے پاس لے چلوں گی۔" رضیہ نے اس سے کہا تو فریحہ نے تشکر آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا پھر جلدی سے چادر سنبھالتی گھر کی جانب آ گئی' اسے سچ میں خالدہ بیگم سے بہت ڈر لگنے لگا تھا۔

❀......❀......❀

"آزر! مجھے آج پانچ ہزار روپے چاہیے۔" چائے پیش کرتے ہوئے اس نے انگلیاں مروڑی تھیں۔ آزر نے حیرانی سے اس کی جانب دیکھا تھا ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا کہ فریحہ نے اس سے کبھی اتنے پیسے مانگے ہوں۔

"خیریت' کوئی کام تھا کیا' سب ٹھیک تو ہے نہ۔ پیسے تو میں سارے امی کو دے دیتا ہوں تم ان سے جا کے بات کرلو۔" وہ ہمیشہ سے ہی اپنی تنخواہ ماں کے ہاتھ میں لا تھماتا تھا وہی اس گھر کے سیاہ سفید کی مالک تھیں۔ اس کا اور فریحہ کا خرچہ بھی وہی دیتی تھیں اس نے اپنی دانست میں اسے صحیح مشورہ دیا تھا۔ خالدہ بیگم سے مانگنے کے خیال سے ہی اس کی روح فنا ہونے لگی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ بات کی کھال نکالیں گی وہ پیسے کیوں مانگ رہی ہے اس بات کی تو وہ کسی کو بھی خبر نہیں دینا چاہتی تھی۔

وہ بہانہ کرکے رضیہ کے ساتھ بابا کے پاس گئی تھی جنہوں نے فیس کے نام پر اس سے رقم کا تقاضہ کیا تھا۔ اس لیے وہ آزر کے سامنے سراپا سوال تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس بات کی کسی کو خبر ہو۔

"کیا ہوا پریشان کیوں ہو؟ امی سے جا کے لے لو نہ۔" اسے ابھی تک اسی پوزیشن میں کھڑا دیکھ کے اس نے کہا۔

"کچھ نہیں میں بات کرلوں گی آپ چائے پئیں۔" کچھ سوچتے ہوئے اس نے کہا پھر اپنے کام میں مصروف ہوگئی پیسے کہاں سے لانے ہیں یہ اس نے سوچ لیا تھا۔

❀......❀......❀

خالدہ بیگم نے آج پھر اس کے جانے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا یہ بات اس کے لیے حیرت کا باعث تھی کہاں تو وہ ہر بات پر اس کو ٹوکتی تھیں اور کہاں اب اکیلے جانے پر اعتراض تک نہیں کیا۔ جو بھی تھا وہ فی الحال خوش تھی کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا اس وقت اس کے لیے صرف اپنا کام ہی ضروری تھا۔ قریبی جیولرز کے ہاں جا کے اس نے اپنی سونے کی وہ بالیاں بیچی تھیں جو آزر نے اسے شادی کی سالگرہ پر تحفے میں دی تھیں۔ لمحہ بھر کو اس کا دل کانپا تھا مگر

نظم

تنہائی کی طویل رات
اور اک تیرا ساتھ
مجھے جب بھی موسم ڈستے ہیں
تو درد کی بہتی ناؤ میں
تیری یاد کا آنچل
مجھ پر سایہ کرتا ہے
کہ میری مایوسیوں کا تریاق بھی
تم ہی تو ہو......!

سونا شاہ قریشی......کبیروالہ

پھر آزر کا ساتھ تھا اور اولاد کی چاہت نے اسے سنبھال لیا تھا۔

آج وہ رضیہ کے ساتھ نہیں گئی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس نے جس طرح پیسوں کا انتظام کیا ہے یہ بات کسی کو معلوم ہو۔ پیسے پرس میں رکھ کے اس نے سکھ کا سانس لیا تھا پھر رکشہ کرکے وہ بابا کی جانب چل دی تھی جہاں وہ اس رقم کی عوض ان سے حصول اولاد کے لیے تعویز لینے والی تھی۔

رضیہ کی باتیں سن کر اسے بابا کی کرامات کا کچھ کچھ یقین ہو چلا تھا بس اب اس کی ایک ہی دعا تھی کہ ان کا دیا تعویز اثر کر جائے اور وہ ماں بن جائے۔ کافی دیر بعد اس کا نمبر آیا تھا کچھ دیر بابا نے اپنے علم کا چرچہ کیا پھر اس سے پانچ ہزار لے کے اسے ایک چھوٹا سا تعویز پکڑا دیا۔

"بابا یہ اثر تو کرے گا نا؟" وہ اب بھی کشمکش و پیچ میں مبتلا تھی۔

"اگر یقین نہیں ہے تو لا دو یہ واپس اور رکھو پیسے۔" بابا بھی فوراً جلال میں آگئے تھے۔

"نہیں نہیں ایسی بات نہیں میں نے ایسے ہی پوچھ لیا تھا۔" اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا مبادا وہ بابا کہیں بیچ میں اس سے وہ تعویز نہ لے لیں۔ اس نے جلدی سے وہ تعویز اپنے پرس میں رکھا پھر چادر لپیٹ کے باہر آگئی مگر جیسے ہی اس نے اپنے قدم کمرے سے باہر رکھے تھے سامنے کھڑے آزر کو دیکھ کر اس کی روح فنا ہونے لگی تھی۔ آزر نے نہایت غصے اور وحشت سے اس کی جانب دیکھا پھر

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

نہایت بے دردی سے اس کا ہاتھ پکڑ کے گاڑی تک لے آیا تھا۔ پورا راستہ اس نے فریحہ سے کوئی بات نہیں کی تھی اس کی چپ فریحہ کو مزید ہولا رہی تھی۔ گھر پہنچتے ہی وہ اسے اپنے کمرے میں لے آیا تھا۔

"آزر پلیز میری بات تو سنیں......" اس نے کمزور لہجے میں اپنی صفائی دینے کی کوشش کی تھی۔

"کیا سنوں میں...... بولو کیا...... تم جانتی ہو کہ میں کب سے تمہارا پیچھا کر رہا ہوں جب سے تم اس جیولرز کی دکان میں وہ بالیاں بیچنے گئی تھیں وہ تو اتفاق سے میری گاڑی خراب ہوگئی تھی تو مجھے وہاں رکنا پڑا اور نہ تمہارا یہ روپ مجھے کبھی پتا نہیں چلتا۔ میں کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ تم میری دی ہوئی بالیاں یوں بیچ دو گی۔ تمہیں غلط کام کے لیے پیسے چاہیے تھے اس لیے تمہاری ہمت نہیں ہوئی امی سے پیسے مانگنے کی۔" اس کی آنکھوں میں شدید وحشت تھی فریحہ کو اس کے غصے سے خوف سا آنے لگا تھا۔

"آزر پلیز میں تو صرف وہاں آپ سے لینے گئی تھی تا کہ ہمیں کوئی الگ نہ کر سکے آپ نہیں جانتے کہ امی ہمیں الگ کرنا چاہتی ہیں۔" اس کا لہجہ بھیگا تھا۔

"جسٹ شٹ اپ فریحہ! اپنے جال میں امی کو مت گھسیٹو اگر تمہیں میری محبت پر بھروسہ ہوتا تو تم ان تعویز گنڈوں کا استعمال کبھی نہ کرتیں۔ تم نے تو مجھے ہی جھٹلا دیا' بہتر ہوگا یہاں سے چلی جاؤ میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا اب۔" آزر کا ہاتھ اٹھتے اٹھتے رکا تھا پھر اپنی بات کہہ کے وہ وہاں سے چلا گیا تھا اور شاید اس کی زندگی سے بھی۔ وہ بُت بنی کھڑی کی کھڑی وہاں رو رہی تھی۔ پھر وہ بھی وہاں رکی نہیں اپنا سامان باندھ کے میکے چلی آئی تھی کیونکہ علیزہ ہی تھی جو اس کی ہمدرد تھی امی تو اس سے خفا تھیں ساری سچائی جاننے کے بعد کہ آخر وہ کیوں چپ رہی اس نے شروع سے ہی آزر کو خالدہ بیگم کی سچائی کیوں نہ بتائی اور آخر اسے ضرورت ہی کیا تھا ان نام نہاد باباؤں پر بھروسہ کرنے کی مگر اس کے لبوں پر صرف خاموشی تھی۔

❀......❀......❀

وصال و ہجر میں
یا خواب سے محروم آنکھوں میں
کسی عہد رفاقت میں
کہ تنہائی کے جنگل میں
خیال خال و خد کی روشنی کے گہرے بادل میں
چمکتی دھوپ میں یا پھر
کسی بے ابر سائے میں
کہیں بارش میں بھیگے جسم و جاں کے شہ پاروں میں
کہیں ہونٹوں پر شعروں کی مہکتی آبشاروں میں
چراغوں سے سجی شاموں میں
یا بے نور راتوں میں
سحر ہو رونما جیسے باتوں ہی باتوں میں
کوئی لپٹا ہوا ہو جس طرح
صندل کی خوشبو میں
کہیں پر تتلیوں کے رنگ تصویریں بناتے ہوں
کہیں پر جگنوؤں کی مٹھیوں میں روشنی خود کو چھپاتی ہو
کہیں کیسا ہی منظر ہو
کہیں کیسا ہی موسم ہو
تیرے سارے حوالوں کو
میری ساری مثالوں کو
محبت یاد رکھتی ہے......!

دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے نظم ٹائپ کر کے آزر کو سینڈ کی تھی آج سات اپریل تھی اس کی سالگرہ اسے شدت سے آزر کی یاد آ رہی تھی آج اسے میکے آئے ایک ماہ ہو گیا تھا اور اس ایک ماہ میں آزر نے پلٹ کے اس کی خبر تک نہ لی تھی۔ وہ اس سے کس قدر خفا ہے وہ اندازہ کر سکتی تھی مگر وہ اس سے اب مزید دور نہیں رہ سکتی تھی اس لیے اس نے خود آزر کو میسج کیا تھا مگر کافی دیر بعد تک کوئی رسپانس نہ پا کے اس کا دل ڈوبنے لگا تھا اس نے تھک ہار کے آنکھیں موند لی تھیں۔

❀......❀......❀

"اب اور کتنا انتظار کراؤ گی خالدہ! اب تو ہمارے پلان کے مطابق فریحہ بھی آزر کی زندگی سے جا چکی ہے۔ ایک

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

مہینہ ہوگیا آزر نے اس کی طرف پلٹ کے نہیں دیکھا آخر اب تو تم حرا اور آزر کی شادی کی بات طے کرلو۔" ناصرہ خالہ ان کے قریب بیٹھ کے سرگوشیوں میں مصروف تھیں ان کی آواز دھیمی ضرور تھی مگر اتنی دھیمی نہیں کہ ان کے کمرے کی طرف آتے آزر کو نہ سنائی دیتی وہ چونک گیا تھا سو دروازے کی اوٹ میں کھڑے ہوکے تفصیل جاننا ضروری سمجھا۔

"اتنی جلدی بھی کیا ہے ناصرہ! ابھی ذرا آزر کو سنبھلنے تو دو ابھی تک وہ کھویا کھویا رہتا ہے۔ تمہاری بات کو مانتے ہوئے جب ہم نے مل کے سب کیا فریحہ کو یہاں سے نکالا تو کیا شادی نہیں کروں گی وہ تو بھلا ہو تمہارا جو تم نے مجھے اتنا اچھا پلان بتایا وہ تو تھی ہی بے وقوف ہمارے طعنوں میں آگئی اور اولاد کے لیے بابا کے پاس گئی۔ لے دے کے رضیہ ہی اس کی دوست تھی محلے میں سو اسے بھی ہم نے اپنے مقصد میں شامل کرلیا ویسے بھی وہ بے چاری غریب تھی چند پیسے دے دیئے کام کروا دیا ساری رپورٹ ہمیں دی اور تو اور جب وہ بابا کے ہاں جانے کے لیے نکلی تو میں نے جان بوجھ کو آزر کو کام سے بلالیا تاکہ وہ راستے میں اسے دیکھ لے اور اس کا پیچھا کرے بس پھر وہ وہی سمجھا جو ہم اسے دکھانا چاہتے تھے۔ رہی سہی کسر میں نے پوری کردی فریحہ کے خلاف اس کے کان بھر کے۔" سفاکیت سے بھرپور اس کی ماں کا لہجہ اس کے پیروں سے زمین کھینچنے کے لیے کافی تھا اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ نجانے کیا کچھ کیا ہوگا انہوں نے فریحہ کے ساتھ اور وہ بے چاری اکیلے ہی سہتی رہی۔ خالدہ بیگم اور بھی کچھ کہہ رہی تھی مگر اس سے آگے سننے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

"بس بہت ہوگیا امی...... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ اس حد تک گر جائیں گی۔" وہ تقریباً چیختے ہوئے اندر داخل ہوا تھا خالدہ تو خالدہ ناصرہ خالہ بھی دھک سے رہ گئی تھیں۔ انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ آزر سب سن چکا ہے۔

"آزر بیٹا! کیا ہوگیا تم غلط سمجھ رہے ہو۔" انہوں نے مکاری سے بات پلٹنا چاہی۔

"غلط تو میں نے فریحہ کو سمجھا تھا مگر اب نہیں میں آج ہی جاکر اس سے معافی مانگوں گا۔ آپ نے ایک بار بھی میری خوشیوں کے بارے میں نہیں سوچا آخر آپ کیوں نہیں سمجھ پائیں کہ میرا پیار فریحہ ہے حرا نہیں۔" اس کے لہجے میں غم و غصے کی لہر تھی خالدہ بیگم کو شدت سے اپنی کوتاہیوں کا احساس ہوا کہ اپنی سفاکیت میں انہوں نے اپنے بیٹے کو کھودیا۔

"آزر بیٹا...... پلیز سنو تو......" وہ کمرے سے نکلا تو وہ چیختے ہوئے اس کے پیچھے بھاگی مگر وہ سنی ان سنی کرتے ہوئے گھر سے نکل گیا تھا۔ ابھی کچھ ہی دیر پہلے تو اسے فریحہ کا خط ملا تھا اس کا دل شدت سے اسے یاد کررہا تھا کتنا بے حس ہوگیا تھا وہ کہ اپنی متاع حیات کی سالگرہ بھی بھلا بیٹھا تھا۔ جواب تک نہیں دیا تھا اسے پچھتاوا ہی پچھتاوا تھا۔ اس نے شدت سے ان لمحوں کو کوسا تھا جن میں اس نے فریحہ کو خود سے دور کیا تھا۔

❁......❁......❁

گردش ماہ و سال میں
چاہے ہم رہے کسی حال میں
تمہیں بھول نہ پائے
یاد کرپائے......
تمہارا وجود سے
تمہاری یاد
تمہارا ساتھ
اپنے وجدان سے
تو......

لو اے جان جاں
ہم بھول کے ساری رنجشیں
تمہیں دل سے سالگرہ مبارک کہتے ہیں
کہ تمہاری زندگی کا ہر اک پل......
ہر اک لمحہ......
میری زندگی کے ساتھ جڑا رہے
یہ بندھن یونہی رواں دواں رہے (آمین)

مدھم و مخصوص محبتیں لٹاتا لہجہ یقیناً اس کے ہم راز و ہم

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumoves.net

نشین آزر کا ہی تھا اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تو اسے یہ سب اپنا واہمہ ہی لگا آخر کو صبح سے وہ آزر کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی اور کب سے کمرے میں اندھیرا کیے آنکھیں بند کرکے لیٹی ہوئی تھی اپنی یہ سالگرہ اب تک کی بدترین سالگرہ لگ رہی تھی اسے۔

"اب کیا یونہی دیکھتی رہوگی اپنے عزیز از جان شوہر کا استقبال نہیں کروگی؟" اسے اب تک یونہی حیران سا لیٹے دیکھ کے آزر نے محبت سے کہا۔

"آزر آپ...... آپ سچ میں......" خوشی کے مارے اس کے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے وہ تو اب تک اسے اپنا واہمہ ہی سمجھ رہی تھی۔

"آزر آپ نے مجھے معاف کردیا نہ......" نہ سلام نہ دعا نہ ہی کوئی حال احوال پوچھا بس وہ اسی بات کو لیے بیٹھ گئی۔

"ہاں میری جان معاف تو شاید میں کبھی خود کو نہ کر پاؤں کہ تم پر شک کیا تمہیں غلط سمجھا۔ تم وہاں کیا کچھ نہیں برداشت کررہی تھیں، مجھے رمشاء نے سب بتادیا۔" اس نے نہایت عقیدت سے اس کا ہاتھ تھاما۔

"کیا...... آپ کو سب پتا چل گیا......" فریحہ کی حیرت بجا تھا۔

"ہاں اور تمہیں پتا ہے تمہیں اس گھر سے نکالنا امی اور خالہ کا پلان تھا انہوں نے جان بوجھ کے بار بار تمہیں اولاد کے طعنے دیئے جان بوجھ کر بابا کا ذکر کیا تاکہ تم وہاں جاؤ اور تو اور وہ رضیہ بھی ان کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ وہ امی اور خالہ کے بتائے گئے بابا کے پاس تمہیں لے کے گئی امی کو تمہاری ساری رپورٹ دی اور مجھے جان بوجھ کے وہ سب دکھا کے تم سے الگ کردیا۔" اس کے لہجے میں ماں کے لیے تاسف تھا۔ فریحہ ساری صورت حال سن کے شاک رہ گئی۔

"میں نہیں جانتی تھی آزر کے امی مجھ سے اتنی نفرت کرتی ہیں آپ پلیز ان سے ناراض نہ ہوں۔ میری خاطر انہیں معاف کردیں۔" وہ اب بھی نہیں چاہتی تھی کہ آزر خالدہ بیگم سے خفا رہے کتنا بڑا ظرف تھا اس کا۔

"تمہارے لیے تو سب کچھ کرسکتا ہوں فریحہ! امی کا میرے علاوہ کوئی نہیں ہے میں ان کی ذمہ داریاں تو پوری اٹھاؤں گا لیکن دل سے معاف نہیں کر پاؤں گا۔ تم بہت اچھی ہو میری جان لیکن تمہاری غلطی اتنی ہے کہ تم ان کی باتوں میں آگئیں اگر وہ تمہیں طعنے دے رہی تھیں تو تمہیں بتانا چاہیے تھا۔ تمہیں بابا کے بجائے اللہ پر یقین رکھنا چاہیے تھا کیا تمہیں یقین نہیں تھا کہ میں ہر حال میں تمہارا ساتھ دوں گا اولاد ہو نہ ہو یہ تو اللہ کی دین ہے اس میں تمہاری کیا غلطی بس یہی خطا ہے تمہاری۔" اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے اس نے بے اختیار کہا۔

"مجھے معاف کردیں آزر!" اس کے کندھے پر سر ٹکا کے اس نے اپنی تمام تر محبتیں اسے سونپ دی تھیں۔

"آہم...... آہم...... کیا آج ہی ساری باتیں کرلیں گے کھانا تیار ہوگیا ہے ابھی چلیں باہر۔" علیزہ نے اچانک انٹری دے کے ان کے رومانس کا ستیاناس مار دیا تھا۔

"کیا یار تم بھی غلط ٹائم پہ آگئی ہو۔" آزر نے شرارت سے کان کھجائے تو علیزہ نے محبت سے اپنے بھائی اور بہن کو دیکھا اور شدت سے خدا سے ان کے دائمی ساتھ کی دعا مانگ لی۔ علیزہ کے ساتھ ساتھ آزر اور فریحہ کی ہنسی بھی بے ساختہ تھی۔ خوشیوں سے بھرپور دونوں نے ایک دوسرے کو پیار سے دیکھا پھر ساتھ ساتھ قدم بڑھادیے دونوں کی محبتوں کے کنول اور چاہتوں کے گلاب محبتوں کے جنون میں کھو گئے تھے۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

آنچل

حمیرا علی

اک در بدری ہم کو لاحق ہے مگر ہم
کونجوں کی طرح شور مچایا نہیں کرتے
اس شہر کے ماحول کو کیا ہو گیا تابش
کچھ دن سے پرندے یہاں آیا نہیں کرتے

"معصومیت تو تم پر ختم ہے فریحہ! مجھے یقین نہیں آرہا تم وہی شادی سے پہلے والی فریحہ ہو۔ سمجھدار ذہین اور زیرک تھیں۔ پہلے کیسے تم صورت حال کو فوراً بھانپ لیا کرتی تھیں ہر معاملے کی تہہ میں پہنچ جایا کرتی تھیں۔ اب کیا ہوگیا ہے تمہیں کہاں گیا وہ تمہارا مشہور و معروف فہم و ادراک......اور......"

"اُفوہ عروہ! تم سیدھی طرح سے کیوں نہیں کہہ رہی کہ پہلے فریحہ نہایت چالاک اور شاطر دماغ ہوا کرتی تھی اور اب ایک دم ہی اس کی عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں۔" عروہ کی تقریر کے درمیان آنچل نے نہایت معصومیت سے مداخلت کی۔ فریحہ عروہ کی تقریر سے متاثر ہوکر رونے ہی والی تھی کہ آنچل کی بات پر بھڑک گئی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا میں چالاک ہوں بھابی بن کر تمہارے خیالات ہی بدل گئے۔"

"ارے نہیں نہیں میرا مطلب یہ نہیں ہے اصل میں اب تمہارے ذہن پر ہر وقت ثاقب بھائی کا خیال قابض رہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ تمہاری عقل نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔" آنچل نے صاف گوئی کے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیے تھے فریحہ نے خون خوار نگاہوں سے اسے گھورا۔

"ہاں تم تو ہر وقت عقل کے گھوڑے پر سوار رہتی ہو ناں عکرمہ بھائی کی ہی ہمت ہے جو تم جیسی بے عقل خاتون کو برداشت کررہے ہیں۔" فریحہ نے فوراً حساب چکتا کیا۔

"کیا ہوگیا ہے تمہیں فریحہ! ہم تمہاری بھلائی کے لیے ہی کہہ رہے ہیں اور تم الٹا ہم سے لڑ رہی ہو۔ ثاقب بھائی بہانے بہانے ہنی مون ٹرپ کینسل کررہے ہیں چار ماہ ہوگئے ہیں تمہاری شادی کو اور ثاقب بھائی کو کوئی احساس ہی نہیں ہے کہ تمہیں کہیں گھما لائیں۔ موسیٰ تو رانیہ کو تمام تر غلط فہمی اور ناراضگی کے باوجود اسلام آباد لے گیا تھا وہ تو رانیہ ہی بیمار ہوگئی اور انہیں واپس آنا پڑا لیکن یاد ہے وہ سفر کتنا رومینٹک تھا۔" آنچل نے فریحہ کو کچھ اس طرح عفت سحر طاہر کا ناول یاد دلایا جیسے وہ خود موسیٰ اور رانیہ کے ہم راہ محو سفر تھی۔ فریحہ بھی اپنی پریشانی بھول کر ہمہ تن گوش ہوئی۔

"ہاں تمہاری بات بجا ہے لیکن وہ موسیٰ تھا اور یہ ثاقب بھائی ہیں۔" عروہ نے تنک کر دونوں کا فرق واضح کیا۔

"لیکن ہنی مون پر نہ لے کر جانا کوئی اتنا بڑا ایشو تو نہیں۔" فریحہ عروہ کی بات سے ہرگز بھی متفق نہیں تھی وہ جانتی تھی کہ عروہ اب بات کو کہاں پہنچانے والی ہے۔

"مانا یہ اتنا بڑا ایشو نہیں ہے لیکن ثاقب بھائی کی ایسی بھی کوئی مصروفیت نہیں ہے۔ وہ تھوڑا سا وقت تمہارے لیے بھی نکال سکتے ہیں' مجھے تو لگتا ہے ثاقب بھائی کو تمہاری فکر ہی نہیں۔" عروہ ہرگز بھی سنجیدہ نہیں تھی۔

"اچھا ہنی مون پر تو آنچل اور عکرمہ بھائی بھی نہیں گئے تو کیا عکرمہ بھائی کو بھی آنچل کی فکر نہیں...... مصروف تو عکرمہ بھائی بھی رہتے ہیں اور ثاقب کی تو جاب ہے اور عکرمہ بھائی کا تو اپنا کاروبار ہے انہیں تو کسی کے آگے جواب دہ بھی نہیں ہونا پڑتا چلے جائیں ہنی مون پر۔ انہیں کس نے روکا ہے وہ بھی تو ٹال رہے ہیں' کیوں ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں آنچل۔" فریحہ نے بغیر کوئی اثر لیے اطمینان سے جواب دیا۔

"یہ کیا فضول بحث کر رہی ہیں آپ لوگ...... فی الحال میری بنائی ہوئی گرما گرم چائے کا لطف اٹھائیے۔" مقدس اور زنگی ہاتھ میں چائے کے کپ اور ریفریشمنٹ سے بھری ٹرے لیے کمرے میں داخل ہوئیں۔

"چلو مقدس کی بنائی ہوئی چائے کے اصرار و اس بحث کو جاری رکھتے ہیں۔" عروہ فریحہ کو تنگ کرنے کے موڈ میں تھی۔

"کوئی فائدہ نہیں ہے مجھے پتا ہے ثاقب میری بہت پروا کرتے ہیں۔" فریحہ نے ناک پر سے مکھی اڑائی۔

"ذرا ان کے معمولات پر نظر رکھنا دوستانہ مشورہ ہے میرا۔ کیوں آنچل ٹھیک کہہ رہی ہوں نا میں؟"

ممکن ہے یہ گریز کسی طوفان بلاخیز کا پیش خیمہ ہے لہٰذا پیش بندی کے طور پر ثاقب بھائی پر کڑی نگاہ رکھیں' عروہ باز آنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

"اچھا تم مجھے شک جیسے موذی مرض میں مبتلا دیکھنا چاہتی ہو؟" فریحہ نے عروہ کا کان کھینچا وہ اس کی شرارت سمجھ گئی تھی۔

"جی نہیں میں چاہتی ہوں آپ ثاقب بھائی سے غفلت نہ برتیں بھلا مرد کا کیا اعتبار اور آنچل کو بھی میں یہی مشورہ دوں گی۔ عکرمہ بھائی میرے بھائی ہیں لیکن ہیں تو وہ بھی ایک مرد اور خاصے ہینڈسم بھی ہیں ثاقب بھائی سے بھی زیادہ۔ انہیں تو بے شمار لڑکیاں پسند کرتی ہیں اور اس بات سے آنچل بھی واقف ہے لہٰذا ڈیئر آنچل میرا تو یہی مشورہ ہے کہ محتاط رہو۔" آنچل کی مسلسل خاموشی کا مطلب تھا کہ فریحہ کے بجائے وہ عروہ کے مذاق کو سنجیدگی سے لے رہی ہے۔ عروہ نے فریحہ کی تنبیہی نظروں کو نظر انداز کرتے ہوئے مزید لقمہ دیا۔

"ویسے تو آنچل سمجھدار ہے جانتی ہے کچھ مرد عثمان بھائی جیسے بھی ہوتے ہیں' جنہیں بعد میں عقل آتی ہے۔ وہ بھی اگر قسمت سے نوری جیسی بیوی مل جائے۔" عروہ نے عکرمہ کے معاملے میں انتہا رائی کی حد کر دی تھی۔

"غلط تو نہیں کہہ رہی عروہ' عکرمہ ہر وقت کام میں ہی الجھے رہتے ہیں۔ دیر تک گھر سے باہر رہنا' گھر آ کر کام میں منہمک رہنا اور......"

"اور اب میں ان کے معمولات پر کڑی نگاہ رکھوں گی۔" جب کچھ بھی سمجھ نہیں آیا تو اس نے جھنجلا کر عروہ کی ہدایت پر عمل کرنے کا سوچا اور مطمئن ہو گئی۔

"آنچل عکرمہ کو دیر ہو جائے گی آج' تم سو رہی تھیں تو اس کا فون آیا تھا۔" فاطمہ شاہ اس کی تائی ساس نے اسے جونہی آگاہ کیا وہ مضطرب ہو گئی۔

"آپ مجھے جگا دیتیں' میرے سیل پر فون نہیں کیا انہوں نے۔"

"کیا تھا لیکن تمہارا سیل آف جا رہا تھا۔" فاطمہ شاہ نے عام سے انداز میں جواب دیا۔

"ہاں وہ میرے موبائل کی بیٹری لو ہو گئی تھی اور لائٹ بھی نہیں آ رہی تھی اس لیے چارج نہیں کیا۔" اسے فوراً سے وضاحت دینا پڑی۔ سہ پہر سے رات تک کا وقت اس نے جیسے تیسے گزارا آتی ہی دیر میں خوب آنسو بھی بہائے۔

"تم ابھی تک جاگ رہی ہو۔" عکرمہ نے کمرے میں

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

قدم رکھتے ہی اسے جاگتا دیکھ کر پوچھا عموماً وہ اس وقت تک سو جاتی تھی۔

"ہوں......" اس نے عکرمہ کی طرف دیکھا نہیں بھرائی ہوئی آواز نے عکرمہ پر یہ راز منکشف کر دیا کہ وہ رو رہی ہے۔

"کیا ہوا آنچل! تم رو رہی ہو؟" وہ پل میں اس کے سر پر پہنچ گیا۔

"نہیں......" اس نے پھر اسی طرح مختصر سا جواب دیا۔

"کیوں۔" وہ متفکر تھا۔

"یونہی......" وہ دوزانوں بیٹھی ہوئی تھی اس کی گود میں رکھے آنچل پر اس کے آنسو قطار در قطار گر رہے تھے۔

"آنچل پلیز میری طرف دیکھو اور بتاؤ تم کیوں رو رہی ہو؟" عکرمہ نے جھک کر اس کا چہرہ دیکھنا چاہا تھا۔

"بس ویسے ہی......رونا آ رہا تھا۔"

"تم نے پھر کوئی دکھی اسٹوری پڑھی ہوگی۔" عکرمہ نے اپنی طرف سے قیاس آرائی کی اور مطمئن ہو گیا۔

"اچھا تھوڑا سا رو لو۔" بس اس کی تشویش تھوڑی سی دیر کی تھی فوراً نارمل ہو گیا۔ جیسے اس کا رونا معمول کی بات ہو آنچل کے آنسو مزید شدت سے بے قابو ہونے لگے۔

پڑھ تو رہی تھی وہ طلعت نظامی کا مکمل ناول "کوئی پھول ولی کی کتاب میں" کتنے سنگ دل ہوتے دونوں اریب بھی اور پاند بخت بھی؛ بے چاری معصوم پریشے...... اسے فی الحال کسی انجانے خوف کے زیر اثر بلاوجہ ہی رونا آ رہا تھا۔

ایک دو دن نہیں پورا ہفتہ گزر گیا تھا آنچل کی اداس صورت عکرمہ کے لیے تشویش کا باعث تھی لیکن وہ کچھ بتاتی بھی تو بس خاموش رہ کر عکرمہ شاہ کے روز و شب کی مصروفیت کا جائزہ لے رہی تھی لیکن اب تک کوئی قابل گرفت بات نظر نہیں آئی تھی اسے ماسوائے یہ کہ وہ روز ہی دیر سے آتا تھا۔ اس کے پاس کام کی مصروفیت کا کارآمد بہانہ بھی تھا' کسی نئی برانچ پر کام کر رہا تھا شک کا جواز اور شکایت کی گنجائش تک نہیں چھوڑی تھی اس نے۔ اسے "ٹوٹا ہوا تارا" کی انا

وقار احمد شدت سے یاد آ رہی تھی' ولید نے کس طرح انا وقار احمد کے منہ پر غصے سے تھپڑ مارا تھا۔

"اگر وہ بھی عکرمہ سے کوئی شکایت کرتی اور آؤٹ ہو کر......" آنچل نے گھبرا کر اپنے رخسار پر ہاتھ رکھا۔

"اُف خدایا وہ کیوں مجھ سے بے اعتنائی برت رہا ہے' وہ تو مجھ سے بہت محبت کرتا ہے۔" اس نے خود کو تسلی دینا چاہی۔

......☆☆☆......

"آنچل آؤ ناں آج کل تو تمہاری شکل ہی نظر نہیں آتی' کیا کوئی افسانہ لکھ رہی ہو۔" فریحہ ہر ویک اینڈ پر لازمی آیا کرتی تھی۔

"نہیں' تم لوگ بھول جاؤ' اس کے سنجیدہ لب و لہجے نے فریحہ کو چونکا دیا۔ وہ اس دن کے بعد سے اب آئی تھی' اس کے چہرے پر اداسی کی تحریر واضح طور پر پڑھی جا سکتی تھی اور اسے چھپانے کا فن آتا بھی نہیں تھا۔

"تمہیں پتا ہے آنچل! فریحہ اور ثاقب بھائی ہنی مون پر جا رہے ہیں۔" عروہ نے چہک کر آگاہ کیا۔

"اچھی بات ہے خوب انجوائے کرنا تم لوگ۔" اس نے سادگی سے مسکرا کر کہا۔

"چلو ہم سب لان میں چل کر بیٹھتے ہیں۔" زندگی کے ہاتھ میں آنچل تھا...... اس نے ذرا نظر اٹھا کر سب کو دیکھا اور پھر نظریں "محبت دل کا سجدہ ہے" سرایہ فگن کر لیں۔

"لو عکرمہ بھائی بھی آ گئے۔ فریحہ نے فون کر کے بلایا ہے' ثاقب بھائی بھی کھانے پر آ رہے ہیں پھر عکرمہ بھائی کا جلدی آنا تو بنتا تھا ناں۔" مقدس نے یونہی برمحل تذکرہ کیا تھا لیکن آنچل کو لگا ایک وہی ہر بات سے بے خبر ہے' منظر سے غائب' انتہائی غیر اہم۔

"تم کیسی ہو؟" عکرمہ نے سلام دعا اور فریحہ کا حال احوال دریافت کرنے کے بعد اسے مخاطب کیا۔

"ٹھیک ہوں۔" آنچل نے عکرمہ کی طرف دیکھنے سے گریز برتا۔

"میں کچن میں جا رہی ہوں۔" عکرمہ کی نظریں خود پر

مرکوز دیکھ کر وہ اٹھ گئی۔

”اسے کیا ہوا ہے امی بھی پوچھ رہی تھیں مجھ سے ان کا خیال ہے میں نے کچھ کہا ہے۔“ عکرمہ اس سے اگلوانے میں ناکام رہا تھا۔ جانتا تھا وہ یونہی اداس نہیں ہے اس وجہ بتانے سے احتراز برت رہی ہے۔

”عروہ نے اسے آپ کے خلاف بھڑکایا ہے آپ پر کام کا لوڈ ہے آج کل اور عروہ نے اسے......“ عروہ نے فریحہ کی بات کاٹ دی۔

”میں تو تمہیں ثاقب بھائی کے خلاف بھڑکا رہی تھی مجھے کیا پتا تھا آنچل ان سب باتوں کو سنجیدگی سے لے لے گی۔“ عروہ کی آنکھیں اب بھی شرارت سے چمک رہی تھیں۔

”مجھے اندازہ تھا اس کی اداسی کا سبب کچھ اسی طرح کا ہوگا۔“

”بھائی آپ عروہ کو سرزنش تو کریں یہ ہر وقت الٹا سیدھا بولتی رہتی ہے۔“ زندگی نے جلدی سے عکرمہ کی توجہ عروہ کی جانب مبذول کرائی۔ جانتی تھی عکرمہ کی نرم طبیعت کہ وہ عروہ کو کچھ نہیں کہے گا۔

”ارے بچوں تم سب یہاں بیٹھے ہو باہر موسم کتنا اچھا ہو رہا ہے تم سب لان میں بیٹھ کر چائے پئیں گے۔ کچھ دیر میں ناشتہ آ جائے گا عکرمہ تم چینج کر لو شاباش اور یہ آنچل کہاں ہے۔“ فریحہ شاہ آنچل کی والدہ کی ہدایت پر وہ سب اٹھ گئے اور محفل برخاست ہو گئی۔

☆☆☆

رخ سے اترا نقاب پتھر کا
میں نے دیکھا گلاب پتھر کا
جھیل سی آنکھ ہی قیامت تھی
اس پہ چمکا وہ آب پتھر کا
مجھ کو شعور بخشنے کے لیے
اس نے بھیجا نصاب پتھر کا
پھول سی روح پر میری لوگو
کیسا اترا عذاب پتھر کا

چوٹ کھا کے بھی بے آواز رہا
حوصلہ ہے جناب پتھر کا
میں نے خوش ہو سا اک سوال کیا
اس نے بھیجا جواب پتھر کا
چاند الفت کا جس کو سمجھا تھا
تھا وہ اک ماہتاب پتھر کا

”اگر تمہیں مجھ سے کوئی شکایت ہے تو کہو اس طرح دل میں بات رکھ کر خاموشی کو طول دینے سے فاصلے بڑھتے ہیں۔“ آنچل انتہائی انہماک سے آنچل ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی نازیہ کنول نازی کی غزل اپنی ڈائری میں اتار رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک کرب رقم تھا غزل کا ایک ایک لفظ اس کے دل پر اثر کر رہا تھا۔

”مجھے کوئی شکایت نہیں ہے۔“ نگاہیں ہنوز ڈائری پر مرکوز تھیں۔

”واقعی......!“ عکرمہ نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

”واقعی......“ آنچل کا لہجہ قطعی تھا۔

”تو پھر اتنے دنوں سے مزاج کیوں برہم نظر آ رہے ہیں۔“

”برہم تو نہیں ہوں میں۔“ اس بار اس نے نظر اٹھا کر عکرمہ کی جانب دیکھا۔

”پھر......“ وہ بضد تھا جانے پر وہ چاہتا تھا آنچل اسے خود بتائے۔

”پھر کچھ نہیں۔“ آنچل بھی اس تفتیش پر حیران تھی۔

”آنچل تم کب سے مجھ سے رازداری برتنے لگی ہو؟“ عکرمہ کے لہجے میں انوکھی سی آنچ تھی۔

”میں قطعاً کوئی رازداری نہیں برت رہی۔“ عکرمہ کی نگاہوں کی تپش سے اسے اپنا سکون رخصت ہوتا محسوس ہوا۔

”میں آپ کی بے رخی بے اعتنائی کبھی برداشت نہیں کر سکتی۔ میرے لیے یہ تصور بھی سوہانِ روح ہے کہ آپ مجھے نظر انداز کریں کجا کہ آپ کی بے وفائی......“

”بے رخی بے اعتنائی بے وفائی...... یہ الزامات ہیں یا

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

خدشات اور تمہیں لگتا ہے تم نے مجھے محبت کے علاوہ کچھ اور کرنے کے قابل چھوڑا ہے۔" عکرمہ نے شرارت آمیز شوخی سے دریافت کیا۔

"یہ الزامات نہیں خدشات اور اندیشے ہیں جو مجھے پریشان کررہے ہیں۔" اس نے اپنی عروہ اور فریحہ کی تمام تر گفتگو اس کے گوش گزار کردی۔

"اس دن عروہ نے کہا تو مجھے احساس ہوا آپ واقعی اتنی دیر سے گھر آتے ہیں اور......" عکرمہ کی چمک دار شفاف آنکھیں مسلسل آنچل کو دیکھ رہی تھیں' آنچل کی فراٹے بھرتی زبان کو یک دم بریک لگ گئے۔

"اور......" عکرمہ نے متبسم لہجے میں مزید جاننے کی خواہش ظاہر کی۔

"اور...... اور آپ کو میری بالکل فکر نہیں ہے اور عروہ ٹھیک کہہ رہی تھی مجھے آپ پر نظر رکھنی چاہیے۔"

"کیوں......؟" عکرمہ کے استفسار پر آنچل نے انکار میں گردن ہلائی۔

"وہ نہیں بتاسکتی۔"

"کیوں نہیں بتاسکتی؟ میری ذرا سی تعریف بھی نہیں ہورہی تم سے کیونکہ میں انتہائی ہینڈسم ہوں...... ہے نا......؟"

"یعنی آپ پوری رپورٹ لے چکے ہیں۔" آنچل اب قدرے مطمئن تھی اندیشے خدشات وسوسے بہم عکرمہ کی محبت پر کچھ بھی حاوی نہیں ہوسکا تھا۔ محبت ہر شے سے زیادہ زود آور ہوتی ہے۔

"جی ہاں اگر تم مجھ سے غفلت نہیں برت سکتیں تو میں بھی تم سے غافل نہیں رہ سکتا۔ تم بے حد اہم اور خاص ہو میرے لیے' فضول کے وسوسے اور اندیشے پال کر خود کو ہلکان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری زندگی کا محور و مرکز تم ہو آنچل! تمہارے علاوہ کسی اور کا تصور بھی نہیں کیا کبھی اور ایسا ممکن بھی نہیں۔" عکرمہ کے خوب صورت اظہار نے اسے سرشار کردیا تھا' وہ اس کی جانب دیکھنے سے گریزاں تھی۔

"آپ کی محبت میرے لیے اعزاز ہے' بے حد قیمتی بے حد انمول...... میں دنیا کی سب سے خوش نصیب لڑکی ہوں جسے محبت کرنے والا شوہر ملا ہے۔ آپ بھی بالکل عفنان علی خان کی طرح ہیں وہ بھی انابیہ شاہ سے ایسی ہی محبت کرتا تھا۔" وہ معمول کے مطابق اپنے ٹریک پر آچکی تھی۔

"کون عفنان علی خان......؟" عکرمہ ابھی تک عادی نہیں ہوا تھا ان حوالوں کا جو وہ دوران گفتگو دیا کرتی تھی۔

"افسوس جاں...... کا ہیرو' رہنے دیں آپ نہیں جانتے۔"

"ہاں نہیں جانتا' صرف آنچل کو جانتا ہوں جو ان سب سے واقف ہے اور میرے لیے یہی بہت ہے۔" عکرمہ کی نگاہوں نے اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کردیا۔

"ہاں یاد آیا اس ماہ کا آنچل زندگی لے گئی تھی میں ذرا اس سے لے کر آتی ہوں۔ 'ٹوٹا ہوا تارہ' پانچ بار پڑھ چکی ہے وہ اور میں نے ایک بار بھی نہیں پڑھی۔ شہوار اور مصطفیٰ کی خوب صورت نوک جھونک سے تو ہم سب محظوظ ہوتے ہیں اور آئینہ بھی تو دیکھنا ہے۔ پتا نہیں میرا خط شائع ہوا یا نہیں؟" عکرمہ آنچل کو محبت پاش نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"آنچل ہمیشہ اسی طرح رہنا۔" وہ جانے کے لیے پرتول رہی تھی۔

"بالکل میں اسی طرح رہوں گی آنچل کی محبت میں مبتلا۔" اس نے شوخ مسکراہٹ کے ہمراہ عکرمہ کو باور کرایا۔ عکرمہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا' آنچل نے باہر کی جانب قدم بڑھادیے۔ عکرمہ کے قہقہے کی بازگشت اس کے ہم راہ تھی وہ مطمئن تھی اور "محبت دل پہ دستک" ہے کا صعید حسن بھی تو ایسا ہی تھا بظاہر بے نیاز لیکن اندر سے محبت سے بھرپور اور مخلص بھی۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

باپ پر پوت

عافیہ رانا

دوست بھی راہ کی دیوار سمجھتے ہیں مجھے
میں سمجھتا تھا میرے یار سمجھتے ہیں مجھے
میں بدلتے ہوئے حالات میں ڈھل جاتا ہوں
دیکھنے والے اداکار سمجھتے ہیں مجھے

"فرخ کہاں تھے تم دو دن سے؟ میں نے تمہیں سمجھایا تھا نا کہ ایسے بغیر بتائے گھر سے غائب مت ہوا کرو، سب پریشان ہوتے ہیں، حالات تو دیکھو آج کل کتنے خراب ہیں۔" دروازہ کھولتے ہی وجیہہ پریشانی سے بولی۔

"تو بڑی اماں بن رہی ہے۔" فرخ غصے سے بولا اور دروازہ زور سے مارا۔

"میرا کام سمجھانا ہے...... پھر ابو کہیں گے کہ بڑی ہو کر چھوٹے کو سمجھا نہیں سکی۔" وجیہہ الگنی سے کپڑے اتارتے ہوئے بولی۔

"اگر میرے اس گھر میں رہنے سے تمہیں مسئلہ ہے تو میرا سامان گھر سے باہر پھینک دو۔" فرخ نہ جانے دو دن اور دو راتیں کہاں گزار کے آیا تھا اور آتے ہی چلانا شروع کردیا تھا۔ وجیہہ جو اس کے بغیر بتائے غائب ہونے پر پریشان تھی اس سے سوال جواب کررہی تھی۔ سوال حق کے تھے اور حق سے پوچھے جارہے تھے۔ مگر فرخ جس کی فطرت میں سرکشی در آئی تھی نہ جانے کیوں کسی بھی بات کا ٹھیک سے جواب دینا نہیں چاہ رہا تھا اور اسی اثناء میں اس نے ایک بیگ میں کپڑے بھرنے شروع کردیے اور وجیہہ جو اس کی حرکتوں کی طرف متوجہ تھی اسے روکنے کی کوشش کررہی تھی۔ اس کی کوشش کو روکنے کے لیے فرخ نے بنا سوچے سمجھے اپنی بڑی بہن کو تھپڑ دے مارا اور بیگ اٹھا کر گھر سے باہر نکل گیا۔ وجیہہ اپنے نرم گال پر اس کی سخت انگلیوں کے نشانوں پر ہاتھ رکھے حیرت سے اپنے باپ کو دیکھ کر رہ گئی۔

بوڑھی حیرت زدہ آنکھوں کے سامنے کئی برس پرانا منظر لہرا رہا تھا بس کرداروں کے نام بدل گئے تھے۔ جگہ بدل گئی تھی۔ وجہ بھی بدل گئی تھی۔ مگر نظارہ نہیں بدلا تھا۔ مٹی زدہ یادوں کی مٹی کی جانے والی ہر حرکت کے ساتھ اترنے لگی تھی اور پرانے بوسیدہ دیمک زدہ اور گلے سڑے الفاظ واضح ہونے لگے تھے۔ اپنی آنکھوں میں نمی لیے اپنے گرتے وجود کو سہارا دیتے وہ دروازے کو یوں پکڑے کھڑا تھا جیسے دروازہ ہی اس کا آخری سہارا ہو۔ کافی دیر یوں ہی کھڑے رہنے کے بعد آہستہ آہستہ وہ چلتا ہوا کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔ کانوں میں ایک ہی گونج تھی۔

باپ پر پوت ...... باپ پر پوت ...... باپ پر پوت۔

☆☆☆

بات چند نہیں، کئی برس پرانی تھی جب والد صاحب کی وفات کے بعد وصیت کھولی گئی تھی۔ اس کے مطابق والد

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

صاحب جو کہ مذہب کے ہر حکم کو جس حد تک ممکن ہوتا اپنی زندگی میں لاگو کرنے کی کوشش کرتے اور یہی بات ان کی وصیت نامے میں بھی نظر آرہی تھی انہوں نے جائز قانونی حصہ بمطابق اسلام اپنے چاروں بچوں دو بیٹوں اور دو بیٹیوں میں بانٹ دیا۔ مگر سب سے چھوٹے رضا کو اس پر اعتراض تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بہنوں خاص کر آپا صبیحہ کو حصہ نہ ملے کیونکہ انہوں نے شادی نہیں کی تھی اور اب ساٹھ سے اوپر کی تھیں رضا کے مطابق وہ چونکہ غیر شادی شدہ تھیں ان کی کوئی خاص ضروریات نہ تھیں اس لیے یہ تقسیم رضا کے لیے ناقابل قبول تھی اس کے مطابق یہ حصہ اسے ملنا چاہیے تھا کیونکہ وہ بال بچے دار تھا اور یہ اختلاف کرتے وقت وہ یہ بھول گیا تھا کہ ان کی اماں جی اپنی بیماری کے باعث ان سب کو آپا کے حوالے کرکے جنت سدھار گئیں تھیں اور آپا ہی تھیں جنہوں نے گھر سنبھالا اور چھوٹی بہن اور بھائیوں کو پڑھایا لکھایا اور شادیاں بھی کیں۔ اسی سب کو نمٹاتے نمٹاتے ان کی اپنی عمر نکل گئی اور انہوں نے شادی نہ کی لیکن اب یوں لگ رہا تھا کہ انہوں نے جو قربانیاں دی تھیں وہ رائیگاں گئیں۔

کچھ عرصہ کھینچا تانی چلتی رہی مگر اونٹ کسی کروٹ بیٹھتا نہ دیکھ کر رضا نے اپنا پلان زبردستی سے چاپلوسی میں بدل لیا۔ چونکہ آپا نے سب کو ماں کی طرح پالا تھا اس لیے ان کا دل پسیج گیا اور انہوں نے بھی پچھلی باتوں کو بھلا دیا۔ وقت اپنی رفتار سے چلتا رہا اور آپا مزید بوڑھی ہوگئیں۔ رفتہ رفتہ ان کی آنکھوں کی بینائی بھی جاتی رہی۔ ایک دن رضا نے اپنی مجبوریوں کا رونا...... رونا شروع کردیا جن میں سے سب سے اہم بچوں کی تعلیم کے بڑھتے اخراجات تھے۔ آپا کو چونکہ اپنے بھتیجے بھتیجیوں سے بہت محبت تھی اور وہ ان کو ہر میدان میں کامیاب اور آگے بڑھتا دیکھنا چاہتی تھیں اس لیے انہوں نے اپنے مکان پر جو کہ وراثت میں ان کو ملا تھا اس پر قرضہ لینے کی اجازت دے دی اس شرط پر کہ اقساط رضا ادا کرے گا مگر وہ رضا ہی کیا جو بہن کا بھلا چاہے۔

اقساط لینے والے آتے اور آپا کو دھمکا کر چلے جاتے آپا اپنی چھڑی ٹکاتی رضا کی جانب چل دیتی اور رضا یہ کہہ کر ٹال دیتا کہ دکان میں مندا ہے پہلے ہی گھر کے خرچے پورے نہیں ہوتے اوپر سے یہ قرضہ میں کیسے اتاروں۔ آپا بے چاری اس کو ڈھیر ساری تسلی اور دعائیں دے کر واپس آجاتیں۔ اسی اثناء میں چھوٹی بہن جب ملنے آئی تو اس نے بھی رضا کو بلوا کر سمجھایا کہ بڑی بہن کے ساتھ ایسا مت کرو ماں کی جگہ ہے مگر بجائے بات سمجھنے کے رضا نے جھگڑا شروع کردیا ہوتے ہوتے بات یہاں تک پہنچی کہ اس نے ماں جیسی بڑی بہن کو تھپڑ دے مارا اور وہ ضعف کی وجہ سے اس اچانک پڑنے والی افتاد سے سنبھل نہ سکیں اور زمین پر جا گریں اور مٹی سرخ ہونے لگی۔ رضا بنا پروا کیے کف اڑاتا اپنے گھر کو چل دیا۔

چند روز بعد چھوٹی بہن نے گروی مکان کا سودا کرکے قرضہ ادا کیا اور بہن کو اپنے پاس لے گئی۔ لیکن جانے سے پہلے آپا نے رضا کے دروازے پر کھڑے ہوکر اس کو اور اس کے بچوں کو ڈھیر ساری دعائیں دی اور اسے یہ بھی کہا کہ میں نے چونکہ ماں کی غیر موجودگی میں پالا۔ اس لیے تمہیں بددعا نہیں دے سکتی مگر اتنا ضرور کہوں گی کہ "رضا یاد رکھنا باپ پر پوت ہوتا ہے۔ تیرے دو بیٹے ہیں یہی تو تجھے احساس دلائیں گے کہ تم نے اپنی بہن کے ساتھ کیا کیا تھا۔"

اور آج رضا کی آنکھوں کے سامنے اس کے چھوٹے بیٹے فرخ نے اپنی بڑی بہن وجیہہ کو تھپڑ دے مارا وجیہہ حیران نظروں سے باپ کو دیکھنے لگی اور فرخ غصے میں کپڑوں سے بھرا بیگ اٹھا کر گھر سے باہر نکل گیا۔

باقی بس رضا کے کانوں میں تکرار رہ گئی۔ باپ پر پوت ہوتا ہے ...باپ پر پوت۔

روحانی مسائل کا حل

حافظ شبیر احمد

محمد جمال آفریدی...... کوہاٹ

جواب:۔ مدینہ شریف سے سرمہ "اثمد" ملتا ہے وہ منگوا کر رات سونے سے پہلے 3 بار دائیں آنکھ میں اور 2 بار بائیں آنکھ میں لگائیں روزانہ۔

خدیجہ مبین...... راولپنڈی

جواب:۔ بعد نماز فجر سورۃ فرقان آیت نمبر 74، 70 مرتبہ اول و آخر 11،11 مرتبہ درود شریف جلد اور اچھے رشتے کے لیے دعا کریں۔

مغرب کی نماز کے بعد سورۃ فلق اور سورۃ الناس 21،21 مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کریں۔

سونے سے پہلے چہار قل، سورۃ الفاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھا کریں۔

این ایل...... ٹوبہ ٹیک سنگھ

جواب:۔ سورۃ یاسین ایک مرتبہ (رکاوٹیں ختم ہوں)

ا:۔ سورۃ فرقان آیت نمبر 74، 70 مرتبہ اول و آخر 11،11 مرتبہ درود شریف جلد اور اچھے رشتے کے لیے دعا کریں۔

۲:۔ سورۃ عبس روزانہ ایک مرتبہ سر پر ہاتھ رکھ کر پڑھیں پڑھنے کے بعد پانی پر دم کریں ہاتھ منہ دھوئیں پانی کیاری میں جائے۔

ام رباب...... تلہ گنگ

جواب:۔ صبح و شام سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی، چاروں قل 3،3 مرتبہ پڑھ کر دم کیا کریں۔

عفیرہ...... کراچی

جواب:۔ رب لا تذرنی فردا و انت خیر الوارثین۔ کثرت سے پڑھیں۔

سورۃ انشقاق کی پہلی 5 آیات سات بار پڑھ کر ڈلیوری کے ٹائم پانی پئیں۔

ایبہ جہاں...... کورنگی، کراچی

جواب:۔ (ا) سورۃ قریش 111 مرتبہ اول و آخر 11،11 مرتبہ درود شریف۔ (جہاں درخواست جمع کرائی ہے وہاں کا تصور رکھیں پڑھتے وقت)

(۲) سورۃ العصر روزانہ 21 مرتبہ پانی پر دم کر کے پلایا کریں۔

این...... ڈیرہ اسماعیل خان

جواب:۔ (۱،۲،۳) بعد نماز عشاء سورۃ عبس 3 مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر اور پانی پر دم کریں پانی خود بھی پئیں گھر کے تمام افراد کو پلائیں اور گھر میں بھی چھڑکیں۔ (حمام کے علاوہ) صدقہ بھی دیں۔

مسئلہ نمبر۴:۔ بھائی خود اسے سورۃ القریش پڑھا کرے۔

رابعہ احسان...... ڈیرہ غازی خان

جواب:۔ حسد اور نظر کی زد میں آ گئی ہیں۔ بعد نماز فجر سورۃ یسین (روزانہ) بعد نماز عشاء سورۃ فلق سورۃ الناس 21،21 مرتبہ (21 دن تک) پڑھ کر اپنے اوپر دم کریں صدقہ دیں (بکرا)

تسلیم اختر...... جہلم

جواب:۔ آپ کے ہے کہ گھر چھوڑ دیں۔ رشتہ کیلئے سورۃ فرقان آیت نمبر 74، 70 مرتبہ اول و آخر 11،11 مرتبہ درود شریف۔ جلد اور اچھے رشتے کے لیے دعا کریں۔

تعلیم جاری رکھیں۔

بیماری کے لیے ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

ثوبیہ غفور...... گجرات

جواب:۔ بعد نماز فجر سورۃ فرقان آیت نمبر 74، 70 مرتبہ اول و آخر 11،11 مرتبہ درود شریف۔

بعد نماز عشاء سورۃ الفلق، سورۃ الناس 21،21 مرتبہ جلد اور اچھے رشتے کے لیے دعا کریں۔

صفیہ...... نواب شاہ

جواب:۔ بظاہر ایسی کوئی چیز سامنے نہیں آ رہی۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

اویس ...... ھری پور

جواب:۔ سورۃ قریش ہر نماز کے بعد 21 مرتبہ پڑھا کریں۔ اپنے دونوں مسئلوں کے لیے دعا کریں۔

نویدہ ...... کوٹلی، جمال پور

جواب:۔ (۱) آپ زیادہ سوچا مت کریں۔ مسائل گھر میں کم آپ کے ذہن میں زیادہ ہیں۔

صدقہ اپنی حیثیت کے مطابق جتنی مرتبہ دینا چاہیں دے سکتی ہیں۔ (چاہے وہ پیسوں کی شکل میں ہو یا گوشت وغیرہ کی)

(۲) بھائی سورۃ قریش کا ورد رکھیں جب تک کام نہیں ہو جاتا۔

(۳) بہنیں وظیفہ جاری رکھیں۔ عشاء کی نماز کے بعد سورۃ الفلق، سورۃ الناس 1,1 تسبیح روزانہ اول و آخر 11,11 مرتبہ درود شریف۔

رضیہ بی بی ...... بلدامی باغ، لاھور

جواب:۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ سورۃ البقرۃ پڑھ کر پانی پر دم کر لیا کریں گھر کے تمام افراد کو پلائیں اور کونوں میں چھڑکیں۔

بیٹے کے لیے:۔ فجر کی نماز کے بعد سورۃ شمس 21 مرتبہ پانی پر دم کر کے پلائیں۔ سورۃ عصر 21 مرتبہ سرہانے کھڑے ہو کر پڑھیں۔ دم بھی کریں۔ نیت ہو کام پر دھیان دے لگ کر کام کرے۔

شمائلہ ...... ضلع جہلم

جواب:۔ مسئلہ کسی حد تک حل ہو اپنے عمل کریں۔ آپ ان سے مستقل کوئی وظیفہ معلوم کریں اور اسے آپ دونوں اپنے معمول میں رکھیں۔ صدقہ خیرات کرتی رہیں۔

عنبرین گل ...... مظفر گڑھ

جواب:۔ بہن فجر کی نماز کے بعد سورۃ یسین 1 مرتبہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورۃ عبس 1 مرتبہ پڑھا کرے۔ اپنے مسئلے کے لیے دعا بھی کیا کرے۔

آپ دونوں رشتے والی دعا جاری رکھیں۔ ساتھ ہی عشاء کی نماز کے بعد سورۃ الفلق، سورۃ الناس ایک ایک تسبیح روزانہ کیا کریں نیت رکھیں جو رکاوٹ بندش ہے دور ہو۔

http://facebook.com/elajbilquran

www.elajbilquran.com

نوٹ

جن مسائل کے جوابات دیے گئے ہیں وہ صرف انہی لوگوں کے لیے ہیں جنہوں نے سوالات کیے ہیں۔ عام انسان بغیر اجازت ان پر عمل نہ کریں۔ عمل کرنے کی صورت میں ادارہ کسی صورت ذمہ دار نہیں ہوگا۔

موبائل فون پر کال کرنے کی زحمت نہ کریں۔ نمبر بند کر دیا گیا ہے۔

اس ماہ جن لوگوں کے جواب شائع نہیں ہوئے وہ اگلے ماہ شائع ہوں گے۔

ای میل صرف بیرون ملک مقیم افراد کے لیے ہے۔

rohanimasail@gmail.com

روحانی مسائل کا حل کوپن برائے جون ۲۰۱۵ء

نام .... والدہ کا نام .... گھر کا مکمل پتا ....

....

گھر کے کون سے حصے میں رہائش پذیر ہیں ....

بیاض دل

میمونہ رومان

طیبہ سعدیہ...... سیالکوٹ

میں اور میرا رب روز بھول جاتے ہیں اقبال
میں اس کی عطاؤں کو وہ میری خطاؤں کو

نادیہ عباس دیا قریشی...... موسیٰ خیل

ماں تیرے بعد کون لبوں سے اپنے
وقت رخصت میرے ماتھے پہ دعا لکھے گا

عالیہ شمشاد حسین...... کورنگی کراچی

عنوان زندگی پر بس اتنا ہی لکھ پائی ہوں
بہت کمزور رشتے تھے بہت مضبوط لوگوں سے

پروین افضل شاہین...... بہاولنگر

تصویر شاہکار تھی لاکھوں میں بک گئی
جس میں بغیر روٹی کے بچے اداس تھا

فصیحہ آصف خان...... ملتان

کوئی جو دور بیٹھا ہے
جب ہی تو شام اداس ہے

حرا انوشین...... منڈی بہاؤالدین

میرے مولا نے مجھ کو چاہتوں کی سلطنت دے دی
مگر پہلی محبت کا خسارہ ساتھ رہتا ہے

فائزہ بھٹی...... پتوکی

دیکھ کر کہیں اور تیرے بادل برسات
خشک سالی اتر آئی ہے دل کی زمین پر

ضیا احمد...... پتوکی

ناصحا! مت کر نصیحت کیوں مجھے سمجھائے ہے
نیک و بد سوجھے نہیں جب دل کہیں لگ جائے ہیں

شزا بلوچ...... جھنگ صدر

محبت زندگی بدل دیتی ہے صاحب
مل جائے تب بھی نہ ملے تب بھی

سندس رفیق سندر...... عبدالحکیم

ادا قاتل بیاں قاتل زباں قاتل نگاہ قاتل
تمہارا سلسلہ شاید کسی قاتل سے ملتا ہے

فرزانہ ندیم شکوری...... اسلام پورہ کمالیہ

اس نے میرے زخموں کا یوں کیا علاج
مرہم بھی گر لگایا تو کانٹوں کی نوک سے

پری طور...... جہلم

چہرے کی ہنسی سے ہر غم مٹادو
بہت کم بولو پر سب کچھ بتادو
خود نہ روٹھو اور سب کو منالو
یہ راز ہے زندگی کا جیو اور جینا سکھادو

عائشہ پرویز صدیقی...... کراچی

میں نے مانا کہ یہ تقدیر کا لکھا ہے اٹل
میرا ایمان دعاؤں میں اثر ہوتا ہے
اس کو مانگوں گی خدا سے میں جنوں کی حد تک
عشق جب حد سے گزرتا ہے تو امر ہوتا ہے

ایس انمول...... بھابڑہ شریف

میں نے مانا کہ تو یوسف سا حسیں ہے لیکن
یہ میرا دل ہے کوئی مصر کا بازار نہیں

نورین مسکان سرور...... ڈسکہ

کسی امیر کی گندم ہوتی رہی خراب
بچی غریب کی فاقوں سے مر گئی

ثناء فریال...... کہروڑپکا

میں اگر چاہوں تو بھی شاید
نہ لکھ سکوں ان لفظوں کو
جنہیں پڑھ کر تم سمجھ سکو
کہ کتنی محبت ہے تم سے

رشک وفا...... برنالی

وہ مجھ سے بچھڑ کر بدلا تو ضرور ہے مگر پھر بھی وفا
دل کو یقین ہے کہ وہ اک بار تو رویا ہوگا مجھے یاد کرکے

نادیہ گل نادی...... مخدوم پور

یاد کا زہر دل میں ہی پھیل گیا
دیر کردی ہم نے اسے بھول جانے میں

عائشہ علی...... فیصل آباد

میری ذات صفر کی مانند ہے
تنہا جسے کوئی پسند نہیں کرتا
مگر کسی کے ساتھ لگ جائے
تو اس کی اوقات بدل دیتا ہے

دیا آفریں...... شاہدرہ

بوند گری تو آنکھ میں آنسو بھی آگئے
بارش کا اس کی یاد سے رشتہ ضرور تھا

عائشہ نور عاشا...... گجرات

بات ہے راستے پر جانے کی
اور جانے کا راستہ ہی نہیں

صائمہ سکندر سومرو...... حیدرآباد سندھ

قیامت تک رہے سجدے میں سر میرا اے خدا
کہ تیری نعمتوں کے شکر کے لیے یہ زندگی کافی نہیں

فاطمہ سعدیہ...... گاؤں کھدے

تراش کر تو پتھر کی بھی قیمت ہوتی جاتی ہے
اگر بھگوان بن جائے عقیدت ہوتی جاتی ہے
کسی انجان لمحے میں کسی انجان چہرے سے
محبت کی نہیں جاتی محبت ہو ہی جاتی ہے

ربیعہ کول شہزادی...... سرگودھا

میں اداس رستہ ہوں شام کا مجھے آہٹوں کی تلاش ہے
یہ ستارے سب ہیں بجھے بجھے مجھے جگنوؤں کی تلاش ہے
وہ جو ایک دریا تھا آگ کا سبھی راستوں سے گزر گیا
ہمیں کب سے ریت کا شہر میں نئی بارشوں کی تلاش ہے

سائرہ حبیب اوڈ...... عبدالحکیم

مت کیا کر اتنے گناہ توبہ کی آس پر
بے اعتبار سی موت ہے نہ جانے کب آجائے

ارم کمال...... فیصل آباد

ہونٹ مصروف دعا ہیں کہ اے میرے رب عظیم
آرزوؤں کو مہکتی ہوئی تعبیر ملے

عروسہ شہوار رفیع...... کالا گوجراں جہلم

جو بندھن ضبط کے ہیں آج سارے ٹوٹ جائیں گے
ان آنکھوں کی سمندر کے کنارے ٹوٹ جائیں گے
بہت رویا کرے گا ہجر کی ویران راتوں میں
ہماری قربتوں کے جب سہارے ٹوٹ جائیں گے

اروی مختار...... میاں چنوں

وعدے وفا کے اور چاہت جسم کی
اگر یہ عشق ہے تو ہوس کس کو کہتے ہیں

عائشہ صدیقہ...... چکوال

مزا برسات کا چاہو تو ان آنکھوں میں آبیٹھو
وہ برسوں میں کہیں برسیں یہ برسوں سے برستی ہیں

سیدہ جیا عباس...... تلہ گنگ

احساس محبت سے کسی گوشہ دل میں
جب چوٹ ابھر آئے تو لگتا ہے کہ تم ہو
سر رکھ کے جو پتھر پہ کبھی راہِ الم میں
کچھ نیند سی آجائے تو لگتا ہے کہ تم ہو

حمیرا قریشی...... حیدرآباد سندھ

تیرے بخت کا ستارا میرے بخت سے روٹھا رہا
زیست یوں ہی گزر گئی میں تیرے غم میں ڈوبا رہا
سنہری شب تھی عالم اذیت میں
بعد تیرے اے ہمسفر میں خود سے بھی روٹھا رہا

کوثر ناز...... حیدرآباد سندھ

ایک ستم زمانے نے کیا چھین لی مجھ سے میری محبت
ایک ستم میں نے کیا کہ پھر سے محبت کر لی

ایس [illegible]...... بہاولپور

آغازِ محبت ہے یہ ابھی یہ وفا کرتی ہے
تم سے تو صنم محبت کی انتہا کرتی ہے
رہ نہ جائے کوئی تقاضا باقی رضا
ادب سے ہر قدم کی ابتدا کرتی ہے

شگفتہ الطاف...... جوہر آباد

یوں در پردہ رقیبوں سے گلے شکوے نہیں اچھے
تمہیں جو بھی شکایت تھی ہمارے روبرو کرتے

طیبہ طاہرہ...... تونسہ شریف

غیروں کی تلخیوں کا ہم نے ذکر ہی کب کیا ہے

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

اپنوں کی شفقتوں کے ستائے ہوئے ہیں ہم
ثوبیہ.....راولپنڈی

جیسے صحرا میں کوئی مانگتا ہے بارش کی دعا
ٹھیک ویسے ہی رب سے تمہیں مانگ رہے ہیں
سعیدہ نثار.....ستیانہ

تجھ سے بچھڑے تو عجب ڈھنگ پہ چل نکلی زندگی
تجھ سے ملنے کے بھی اطوار تھے نرالے
عنبر مجید.....کوٹ قیصرانی

جس رستے پر بھی دیکھی تاریکی انمول
اس رستے پر چل دیے ہاتھ میں شمع لے کر
راؤ کرن بدر.....ہالانواں

سر شام تیرے تمام لفظ تیرے ہر لفظ کو سوچنا
یہی الفتوں کا اصول ہے یہی چاہتوں کا جنون ہے
جاذبہ عباسی.....دیول مری

وہ اکثر مجھ سے کہتا تھا کہ
تم نے کبھی غور سے اپنی
ان آنکھوں کو دیکھا ہے
سونے والوں کی طرح جاگنے والوں جیسی
طاہرہ غزل.....جتوئی

سبھی تعریف کرتے ہیں میری تحریر کی لیکن
کبھی کوئی نہیں سمجھا میرے الفاظ کی سسکی
عترہ یونس.....حافظ آباد

تو یاد کر یا بھول جا
تو یاد ہے یہ یاد رکھ
اقصیٰ افضل وفا.....حویلیاں

مجھے خبر نہ ہوئی کیا تلاش تھی اس کی
جو میری ذات کے صفحے پلٹ گیا یونہی
دعا ہاشمی.....فیصل آباد

دیکھیے پہنچے کہاں تک سوزش دل کا اثر
صرصر وحشت کا یہ شعلہ ہے بھڑکایا ہوا
سبط الرحمن.....ماچھیوال گاؤں

فطرت کا تقاضا ہے نہیں عشق تماشا
آدم کو رلا دیتی ہے حوا کی جدائی
فیاض اسحاق مہانہ.....سلانوالی

فاصلے ایسے ہو جائیں گے کبھی سوچا نہ تھا
سامنے بیٹھا تھا میرے اور وہ میرا نہ تھا
آج اس نے اپنے دکھ بھی علیحدہ کر لیے
آج میں جو رویا تو میرے ساتھ وہ رویا بھی نہ تھا
ارم وڑائچ.....شادیوال گجرات

کس قدر بے ساختہ پن چاہتی ہے زندگی
شاخ سے اڑتا پرندہ دیکھنا تو سوچنا
ام عمارہ.....چیچہ وطنی

پیار کے دیپ جلانے والے کچھ کچھ پاگل ہوتے ہیں
اپنی جان سے جانے والے کچھ کچھ پاگل ہوتے ہیں
جان سے پیارے لوگوں سے کچھ کچھ پردہ لازم ہے
ساری بات بتانے والے کچھ کچھ پاگل ہوتے ہیں
راؤ رفاقت علی.....لودھراں

میرے عشق کا نشہ اس قدر طاری ہو ان پر
جب میں بچھڑوں تو ان پر سوگ فرض ہو جائے
عائشہ سلیم.....کراچی

کبھی کبھار اسے دیکھ لیں کہیں مل لیں
یہ کب کہا ہے کہ وہ خوش بدن ہمارا ہو
میں اپنے حصے کے سکھ جس کے نام کر ڈالوں
کوئی تو ہو جو مجھے اس طرح سے پیارا ہو
جویریہ ضیاء.....کراچی

ہمیں جان دینی ہے اک دن وہ کس طرح وہ کہیں سہی
ہمیں آپ کھینچے دار پر جو نہیں کوئی تو ہم سہی
اسے دیکھنے کی جو لو لگی تو نصیر دیکھ ہی لیں گے
وہ ہزار آنکھ سے دور ہوں وہ ہزار پردہ نشیں سہی

biazdill@aanchal.com.pk

ڈش مقابلہ

طلعت آغاز

پالک گوشت

اجزاء:

بکرے کا گوشت	آدھا کلو
پالک	آدھا کلو
ہری مرچ	چھ عدد
ٹماٹر	ایک عدد
میتھی	دو چھوٹی گٹھی
تیل	آدھا کپ
پیاز	آدھا کپ (کٹی ہوئی)
ادرک لہسن کا پیسٹ	ایک کھانے کا چمچ
لال مرچ پسی ہوئی	ایک کھانے کا چمچ
ہلدی	ایک چوتھائی چائے کا چمچ
نمک	ایک چائے کا چمچ
دھنیا پسا ہوا	ڈیڑھ چائے کا چمچ
دہی	ایک کپ
دودھ	آدھا کپ
قصوری میتھی	دو چائے کے چمچ

ترکیب:

پالک کو صاف کرکے ابال لیں۔ اب پالک کو ہری مرچ، ٹماٹر اور میتھی کے ساتھ بلینڈ کرکے رکھ لیں۔ پھر تیل گرم کرکے اس میں کٹی پیاز، ادرک لہسن کا پیسٹ، پسی لال مرچ، ہلدی، پسا دھنیا، نمک اور بکرے کا گوشت ڈال کر دس منٹ کے لیے فرائی کریں۔ اب اس میں دہی شامل کرکے اچھی طرح فرائی کرلیں۔ اس کے بعد ڈیڑھ کپ پانی ڈال کر ڈھکیں اور پکائیں، یہاں تک کہ گوشت گل کر گل جائے۔ اب بلینڈ کیا ہوا پالک کا مکسچر شامل کرکے ڈھکیں اور پکائیں یہاں تک کہ تیل اوپر آجائے۔ آخر میں دودھ اور قصوری میتھی ڈال کر فرائی کریں اور نکال لیں۔

سعدیہ بتول...... جہلم

اسپیشل قورمہ

اجزاء:

بکرے کا گوشت	آدھا کلو
دہی	ایک کپ
کھوپرا پسا ہوا	ایک کھانے کا چمچ
دھنیا پسا ہوا	ڈیڑھ چائے کا چمچ
لال مرچ پسی ہوئی	دو چائے کے چمچ
گرم مصالحہ	ایک چائے کا چمچ
ہلدی	ایک چوتھائی چائے کا چمچ
خشخاش	ایک چائے کا چمچ
بادام	دس عدد
ادرک لہسن کا پیسٹ	ایک کھانے کا چمچ
تیل	آدھا کپ
دارچینی	ایک ٹکڑا
ہری الائچی	چار عدد
پیاز تلی ہوئی	چار کھانے کے چمچ
ہرا دھنیا	دو کھانے کے چمچ
پودینے کے پتے	دس سے بارہ عدد
ہری مرچ	چار عدد (ثابت)
زعفران	ایک چوتھائی چائے کا چمچ

ترکیب:

دہی کو مکس کرکے اس میں کھوپرا، پسا دھنیا، پسی لال مرچ، گرم مصالحہ، ہلدی، بادام، خشخاش اور ادرک لہسن کا پیسٹ ڈال کر مکس کرلیں۔ تیل گرم کرکے اس میں دارچینی اور ہری الائچی ڈالیں۔ ساتھ ہی بکرے کا گوشت شامل کرکے اچھی طرح فرائی کریں۔ پھر اس میں دہی کو تمام مصالحوں کے ساتھ ڈالیں اور اچھی طرح فرائی کرلیں۔ اس کے بعد دو کپ پانی شامل کرکے ڈھکیں اور گوشت گلنے تک پکائیں۔ پھر اس میں پیاز، ہرا دھنیا، پودینے کے پتے، ہری مرچ اور زعفران ڈالیں۔ جب تیل اوپر آجائے تو اسے نکال کر سرو کریں۔

افشاں عمران...... کراچی

دہلی خاص نہاری

اجزاء:

گائے کا گوشت	سات سو پچاس گرام
نمک	حسب ذوق
لال مرچ پاؤڈر	ایک کھانے کا چمچ

کشمیری مرچ پاؤڈر	آدھا چائے کا چمچ
تیل	ڈیڑھ کپ
لال آٹا	حسب ضرورت
ادرک ایک چائے کا چمچ	پانی میں بھگو لیں
لہسن ایک پوتھی	کوٹ کر پانی نکال لیں
گارنش کے لیے	
ادرک ڈیڑھ انچ کا ٹکڑا	سلائس میں کاٹ لیں
دھنیا کٹا ہوا	دو کھانے کے چمچ
ہری مرچ کٹی ہوئی	تین سے چار عدد
لیموں	دو عدد
نہاری مصالحہ کے لیے:	
سونٹھ	تین ٹکڑے
ململ کا کپڑا	حسب ضرورت
سونف	ڈیڑھ کھانے کا چمچ
شاہ زیرہ	دو کھانے کے چمچ
کالی الائچی	چار عدد
لونگ	دس عدد
پیاز	پانچ عدد
ادرک لہسن پیسٹ	ایک کھانے کا چمچ
ہلدی	ایک چائے کا چمچ
کٹی مرچ	آدھا چائے کا چمچ

ترکیب:

سب سے پہلے بیف گوشت لے لیں اور اس میں ادرک لہسن پیسٹ اور ہلدی ڈال کر اسے ابال لیں تاکہ گوشت کی بساند ختم ہو جائے اور گوشت گل جائے اور اس کا پانی بھی تیار ہو جائے۔ اب پین میں تیل گرم کریں اور پیاز کو ادرک اور لہسن کے پانی سے فرائی کریں۔ پھر اس میں لال مرچ پاؤڈر، کشمیری مرچ پاؤڈر، نمک اور بیف گوشت کا پانی شامل کریں اور بھونتے جائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد بیف گوشت بھی شامل کر دیں۔ پھر ململ کے کپڑے میں سونف، شاہ زیرہ، کالی مرچ، کالی الائچی، سونٹھ، لونگ اور ہری الائچی ڈال کر اسے باندھ کر شامل کر دیں۔ اب لال آٹا چار کھانے کے چمچ کے برابر لے کر پانی میں گھول لیں اور نہاری میں شامل کر دیں۔ اب آنچ ہلکی کر دیں اور اسے مزید پکائیں۔ پھر ململ کے کپڑے کی تھیلی نکال لیں اور نہاری کو دم پر رکھ دیں۔ آخر میں دھنیا چھڑک کر گارنشنگ کر لیں اور ساتھ ہی پلیٹ میں ادرک، ہری مرچیں اور لیموں سجا کر پیش کریں۔ دہلی خاص نہاری ناشتے کے لئے تیار ہے۔

بلقیس فاطمہ...... حیدرآباد

زعفرانی بریانی

اجزاء:

گوشت	ایک کلو
چاول (بھیگے ہوئے)	ایک کلو
گھی	حسب ضرورت
زعفران	تھوڑی سی مقدار
لونگ	آٹھ عدد
ثابت گرم مصالحہ	حسب ضرورت
دہی	ایک پاؤ
بڑی الائچی	چار عدد
پیاز ایک پاؤ	باریک کٹی ہوئی
ادرک لہسن پیسٹ	دو کھانے کے چمچ
نمک	حسب ذائقہ
سفید زیرہ	ایک کھانے کا چمچ
ثابت کالی مرچ	آٹھ سے دس عدد
دار چینی	دو درمیانے ٹکڑے
پانی	حسب ضرورت

ترکیب:

پیاز گھی میں ہلکا براؤن کر لیں پھر اس میں گوشت اور ادرک لہسن پیسٹ ڈال کر اچھی طرح بھون لیں۔ تھوڑا سا پانی، نمک اور ثابت گرم مصالحہ ڈال کر ہلکی آنچ پر گلنے کیلئے رکھ دیں۔ جب گوشت گل جائے تو دہی ڈال کر بھون لیں۔ بھیگے ہوئے چاولوں میں ایک چمچ ثابت گرم مصالحہ ڈال کر ایک کنی رکھ کر ابال لیں۔ اب دیگچی میں پہلے تھوڑے چاول ڈالیں پھر گوشت کا مصالحہ ڈالیں اور باقی چاول ڈال کر زعفران کو تھوڑے سے دہی میں مکس کر کے ڈال دیں۔ تھوڑا سا گھی زیادہ گرم کر کے چاولوں پر ڈال کر دم لگا دیں۔

ماریہ اقراء طوبیٰ وسیم...... اللہ والا ٹاؤن کراچی

فروٹ سلاد

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

اجزاء:

سلاد کے پتے	۲۵۰ گرام
ناشپاتی	۱۰۰ گرام
کینو	ایک عدد
سنگترے	ایک عدد
لیموں	دو عدد
پسا ہوا سیاہ نمک	نصف چائے کا چمچ
ٹماٹر	۱۰۰ گرام
سرخ گاجریں	۵۰ گرام
پیاز	۵۰ گرام

ترکیب:

کینو اور سنگترہ چھیل کر اس کی پھانکیں نکالیں، پیاز چھیل کر لچھے دار کاٹ لیں۔ ٹماٹر دھو کر صاف کریں اور گول گول قتلوں میں کاٹیں گاجریں چھیل کر گول گول ٹکڑوں میں کاٹ لیں لیموں کو چار چار ٹکڑوں میں کاٹ لیں اس کے بعد ایک ڈش میں سلاد کے پتے بچھائیں اوپر تمام اجزاء ترتیب کے ساتھ سجا کر پسا ہوا سیاہ نمک چھڑک دیں اور دسترخوان کی زینت بنائیں۔

فضا سعدیہ عائشہ ناز...... کراچی

بینگن کا رائتہ

اجزاء:

بینگن	۲۵۰ گرام
نمک	حسب ذائقہ
سفید زیرہ	آدھا چمچ
لہسن	[illegible] گرام
میتھی	[illegible]
پسی ہوئی کالی مرچیں	ایک چمچ
پسا ہوا دھنیا	۲ گرام
پیاز	۱۰۰ گرام
گھی	حسب ضرورت
سرخ مرچیں	حسب ضرورت

ترکیب:

پیاز چھیل کر باریک کاٹ لیں بینگن کو پانی میں ابال کر باہر نکالیں اور ٹھنڈا ہونے پر چھلکا اتاریں اور گودا نکال کر الگ رکھ دیں پھر برتن میں گھی ڈال کر چولہے پر رکھیں اس میں پیاز براؤن کر کے نمک پسی ہوئی کالی مرچیں سفید زیرہ اور میتھی ڈال کر مسالا بھونیں چند منٹ بعد لہسن، پسا ہوا خشک دھنیا، ابلے ہوئے بینگن کا گودا اور پسی ہوئی سرخ مرچیں ڈال کر ہلکی آنچ پر بھونیں پندرہ منٹ کے بعد جب مسالا گھی چھوڑ دے تو چولہے سے نیچے اتار لیں اور کھانے کے لیے پیش کریں۔

نزہت جبین ضیاء...... کراچی

ویجی ٹیبل فرائٹرز

اجزاء:

بیسن	ایک کپ
میدہ	آدھا کپ
لال مرچ پاؤڈر	چوتھائی چائے کا چمچ
بیکنگ سوڈا	آدھا چائے کا چمچ
ٹھنڈا پانی	دو کپ
ٹاٹرک ایسڈ	تہائی چائے کا چمچ
لیموں کا جوس	دو کھانے کے چمچ
نمک	حسب ذائقہ
تیل	فرائی کرنے کے لیے
زیرہ پاؤڈر	ایک چائے کا چمچ
آلو (سلائز میں کٹے ہوئے)	ایک کپ
دھنیا پاؤڈر	ایک چائے کا چمچ
پھول گوبھی کے ٹکڑے	ایک کپ
ہلدی پاؤڈر	ایک چائے کا چمچ
شملہ مرچ بیج نکال لیں	ایک کپ (چوپ کر لیں)

ترکیب:

میدہ، بیکنگ سوڈا، ٹاٹرک ایسڈ، نمک، لال مرچ، زیرہ پاؤڈر، دھنیا پاؤڈر، ہلدی پاؤڈر مکس کر لیں تھوڑا تھوڑا پانی ملا کر پھینٹ لیں۔ اس میں لیموں کا رس ملا کر بیٹر تیار کر لیں اور ایک طرف رکھ دیں۔ ایک کڑاہی میں تیل گرم کریں سبزیوں کو بیٹر میں ڈپ کر کے تیل میں فرائی کر لیں گولڈن ہو جائے تو ٹشو پیپر پر نکال کر اضافی تیل نتھار لیں۔ تمام پکوڑے اسی طرح تیار کر لیں اور چٹنی کے ساتھ سرو کریں۔

شمن رحمن...... فیصل آباد

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

وائٹ سوس کٹلس

اجزاء:۔ (برائے کٹلس)

آلو (ابال کر میش کر لیں)	ایک کلو
نمک	حسب ذائقہ
مٹر (ہلکا سا ابال لیں)	ایک پاؤ
گاجر (کش کرنے کے بعد ابال لیں)	ایک پاؤ
ہرا دھنیا	حسب ضرورت
انڈے (سخت ابال کر میش کر لیں)	دو عدد
سبز مرچ	حسب ضرورت
بریڈ کرمبز	حسب ضرورت
سرخ مرچ پاؤڈر	ایک کھانے کا چمچ
انڈے (پھینٹے ہوئے)	دو عدد

اجزا (برائے وائٹ سوس)

میدہ	دو کھانے کے چمچ
نمک کالی مرچ پاؤڈر	حسب ذائقہ
تیل	ایک کھانے کا چمچ

ترکیب:(برائے وائٹ سوس)

میدہ میں کالی مرچ، نمک اور پانی مکس کر کے پتلا سا محلول بنا لیں۔ تیل کو فرائی پین میں گرم کریں۔ اس میں یہ آمیزہ ڈال دیں، دو منٹ چمچ چلائیں اور اتار لیں وائٹ سوس تیار ہے۔

ترکیب (برائے کٹلس)

فرائی پین میں تھوڑا سا تیل ڈال کر گرم کریں۔ اس میں مٹر، گاجر، انڈے ڈال کر ہلکا سا چلائیں، کالی مرچ ڈالیں، ہرا دھنیا، ہری مرچ کاٹ کر شامل کریں فلنگ تیار ہے۔ میش کیے ہوئے آلوؤں میں وائٹ سوس شامل کر کے اچھی طرح مکس کریں۔ آلوؤں کو ہتھیلی پر رکھ کر اس میں فلنگ ڈالیں آلو کو فولڈ کر کے کباب کی شکل دیں تیل گرم کریں اور کبابوں کو پھینٹے ہوئے انڈے میں ڈپ کریں اس کے بعد بریڈ کرمبز میں ڈپ کر کے گولڈن فرائی کریں تیار ہو جائے تو ٹماٹو کیچپ کے ساتھ سرو کریں۔

خدیجہ صدیقہ......سوات

چائنیز رول

اجزاء:۔

آلو (ابلے ہوئے)	آدھا کلو
ڈبل روٹی کے سلائس (اطراف سے کنارے کاٹ لیں)	۶ عدد
انڈا	ایک عدد
چائنیز نمک	ایک چائے کا چمچ
سویا سوس	ایک چائے کا چمچ
کالی مرچ	آدھا چائے کا چمچ
نمک	حسب ذائقہ
بریڈ کرمبز	حسب ضرورت

ترکیب:۔

آلوؤں کو ابال کر اچھی طرح میش کر لیں۔ اب اس میں بریڈ کے سلائس چورا کر کے ڈال دیں اور پھر نمک، چائنیز نمک، سویا سوس، کالی مرچ، انڈا ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں تاکہ آمیزہ یکجان ہو جائے پھر اس کو انڈا اور بریڈ کرمبز لگا کر فرائی کر لیں۔ انڈا اور کرمبز لگانے سے پہلے آمیزے کو رول کی شیپ دے دیں پانچ منٹ میں تیار اور کھانے میں بے حد مزے دار ہیں۔

زینب اسرار......ایبٹ آباد

آلو کے گلگلے

اجزا

دودھ	آدھا کلو
گھی	آدھا کلو
آلو	آدھا کلو
شکر	[illegible] پاؤ

ترکیب:

آلو ابال کر چھیل لیں۔ پھر شکر، دودھ، آلو میدے میں ملا کر گوندھ لیں اور تھوڑا سا گھی ملا کر گلگلے بنا کر گھی میں تل لیں۔

(طلعت نظامی......کراچی)

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

بیوٹی گائیڈ

روبینہ احمد

موسم گرما میں احتیاط کیجیے

چاروں موسموں کی تبدیلی ہماری صحت اور مزاج پر اثر انداز ہوتی ہے چونکہ ہمارے ہاں سب سے زیادہ عرصے تک رہنے والا موسم گرمی کا ہے اس لیے زیادہ تر لوگ اس موسم سے پریشان رہتے ہیں اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اس موسم میں باہر نکلنے والی خواتین کو بڑی مشکل پیش آتی ہے لیکن اگر مناسب تدابیر اختیار کی جائیں تو موسم گرما کو بھی پرلطف موسم بنا کر لطف اندوز ہوا جاسکتا ہے۔

جلد کی صفائی

موسم کے اثرات انسانی جلد پر پڑتے ہیں اور گرمیوں میں تو انفکس کا خطرہ بڑھ جاتا ہے ایسے میں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ انفکس کو بڑھنے نہ دیں اور یہ جب ہی ممکن ہے جب جلد کو خشک رکھا جائے عموماً پسینہ چلنے سے گردوغبار کے باعث جلد پر آتا ہے اور جلد صفائی سے محروم ہوجاتی ہے اور پھر انفکس بڑھنے لگتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہمارے یہاں لوگوں میں صحت عامہ کا شعور نہیں پھر اپنے اپنے مسائل ہیں لیکن جلد کی صفائی کے لیے روزانہ نہانا ضروری ہے اس کے لیے اچھے میڈیکیٹڈ صابن کا استعمال کریں تو اس کا اچھا اور خوش گوار اثر پڑے گا۔

دوسرے یہ کہ گرمیوں میں ایسے وقت باہر نکلیں جب دھوپ کی تمازت کم ہو اور اگر باہر نکلنا ضروری ہو تو لازم ہے کہ سن بلاک کا استعمال کیا جائے۔

اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ سن بلاک اچھی کمپنی کا تیار کردہ ہو آج کل فری بھی ملتا ہے اور اگر اسے استعمال کرنے کی عادت ڈال لی جائے تو جھریاں اور چھائیاں بھی نہیں پڑتیں مگر ہوتا یہ ہے کہ ہمارے یہاں احتیاطی تدابیر یا حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر نہیں رکھا جاتا اور جب کوئی مسئلہ پیش آجائے تو اس پر ہزاروں روپے خرچ کرنے کے لیے تیار ہوجاتے ہیں حالانکہ سوچنا چاہیے کہ بزرگوں نے کہا تھا کہ احتیاط علاج سے بہتر ہے اور یہ بہتری ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے اگر سن بلاک کا استعمال بچپن سے شروع کیا جائے تو اس سے جلد کو خاصا تحفظ مل جاتا ہے لیکن افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ہمارے یہاں اس کا رواج ہی نہیں۔ شاذ و نادر ہی استعمال کیا جاتا ہے جبکہ یہ ایک طرح سے جلد کی ضرورت ہے۔

خواتین گرمی میں باورچی خانے میں چولہے کے پاس کام کرتی ہیں انہیں سن بلاک کا استعمال کرنا چاہیے کیونکہ چولہے کی گرمی اور تپش خواتین کی جلد کو متاثر کرتی ہے۔

جلد کے مسائل

جلدی لحاظ سے ہمارا شمار کالوں میں ہوتا ہے اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں کہ عموماً گوری رنگت اور جلد والے زیادہ مسائل کا شکار ہوتے ہیں کیونکہ ان کی جھریاں بھی جلدی پڑتی ہیں اور دھوپ بھی جلدی اثر انداز ہوتی ہے۔ پھر غیر ممالک میں جہاں سفید رنگت والوں کی افراط ہے جلدی مسائل زیادہ ہیں اور جلد کا کینسر تک ہوسکتا ہے مگر خدا کا شکر ہے ہمارے یہاں یہ مسائل نہیں۔ اس طرح سندھ اور پنجاب سے تعلق رکھنے والے افراد ان لوگوں کی نسبت جو سرحدی یا شمالی علاقوں میں رہتے ہیں کم جلدی امراض کا شکار ہوتے ہیں جبکہ بلوچستان، سرحد اور شمالی علاقہ جات سے تعلق رکھنے والے افراد مختلف نوعیت کے پیچیدہ امراض کا شکار ہوتے ہیں ان میں زیادہ تر ایگزیما کے مریض ہوتے ہیں۔

عام طور پر نوجوانوں کو کیل مہاسوں کی شکایت رہتی ہے اس کا باقاعدہ علاج کروانا چاہیے۔ گرمیوں کے موسم میں گرمی دانے نکلنے لگتے ہیں، گرمی دانوں

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumoves.net

کے لیے پریکلی ہیٹ پاؤڈر کا باقاعدہ استعمال کیا جائے۔ کپڑے سلک کے نہ پہنے جائیں بلکہ ایسے کپڑے استعمال کیے جائیں جن میں سے ہوا کا گزر ہوسکے تاکہ پسینہ خشک ہوجائے علاوہ ازیں وٹامن سی کا استعمال زیادہ کیا جائے تو جلدی مسائل کم ہوسکتے ہیں۔

گرمیوں میں حتی الامکان پانی اور دیگر مشروبات کا زیادہ سے زیادہ استعمال بھی جلد کو نمی اور تحفظ دینے کے لیے مددگار ثابت ہوتا ہے عموماً شدید گرمی یا لو کے دنوں میں۔

جلد کے علاوہ بالوں کی بہتری کے لیے بالوں میں تیل ضروری حیثیت رکھتا ہے سب سے زیادہ دھیان اس بات کا رکھا جائے کہ خوش بودار تیل استعمال نہ کریں بلکہ خالص سرسوں ناریل یا بادام کا تیل استعمال کریں۔ ہفتے میں دو بار بالوں میں تیل لگانا ضروری ہے لیکن بالوں کو تیل لگاتے ہوئے یہ خیال رکھا جائے کہ ان سے نرمی ملائمت کا برتاؤ کیا جائے زور زور سے مالش کرنا قطعاً فائدہ مند نہیں، ہلکے ہاتھوں سے بالوں کی جڑوں میں تیل جذب کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ آپ بالوں میں ساری رات تیل لگا کر چھوڑ دیں بلکہ سر دھونے سے دو گھنٹے قبل بھی تیل لگالیا جائے تو وہی فائدہ حاصل ہوگا۔

بالوں کو ہفتے میں دو سے زائد مرتبہ نہ دھوئیں اور نہ ہی اینٹی ڈینڈرف شیمپو کا استعمال مستقل کریں بلکہ بہتر کنڈیشن ہونے پر اسے روک دینا چاہیے۔ بالوں کو گردوغبار سے بچانا اور دھوپ کی شدت سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ بالوں کے قبل از وقت سفید ہونے میں مختلف عوامل اثر انداز رہتے ہیں۔

غذا میں احتیاط

گرمیوں میں سب سے بڑی اور بنیادی بات اچھی غذا کا استعمال، ورزش اور صفائی کا خیال ذہنی تفکرات سے آزادی وہ عوامل ہیں جن سے عمومی صحت پر بھی خوش گوار اثر پڑتا ہے اور آپ خود بھی پرسکون اور اچھا محسوس کریں گی۔ باورچی خانے کو بالکل صاف ستھرا رکھیے، تمام برتنوں کی صفائی کا بھی اچھا خیال رکھیں۔ سبزیوں کو پکانے سے قبل اچھی طرح دھولیں جلد خراب ہوجانے والی غذا اگر استعمال نہیں کرنی ہے تو اسے فریزر میں محفوظ کرنے میں دیر نہ کریں۔ تمام غذاؤں کو فریج میں ڈھانپ کر رکھیں اور الگ الگ رکھیں۔ کچی غذاؤں کو فریج کے اوپری خانوں میں اور پکی ہوئی غذاؤں کو فریج کے نچلے خانوں میں رکھیں۔ پکی ہوئی غذا کو فریج سے باہر نہ رکھا رہنے دیں جب اس کی بھاپ نکل جائے اور وہ ٹھنڈا ہوجائے تو اسے فوراً فریج میں رکھ دیں۔ رات بھر فریج میں جو پکی ہوئی غذا رکھی گئی ہو اسے استعمال کرنے سے قبل دوبارہ گرم کرلیں۔ پکی ہوئی غذا اسی وقت کھالیں جب وہ گرم ہو دیر تک فریج سے باہر رکھی ہوئی غذا نہ کھائیں۔ کھانا تیار کرنے سے قبل اور کھانے سے قبل صابن سے ہاتھ ضرور دھولیں۔

غذا کو صاف ستھری جگہ پر ڈھانپ کر رکھیں آلودہ غذا کھانے سے پرہیز کریں۔ گرمیوں میں پیکٹوں میں بند غذا ہرگز استعمال نہ کریں۔ لو سے محفوظ رہنے کے لیے اس موسم میں ایسی غذا میں زیادہ استعمال کریں جن میں حیاتین (وٹامن سی) پایا جاتا ہے مثلاً کچی کیریاں، فالسہ، لیموں، وغیرہ۔ غذا میں تربوز، خربوزہ، کھیرا، ککڑی کا استعمال بڑھادیں۔ تربوز خالی پیٹ لیا کریں، بہتر ہے کہ وہ دو کھانوں کے وقفے کے درمیان کھائیں، خربوزہ کھانے کے بعد نوش کیا کریں۔

اشنہ اور ہانیہ..... کراچی

نیرنگِ خیال

ایمن وقار

غزل

پنچھی آزاد اچھے لگتے ہیں
پھول شاخوں پر روز کھلتے ہیں
جو پہاڑوں سے چشمے بہتے ہیں
پھر ندی سے گلے وہ ملتے ہیں
پیڑ سارے اداس ہیں لیکن
بارشوں میں نکھر کے ڈھلتے ہیں
جب ہواؤں کا ساز بجتا ہے
مور جنگل میں رقص کرتے ہیں
پھول اور بچوں میں نہیں کوئی فرق
جب بھی دیکھو وہ ہنستے رہتے ہیں
دنیا میں زندہ دل رہو ہمدم!
مستقل کب ٹھکانے رہتے ہیں
رزق ملتا ہے پتھروں میں جنہیں
میرے رب کے یہ سب کرشمے ہیں
جو خدائی سے پھر گیا خانم
اس کو فطرت کے راز ڈستے ہیں

فریدہ خانم......لاہور

غزل

وصل کے دن بہت چھوٹے لگے
ہجر کے لمحے بڑے بھاری لگے
قدر نہ دیکھی محبت و خلوص کی
سب لوگ جذبوں سے عاری لگے
چھید ڈالا ظالم آن کی آن میں
تیرے لفظ دل کو بہت کاری لگے
تیرا دامن خوشیوں سے مہکتا رہے
میری عمر بھی تجھ کو ساری لگے

حمیرا نوشین......منڈی بہاؤالدین

غزل

بہار الفت میں خود کو سجا کر تو دیکھو
زندگانی کو میدان جنگ بنا کر تو دیکھو
ملتا ہے کیا زمانے سے تم کو ذرا
کبھی اپنی چاہت و الفت بتا کر تو دیکھو
ہنس ہنس کر تیرے لفظوں کی بے قدری ہو
بس ان کو لفظ محبت سنا کر دیکھو
اُن کی خوشی کی ہو گی کیا انتہا
کبھی جو اپنا بدن کانٹوں پر بچھا کر تو دیکھو
اُف تک نہ نکلے گی ان کی زبان سے
تم بازار خود کو جلا کر تو دیکھو
بن نہ جائے زندگی عذاب تو پھر کہنا ندیم
تم حسن والوں سے دل لگا کر تو دیکھو

شاعر: ملک ندیم عباس ڈھکو......ساہیوال

آنچل کے نام

میری تنہائیوں کے اک اک پل کا شمار تیرے سنگ ہے
میرا پیار تیرے سنگ ہے میرے یار تیرے سنگ ہے
دھنک رنگوں کے جیسا آسمان پر بکھرا
میرا روپ پر کیا ہر سنگھار تیرے سنگ ہے
میرے ہونٹوں میں چھپی مسکراہٹ کا صنم
ہر راز تیرے سنگ ہے دلدار تیرے سنگ ہے
تمہیں کیسے بتاؤں میں اے میرے دلبر آنچل
میری بہار تیرے سنگ ہے میرا اقرار تیرے سنگ ہے

موناشاہ قریشی......کبیروالہ

غزل

میری وحشت کو ذرا اور بڑھا کمرے میں
تو کسی روز مگر لوٹ کے آ کمرے میں
میں نے کمرے کو بھی مے خانہ بنا رکھا ہے
ساقیا! زہر بھرا جام پلا کمرے میں
اے مرے دوست تری یہ بھی نوازش ہوگی

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

بجھتی یادوں کا دیا کوئی جلا کرے میں
میری غزلوں کے کتابوں کے ورق بکھرے ہیں
ان کو ترتیب سے ٹیبل پہ سجا کرے میں
کوئی شمع ہے کہ بجھتی ہی چلی جاتی ہے
آخری رات ہے سینے سے لگا کرے میں
ایسا لگتا ہے کہ اس حبس میں مرجاؤں گا
اب تو آنے دے آنچل کی ہوا کرے میں
راشدترین...... مظفر گڑھ

ڈر

وہ
جاذب نظر ہے اتنا
کہ
کبھی اس کو
ہم نے
نظر لگنے کے
"ڈر"
سے
آنکھ بھر کے
دیکھا ہی نہیں
فصیحہ آصف خان...... ملتان

محبت

ہے اک ایسا دکھ
محبت
کہ جو ہو جائے......
اس میں جلتا
مر کر بھی جی اٹھے......!
حرا قریشی...... بلال کالونی ملتان

غزل

پھر یہ دل بھی میرا دل نہیں ہے
محبت کے اگر قابل نہیں ہے
وہ سنگ میل اوجھل کیا ہوا
کوئی منزل مری منزل نہیں ہے
یہ بیٹھا لیے بیٹھا ہوں لب تک
دعاؤں میں تو کب شامل نہیں ہے
ہر اک خواہش نے دل میں خودکشی کی
یہاں تو کوئی بھی قاتل نہیں ہے
سکون سینہ ساحل عجب ہے
جہاں رہتا تھا اک بسمل نہیں ہے
سمندر کی کشش کس کام کی پھر
جو اس کے پاس اک ساحل نہیں ہے
ہر اک دھڑکن بھی تیرے دم سے ساحل
دھڑکنے کے یہ دل قابل نہیں ہے
خالد ایاز ساحل...... حافظ آباد

تیرے لیے

میرے دل کی ساری شدتیں
میرا خلوص میری چاہتیں
اے دوست فقط تیرے لیے!
یہ آنسو اور سارے غم
میرا سکون اور ساری راحتیں
اے دوست فقط تیرے لیے!
میری ترستی انکھیاں جلتے لب
میری روح اور میرا دھڑکتا دل
اے دوست فقط تیرے لیے!
یہ پھول' کلیاں' چاند اور تارے
یہ ہوا اور جگنو' تتلی' شبنم
اے دوست فقط تیرے لیے!
میری دعائیں' سجدے اور عبادتیں
میرے خواب' ساری ریاضتیں
اے دوست فقط تیرے لیے!
میری زندگی کا ہر ایک لمحہ
اور میرے دل کی ساری حکایتیں

اے دوست فقط تیرے لیے!
شگفتہ خان..... بھلوال

بکھرے ستارے

میرے لفظوں میں بکھرے ہیں تیری یاد کے موتی
تیری سوچوں میں سمٹا ہوا ہے کوئی اور
میری یادیں ہیں باکمال تیری ہی بدولت
تیرے لب پر دعا کی طرح ہے کوئی اور
تھام کے تیرا ہاتھ جی لیا ہزاروں سال
ہوئی زندگی ختم جب تم نے کہا تیرا ہے کوئی اور
میری آرزوئے زندگی ہو تم یقین مانو
تیری آرزوئے بزم ہے کوئی اور
گمنام ہوگئی میری ذات یہ سن کر
کہ آ گیا ہے تیری زندگی میں کوئی اور
شکوہ زندگی تم سے نہ کرتا صائم
معلوم جو ہوا تم سے وابستہ ہے کوئی اور
ظہور احمد صائم..... لاہور

آواز خدا برزخ میں

اس کے پاس کچھ بھی نہیں گناہوں کے سوا ملائک
محسن ور تھا جس پر تھا یہاں تو کچھ نہیں لایا
اپنی مرضی کے آگے خدا کی مرضی کچھ نہ تھی
کر لگتا ہے یہاں یہ امتحان دینے نہیں آیا
تھا سب کچھ جان کر بھی اس نے بھلایا رہ حق کو
بِتائی زندگی من بھر کے کہ پیام حق نہیں پایا
خدا کو مان کر بھی کیوں کبھی اس کی نہ سن پائے
عہد عالم ارواح میں کیا وہ کیوں نہیں نبھایا
اک بندہ خدا کا جو تم سے پیار کرتا تھا
خمار اس کی اطاعت کا کیوں تم پر نہیں چھایا
وقت نماز کانوں میں تمہارے کیوں موسیقی تھی
موذن نے صدا دی تو لبیک منہ پر نہیں آیا؟
تمہارے منہ پر فیشن بھی خدا کے دشمنوں کا تھا
نبی کی پیاری سنتوں کو تم نے کیوں نہیں اپنایا؟
خدا کی ہے یہاں مرضی نہ ساقی ہے نہ پیمانے
آہ! افسوس جو طالب کو جام دیدار حق نہیں پلایا
وقاص خان طالب.....

بنا چھت آشیاں

چمن سے پھول لے کر اک سہانی داستاں لکھ دوں
چرا کر جگنوؤں سے روشنی حرف دعا لکھ دوں
ہوا کے دوش پر خوشبو کے گہرے سات رنگوں پر
میں تتلی کی نزاکت کا سراپا ہر جگہ لکھ دوں
میں نیلے آسمانوں سے ستاروں کی ضیا لے کر
قمر کی چاندنی لے کے پھر فلک پر لفظ ماں لکھ دوں
شرابوں میں کہیں دیکھوں کسی انسان کو گمراہ
وہاں صحرا میں ننگے پاؤں پیاسا اک گدا لکھ دوں
جہاں انسانیت ہو وہ جلتے شک بیاباں ہو
میں اس صحرا کو دل چاہے حسیں اک گلستاں لکھ دوں
کوئی مسکان یہ پوچھے حقیقت زندگی کیا ہے
تو پھر میں بے سہاروں کا بنا چھت آشیاں لکھ دوں
نورین مسکان سرور..... سیالکوٹ ڈسکہ

غزل

یہ کیسی بے رحم ہوا چلی ہے آج میرے دیس میں
مرجھا گئی ہیں معصوم کلیاں آج میرے دیس میں
یہ کون ہیں؟ کس ناخدا کے ماننے والے ہیں یہ
کیوں آگ لگا رہے ہیں یہ آج میرے دیس میں
آگ کے شعلوں کی یہ چیخیں کہاں سے چلی آ رہی ہیں
معمار قوم جل رہے مر رہے ہیں آج میرے دیس میں
یا خدا! اغیار کی سازشوں میں پھنس گئی ہے میری قوم
اے خدا! اپنے کرم کی برسات برسا اب کہ میرے دیس میں
عروج اپنے دیس کی سرزمین لہو رنگ میں رنگی ہے
امن کی ہوائیں چلا میرے خدا اب کہ میرے دیس میں
عروج مغل.....

تم کیا جانو

تم کیا جانو

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumoves.net

مسافت کا دکھ

مسافت بھی ایسی کہ
جس کی نہ
منزل کی خبر
نہ کوئی ہمسفر
بس اک خاردار رستہ
اور میں آبلہ پا......!

ریسل آرزو..... اوکاڑہ

غزل

شب وصل کی خواہش نہ پوچھ
ابھی تو مری خواہش نہ پوچھ
ابھی تو طفل ہے مری جاں
بُری یا بھلی خواہش نہ پوچھ
سنبھال رکھ شباب اپنا ظالم
کسی کی بھی خواہش نہ پوچھ
محسوس کر رہا ہوں رفتار سانسوں کی
ارے ناداں اگلی خواہش نہ پوچھ
اجڑ چکا ہے عاشق تیرا
اب کوئی بھی خواہش نہ پوچھ
شوقِ بادۂ ناب ہے مجھ کو
جانے تشنگی ایسی خواہش نہ پوچھ
آشفتہ حالی و شوریدگی میں زید
نئی اٹھنے والی خواہش نہ پوچھ

ایم زید..... فیصل آباد

نظم

موسم بہار میں لالہ زار میں
کسی بلبل کی آہ و پکار سننا
رنگین تتلیوں کی پھڑپھڑاہٹ پر
کسی بھنورے کا خیال کرنا
منزل روشن کا سفر کرنا
آزاد پنچھی کو دیکھ کر تم
داستان بے بسی پر کٹی تتلی کی پڑھنا
شمع کو جلتے دیکھ کر
اے پروانے روشن خیال کرنا......!
بارش کے بھیگتے دلکش منظر میں
بہتے ہوئے آنسوؤں کو دیکھنا
آبشاروں کے جھرنوں میں
ہنسی کی جھنکار سننا......!
بادل کے چھا جانے پر
اداس لوگوں کا حال دیکھنا
بچھڑو جو تم کسی سے
حسرت سے کونجوں کی ڈار دیکھنا
شاہین کی پرواز کا انداز نگاہ کر دیکھو
پھر پرواز سے فضا میں تھک کر بھی نہ گرنا
قوس قزح کے ساتوں رنگ ہوں
تب کائنات کے حسین منظر پڑھنا

نادیہ نواز راجے..... کھدے

میرے بعد

میری جان! دیکھ لینا
بدلتے موسم گواہی دیں گے
بچھڑ کے ہم تم دور تو ہیں
مگر جدا کبھی نہ ہو سکیں گے
میں پھول بن کر بہار رتوں میں کھلا کروں گا
خزاں کے موسم میں ننگے پاؤں
جب تم سیر کو نکلو گی
میں سوکھے ہوئے پتوں میں شامل
تمہارے قدموں کا بوسہ لوں گا
میں بارش کی بوندوں میں مل کر
تمہاری کھڑکی پر دستک دوں گا
تم کو بھگو کر ساون میں
اپنی یاد دلاؤں گا
سخت چلچلاتی دھوپ میں

تم روڈ کنارے کھڑی ہو گی
پسینے کے قطروں میں شامل
وہ میں ہی ہوں گا
تمہیں اکیلا کبھی نہ چھوڑوں گا
میں یہ ناطہ کبھی نہ توڑوں گا
کبھی گہری نیند میں
کسی لمس کے احساس سے
تم ہڑبڑا کر اٹھو گی
میرا احساس کبھی نہ کھو سکے گا
بچھڑ کے ہم تم دور تو ہیں
مگر جدا کبھی نہ ہو سکیں گے
میری جان! دیکھ لینا
بدلتے موسم......
گواہی دیں گے

دیا آفرین...... ساہیوال

غزل

محبت سے بدگمانی اچھی نہیں جاناں
یوں ہر وقت من مانی اچھی نہیں جاناں
کیوں اعتبار کرتے ہو ہر ملتے ہوئے لب پر
یہاں ہر محبت کی کہانی سچی نہیں جاناں
زباں کی آنچ پگھلا دیتی ہے کئی دل
یوں لہجے میں روانی اچھی نہیں جاناں
کئی مطلب اخذ کر لیتے ہیں لوگ ہنسنے سے
یوں ہر کسی سے چھیڑ خانی اچھی نہیں جاناں
لے ڈوبیں گی تمہیں گزرے وقت کی یادیں
یادیں پرانی اچھی نہیں جاناں
لگتا ہے کھو گئے ہو میری باتوں میں تم
سنو! میری باتیں یہ سہانی اچھی نہیں جاناں
مری بات مانو ہر وقت سنور کر رہا کرو
یہ چہرے کی ویرانی اچھی نہیں جاناں
تم بتاؤ کیا خیال ہے میرے بارے میں تمہارا
لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ دیوانی اچھی نہیں جاناں
کبھی کبھی اپنی ہی باتوں سے مکر جاتی ہے کنول
تو یہ تیری آنکھوں کی حیرانی اچھی نہیں جاناں

مدیحہ کنول سرور...... چشتیاں

محبت مانگتی ہوں

لوگ مانگتے ہیں رو رو کر
انسان کی محبت
میں عاجزی سے
جھکی ہوئی تیرے در پر
شکر ادا
کرتی ہوں تیرے در پر
آنکھوں سے دو اشک
خوشی کے بہاتی ہوئی تیرے در پر
اے رب
تجھ سے تیری
اور تیرے محبوب کی
"محبت مانگتی ہوں"

مہر مسارشد بٹ......

غزل

تیرے بغیر کون سنبھالے گا یادوں کے سلسلے
تیرے بغیر اچھے نہیں لگتے خوابوں کے سلسلے
رت جگے بن جائیں گے مقدر میرا
کون سنبھالے گا راتوں کے سلسلے
بادل بھی چھائیں گے بارش برسائیں گے
تیرے بغیر کون منائے گا برساتوں کے سلسلے
تیرے بچھڑ کے بعد پھول بھی کھلیں گے
تیرے بغیر کون منائے گا بہاروں کے سلسلے
تجھ سے وابستہ ہیں میری زندگی کی خوشیاں
تیرے بغیر کون چاہے گا مسکراہٹوں کے سلسلے
میرے دل میں بسا ہے صرف پیار تیرا
تیرے بغیر کوئی نہ پاسکے گا رفاقتوں کے سلسلے

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

ایم فاطمہ سیال..... محمود پور

صدائے مزدور

ایک پیشہ ور دیہاڑی کا مزدور ہوں میں
بہت بے بس بہت ہی مجبور ہوں میں
کٹے پھٹے خون رستے ہاتھوں کی طرح
اندر تلک غم سے چُور ہوں میں
اہلِ دنیا بے شک مجھ کو حقیر جانے
اہلِ خانہ کا سرمایہ و غرور ہوں میں
بہتری کی کوئی صورت آتی نہیں نظر
حالاتِ دہر پر بہت رنجور ہوں میں
زندگی کا ہر غم لازم ہے مجھ پر جیسے
خوشیوں سے روز بہت دور ہوں میں
بھوکے بچوں کا پیٹ بھرنے کی خاطر
ہر لمحہ محنت کے پسینے میں شرابور ہوں میں
ذاتی خزانوں کو ہیں جو بھرنے میں مصروف
ایسی مفاد پرست حکومتوں کا محصور ہوں میں
سچ بولنے پر اگر کوئی کہتا ہے پاگل مجھ کو
کہو ہاں ایسا ضرور ہوں میں

سامعہ ملک پرویز..... خان پور ہزارہ

غزل

ہر جھکتے چہرے کو یوں پاس بٹھانا ٹھیک نہیں
موسم گل تو اچھا ہے مگر موسم زمانہ ٹھیک نہیں
وہ آئے تو ہیں ہم سے ملنے تاروں کی چھاؤں میں
پر کچھ بھی ہو تم ان سے کہو یوں رات کو آنا ٹھیک نہیں
یہ بات نہیں کوئی باتوں میں دل کس سے تم نے لگایا ہے
تم کھل کر کہو جو کہنا ہے یوں بات چھپانا ٹھیک نہیں
ہجر و مروت مہر و وفا تم چھوڑو ان سب قصوں کو
گر تم نے ہمارا ہونا ہے یوں نہ نہ کرنا ٹھیک نہیں
نہیں آئے چاند ہمارے آنگن میں اب تم ہی آیا جایا کرو
گڑیا جیسی لڑکی کو یوں پہروں جگانا ٹھیک نہیں
کچھ تو اب کہنا چاہیے تسکین سادات پور کی رانی سے
یہ عمر نادان اور پیار کے قصے یوں روگ لگانا ٹھیک نہیں

تسکین..... سادات پور

نظم

وہ قلم کے آسرے پہ زندگی کرتی رہی
درد و غم سہتی رہی اور شاعری کرتی رہی
جذبۂ قلب و شدتِ احساس کی ماری ہوئی
نارسا ہے، غربت و افلاس کی ماری ہوئی
بے کس و لاچار ہے، مجبور ہے تو کیا ہوا!
وہ قلم کی پاسباں معذور ہے تو کیا ہوا!
اس کو اقلیمِ سخن کی تاجور ایسا کیا
اس کو فطرت نے ودیعت اک ہنر ایسا کیا
اس کی خاطر گنبدِ افلاک روشن ہو گئے
افلاک کیا! آفاق کے آفاق روشن ہو گئے
وہ سحر کی تازگی بھی اور اندھیری رات بھی
اس کے لہجے میں جھلکتا ہے شعورِ ذات بھی
وہ شکستہ پا ہے لیکن اس کا عزم سر بلند
اہلِ دل کی آبرو ہے غم زدوں کی دردمند
اپنے ٹوٹے دل کی جیسے ترجمانی بن گئی
وہ! کہانی لکھتے لکھتے خود کہانی بن گئی
وحشتوں کی بھیڑ میں وہ کھو نہ جائے دوستو!
دیکھنا پامال ہی وہ ہو نہ جائے دوستو!

رفعت خان

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

دوست کا پیغام آئے

ہما احمد

تمام فرینڈز اینڈ ٹیچرز کے نام

سحر گل نیاز فرحانہ غلام محمد مسرت امین فرحت جمیل شمائل ریاض سائرہ نواز عتیقہ شوکت عائشہ خالق میمونہ صغیر عزیزہ نذیر طیبہ گلزار باجی بازغہ باجی عطوبہ باجی فاطمہ باجی کاسیہ مس رضیہ سلطانہ مس عفت مس شمائزیہ مس راحیلہ مس شہناز کوثر مس مقدس مجاہدی ذرنشت عائشہ سعید فاطمہ سعید تمام جہاں بھی اس دنیا میں ہیں۔ اللہ پاک کامیابیوں سے ہمکنار کرے اور ہاں سوری پیاری ٹیچرز افسوس رہے گا کہ میں بخاری شریف کی تقریب پردار القرآن فیصل آباد میں نہیں آسکوں گی کیونکہ معلوم ہوا چاہیے کہ ہمارے ہاں کافی زیادہ مصروفیت ہے اور ہاں مس خود بچیوں کو پڑھاتی ہیں لہٰذا معذرت اکرام مشتاق جلالپور اقصیٰ سرفراز جویریہ اور چھوٹی کیا نام تھا اس کا؟ تمیرا..... سب کو مبارک باد کہ آپ کی تقریب ہے باقی سب اپنا خیال رکھیے گا نیک تمناؤں کے ساتھ اجازت دیجیے اللہ حافظ۔

معظمہ مریم نواز..... حافظ آباد

ستاروں کے فرینڈز کے نام

السلام علیکم سویٹ سویٹ اینڈ لولی فرینڈز کیسی ہیں؟ بھئی میں تو زبردست صد بہت ٹھیک ہوں۔ ہیلو عمر فاروق بھائی پیپرز کی تیاری اچھی کرلو ورنہ مجھ سے بچ جاؤ گے ایکشن کم دیا کرو ہاں جی اختر زبیر بھیا خدا کا خوف کریں مجھے کے علاوہ بھائی نمازیں بھی خیر سے ادا کرلیا کریں۔ ارے نادیہ تم نے تو منہ بھی اچھے اچھے زاویوں میں ڈھال لیا ہے کیا ہی بات ہے یار ہیپا ایکشن نہیں بلکہ تیری ادا کیں ہم کو ستا کیں..... یاد دلا ئیں کہ 25 مئی کو محترمہ سنا دیہ تبسم کی برتھ ڈے ہے پیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ محترمہ عزیز عبدالرؤف آپ نے بہت دنوں بعد مجھے یاد کیا اچھا لگا۔ ارے عشا میں نے سنا ہے آپ محترمہ میرے بغیر اداس ہوگئی تھیں تو لیں جی جناب ہم حاضر ہیں جی بھر کے دیدار کریں لیکن ٹھہر و نظر نہ لگانا او کے۔ سر ظہیر صاحب آپ جناب کی برتھ ڈے ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ تانیہ کی بھی برتھ ڈے ہے مئی میں اور آپ کی بھی آج سمجھ میں آیا بلکہ کسی نے سمجھی ہے کہ آپ دونوں کا دماغ اسی لیے گرم ہے۔ عفیفہ کیا ہوا ہے الف ب بھول گئیں۔ یار ٹیچر ہو کے خود سبق بھول گئیں حد کر دی ہے آپ نے۔ تانیہ خیر سے دانت نکال رہی ہے ذرا کھانے سے ہاتھ پیچھے ہی رکھا کرو ورنہ اسپیشل بیڈ ہونا پڑے گا۔ انیلا جی کیسی ہو؟ سونیا بھول گئی مجھے؟ شبنم جی مل گیا آنچل یا پھر ابھی تک سر پکڑ کے بیٹھی ہو؟ اللہ حافظ۔

نورین مسکان سرور..... ڈسکہ سیالکوٹ

اسکول فرینڈز کے نام

ہیلو دوستو! سحر انعم حنا صباء کنول شاہ اور قرۃ العین کہاں غائب ہیں آپ سب آج کل؟ یقیناً زور و شور سے پڑھائی ہو رہی ہوگی۔ کیوں کچھ غلط کہا؟ آپ سب کو میٹرک میں بہت اچھے نمبر لینے پر مبارک ہو آنچل کے ذریعے اگر اللہ نے چاہا تو پھر ملاقات ہوگی اللہ حافظ۔

گل احمر..... لاہور

سویٹ فرینڈ مدیحہ شہزادی کے نام

السلام علیکم! امید کرتی ہوں ٹھیک ٹھاک ہوگی میری طرف سے بہت بہت مبارک ہو تم قرآن پاک مکمل حفظ کر چکی ہو بہت خوشی ہوئی مجھے۔ قرآن پاک کا حفظ قسمت والوں کے نصیب میں ہوتا ہے میری دعا ہے اللہ تمہیں قرآن مجید کو تاقیامت یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین اور آنچل پڑھنے والی تمام بہنوں کو پیار بھرا سلام اور پیاری کنول ہنزی کو بھی سلام۔ اللہ حافظ اینڈ ٹیک کیئر۔

حافظہ صائمہ کشف..... فیصل آباد

نیک دل پری مریم کے نام

آپی میرا (معظمہ سارہ امجد علی) کا ؤنٹ ڈاؤن اسٹارٹ کیا جائے ہیپی برتھ ڈے ٹو یو..... ہماری پری مریم! آج کم مئی ہے ہماری نٹل کیوٹ پری مریم آج کے دن اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیاں دے تمہاری ہر دلی تمنا پوری ہو آسمان پر چاند کی طرح چمکو اللہ تمہیں ہر قدم پر کامیاب کرے اللہ تمہیں ایم اے انگلش میں ٹاپ کروائے۔ میری کیوٹ پری مریم سب کی کیئر کرتی ہے بہت بولتی ہے اتنی اسپیڈ سے بولتی ہے کہ آدھی باتیں کھا جاتی ہے تھوڑی سی جھگڑالو بھی ہے۔ گھر میں کسی نے کوئی کام کہہ دیا تو کہتی ہے "اچھا" کام کرنے جاتی ہے جب واپس آتی ہے تو کہتی ہے "آپ سب جھوٹ بولتے ہو آپ نے تو مجھے کوئی کام کہا ہی نہیں" گھر کی لاڈلی ہے اور بہت پیاری ہے۔ میری سب سے لاڈلی سسٹر مریم ہے لڑاکا نہیں ہے ہر کسی کے دکھ میں سب سے پہلے شریک ہوتی ہے۔ ہر سال میں تمہیں

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdunovels.net

برتھ ڈے آنچل کے ذریعے وش کرتی ہوں دیکھو اس بار بھی نہیں بھولی۔ اجازت چاہتی ہوں اللہ حافظ۔

عظمیٰ بٹ...... سمندری

اپنی لولی سسٹر اور دوستوں کے نام

السلام علیکم سعدیہ باجی! آپ کیسی ہیں؟ امید ہے خیریت سے ہوں گی۔ مومنہ کے بعد دوسری بیٹی کی بہت مبارک ہو اللہ نے آپ کے گھر رحمتوں میں اضافہ فرمایا اور آپ نے میرا فیورٹ نام حسنہ رکھا بہت شکریہ۔ اللہ آپ کو ہمیشہ خوش اور آباد رکھے آمین اور بیٹیوں کے نصیب اچھے کرے آمین۔ ہیلو عائشہ کیسی ہو؟ ایک تو سالگرہ کی مبارک باد اور دوسری آنچل کی سالگرہ بہت زیادہ مبارک ہو۔ آنٹی شگفتہ آپ کو بھی آنچل کی سالگرہ مبارک ہو اور کے اللہ حافظ۔

نیناں خان......

ابومرشد اور شارق فاطمہ کے نام

اسلام علیکم! ہیلو میرے پیارے کیوٹ بھیا جان ابومرشد عرف شن اور شارق تم دونوں کیسے ہو؟ آٹھویں کلاس کے پیپروں میں مجھے بہت تنگ کیا میں تم دونوں کو بھی معاف نہیں کروں گی اگر تم دونوں نے اچھا رزلٹ نہ دیا تو۔ پیپروں کے دنوں میں کوئی بھی آپی پر لکی بھی پابندی لگاتا ہے کہ کمپیوٹر نہ چلاؤ ٹی وی نہ دیکھو یہ تو فرمان ہو گیا ابومرشد کا اور میں شارق صاحب مجھے کہتی ہیں کہ اگر میں بارہ بجے تک جاگوں تو میں اس کی چوکیداری کروں اور وہ سو جائے کی بدتمیز اب میں آنچل کے ذریعے کہہ رہی ہوں اگر رزلٹ اچھا آئے پر تم دونوں نے مجھے مٹھائی نہ کھلائی تو تمہارا حشر کروں گی (دھمکی نہ سمجھنا) اور میری پیاری باجی ردا صاحبہ آپ کو ننھے منے حلیم کی مبارک ہو۔ خالہ زرین تم پلیز مجھے ہر ماہ آنچل لے کر دیا کرو۔ رابعہ آپی! تمہارا بھی رزلٹ آتا ہے اگر نمبر کم آئے تو میں نے تمہیں کارٹون نہیں دکھانے۔ حنا سرور، کنزہ، مریم، بادل احسن خان نوید اور میری پیاری آپی فوزیہ، بینان لاریب نادیہ، مہوش، سیمرا یاسمین، شمائلہ عبدالرحمن اور صائمہ شہادت سب کو سلام۔ میری پیاری ٹیچر مس مریم جمیل آپ جہاں رہیں خوش رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خوش رکھے اور مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا اللہ حافظ۔

ایس گوہر...... تاندلیانوالہ

کچھ لوگوں کے نام

اسلام علیکم! شمسہ بلوچ بہت شکریہ یاد رکھنے کا ہمیشہ خوش رہیں

آپ اور آپ کی فیملی۔ مدیحہ کاشف (دریا خان) میں آپ کے دکھ کو سمجھ سکتی ہوں باپ جیسی ہستی کا سر سے اٹھ جانا کیا قیامت ہے۔ اللہ پاک آپ کے ابو جی کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ اینڈ میری فیملی اینڈ حنا حرا ثوبیہ صوفیہ محمد احمد اینڈ عزیز سب ہمیشہ خوش رہو اور کامیابی کی منازل طے کرو آمین۔

ثوبیہ نواز اعوان...... کنڈان سرگودھا

آپی کے نام

پیاری آپی! آپی برتھ ڈے ٹو یو آپ کی برتھ ڈے پر میں سوچ رہی تھی کہ آپ کو اسپیشل گفٹ دوں تو اس کے علاوہ میرے خیال میں کوئی بیسٹ گفٹ نہیں ہو سکتا۔ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ آپ ورلڈ کی بیسٹ آپی ہو۔ میری زندگی کے ہر قدم پر اگر کسی نے میرا ساتھ دیا اور مجھے ماں جیسا پیار دیا تو صرف آپ کا ہی نام میرے ذہن و دل میں آتا ہے۔ آئی لو یو مائی ایسٹ آپی عمرانہ اور آپ کی برتھ ڈے پر اللہ نے آپ کو بہت اسپیشل گفٹ دیا ہے ارمان (بیٹے) کی صورت میں۔

عبادہ سعدیہ...... برنالی

تمام آنچل پریوں کے نام

سب سے پہلے تو آنچل پریوں کو چاہت بھرا سلام قبول ہو اس کے بعد آنچل کی 37 ویں سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ دعا ہے کہ آنچل یونہی ترقی کی منازل طے کرتا رہے۔ سب سے پہلے میری پیاری 21 اپریل کو آپی کی برتھ ڈے تھی 11 اپریل کو شمسہ بلوچ اور 3 اپریل کو خوبصورت خوشی آپ کی اور شاہ زندگی آپ کی بھی برتھ ڈے اپریل میں ہے میری طرف سے آپ سب کو سالگرہ بہت بہت مبارک ہو اور دعا ہے کہ اللہ آپ کی ہر جائز تمنا پوری کرے اور بھی کسی کی برتھ ڈے اپریل میں ہے تو ان سب کو بھی میری طرف سے سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ شمسہ بلوچ آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے دعا دینے اور یاد کرنے سے مجھے کتنی بڑی خوشی ہوئی۔ ہم شمائلہ دعا ہے کہ اللہ آپ کے بھائی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے پیاروں کو لمبی اور نیک زندگی عطا فرمائے آمین۔ یار تم نے تو چھوٹے آفتاب لودی کے نام لکھ کر رلا ہی دیا۔ اللہ آپ کے سارے دکھ دور کرے اور آپ کے اپنوں کو ہمیشہ آپ کے پاس رکھے آمین۔ آخر میں تمام ذیبہ والوں میری دوستوں صبا، مریم فاطمہ میرے تمام گھر والوں اور تمام آنچل پریوں کو میری طرف سے محبتوں بھرا سلام قبول ہو۔

تمنا بلوچ...... ڈی آئی خان

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

پیارے میاں جانی کے نام

السلام علیکم! پیارے میاں جانی! میری دعا ہے آپ خوش اور سلامت رہیں اور ہمیشہ پھولوں کی طرح مسکراتے رہیں' آمین۔ مجھے آپ بہت یاد آتے ہیں' آپ کے ساتھ گزرا ہوا وقت آپ کی باتیں ہر وقت دامن گیر رہتی ہیں اور آپ ہیں کہ کتنے دن گزر جاتے ہیں مگر ایک فون کال بھی نہیں کرتے اور اگر کبھی آپ کو فرصت مل ہی جاتی ہے تو بھی صرف سیکنڈ اور منٹ کی قید میں بات کر کے کال کاٹ دیتے ہیں۔

بربادیوں کا جائزہ لینے کے واسطے
وہ پوچھتے ہیں حال میرا کبھی کبھی

آپ کو گئے ہوئے سات سال ہو گئے ہیں' اب تو فاطمہ بھی چھ سال اور دس ماہ کی ہو گئی ہے' نہ آپ نے فاطمہ کو دیکھا ہے اور نہ فاطمہ نے آپ کو دیکھا ہے۔ اس سے بڑی بدنصیبی بھلا اور کیا ہو گی؟ فاطمہ اب مجھ سے بہت ہی عجیب قسم کے سوالات کرنے لگی ہے' کبھی کہتی ہے ابو کب آئیں گے؟ کبھی سوال ہوتا ہے کہ ابو کو کیوں گرفتار کیا گیا تھا؟ سب کے ابو ان کو اسکول سے لے کر آتے ہیں مجھے کوئی بھی نہیں لینے آتا؟ اب میں اس معصوم کو کیا جواب دوں؟ پلیز آپ جلد واپس آجائیں' ہم سب آپ کا بہت انتظار کرتے ہیں۔ میں آخری دم تک آپ کا انتظار کروں گی' میں آپ کے انتظار میں اپنی زندگی بسر کر دوں گی۔

بیت نہ جائیں مجھ سے یہ بارہ موسم
وہ بیت چکے اس سال بھی تنہا اتنا کہنا
لمحے بھی کٹتے ہیں سال اب تو تم بن
رات اور دن کی صدیاں لگیں اتنا کہنا

اللہ حافظ فی امان اللہ۔

نصرت بانو...... سیالکوٹ

حلیمہ بخاری' راشدہ ترین کے نام

السلام علیکم! اچھا...... اف کیا ڈر گئی ہو (ایک تو تم سدا کی بدھو ہو) اب بھی ڈرتی ہو؟ چلو کوئی بات نہیں میں تو پیار دو ہوں نا' اور بتاؤ طبیعت کیسی ہے اور میں خالہ کب بن رہی ہوں؟ ارے بھئی کب ہمیں خوشخبری سنا رہی ہو اور تمہارے دو کیسے ہیں؟ آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ جب تم میکے سے واپس آؤ گی تو وہ بات کروائیں گے' کتنے دھوکے باز ہیں علی بھائی! تم اب بھی آنچل پڑھتی ہو نا' پڑھتی رہنا کیونکہ میں اس کے ذریعے تم سے رابطہ رکھنا چاہتی ہوں۔ حلیمہ میری منگنی ہو چکی ہے عنقریب شادی ہے تم آؤ گی نا وعدہ کرو۔ میں اب تم سے سونے کی انگوٹھی گفٹ نہیں لوں گی پر تم ضرور آنا' مجھے تمہارا شدت سے انتظار رہے گا' آئی مس یو حلیمہ! آئی لو یو۔ راشدہ ترین! میں آپ کی غزلیں شوق سے پڑھتی ہوں۔ شاہ زندگی آپ کا نام پیارا ہے پر آپ کا دل اس سے بھی زیادہ پیارا اور معصوم ہے' اپنا خیال رکھنا' اللہ حافظ۔

نادیہ گل نادی سیال...... مخدوم پور

دوست کے نام

پیار بھرا اسلام سب دوستوں کے لیے' امید ہے سب ٹھیک ہوں گے اور سب سے زیادہ میری پیاری فرینڈ ماریہ صفدر کو سلام اور سالگرہ مبارک۔ ماریہ تمہیں بہت بہت سالگرہ مبارک ہو' ہمیشہ خوش رہو۔ ہزاروں سال جیو' میری بہت سی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں' تمہیں بہت خوشی ہو گی کہ تمہیں اتنا انوکھے طریقے سے وش کیا۔ سدا خوش رہو اور آنچل کے لیے بھی ڈھیر سارا اسلام اور دعائیں۔

پاکیزہ ماہ نور...... لاوہ

میری نٹ کھٹ اور چلبلی دوستوں کے نام

السلام علیکم! کیسی ہو میری نٹ کھٹ پریاں؟ کہاں غائب ہو گئی ہو ساری اور غائب بھی ایسے ہوئی ہو جیسے...... سمجھ تو گئی ہو گی نا۔ میں تم سب سکھیوں کو بہت مس کرتی ہوں اور تم سب ہو ہی بے وفا' کبھی بھول کے بھی یاد نہیں کیا اور سائرہ لغاری تم کہاں ہو کب سے آنچل میں انٹری بھی نہیں دی' تم بھی بھول گئی ہو' میں سب کو یاد کرتی ہوں (چلو اب تھوڑا سا مکھن لگا دیتی ہوں) میری معصوم سی ڈول ساجدہ' شوخ چنچل سعدیہ اور سب کو اپنی طرف متوجہ رکھنے والی سروش اور نٹ کھٹ سی نبیلہ اور ہر چیز میں ایکسپرٹ حسینہ اپنا خیال رکھا کرو' مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھا کرو' مجھ سے جلد ملنا' سب اللہ حافظ۔

طاہرہ غزل...... جتوئی

زویا خان اور نجم انجم اعوان کے نام

السلام علیکم! امید ہے آپ دونوں اپنی زندگی میں خوش و مطمئن ہوں گی اور میں خوش ہوں کہ ایسے میں آپ نے مجھے بھی اپنی زندگی میں شامل کیا' دوست کی حیثیت سے اور آپ کو مزید خوش ہونا چاہیے کیوں کہ میری دوستی آپ کو کبھی تنگ نہیں کرے گی۔ نومبر 2011 ہائے اللہ تین ساڑھے تین سال کا عرصہ گزر گیا' میری بے غم زندگی پچھلے دو سال سے مصروف ترین ہو گئی۔ میں میں نہ رہی' صبح شام کی فکر نہ رہی پھر فروری

2015ء کو ڈائجسٹ ہاتھ آیا میری کہانی شائع ہوئی مجھے بہت خوشی ہوئی لیکن یہ خوشی دوبالا ہوئی جب نجم آپ کا پیغام پڑھا بہت شکریہ اتنے عرصے بعد ہی سہی آپ نے میرے پیغام اور پڑھتے ہوئے ہاتھ کو یاد رکھا لیکن زندگی دعوت کی کشمکش...... میں بھی نہیں آپ اتنے عرصے سے غائب کہاں اور کیوں ہیں ضرور بتایئے گا اور ڈیئر زویا خان کراچی سے جنڈی اور خان کے ساتھ بخش کا اضافہ کچھ شک تو ہو رہا ہے مجھے لیکن کہانی لکھی ہی کیوں نہ ہو لیکن میں دل و جان سے سننا پسند کروں گی تمہاری زندگی کی کہانی۔ فرح طاہر آمنہ لطیف اقراء سیف اور ماہ مہر کو سلام و دعا۔ اللہ پاک آپ سب کو خوش و سلامت رکھے اور ہر منزل کو آسان و کامیاب بنائے سب اپنا خیال رکھیے گا۔

انجم خان...... KTS ہری پور

آنچل فیملی کے نام

میری طرف سے تمام فرینڈز کو پُرخلوص سلام فرینڈز! اس وقت سترہ کروڑ عوام غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں شرح غربت (۴۰) فیصد سے زیادہ ہو چکی ہے۔ اندازے کے مطابق پاکستان میں مزدور بچوں کی تعداد ایک کروڑ ہے۔ ”میں نے ایسے بچے دیکھے ہیں“ جو اینٹوں کے بھٹوں پر اینٹیں اٹھاتے ہیں اپنے قد سے بڑی جھاڑو سنبھالے سڑکیں صاف کرتے ہیں ہوٹلوں پر برتن مانجھتے ہیں سڑکوں کے کنارے ٹھیلے لگا کر ضرورت کی چھوٹی چھوٹی اشیا فروخت کرتے ہیں۔ مگر...... اتنی سخت مشقت کے باوجود غربت کے ہاتھوں مجبور بچے گھر کے تحفظ اچھی خوراک کپڑوں تعلیم اور صحت سے محروم ہیں۔ غربت نے ان کی معصومیت چھین لی ہے حالانکہ یہ عمر ان کے اسکول جانے کی ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے غربت کے ہاتھوں تعلیم سے محروم اور مجبور بچے ہماری توجہ کے مستحق ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ”علم حاصل کرو کیونکہ علم کی طلب عبادت علم کا تذکرہ تسبیح اور علم کی تلاش جہاد ہے بے علم کو علم سکھانا صدقہ ہے۔“ ہم سب کو چاہیے کہ اس حوالے سے اپنا فرض ادا کریں چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لیے کام کریں اور ایسے تعلیمی ادارے قائم کریں جہاں غریب و مستحق بچے بھی تعلیم حاصل کرکے پاکستان کی تعمیر و ترقی میں حصہ لے سکیں۔

ایس انمول جنت پاکستان...... بھابڑہ شریف

سویٹ بھائی اینڈ بھابی کے نام

السلام علیکم مائی ڈیئر برادر اینڈ محسن بھابی اینڈ کیوٹ سویٹ اینڈ ڈولی بھتیجی ایرش فاطمہ! آپ کو بہت پیارے بھائی اینڈ بھابی آپ کو اپنی بیٹی کی پیدائش بہت بہت مبارک ہو۔ میں نے سوچا کہ آپ کو آنچل کے توسط سے مبارک باد دی جائے کیسا لگا؟ میری دعا ہے کہ آپ کی اس گڑیا کو اللہ پاک آپ کے لیے خوشیوں اور محبتوں کا ذریعہ بنا دے اور اس کو اپنے عبد خاص میں شمار کرے آمین۔ طالب دعا آپ کی بہن۔

ساجدہ ملک پرویز...... خان پور ہزارہ

سویٹ سسٹر مہوش عمران کے نام

السلام علیکم! کیسی ہو میری سویٹ بہن! امید کرتی ہوں کہ تم اور بھائی عمران خیریت سے ہوں گے اور حیاء اور ذیشان کا کیا حال ہے ضرور بتایئے گا؟ سویٹ سسٹر تم سوچ رہی ہو گی کہ میں نے تمہیں آنچل کے ذریعے کیوں مخاطب کیا؟ تو پیاری بہن مجھے تمہیں (شادی کی سالگرہ) وش کرنے کا بہترین پلیٹ فارم آنچل ہی لگا (جس اپنا آنچل ہے ہی اتنا سویٹ) تو میری طرف سے ڈیئر سسٹر اور بھائی بہت بہت شادی کی سالگرہ مبارک ہو اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی فیملی کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔ دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

مصباح عبداللطیف...... رسول پور

سویٹ سسٹر ندا کے نام

السلام علیکم ارے حیران مت ہو میں ہوں تمہاری بہن اور بیسٹ میری پیاری۔ بہن ندا ۱۹ اپریل کو تمہارا برتھ ڈے ہے پیشگی برتھ ڈے اور تم ہمیشہ چاند کی طرح ہر سو روشنی بکھیرو آمین۔ امید ہے کہ تمہیں میرا سرپرائز بہت پسند آئے گا۔ کیا حال ہے اچھی زرگرا اینڈ شمیاں زرگرا مجھ سے دوستی کرلیں آپ دونوں اپنی ہی لگتی ہو اور میرا دل کرتا ہے کہ آپ کے ساتھ بیٹھ کر ڈھیروں باتیں کروں اگر کوئی اور دوستی کرنا چاہے تو موسٹ ویلکم۔

بیسٹ مہری...... پھولنگر

پیاری دوست تادیہ عباس دیا کے نام

السلام علیکم! کیسی ہو تادی! کیسی گزر رہی ہے زندگی؟ یار تمہیں صرف میسج فارورڈ کرنے آتے ہیں۔ کبھی تو گپ شپ بھی لگا لیا کرو۔ 15 اپریل کو تمہارا برتھ ڈے ہے گئی گئی پیشگی برتھ ڈے اینڈ بیسٹ وشز اور ہاں منگنی بھی بہت بہت مبارک ہو۔ یار اکیلے اکیلے منگنی کر لی اور بتایا بھی نہیں اب شادی بتائے بغیر نہ کر لینا انوائٹ ضرور کرنا آنے کے میری مرضی میں آؤں یا نہ آؤں اللہ تعالیٰ وقار بھائی کے سنگ تمہیں ڈھیروں پیار و محبت اور خوشیاں دیں۔

خوش رہو آباد رہو خوش رہو اور ہر سال جیو دعاؤں میں یاد رکھنا۔

اقصیٰ جبین.......موسیٰ خیل

پیاری کزنز اور بھابی کے نام

ارے کنجوس کزنوں کیسی ہو بھئی شرم کرو 24 فروری کو میری منگنی ہوگئی ہے مجال ہے جو آپ اور بھائی نے مبارک باد دی ہو۔ مبین جبین کیسی ہو آپ سب خالہ اور بھائی طاہر کا کیا حال ہے کیا کر رہی ہو آج کل دیکھو آنچل پڑھنا نہ چھوڑنا اور آنچل کے ذریعے مجھے خط لکھو۔ نورین لطیف آپ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کون سے علاقے میں رہتی ہو میری نیلم بھابی چک ساوں آرائیاں 395 کی رہنے والی ہیں ضرور بتانا۔ اگر یہ ملک میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہو کیا آپ کو دوستی قبول ہے؟ اس کے علاوہ کوئی اور دوستی کرنا چاہے تو موسٹ ویلکم اس کے ساتھ اجازت چاہوں گی کہ آپ سب جواب ضرور دینا اللہ حافظ۔

وثیقہ زہرہ......سمندری

محبت کے چاہنے والوں کے نام

بظاہر تو یہ چار الفاظ کچھ خاص معنی نہیں رکھتے مگر ان میں چھپے ڈھیر سارے جذبے و قیمت نا مہی ہیں جو محبت کو زندگی کی مانند ظالم زمانے کی گرم لو کے تھپیڑے سہہ کر بھی خوش رہنے کا رنگ دیتی ہے جگنوؤں کی مانند ہواؤں میں اڑنے کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں دامن میں سمیٹ کر بھاری غموں سے لاتعلق ہونے کی اور بھیگی پلکوں کے سنگ ہنس دینے کی وجہ سوچتے ہیں۔ شاید آپ کی جانب سے موصول ہونے والی ڈھیروں چاہتیں اور شدتیں ہیں جن سے ہمکنار ہوکر سر اچھا بھیگتا چلا جا رہا ہے خیر اصل آپ نے فیس بک پر 12 دسمبر کو مجھے سالگرہ وش کی اور میں آج آپ کا شکریہ ادا کرنے جا رہی ہوں پلیز مجھ جیسی کاہل لڑکی کو دل سے معاف کیجیے گا۔ سب سے پہلے میں شکر گزار ہوں ان دوشیزاؤں کی جن کی خوشگوار ساعتوں نے مجھے محض ایک خوشی دی ان کے حسین من کے دریچوں تک رسائی دی۔ سوچتی ہوں محض ایک شو سے ملنے والی آپ کی چاہتوں اور محبتوں کا قرض کیسے اتار پاؤں گی روٹین میں شو ہوسٹ کرنا شروع کروں تو میں آپ کی قرض دار ہوتی چلی جاؤں۔ ہاہاہا بسر سچ ہی تو کہہ رہی ہوں میری ہر نظم سب سے پہلے کون پڑھتا ہے؟ میری اینڈ کی پینٹنگ کی جھوٹی تعریف کون کرتا ہے؟ مجھے آگے بڑھنے اور ہر وقت ہنسنے کی تاکید کون کرتا ہے ہمارے آپ ناں۔ آپ نے ہمیشہ مجھے چھوٹی بہن کی طرح ٹریٹ کیا ہے جس کے لیے اللہ حافظ۔

نگہت اسلم چوہدری......حویلی آزاد کشمیر

پیارے چچا جان کے نام

السلام علیکم! آج میں پھر اتنی مدت کے بعد آنچل میں حاضر ہوئی ہوں وہ بھی بہت افسوس ناک خبر لے کر یہ کہ میرے پیارے چچا جان 3 مارچ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ہمیں روتا چھوڑ کر میرے پیارے چچا جان جو ہمیں بہت پیار کرتے تھے وہ ہمیں اس طرح اچانک چھوڑ کر چلے جائیں گے ہمیں خبر نہ تھی ابھی کچھ دن پہلے ہی تو وہ پاپا کے ساتھ عمرہ پر جانے کے لیے تیار ہوئے تھے۔ کیا پتا تھا کہ عمرہ ان کی قسمت میں ہی نہیں تھا میں نے آج تک اپنے پاپا کو روتا ہوا نہیں دیکھا مگر چچا کی وفات پر وہ بہت روئے روتے کیوں نہ وہ تھے ہی اتنے اچھے ہر ایک کے کام آنے والے ہر ایک کی بیٹی کو اپنی بیٹی سمجھنے والے وہ میرے پاپا کو اور ہمیں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔ پاپا ہر وقت ان کی ہی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپی صائمہ لوگ بہت ہی اپ سیٹ ہیں ان کے پیارے ابو جان چلے گئے تمام آنچل ممبرز اور قارئین سے گزارش ہے کہ ان کی مغفرت کی دعا کریں اور صائمہ آپی لوگوں کو اللہ صبر عظیم عطا فرمائے اور ہمیں ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے آمین۔

معظلہ جاوید......پنیالہ خواد

کچھ اپنوں کے نام

تانیہ کنول نازی اور سمیرا شریف طور آپ دونوں کو ایڈوانس مبارک باد محبت اعزت آپ دونوں کو نئی دو نیاوی زندگی کی تمام راحتیں دے نیں اور آشائشات سے نوازے پلیز آپ دونوں اپنا تحریری سفر تاحیات قائم رکھیے گا۔ فوزیہ سحر آپ کو بھی رخصتی کی ڈھیروں مبارک باد۔ اللہ پاک آپ کی خوشیوں کو قائم و دائم رکھے آمین۔ مس شازیہ سحر اب آپ کی پیاری سی صدا نے کی خوشخبری ہمیں جلدی سے سنا دیجیے اللہ پاک آپ کو بھی اس خوب صورت رشتے میں جلد باندھ دے آمین۔ 9 مئی مرزا شہباز بیگ 22 مئی مرزا اسامہ بیگ مغل خاندان کے چشم و چراغ آپ دونوں بھائیوں کو سالگرہ کی ڈھیروں مبارک باد۔ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے آپ دونوں ہمیشہ صحت و ایمان کی بہترین حالت میں ہوں اور ہماری بے شمار دعاؤں کا تحفہ تاحیات آپ کے ساتھ رہے۔ اللہ پاک ہم سب گھر والوں اور ملک پاکستان پر اپنا خاص فضل و کرم فرمائے ہم سب کے علم میں عمل میں عمر میں اضافہ با خیر عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

مریم مغل...... حیدرآباد سندھ

پیاری دوستوں کے نام

میری بہت ہی سویٹ فرینڈز کیسی ہو آپ سب؟ کیا ہوا ارے حیران کیوں ہوگئے سب، جی ہاں میں سعدیہ اخلاق ہی ہوں۔ سب سے پہلے میری بیسٹ فرینڈ صبا احسان کو بہت بہت سلام اور باقی سب کلاس فیلوز اقرا، دعا، فیہ، سدرہ، آمنہ، عالیہ، طاہرہ، ثنا سلمان سب کو ڈھیر سارا پیار اور میری ہاسٹل فیلو سویٹ عروج فاطمہ بی ایس سی کو میرا اسلام۔ عروج اتنی پڑھائی بھی صحت کے لیے اچھی نہیں ہوتی۔ میری روم میٹس ایلیٹ، روبینہ اور شکیلہ تم لوگوں کو یاد نہ کروں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ آپی شرا بلوچ 10 اپریل کو آپ کی برتھ ڈے ہے نا میری طرف سے بھی وش یو ویری ویری ہیپی برتھ ڈے۔ کیک کا حصہ میرے لیے بھی رکھ دینا ہاسٹل سے آ کر کھالوں گی۔

سعدیہ اخلاق...... جھنگ صدر

پکھا جوں کے نام

آنچل کی رونق تمام لڑکیاں شاد رہیں، مسکان، نگشن، مریم، سارہ، چوہدری، مدیحہ، نورین، عائشہ پرویز، طالبہ، شاہین، طیبہ نذیر، اقصیٰ اینڈ شبانہ، زرگر، تمنا بلوچ، فریحہ شبیر، آمنہ، جاز۔ نیاقت، حرا قریشی، دعا ہاشمی، اشرا بلوچ اور بھی جن کے نام رہ گئے ہیں پیارا...... رامست ملے گا۔ جانے کیوں ایک عجیب سی محسوس ہوتی ہے آپ لوگوں کے ساتھ جیسے میں آپ سب سے ملی ہوں اور ملی ہی تو ہوں ہر ماہ آپ لوگوں کے بغیر یہ پلیٹ فارم ویران تھا اور سونا شاہ کا دل بھی کیونکہ یہ آنچل کے ساتھ دھڑکتا ہے اور آنچل آپ لوگوں کے ساتھ...... مخفی مبارک باد وہ بھی نازی بجو کو۔ بہت خالی خالی سی لگتی ہے اتنی بڑی خوش خبری ایک زبردست سی ٹریٹ ہونی چاہیے اور ٹریٹ ایک ناول کی شکل میں ہو تو کیا بات ہے۔ اس کے علاوہ ڈیئر فرینڈز افشاں اینڈ عروسہ ہمارا بی ایس سی کا فائنل ایئر ہے کالج ہنگامے سب ختم مگر یادیں نبھانے میں کوئی چوک مت کرنا کہ ہمارا یارانہ عمر بھر کا ہے۔ کچھ بے فیض سے لوگوں کو کہنا چاہوں گی کہ میں نے چپ سادھی ہے اور میری خاموشی ہی میری زباں ہے اگر سمجھو تو۔ ہمارے لیے دعا کیجیے گا ہمارے پیپرز عنقریب متوقع ہیں اور میری سویٹ بہنا اقرا شاہ 29 مئی کو تمہاری برتھ ڈے ہے مٹی منی ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ اتنی کامیابیاں سمیٹو کہ مجھے یہ کہنے پر مجبور ہو جاؤ بجو میں تھک گئی ہوں۔ تمہارا ڈاکٹر بننے کا خواب ان شاء اللہ شرمندۂ تعبیر ہوگا۔ بس اسی طرح محنت جاری و ساری رکھنا اور مت سونے سے باز نہ آنا۔

سونا شاہ قریشی...... کبیر والا

دل کی دھڑکنوں کے نام

السلام علیکم! نازی آپی آپ کو نئے بندھن میں بندھنے کی ڈھیروں ڈھیر مبارک ہو اللہ پاک آپ کو بہت ساری خوشیاں نصیب کرے۔ انا خان صبوحی کیسی ہو؟ شانزے خان کیسی ہو؟ حنا یونس کہاں ہو بھئی۔ لاڈو ملک نمبر کیوں بند کر دیے ہیں۔ ایس انصول کیسی ہو آپ؟ عائشہ ملک آپ بھی غائب ہو انٹری دو آنچل میں۔ ماہ رخ سیال اتنی بھی کیا لاتعلقی کہ دوستوں کو بھول جائیں۔ آمنہ امداد شمریہ یارا پیار اور دعاؤں کا تمہارے لیے ہی نیک خواہشات کا تحفہ قبول کرلو۔ سارہ چوہدری کہاں کیسی ہو؟ ساجدہ آپی آپ کو مبارک باد تو اٹ شروع کرنے پر۔ نادیہ فاطمہ! ایڈ آپ بھی سلسلے وار ناول کے ساتھ انٹری دیں۔ شاہ زندگی کیسی ہو آپ؟ عبدل 26 اپریل کو تمہارا جنم دن ہے بہت مبارک ہو ہمیشہ خوش رہو میری بھی سالگرہ ہے کوئی مجھے بھی وش کردے نا یار۔

صائمہ سکندر سومرو...... حیدرآباد سندھ

آنچل دوستوں کے نام

السلام علیکم! طالہ اسلم، پروین افضل شاہین، فریحہ شبیر، فائزہ بھٹی، روبی علی، ماہ رخ سیال، رشک حنا، ساجدہ ملک پرویز، شہناز اقبال، سارہ اقبال، سونا شاہ قریشی میرے غم میں شریک ہونے کا بے حد شکریہ۔ ساجدہ جی اتنا خوب صورت رشتہ جوڑنے پر بے حد مشکور ہوں۔ رشک حنا آپ نے بالکل ٹھیک پہچانا مجھے دنیا کی سب سے خوب صورت بیٹی میں ہی ہوں۔ فریحہ شبیر آپ کو میرے اور انا احسن کے بہن ہونے پر حیرت ہے اور مجھے آپ کی حیرت پر حیرت ہے۔ کیوں کہ آنچل میں بارہا ہمارا نام بہنوں کے طور پر شائع ہو چکا ہے۔ طالہ اسلم آپ کی دوست ہما اب کیسی ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کی دوست کو صحت و تندرستی سے بھرپور خوشیوں بھری لمبی زندگی عطا فرمائے آمین۔ صبا شہزادی! واقعی اپنا پیا کے پیار میں اتنی گم ہو گئیں کہ کبھی بھی مشکل سے ہی دستیاب ہوتی ہیں۔ دوستی کر کے پچھتا رہی کہ آپ کیونکہ انٹری کینڈی! ابھی ٹھیک کہہ رہی ہوں نا؟ کھوٹ دوست۔ آمنہ امداد (سرگودھا) میں تو کہیں غائب نہیں ہوں اس سال واپس انٹری مار چکی ہوں شاید آپ کی نظر سے نہیں گزرا ہمارا نام

دعاؤں کے لیے بے حد شکریہ اللہ حافظ۔

دعائے سحر...... فیصل آباد

آنچل فرینڈز کے نام

السلام علیکم! امید ہے سب خیروعافیت سے ہوں گے نازی آپی آپ کے نکاح کا سن کر دل خوش ہوگیا۔ دل کی گہرائیوں سے آپ کے لیے نیک تمنائیں۔ سمیرا آپی آپ بھی ڈبل ہونے جارہی ہیں میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ دونوں کے دامن میں اتنی خوشیاں بھردے کہ شمار کرنا بھی ناممکن ہو آمین۔ حرا قریشی اپنوں کو شکریہ نہیں بولتے۔ یار آنچل کے ذریعے ہم سب ایک فیملی ممبر ہیں۔ یہ خلوص اور حسن اخلاق ہی ہے جو انسان کی پہچان کرواتا ہے پروین افضل شاہین دعا ہے آپ ہمیشہ ایسے ہی ہنستی مسکراتی رہو آمین۔ دعا ہاشمی اینڈ انا احب کیسی ہو؟ آنسہ شبیر پارس شاہ شاد زندگی اینڈ امبر گل کہاں غائب ہو؟ شمع مسکان نادو ملک ایس انمول سامعہ ملک طیبہ نذیر اقبال فائقہ سکندر فریحہ شبیر اور عائشہ پرویز کیسی ہو پلیز انٹری دیتی رہا کرو۔ صائمہ قریشی حسنا واصفی زرگر حیا بخاری اینڈ ایس بتول شاہ تتلیوں کی مانند خوش رہو۔ ام ثمامہ خواتین شعاع میں بھی انٹری دیں [illegible] پاکیزہ میں بھی آپ کے منتظر رہے گی۔ حنیفہ عثمان تمہارے پیپرز کے [illegible] ہوگئے اب تم اسلامیہ کالج میں ہی ایڈمیشن لینا اچھا ہے [illegible] میری دونوں فرینڈز ایک ساتھ ہوں گی۔ ان شاء اللہ اب ایف ایس سی [illegible] دونوں ساتھ ہی پڑھیں گے۔ ثمرہ ہمیشہ کی طرح تم ٹاپ کروگی ان شاء اللہ۔ میرے لیے بھی دعا کرنا میرے بھی پیپر ہونے والے ہیں [illegible] اسپوکن کورس مکمل ہوگیا ہے اب پیپرز کے بعد پارلر جوائن کروں گی۔ [illegible] عائشہ اینڈ اریبہ کیسی ہو؟ تم نے فرسٹ پوزیشن لی ہے [illegible] خیال رکھنا آخر میں تمام لوگوں سے درخواست کروں گی میرے ابو جان کی صحت یابی کے لیے دعا کریں آپ سب کی اپنی۔

طالبہ اکرم...... جانیوال

عائشہ نور عاشا کے نام

عائشہ آپ کو سالگرہ بہت بہت مبارک ہو 10 اپریل کو سالگرہ تھی مگر سوری میں لیٹ ہوگئی ہوں اللہ کرے تمہاری زندگی کا آنے والا ہر سال خوشیوں سے بھرپور ہو اور جو نیک مقصد اور خواہش آپ کے دل میں ہے وہ جلد از جلد پورا ہو۔ عائشہ آپ میرے لیے بہت اچھی دوست اور بہت اچھی سسٹر ہو آئی لو یو سو مچ۔ ایک بار پھر سالگرہ مبارک اللہ حافظ۔

نگین افضل وڑائچ...... گجرات

آنچل فرینڈز کے نام

السلام علیکم تو آنچل فیملی ممبرز اینڈ آل مائی فرینڈز! کیسی ہو سب نٹ کھٹ پریوں! میں کافی عرصے سے آپ سب کا آنچل میں دیکھتی اور پڑھتی آرہی ہوں مگر پیغام پہلی بار بھیج رہی ہوں کیونکہ آنچل میں بہت سی لڑکیاں ہیں جن کے نام کے آخر میں گل آتا ہے لیکن میرے نام کے شروع میں گل آتا ہے جیسے گل مینا خان! میں اپنے خاندان علاقے اسکول میں اپنے نام کی ایک ہوں (اور کام کی بھی)۔ میرا نام سب سے منفرد ہے۔ آنچل بہت شوق سے پڑھتی ہوں آنچل قارئین میں مجھے مدیحہ کنول سرور کو پڑھنا اچھا لگتا ہے اور ہاں مدیحہ کنول سرور 7 مئی کو آپ کی سالگرہ ہے ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ (پلیز ضرور بتایئے گا میرا [illegible] کیسا لگا) اس کے علاوہ مجھے ہما شیرز رابعہ مبارک بھی اچھی لگتی ہیں۔ جمیلہ غزل الفت گل بہار زاہدہ اور میری پیاری گڑیا بھائی کو بہت بہت سلام اور جان سے پیارے بھتیجے چاند راشن (جسے ہم [illegible] کہتے ہیں) کو بہت بہت پیار اور آخر میں میری پیاری بہن حسینہ [illegible] ایس کی 21 مئی کو برتھ ڈے ہے بہت بہت سالگرہ مبارک ہو۔ حسینہ میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں اور تم بھی میرے پیار کو [illegible] کی۔ [illegible] (بہن) تم بہت اچھی ہو (کیونکہ تم مجھے آنچل لاکر دیتی ہو) آنچل سے میرا گہرا تعلق ہے اور آنچل پڑھنے والوں سے بھی [illegible] اگر زندگی ہوئی تو پھر ملیں گے اللہ حافظ۔

گل مینا خان...... بھیر کنڈ مانسہرہ

بیسٹ فرینڈ کے نام

مائی ڈیئر اینڈ سویٹ فرینڈ [illegible] پیغام جب تم تک پہنچے گا تب تک تمہاری سالگرہ گزر چکی ہوگی لیکن کیا ہوا میں تو جب بھی وش کروں گی نا تو تمہارے لیے وہی ہوگی۔ مائی ڈیئر اینڈ سویٹ فرینڈ زنوبیہ ملک! تمہیں زندگی کا یہ دن بہت بہت مبارک ہو اللہ تمہیں بہت سے ایسے دن دکھائے تم زندگی کے ہر موڑ پر کامیاب ہو اور ہر امتحان میں سرخرو ہو تم جہاں بھی ہوگی میری پُرخلوص دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی ہمیشہ۔ ایک چھوٹی سی درخواست ہے کہ کبھی بھی کسی کی باتوں میں آکر مجھ سے ناراض مت ہونا۔

مہرالنساء...... احمد آباد

dkp@aanchal.com.pk

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

یادگار لمحے

جویریہ سالک

روشنی

میرے پروردگار
مجھے سخن وری عطا کر
لفظوں کی جادوگری عطا کر
جو دلوں پر نقش ہو جائے
میری بات میں ایسا اثر دے
جو مٹا دے تیرہ شبی
ذہن و دل کی
مجھے بس......
اک حرف کی روشنی دے آمین

طیبہ سعدیہ عطاریہ...... سیالکوٹ

بیوی کی نظر سے

کیا آپ نے اپنی بیوی کی نظر سے دنیا کو دیکھا ہے؟ تو ایک بار دیکھیں تو آپ کو پتا چلے گا۔

✤ دنیا کا سب سے پرفیکٹ آدمی اس کا باپ۔
✤ دنیا کا سب سے دکھی شوہر اس کا بھائی۔
✤ دنیا کا سب سے خوب صورت لڑکا اس کا چھوٹا بھائی۔
✤ دنیا کا سب سے خوش نصیب آدمی اس کا بہنوئی۔
✤ دنیا کا سب سے عقل مند آدمی اس کا ماموں۔
✤ دنیا کا سب سے مطلبی، جھوٹا، بزدل اور بے کار آدمی اس کا شوہر......
✤ میں نے اتنی ہی ریسرچ کی ہے ابھی تک ہاہاہا۔ بے چارہ شوہر......

بلال احمل...... سمندری

ماں عظیم ہستی ہے

"وہ دونوں (ماں باپ) تیری جنت دوزخ ہیں۔ یعنی جو لوگ ان کو راضی رکھیں گے جنت پائیں گے اور جو ان کو ناراض رکھیں گے وہ دوزخ کے مستحق ہوں گے۔" (ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ابن ماجہ)

☆ ماں کو گالی دینا دنیا کا سب سے بڑا گناہ ہے۔
☆ ماں کے قدموں تلے جنت ہے (حدیث نبوی ﷺ)
☆ ماں کے منہ سے نکلی ہوئی دعا خدا کو بھی ماننا پڑتی ہے (حدیث نبوی ﷺ)
☆ ماں کے بغیر گھر ایک قبرستان ہے (برنارڈشا)

صائمہ سکندر علی سومرو...... حیدرآباد سندھ

اوقات

ہر روز کھیلتے ہیں انسان کے خون سے ہولی
اوقات کیا رہی ہے انسان کی زندگی کی
جب جس کے جی میں آئے انساں کی جان لے لے
انسان ہے کہ گویا تصویر بے بسی کی

راؤ تہذیب حسین تہذیب...... رحیم یار خان

نگاہ نفرت

ایک مولوی سب کو نیکی کی راہ کی طرف راغب کرتا تھا اور بُرے کاموں سے منع کرتا تھا اور لوگوں کو ٹیلی ویژن دیکھنے سے بھی منع کرتا تھا کہ یہ گناہ ہے۔

ایک مرتبہ مولوی خود ٹیلی ویژن دیکھ رہا تھا ایک شخص نے کہا۔ "مولوی صاحب آپ تو سب کو ٹیلی ویژن دیکھنے سے منع کرتے ہو اور خود دیکھ رہے ہو۔"

مولوی نے کہا۔ "میں تو اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہا ہوں۔"

کرن ملک...... جتوئی

پیاری باتیں

چار وقت ایسے آئے جب وقت جہاں تھا وہیں رک گیا۔

✤ جب سرکار دو عالم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔
✤ جب سرکار دو عالم ﷺ کی پیاری لاڈلی فاطمہ کے سر سے دوپٹہ اتر گیا اور سر کے دو بال نظر آنے لگے۔

❖ جب حضرت بلالؓ نے اذان نہ دی تو وقت وحی کا وحی رک گیا۔

❖ جب سرکار دو عالم ﷺ حضرت علیؓ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔

مس فوزیہ کنول...... گلشن پورہ

تسکین

اک عجیب سی حالت ہے تیرے جانے کے بعد
بھوک ہی نہیں لگتی کھانا کھانے کے بعد
میرے پاس آٹھ سموسے تھے جو میں نے کھائے
ایک تیرے آنے سے پہلے سات تیرے جانے کے بعد
نیند ہی نہیں آتی مجھے سونے کے بعد
نظر کچھ نہیں آتا آنکھیں بند کرنے کے بعد
ڈاکٹر سے جو پوچھا اس کا علاج
دے کر دو بولا
کھالینا دو جاگنے سے پہلے دو سونے کے بعد
کیسی لگی یہ غزل پڑھنے کے بعد

گل احمر...... لاہور

پانچ عادات......!

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

❖ ''اے مہاجرین کے گروہ! پانچ عادات ایسی ہیں اگر تم ان میں مبتلا ہو جاؤ اور تم پر آن پڑیں میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تم پر آئیں۔

❖ جس قوم میں بے حیائی پھیلی آخر کار وہ برملا بے حیائی کرنے لگے تو ان میں وہ امراض ظاہر ہوں گی جو پہلوں میں نہ تھیں۔

❖ جس قوم میں ناپ تول میں کمی کا رواج ہو ان پر قحط اور سخت مشقت اور بادشاہ کا ظلم و ستم آئے گا۔

❖ جس شخص نے اموال کی زکوٰۃ روک دی ان پر آسمان سے بارش رک جائے گی اور اگر چوپائے نہ ہوں تو بالکل بارش نہ ہو۔

❖ جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا عہد توڑ دیا (یعنی آخرت، قرآن و حدیث) پر ایمان و عمل چھوڑ دیا ان پر دشمن مسلط کر دیا جائے گا جو کچھ ان کے قبضے میں ہوگا وہ ان سے چھین لیا جائے گا۔

❖ جس قوم کے سردار کتاب (قرآن) کے مطابق حکم نافذ کرنا چھوڑ دیں گے اللہ تعالیٰ ان کو خانہ جنگی میں مبتلا کر دے گا۔

ملالہ اسلم...... خانیوال

اصول موتی

+ ضد اور ہٹ دھرمی صحیح رائے کو دور کر دیتی ہے۔

+ دل زبان کی کھیتی ہے اس سے اچھی باتوں کی تخم ریزی کرو اگر سب نہ اگیں گے کچھ نہ کچھ تو ضرور اگیں گے۔

+ یہ زندگی ہماری خواہشات کے مطابق نہیں ہوتی جہاں ہماری پسند کی چیز نہیں مل سکتا ہے یا کھو جائے صبر وہاں کام آتا ہے۔

+ کسی کی حوصلہ شکنی نہ کرو کیا پتا وہ اپنی آخری امید لے کر آیا ہو۔

+ اگر آپ سب کچھ کھو چکے ہیں تو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ جو سب کچھ کھو دیتا ہے اس کے پاس پانے کے لیے پوری دنیا ہوتی ہے۔

ارم وزارت...... شادیوال، گجرات

دعا

جنوری کی دھوپ ہو
فروری کی بارش ہو
مارچ کی شام ہو
اپریل کی بہار ہو
مئی کی صبح ہو
جون کی چھاؤں ہو
جولائی کی خوشبو ہو
اگست کی تاروں بھری رات ہو
ستمبر کی چاندنی ہو
اکتوبر کی رم جھم ہو
نومبر کی ہوا ہو

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

دسمبر کی سرد رات ہو

اس سرد رات میں میرے سرد ہاتھوں میں آپ کے لیے دعا ہو سدا خوش رہو آمین۔

شمائلہ رفیق...... سمندری

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے اقوال

+ عافیت تنہائی اور خاموشی ہے۔

+ جو بھی آج ہم پر شاق ہے وہی کل میزان عمل میں بھاری ہوگی۔

+ لوگ ان چیزوں کو دوست رکھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے دلوں میں خدائی کی طرف سے حجاب ہے۔

+ عارف کی پہچان یہ ہے کہ وہ غور و فکر کرتا رہے اور کائنات کی ہر چیز سے عبرت حاصل کرے۔

+ لقمہ حرام سے پرہیز اور دل سے دنیا کی محبت دور کرو پھر جو اسم بھی تم پڑھو گے وہی تاثیر میں اسم اعظم ہوگا۔

بحوالہ کتاب: دانش کدہ از محمد صدیق حجر آبادی

سائرہ سرور...... فیصل آباد

اصول موتی

◉ رزق حلال کی تلاش لوگوں کا محتاج بننے سے بہتر ہے۔

◉ انسان کی سب سے بڑی غلطی اپنی غلطیوں سے بے خبر رہنا ہے۔

◉ دنیا میں سب سے بہتر خیال یہ ہے کہ میں آج کون سی نیکی کرسکوں۔

◉ جاہل کے سامنے عقل کی بات نہ کرو کیونکہ پہلے وہ بحث کرے گا پھر اپنی ہار دیکھ کر دشمن بن جائے گا۔

◉ ہزاروں کو دوست بنانا کوئی بڑی بات نہیں ایک دوست ایسا بناؤ کہ یہ ایک اس وقت ساتھ دے جب ہزاروں آپ کے خلاف ہوں۔

علی حمزہ/ وردا حیا امین...... بارہ قطعہ

وٹامن (شی) She

مریض ڈاکٹر سے: ”ڈاکٹر صاحب میں بہت خوش رہتا ہوں نیند سکون سے آتی ہے زندگی میں امن ہی امن ہے کوئی پریشانی نہیں ہے ایسا کیوں ہے؟“

ڈاکٹر: ”میں آپ کی بیماری سمجھ گیا آپ کی زندگی میں وٹامن شی (She) کی کمی ہے۔

تلاش فریال...... کھروڑ پکا

مہکتے الفاظ

◉ ایڑیاں اٹھا کر چلنے سے بونے قد آور نہیں ہو جاتے۔

◉ زندگی میں دو باتیں تکلیف دیتی ہیں ایک جس کی خواہش ہو اس کا نہ ملنا اور دوسری جس کی خواہش نہ ہو اس کا مل جانا۔

◉ دو چہرے انسان کو کبھی نہیں بھولتے ایک مشکل میں ساتھ دینے والا اور دوسرا مشکل میں ساتھ چھوڑنے والا۔

◉ ایک بات ہمیشہ یاد رکھو کہ کبھی کسی کو دھوکہ نہ دینا' دھوکے میں بڑی جان ہوتی ہے یہ کبھی نہیں مرتا گھوم پھر کر ایک دن واپس آپ کے پاس پہنچ جاتا ہے کیونکہ اس کو اپنے اصل ٹھکانے کی پہچان اور اس سے بڑی محبت ہوتی ہے۔

عائشہ عارف...... رحیم خان

میری پیاری ماں!

اے ماں!

یہ سب خوشی

جو مجھے ملی

تری دعا کا ہے اثر

مری زندگی

کی ہر اک کلی

تیرے دم سے ہے کھلی

ثوبیہ نواز اعوان...... کنڈان خورد

حاضر جواب

باپ بیٹے سے: ”تم نے نانا کے خط کا جواب کیوں نہیں دیا؟“

بیٹا: ”آپ ہی نے کہا تھا کہ بڑوں کو جواب نہیں دیا

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

کرتے۔“

نیتاں خان..... ہری پور

آس.....!

سنو.....
جب بہار پر خزاں کا موسم آئے
جب اپنا کوئی دھوکا دے جائے
تو لوٹ آنا کہ.....
میں تو آج بھی
خالی دل لیے
تمہارے لوٹ آنے کی
آس میں زندہ ہوں

شمع مسکان..... جام پور

لفظ لفظ موتی

□ انسان دکھ نہیں دیتا انسان سے وابستہ امیدیں دکھ دیتی ہیں۔
□ اپنے دشمن کو ہزار موقع دو کہ وہ آپ کا دوست بن جائے مگر دوست کو ایک موقع بھی نہ دو کہ وہ آپ کا دشمن بن جائے۔
□ اخلاق کے دائرے میں رہو اخلاق وہ ہیرا ہے جو پتھر کو کاٹ سکتا ہے۔
□ ہمیشہ سمجھوتہ کرنا سیکھو کیونکہ تھوڑا سا جھک جانا کسی رشتہ کو ہمیشہ کے لیے توڑنے سے بہتر ہے۔

دشمینہ مروہ..... سمندری

آنچل کے نام

آجاؤ کہ تم سے ملنے کو ہے
بےتاب.....
یہ مضطرب دل
آجاؤ کہ تیری دید کو
ترپتی نگاہیں
تجھ کو پکاریں.....
آجاؤ کہ تم سے ملنے کو ہے
بےتاب..... دل

ساحرہ ملک پرویز..... خان پور ہزارہ

اچھی باتیں

□ مسکراہٹ وہ واحد لباس ہے جو ہمیشہ فیشن میں رہتا ہے۔
□ اپنے چہرے پر مسکراہٹ کا میک اپ اس طرح سجادیں کہ اس پر دکھوں کی جھریاں نمایاں نہ ہوں۔
□ چہرہ ہم اس وقت نکھار سکتے ہیں جب ہمارے پاس ایک عدد چہرہ ہو۔
□ زندگی کے رنگ محل میں اگر صحت کا رنگ نہ ہو تو وہ ویران لگتا ہے۔

شازیہ نصیر احمد..... نور پور

جھوٹ

”کس کے ہیں.....؟“
”بس تمہارے ہی تو ہیں.....“
ان کے یہ لفظ ”جھوٹ“ تو تھے
مگر غضب کے تھے.....

نورین لطیف..... ٹوبہ ٹیک سنگھ

خناس

کافروں کی مثال خناس جیسی ہے جو مسلمانوں کو راہ حق سے ہٹانے کے لیے وار کرتے ہیں۔ اگر مسلمان محتاط ہو جائیں تو وقتی پسپائی اختیار کرتے ہیں لیکن وہ اپنی جدوجہد ترک نہیں کرتے۔ یہ اس لیے ہے کہ انسان کی انسانیت خناس کے تابع ہے۔ ان کے بہت کم اعمال انسانیت کے اعمال ہیں زیادہ تر اعمال خناس ہی کے منشاء کے مطابق ہیں۔

دنیا میں رہنے کے دو طریقے ہیں بچ کر رہنا یا ڈٹ کر رہنا۔ بچ کر رہنا مقام تقویٰ اور ڈٹ کر رہنا مقام جہاد ہے۔ برائی سے بچو اور نیکی کے لیے ڈٹ جاؤ۔ ڈٹ کر رہنے والا اللہ سے خوفزدہ اور مخلوق سے بےخوف ہوتا ہے۔ مخلوق کی حرکات وسکنات اسے خوفزدہ نہیں کرسکتیں۔ ڈٹ کر رہنے والا اسیر حق اور باطل پر غالب ہوتا ہے ہر حال میں اللہ سے مدد مانگنے والا ہوتا ہے۔

فیضان الحق

ام رباب سبطین...... سرگودھا

دل زندہ یا مردہ

ایک بزرگ کا قول ہے دل کی تین رگیں ہوتی ہیں اگر اپنے ایمان کو پکارتا ہے کہ دل زندہ یا مر گیا ہے تو......

○ قرآن کھول کر دیکھو تھوڑی لگ رہا ہے یا نہیں؟

○ کسی محفل میں بیٹھو جہاں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو دیکھو دل لگتا ہے یا نہیں؟

○ تنہائی میں بیٹھ کے دیکھو کہ تمہاری تنہائی پاک صاف ہے اللہ یاد بھی آتا ہے کہ نہیں؟

○ اگر جواب ہاں ہے تو تمہارا دل ابھی زندہ ہے اگر جواب نہ ہے تو ڈرو اور اللہ سے دعا کرو کہ تم پر رحمت فرمائے۔

مسکان جاوید اعزاز ایمان نور...... کوٹ سماہہ

زعفرانی قطعہ

مالک نے ڈانٹا نوکر کو نے مچھر تو مار دیے تھے

پھر بھی کی کچھ صدائیں کانوں میں ہو رہی ہیں

نوکر یہ بولا "مچھر تو مر چکے ہیں سارے

دعائیں ان کی آ کر کانوں میں رو رہی ہیں"

خدا اور جنت

دعا اپنے لیے مانگنا عبادت ہے اور دوسروں کے لیے مانگنا خدمت...... عبادت سے جنت ملتی ہے اور خدمت سے خدا......

افشاں علی...... کراچی

احساس کمتری

کس کو فرصت

کہ مجھ سے بحث کرے

اور ثابت کرے

کہ میرا وجود

زندگی کے لیے ضروری ہے

دعائے سحر...... فیصل آباد

فیصلہ

☆ فیصلے کا لمحہ بڑا مبارک ہوتا ہے زندگی میں بار بار یہ لمحات نہیں آتے۔ صحیح وقت پر مناسب فیصلہ ہی کامیاب زندگی کی ضمانت ہے۔

☆ اگر غلطی سے کوئی فیصلہ غلط ہو بھی جائے تو اس کی ذمہ داری سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔ اپنے فیصلے اپنی اولاد کی طرح ہیں ان کی حفاظت تو کرنا ہوگی دنیا کی تاریخ کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اکثر تاریخی فیصلے غلط تھے لیکن تاریخی تھے۔

☆ تقدیر یا بیشتر کام انسانوں کے اپنے فیصلے میں ہی تکمیل کر لیتی ہے۔ انسان راہ چلتے چلتے دوزخ تک جا پہنچتا ہے یا وہ فیصلہ کرتے کرتے بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ جنت یا دوزخ انسان کا مقدر ہے لیکن یہ مقدر انسان کے اپنے فیصلے کے اندر ہے۔

(دل دریا سمندر...... واصف علی واصف)

حیرا نورین...... منڈی بہاؤالدین

آب زم زم

○ زم زم کا کنواں 1814 فٹ 13 میٹر گہرا ہے۔

○ 4000 سال سے نہ سوکھا ہے نہ ذائقہ بدلا ہے۔

○ 8000 لیٹر ایک سیکنڈ میں موٹر کھینچتی ہے 24 گھنٹے اور صرف 11 منٹ میں کنواں بھر جاتا ہے سبحان اللہ۔

روبی علی...... سید والا

ایک قصہ بڑا پیارا

دو دوست ایک بلڈنگ کی دسویں منزل پر رہتے تھے ایک دن وہ گھر آئے تو معلوم ہوا کہ بجلی گئی ہوئی ہے لہٰذا لفٹ بند تھی۔ سیڑھیوں کے ذریعے دسویں منزل پر جانے کے خیال سے ہی دونوں دوست پریشان ہو گئے مگر مرتے کیا نہ کرتے۔ دونوں نے فیصلہ کیا کہ باتیں کرتے ہوئے سیڑھیوں سے اوپر چلیں گے ایک نے کہا۔

"میں تمہیں مزاحیہ قصہ سناتا ہوں تم مجھے افسوسناک واقعہ سنانا۔" مزاحیہ قصہ سناتے ہوئے وہ آٹھویں منزل پر پہنچ گئے پہلے دوست نے کہا۔

www.urdutube.net www.booksstube.net www.urdumovies.net

"اب تمہاری باری ہے تم افسوسناک واقعہ سناؤ۔"

دوسرا دوست بولا "اگر میں نے تمہیں افسوسناک واقعہ سنایا تو تم رونے لگو گے۔"

پہلا دوست بولا "نہیں میں نہیں روؤں گا۔"

دوسرا دوست بولا "تو پھر سنو...... گھر کی چابی پیچھے گاڑی میں رہ گئی ہے۔"

سیدہ حیا عباس...... تلہ گنگ

میرا تعارف

میرا نام...... مشرقی لڑکی

میری زندگی...... وفاداری

میرا لباس...... شرم و حیاء

میری سوچ...... بزرگوں کا فیصلہ

میرا کام...... سب کی بھلائی

میرا سرمایہ...... یادیں اور کتابیں

میری دوست...... میری ماں اور میری بھائی

میری پسند...... میرا بچپن

میرے جذبات...... وطن سے محبت

میری آواز...... برائی روکنے کے لیے پکارنا

میرا ہتھیار...... میرا قلم

علیہ اشتشاد حسین...... کورنگی کراچی

TV اینکر

ان شاء (عصر حاضر کی انشائیہ)

"کہیے مرے دولہا! شیو بنوایئے گا، ہیئر اسٹائلنگ چلے گی یا پورا پروفائل اٹھے گا جناب والا کا۔ ایک دفع معاوضہ اور ٹپ ٹاپ کام کے مالک بنتے ہو جاوے۔ جناب کی تشریف دھڑدھوں کا خاندانی سیاست کا تجربہ لگا کر اس اونچ والی کرسی پر اوپر کی سیٹنگ میں۔ تی ہلکی گردن میں موروثی مرتبے کا نرم ہیڈ ریسٹ فٹ ہو جاوے گا ہاتھ کے ہاتھ۔ دونوں پیر مبارک ہوں گے ٹکی ہوئی عوام کے اسٹول کے اوپر۔ پہلے تو واٹر تیٹ کا رکا کر تعارف کا پھر رچھر خوشبودار چھڑکاؤ پھر طے شدہ دوستانہ سوالوں کی چادر سے ذات مبارک کو کردار سمیت اس طریوں ڈھانپ دوں گا کہ بدنامی کا چھینٹا تو کیا چڑیا بھی پر نہ مار سکے' آپ کی دعا ہے۔ چاروں طرف آئینوں کی سیٹنگ تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ جیسا چاہوں گے ویسا دکھلاویں گے۔ این آر او کا بڑھیا خضاب اور دینداری کا جھاگ والا شیمپو یہ دھرا ہے آپ کے سامنے کانچ کی میز پہ۔ استرا تیز کرتا یا تیز ہاتھ چلاتا دیکھیں تو گھبرایئے گا مت، یہ آئینے میں غیر جانبداری دکھلانے کے لئے ہوگا، پبلک کے بے حد اصرار پر۔ تھوڑی سی استرا کے بعد چہرہ سے نور سے چمکنے لگے گا حضور کا شریف۔ آخر میں گنج مبارک پر خوش آمدید کے مہکتے تیل کی ہلکی ہلکی مالش اور چمپی چمپی تعریف کی میٹھی دھیمی تھپکیاں نیند سے بوجھل نہ کردیں آپ کی غلامی آپ کا نام اور پروگرام بدل دیجئے گا، آپ کے بھائی کا۔"

"جی کیا فرمایا آپ کا حریف؟ حضور والا اس کا مجاز شریف تو دھرا رہ جائے گا آپ کے برابر والی کرسی پر، نیچے کی سیٹنگ میں۔ سوالوں کی کند قینچی پہلے سے تیار کر رکھی ہے وس کے واسطے۔ ڈبل بلیڈ کا استرا لگا کر جب لاہوری نمک کی ڈلی رکھوں گا وس کے کلوں پر تو قسم ایمان کی طبیعت ہری ہو جاوے گی آپ کے معشوق کی۔"

"کیا کہا ضمیر؟ اجی کوئی ماریئے قلم کی سچائی کو۔ کھائے ہیں میں نے بھی دھکے اور فاقے باضمیر صحافت کے برس ہا برس۔ وہ تو بھلا ہو ان چوبیس گھنٹے والے ٹی وی چینلوں کا کہ۔"

شارق علی

yaadgar@aanchal.com.pk

آئینہ

شہلا عامر

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! پروردگار کے پاک نام سے آغاز کرتی ہوں جو رب العالمین ہے۔ سالگرہ نمبر کو پسند کرنے اور سراہنے کا بے حد شکریہ۔ تعریف و تحسین سے بھرپور آپ کے تبصرے اور داد و تنقید سے مزین آپ کے خطوط ہمیشہ آنچل کو سجانے سنوارنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آپ کے بیش قیمت رائے اور الفاظ ہماری ساری تھکن کافور کرتے ہمیں نئی جہد مسلسل پر آمادہ کرتے ہیں۔ امید ہے مئی کے شمارہ سالگرہ نمبر 2 میں آپ کو وہ سب ملے گا جسے آپ برسوں سے پڑھنے کے خواہاں ہیں۔ آئیے اب چلتے ہیں دریچۂ آئینہ میں جھلملاتے آپ کے دلچسپ تبصروں کی جانب۔

فاخرہ گل...... اٹلی۔ السلام علیکم! آج تقریباً آٹھ دس سال کے بعد کسی ادارے میں خط لکھ رہی ہوں اور گو کہ آنچل میں بطور رائٹر میں نئی تو نہیں لیکن پھر بھی آج تک ہمیشہ ہی یا ادارہ میری [illegible] کی یا دوسری [illegible] زیادتی کی نذر ہوتا رہا لیکن ہمیشہ نیت کے ذریعے آنچل کی محفل میں شریک ہو جایا کرتی تھی۔ لیکن اس سالگرہ نمبر پر بہن میراب عباسی کے [illegible] پیچھے پڑ آنچل کی [illegible] رنگ لا دکھا دی۔ اس کے لیے میراب کا بے حد شکریہ۔ اس مرتبہ آنچل جس طرح مکمل اور بھرپور طریقے سے اپنی سالگرہ مناتا ہوا نظر آیا اس سے بہت خوشی ہوئی اور میں اس شمارے پر تبصرہ لکھے بنا نہیں رہ پائی۔ نگہت آپا، راحت آپا اور اقبال بانو آپا کا شمار تو ان رائٹرز میں ہوتا ہے جنہیں پڑھ کر ہم جیسے کئی لوگوں نے لکھنا سیکھا۔ فہرست میں لکھا ان کا نام ہی خوش کر دیتا ہے۔ صدف آصف کی بہت زیادہ تحریریں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن ان کے لکھنے کی مستقل مزاجی بتاتی ہے کہ یقیناً ان کا نام ہی ان کی پہچان بن چکا ہے۔ میری بہت پیاری اور پرانی دوست سباس گل کا نام ہی [illegible] کسی تعارف کا محتاج نہیں جس کے علاوہ بھی ہر تحریر خوب تھی۔ سروے میں میراب کے جواب 'میرو' پر بے ساختہ ہنسی آ گئی۔ ان تمام دوستوں جیسے طیبہ نذیر، [illegible] شہزادی سلطانہ، کرن صبا شاہ قریشی، فریحہ شبیر، ارم کمال، شبانہ امین، سمیرا [illegible] اور [illegible] بھی ہوئی رائٹرز عرشی فاطمہ کے علاوہ وفاقی بھی تمام [illegible] کا بے حد شکریہ۔ جنہوں نے میری تحریروں کو یاد رکھا اور اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا [illegible] ہمیشہ لکھنے کے لیے ایک تحریک اور توانائی فراہم کرتی ہے۔ [illegible] آنچل کا بے حد شکریہ جو تمام رائٹرز کو پیار دینے کا ٹھیک لگائے [illegible] کرتا ہے اور شاید آج کے [illegible] لکھنے والوں میں سے کئی لوگ جب [illegible] ساحل پر ہوں گے کہیں [illegible] تو آنچل کا تعاون ضرور یاد رکھیں گے [illegible] دعاؤں میں ضرور یاد رکھیے گا۔

ڈیئر فاخرہ، [illegible] آپ کا تبصرہ پڑھ کر بے حد خوشی کا احساس ہوا اور [illegible] امید ہے کہ آپ اپنے خیالات کا اظہار کرتی رہیں گی [illegible] آپ کو خوش آمدید [illegible] آمین۔

عنیقہ محمد بیگ...... سیالکوٹ۔ سب سے پہلے آنچل [illegible] نمبر کے لیے آفس والوں کو مبارک باد۔ آنچل کی بہنوں کو میرا سلام اور پیار [illegible] شکریہ جنہوں نے میرے افسانے کو پسند کیا جن کی وجہ سے [illegible] بدولت آپ لوگوں کے لیے لکھا۔ آنچل میں اقبال آپا اور نگہت سیما آپا کی [illegible] بہت پسند آئی۔ آنچل کے لیے بہت سی دعائیں۔

ڈیئر عنیقہ، [illegible] امید ہے کہ آپ بھی اسی طرح [illegible] دعائیں [illegible] آمین۔

ارم کمال...... فیصل آباد۔ پیاری شہلا جی! اسد آپی کی مسکراہٹ اور [illegible] السلام علیکم! امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گی۔ اس ماہ کا سرورق اتنا خوب صورت اور دیدہ زیب تھا کہ نظریں ہٹنے سے انکاری ہو گئیں۔ بمشکل [illegible] سرگوشیاں میں پہنچے تو ننھے [illegible] "حجاب" کی دعا کر [illegible] خوش خبری [illegible] نے ابھی سے انتظار شروع کر دیا ہے۔ جواب آں غزل میں اپنا خط پا کر [illegible] سکون ملا۔ دانش کدہ میں جنت کے راستے درجہ بدرجہ پڑھ کر سوچا ہمارے اعمال تو اس قابل نہیں لیکن اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے اس رحم و کرم کے صدقے وہ ہمیں بھی جنت کے کسی مقام پر تو ضرور ہی رکھے گا۔ [illegible] ہمارا آنچل میں صدف مختار کا [illegible] سا تعارف [illegible] دل میں لگا۔ سروے [illegible] "مجھ کو میرے آنچل میں" خوب لائیں [illegible] حیا بخاری اور صبا شاہ قریشی کے جوابات بیسٹ اینڈ بیسٹ رہے۔ سلسلے وار ناول میں "ٹوٹا ہوا تارا" میں [illegible] ایک تو [illegible] کے ساتھ حادثہ [illegible] پریشانی [illegible] دل کرتا ہے [illegible] "موسم کی محبت" میں بے چاری [illegible] کیا کرے محبت کے نام پر دوبارہ دھوکہ کھا کر [illegible] محبت سے ہی بدک جاتا [illegible] مونا بھائی کی طرح [illegible] کامیاب [illegible] خوش نما پھول کھلے گا ضرور۔ فاخرہ گل کا "لال جوڑا" پڑھ کر ہارٹ بیٹ بھی تیز ہوئی [illegible] عنیقہ محمد بیگ کا "آؤٹ" ایک جذباتی تحریر تھی جہاں بہن کا بھائی کے لیے بے انتہا پیار لایا گیا وہاں بھائی کی خود غرضی نے خون کے آنسو رلا دیا۔ اسی وجہ سے خدا نے اپنی تمام محبتوں کے اظہار کے لیے اعتدال کا راستہ اپنانے کا حکم دیا ہے۔ "محبت دل کا سجدہ ہے" کا دوسرا حصہ بہت ہی [illegible] تیز موڑ پر ہے [illegible] عورت کے نام پر دھبہ ہیں۔ "چاہت دھوپ چھاؤں سی" صدف آصف کی بہت ہی شاہکار تحریر تھی جس میں دولت کے لیے سگے رشتوں کی بے حسی نے دل لرزا دیا [illegible] عورت پر سلام جس نے اپنا رشتہ

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdunovels.net

دل پر لگا کر بھی سوٹو کو بچایا اس کے علاوہ ام ثمامہ کی "محبت سے مجبوری تک" نے آنسو چھلکا دیئے آخر صورت کب تک اپنی قربانیاں دیتی رہے گی۔ بیاض دل میں تسلیم شرافت' کوثر خالد' تسلیم شہزادی اور نورین مسکان سرور کے اشعار نظروں میں سما گئے۔ نیرنگ خیال میں بشریٰ باجوہ سباس گل' عریشہ ہاشمی اور نجم انجم کی شاعری نے متاثر کیا۔ دوست کا پیغام آئے میں سب کے پیارے پیارے پیغامات پڑھے آمنہ امداد اور طیبہ نذیر آپ نے مجھے یاد رکھا سو سوئٹ آف یو۔ یادگار لمحے میں طیبہ سعدیہ عطاریہ (تم تینوں ایک ہو یار......!) نورین شفیع' پروین افضل شاہین' ناہید بشیر رانا اور مریم اشرف چھا گئیں۔ آئینہ میں سب کے جاندار اور شاندار تبصرے پڑھنے کو ملے۔ طیبہ نذیر آپ کو میرا تبصرہ پسند آیا کیوں نہ آتا ہمارے پیارے آنچل پر جو تھا۔ پروین افضل شاہین نظر انداز کریں تو سب کے میاں آنچل کے شوقین ہوتے ہیں اور کرتے محبتوں سے کم نہیں۔ ہم سے پوچھنے میں ناہید یاسمین' پروین افضل شاہین' شیریں گل' بالا نسیم اور زائرہ وہابی کے سوالات نے اپنا کسی مصالحے دار چکن کا سا مزا دیا۔ الغرض آنچل کا سال گرہ نمبر دل کے ساتھ ساتھ دماغ بھی بے انداز اچھا لگا انشاء اللہ زندگی رہی تو پھر ملیں گے۔

حمیرا نوشین...... منڈی بہاؤ الدین۔ السلام علیکم! خیریت کیسی خیریت اصول' آنچل انتہائی خوب صورت ٹائٹل کے ساتھ آنچل ملا سب سے پہلے تو آپ کا بے حد شکریہ کہ میری تحریروں کو آنچل کے صفحات پر جگہ ملی ہے۔ حمد و نعت روح کو نظر و سرور کر گئیں' مالک یوم الدین میں جنت کے متعلق معلومات کا ذخیرہ ماشاء اللہ کر کے کہ ہم بھی اعمال حسنہ اور اللہ کی نظر کرم سے جنت کے مکین بن سکیں۔ سروے میں ہما شاہ اور ادم کمال کے منتخب اقتباسات بہت پسند آئے۔ اقبال بانو نے مرد کی وفا کی بالکل ٹھیک ترجمانی کی اور نگہت سیما کی کہانی پڑھ کر تادیر اداسی کی کیفیت چھائی رہی' کیا ہی اچھا ہوتا جو ہارون کی نماز عمدہ ہی۔ سیما بنت عاصم نے بھی اچھا لکھا۔ نیرنگ خیال میں نجم انجم اور دعائے سحر نے مختصر نظموں میں بہت کچھ کہہ ڈالا۔ یادگار لمحے میں اس مرتبہ کافی کچھ اچھا پڑھنے کو ملا اور وہ ہماری یادوں میں محفوظ ہو گیا آئینہ میں قاری بہنیں کہانیوں پر بہت اچھا تبصرہ کرتی ہیں' میں پورے انہماک اور دلچسپی سے اسے پڑھتی ہوں۔ ادم کمال بڑا جامع تبصرہ کرتی ہیں۔ دوست کا پیغام آئے بھی کافی ذوق و شوق سے پڑھا' بھی لڑکیوں اب مجھے بھی اپنی دوستوں میں شامل کر لیں میں بھی کافی عرصے سے آنچل کی مکین بنی ہوئی ہوں۔ سامعہ ملک اور طیبہ نذیر میری شاعری پسند کرنے کا شکریہ۔ دونوں ہی میرے شہر کے قریب ہیں' شمائلہ کے جوابات بہت مزے کے ہوتے ہیں اور بے ساختہ مسکراہٹ لبوں پر بکھر جاتی ہے۔ اجازت چاہتی ہوں تمام ادارہ کارکنان کی خدمت میں بہت سلام۔

☆ ڈیئر حمیرا! خوب صورت تبصرے کے ساتھ آپ کی آمد پر خوش آمدید۔

افشاں علی...... کراچی۔ بہت ساری دعاؤں' محبتوں' چاہتوں اور عقیدتوں کے نذرانے لیے افشاں علی ایک بار پھر سے شامل محفل ہے۔ تمام پڑھنے والی خوب صورت آنکھوں اور پیارے چہروں کو پیار بھرا سلام! چاروں جہاں بہاروں کی آمد آمد ہے ماحول میں خوب صورت و پیارے پھولوں کی خوش بو رچی ہے وہیں آنچل کی سال گرہ نے بھی تمام رنگ بکھیر دیئے۔ ماہ اپریل کے شمارے میں بہار کے رنگوں سے لبریز افسانے' ناولٹ' ناول تھے تو وہیں پھولوں کی طرح مہکتی خوش بو جیسی ہماری پیاری پیاری رائٹرز تھیں اور ساتھ ہی زرق برق چمکتے آنچل کی کہانیاں جنہوں نے دل و دماغ دونوں کو ہی خیرہ کر دیا تھا۔ برقی بارش کی پھوار کے بیچ کرما گرم پکوڑے ہوں چٹنی ہو تو ساون کا مزہ دوبالا ہو جاتا ہے ایسے ہی آمد بہار کے جلوہ کے ہمراہ زرق برق سے سجا آنچل دل خوش کر چلا۔ پیارے آنچل کے سال گرہ نمبر میں تو ہم شامل نہ ہو پائے پر کوئی نہیں پھر بھی شامل محفل ہونے کے تو مواقع بہت اور پھر ہم حاضر خدمت ہو چلے۔ لیکن بس ناول کے سرورق کے ہمراہ دلہن کی طرح سجا سنورا آنچل ملا تو آئی قیصر آرا کی پیار بھری سرگوشیاں سنی چاہا بیجان کر از حد خوشی ہوئی کہ آنچل کی نئی سیکنڈ ہوم جولی "ماہنامہ حجاب" جلد منظر عام پر آنے کو بے تاب ہے۔ دعا ہے کہ جس طرح آنچل نے ترقی و کامیابی کے ساتھ کامیابی سے تکمیل کی اسی طرح ماہنامہ حجاب بھی دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے اور آپ سب کی محنتیں رنگ لائیں آمین۔ حمد و نعت سے دل و روح کو منور کرتے ہوئے مشتاق انکل سے دانش کدہ میں بکھرے لفظ اور الفاظ سمیٹتے جنت کے احوال سن کر دل بے ساختہ سبحان اللہ کہہ اٹھا آگے بڑھتے ہوئے در جواب آں میں مدیرہ کے پیار بھرے جوابات پڑھتے تو جانا کہ پیاری سی کنول نازی اور سوہنی سی سمیرا شریف طور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے جا رہی ہیں تو آپ دونوں کو میری جانب سے ڈھیروں مبارک باد کہتے ہوئے دعاؤں کے نذرانے۔ دعا ہے کہ اس نئے سفر کی راہ میں آپ لوگوں کے ہمراہ خوشیاں ہم سفر و ہم قدم ہوں آمین۔ جبکہ پیاری سی میری دوست ام خان کے تینوں بچوں نور عین' بختاور خان' محمد صالح اور عبدالباسط خان کی 15 اپریل کو برتھ ڈے ہے تو میری جانب سے تینوں بچوں منوں کو ڈھیر سارا پیار اور کنول کو سلام۔ "جگنو میرے آنچل میں" سروے بہت عمدہ رہا۔ "لال جوڑا" پہنے "اذان" بھری تو "چاہت دھوپ چھاؤں سی" لگی۔ "شاہ زاد" دیکھا تو دل سے صدا نکلی "محبت دل کا سجدہ ہے" "آؤٹ" ہونے پر "چشم نم تو نہ چھلک" کہ "میرے بخت میں درج ہے موسم کی محبت" "کل وقت" رہے کہ "محبت سے مجبوری تک" کچھ کمی سی ہے۔ اب ہو جائے تفصیلی تبصرہ "لال جوڑا" بہت ہی خوب صورت پیار بھرا ناول تھا جبکہ صدف آصف نے بھی چاہت و محبت کو بہت خوب صورتی سے بیان کیا۔ "چشم نم تو نہ چھلک" کو نیک نام اور انداز بیان بہت زبردست۔ اقبال بانو کو بہت ناخم بعد پڑھا اچھا لگا۔ نگہت سیما نے بجا فرمایا سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اکثر تشنگی رہ جاتی ہے۔ "اذان" اور "میرے بخت میں درج ہے" ایک عمدہ سبق آموز افسانے تھے۔ "محبت سے مجبوری تک" ام ثمامہ کا بہت انوکھا افسانہ تھا۔ ڈیئر سباس گل آپ سے بات ہوئی بہت ہی اچھا لگا آپ کا مطالعہ و اخلاق بہت اچھا ہے جب ہی آپ اتنی عمدہ تحریریں لکھتی ہیں۔ "محبت دل کا سجدہ ہے" آپ کے باقی ناولز کی طرح بہت زبردست و پر ہٹ ہے دعا کو ہوں زور قلم اور زیادہ۔ نیرنگ

خیال میں صائمہ قریشی' سباس گل' عریشہ ہاشمی کی شاعری دل کو بھائی جبکہ آئینے میں پیاری پیاری قارئین کے عکس جھلملا رہے تھے الغرض اس ماہ کا آنچل خوب صورت ترین رہا۔ زندگی نے وفا کی تو قلم کو پھر تھام کر لفظوں کو جوڑ کر صفحے پر بکھیروں گی آخر میں بہت ساری دعائیں اللہ حافظ۔

☆ ڈیئر افشاں! شگفتہ اور دلچسپ انداز میں لکھا آپ کا تبصرہ پسند آیا۔

دعائے سحر...... فیصل آباد۔ السلام علیکم! آنچل فرینڈز! کیا حال چال ہیں؟ سب سے پہلے تو ایمن وقار صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی میری نظم اپریل کے شمارہ میں شائع کرنے کے لیے۔ ارے یار یہ ہم ہیں اتا احب کی لال سرخ دعا پائی آنچل 27 کو ملا سب سے پہلے اپنا نام تلاش کیا جو کہ نیرنگ خیال' سروے اور آمنہ امداد کے پیغام میں مل گیا۔ سب سے پہلے یادگار لمحے پر چھلانگ لگائی نادیہ یاسمین کی معلومات اور مریم اشرف کے اقتباس میری ڈائری میں پہلے سے موجود تھا۔ کی ایوب اور سمیرا اشتیاق کی نگارشات فوراً ڈائری میں نوٹ کریں۔ ڈش مقابلے سے کھویا اسکوائر کی ریسپی میں نے اپنی بک میں نوٹ کرلی۔ نیرنگ خیال میں ہمارا نام ہمارے موڈ کو بحال کر گیا۔ باقی سلسلوں میں ہماری تشنگی بھی بحال رہی۔ نسیں صدف مختار' سارا ملک' نورین مسکان' بیدائے سے مل کر بہت اچھا لگا۔ نورین تم میں تو ہر رات ہی آسمانوں کی سیر کراتی ہوں اور یقین جانیے روز ایک نیا سبق سکھاتا ہے یہ مجھے میرا بہت اچھا دوست ہے یہ۔ سروے میں سب کے جوابات ہی اچھے تھے۔ "موم کی محبت" اچھا جارہا ہے مگر اب کہانی میں کچھ ٹوئسٹ آجانا چاہیے۔ تقریباً تین چار اقساط سے ایک ہی اسٹوری ایک سے کرداروں کے رویے چلتا رہے ہیں۔ "ٹوٹا ہوا تارا" سمیرا شریف طور 29 اقساط ہوگئیں ناول کی مگر تہوار کا ماضی ہنوز بند کتاب کی مانند ہے۔ اب اندر کی عبارت پڑھنے کا موقع فراہم کردیجیے پلیز۔ بابا صاحب کو بھی تابندہ کا قول... اور بابا کو عقل دیں۔ مشکل تو ٹرنے کے بجائے وہ کلفہ کو بے نقاب کرے۔ "محبت ایسا اُفق ہے" کا اس قدر انتظار تھا نہیں مگر...... اقبال بانو پا گا۔ "ہم تو نہ چھک" بہت ہی عمدہ اور سبق آموز تحریر ہی اقاعرہ گل کا "لال جوڑا" مجھے تو بہت پسند آیا۔ "کچھ کمی سی ہے" بھی ایک اچھی تحریر تھی۔ عتیقہ ملک کی تحریر "آؤٹ" سوچ کے بہت سے در وا کرگئی۔ "محبت دل کا سجدہ ہے" اختتام پر ہی تبصرہ کروں گی ویسے اچھا چل رہا ہے جنوں لوڈن۔ صدف ... کی تحریر "چاہت دھوپ چھاؤں سی" بھی اچھی تحریر تھی۔ "تمہی دست" اور "محبت سے مجبوری تک" بھی اچھی تحاریر تھیں۔ مگر یہ کیا آئینہ میں ہمارا نام تو تھا لیکن تھا اب اسکی ہندی شکل بھی نہیں۔ دعاؤں میں یاد رکھیے گا اللہ حافظ۔

☆ ڈیئر دعا! شگفتہ انداز بیاں' بہترین تبصرہ اچھا لگا۔

عائشہ پرویز...... کراچی۔ شہلا آپی اور تمام آنچل قارئین کے نام محبت بھرا اسلام۔ ویسے سب کی خیریت کی میں حال اچھے ہی ہوں گے ہاہاہا۔ ابھی میں لوڈشیڈنگ کی زد میں آئی ہوں ایک ہاتھ میں بسکٹ اور ایک ہاتھ میں قلم اور پڑھ رہی ہوں تبصرہ کی طرف قدم۔ وہ کیا غضب کا حال ہورہا ہے ہاہاہا۔ اپریل کا آنچل 29 مارچ کو ملا آخر دل ہی گیا اور میں نے تو سوچ لیا تھا کہ آئینے میں دیکھ پاؤں گی میں۔ اپریل کے آنچل میں ماڈل لڑکی کا روپ دھارے میرے مسکراتے چہرے کی جھلک آگئی اس کے بعد سرگوشیاں میں دیکھی اب جان رکھتی ہوں آپی کی تمام تبصرہ جواب جلدی آنے والا ہے ہوا۔ تعارف سب کے اچھے لگے ہماری ناولوں کی طرف بڑھی تو سمیرا آپی "ٹوٹا ہوا تارا" میں مصطفیٰ کی ہے وہ بڑھتے کا رویہ اچھا لگ رہا ہے لیکن آپ کا ناول بہت سلو چل رہا ہے تھوڑا آگے بڑھائیں پلیز' اتالو اور لیے کے درمیان لڑائیاں ختم کروا کے کہانی کو اصل عکس کی طرف لے آئیں۔ "موم کی محبت" زریاب اور صفدر کی زیادہ سے زیادہ اسٹوری آئی ہے۔ (جن میں راحت آپی) اور شرمین کو بولی سے ملاتی رہی ویسے شرمین اپنی جگہ پرفیکٹ ہے عارض کی تو میں...... "محبت دل کا سجدہ ہے" نادیہ گل کا ناول اچھا جارہا ہے لیکن ایک بات سمجھ نہیں آئی کیا رئیل لائف میں بھی رانیہ کی خالہ جیسی عورتیں ہوتی ہیں؟ فاخرہ گل "لال جوڑا" آپ کی تحریر نے تو آنچل میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ آج بھی ہمارے معاشرے میں صوفیہ کی ماں جیسے لوگ موجود ہیں۔ ذات برادری کے چکر میں اپنی بیٹیوں کو اپنے ہی گھر میں بٹھا کر بوڑھا کردیتے ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں کس کی تعریف کروں کہ آپ کی تحریر پڑھ جاؤں یا سمجھاؤں اقبال بانو نے بھی بہت خوب لکھا باقی سب افسانے ناول اچھے تھے۔ بیاض دل میں سب کی شاعری اچھی لگی۔ "ہم سے پوچھیے" میں سب کے جینے سے سوالات اور شائستہ آپی کے کرارے جوابات پڑھ کر مزہ آگیا۔ یعنی میں تمام کامیڈین کو پیچھے چھوڑ دیا ہاہاہا۔ کہنا دیکھنا ماشاء اللہ سے میں بہت اچھی لگی نظر لگ جانے کی حد تک اُف...... ہاہاہا اللہ رکھے خوش رہیں)۔ دوست کا پیغام آئے پڑھا سب سے پیغام ایک سے بڑھ کر ایک لگے اس کے بعد یادگار لمحے میں قدم رکھا وہاں سب ہی نے یادگار لمحہ بنادیا۔ ڈش مقابلے میں اس بار تمام ڈشیں مشکل تھیں صبر سے بنا لیں۔ پھر کام کی باتیں پڑھیں تو اچھی لگیں اس میں پسند کے کلر برش کے بعد سفید ڈسکوز اترنے ملا تو دونوں ہاتھ کرکے رسالے کو بند کردیا غرض یہ کہ اس ماہ کا آنچل سال گرہ نمبر بہت زبردست تھا۔ اب مجھے اجازت دیں اپنا خیال رکھیں دعاؤں میں یاد رکھیں اگلے ماہ نئے تبصرے کے ساتھ حاضر ہوں گی ان شاء اللہ۔

طیبہ نذیر...... شادیوال گجرات۔ السلام علیکم! شہلا آپی اینڈ آنچل فیملی کیسے ہیں؟ امید کرتی ہوں سب اللہ کے کرم سے فٹ ہوں گے۔ آنچل مجھے 25 تاریخ کو مل گیا تھا سب سے پہلے آپی قیصر آرا کی سرگوشیاں سنیں ماہنامہ حجاب کا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اب انتظار ہے کہ حجاب کب ہمارے ہاتھوں میں ہوگا؟ حمد و نعت پڑھ کر دل کو راحت پہنچائی۔ ہمارے جواب آپ میں اچھا لگا تو یہ جان کے خوشی ہوئی نازی آپی نکاح جیسے مقدس بندھن میں بندھنے والی ہیں' بہت بہت مبارک ہو۔ سمیرا شریف طور آپ کو بھی منگنی کی مبارک باد ہمیشہ خوش رہیں۔ انکل مشتاق احمد قریشی کی باتوں نے جکڑ لیا جنت کی منظر نگاریاں پڑھ کر بہت اچھا لگا۔ بلاشبہ دانش کدہ بہت اچھا سلسلہ ہے۔ ہمارا آنچل میں

چاہتوں نت کھٹ، بھنوں سے مل کر خوشی ہوئی۔ "جگنو میرے آنچل میں" بہنوں نے بہت اچھے جوابات دیے اس میں خود کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے تھوڑا آگے ہوئے تو چھکے سے راحت جی نے روک لیا۔ "موم کی محبت" عارض کی تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی ویسے شرمین کو چاہیے جلد از جلد بولی کو اپنا لے۔ امید ہے اگلی قسط میں صفدر کچھ نرم پڑ جائے گا۔ "ٹوٹا ہوا تارا" قسط کچھ خاص نہیں تھی پتا نہیں لکھنے نے ان کو کیا بولا ہوگا جو وہ ولید سے ناطہ توڑ رہی ہے۔ دیکھتے اب آگے کیا ہوتا ہے۔ "محبت دل کا سجدہ ہے" سباس جی بہت عمدہ امید ہے اگلا حصہ آخری ہوگا اور اینڈ جاندار ہوگا۔ سائل کا کردار بہت زبردست ہے اور تو شین کا انتہائی گھٹیا اور وہ آل فلاسک۔ "چشم نم تو نہ چھلک" "اقبال بانو" بولی فل۔ "کچھ کی سی ہے" نگہت سیما بہت عمدہ کیپ اٹ اپ۔ "لال جوڑا" فاخرہ گل آپ کی کیا ہی بات ہے اپنی نظر اتاریں جلدی سے اوکے۔ "آؤٹ" تعظیم محمد بیگ بہت سبق آموز اسٹوری تھی سب سمجھنے کی باتیں ہوتی ہیں اور اپنے اندر کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ "میرے بخت میں جو درج ہے" طلعت نظامی بہت کچھ سمجھا دیا اور دکھا دیا سپر بہت کیپ اٹ اپ۔ "چاہت دھوپ چھاؤں سی" بہت عمدہ اسٹوری صدف آصف جی "نئی دست" نازیہ جمال آپ کا لکھنے کا انداز بہت اچھا ہے بہت زبردست جی "اذان" سیما بنت عاصم "خواب ہیں کچھ خواہش کریں" لیکن ساتھ امید اور صبر بھی رکھے بہت سبق آموز کہانی تھی۔ "محبت سے مجبوری تک" ام ثمامہ آپ ہر بار کچھ ہٹ کے کچھ نیا لکھتی ہیں۔ سوناس اینڈ کیپ اٹ اپ۔ "بیاض دل" میں شہزادی تحریخ سباس گل اور ذکاوت فریدہ فری بہت عمدہ۔ ڈش مقابلہ کھویا اسکواش سلگی بہت مزے کی ڈش تھی۔ بیوٹی گائیڈ عمارہ واقعی بہت زبردست جی۔ نیرنگ خیال سباس گل "سوچا شادی" شفیق احمد، عظمیٰ واحد چوہان، عدیبہ نورین دعا سحر آپ سب نے بہت اچھا لکھا۔ دوست کا پیغام آئے میں اپنا پیغام دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ یادگار لمحے میں طیبہ سعدیہ عطاریہ سائرہ سردار عائشہ پرویز ام اقصیٰ، مریم شاہین عادل مصطفیٰ، نجم انجم ناہید شبیر آپ سب نے بہت اچھا لکھا۔ آئینہ میں اپنا نام جگنو کا دیکھ کر بہت خوشی ہوئی شکریہ شہلا آپی! ہم سے پوچھیے نادیہ یٰسین، پروین افضل، عدیبہ نورین، شبیر، آنچل آپ سب کے سوالات بہت اچھے تھے اور جوابات بہت اچھے تھے بلا زبردست جی۔ کام کی باتیں میں اسماء رضوان آپ نے تو بڑی پتے کی باتیں بتا دیں۔ آنچل پورے کا پورا بہت اچھا لگا آنچل نے اس بار بہت زیادہ خوش کر دیا سب سلسلوں میں شامل ہونے کا شکریہ جی۔ اللہ حافظ۔

سامعہ ملک پرویز...... خان پور، ہزارہ۔ مائی ڈیئر آنچل اسٹاف اینڈ ریڈرز اینڈ آل پاکستان السلام علیکم! اب آتے ہیں جناب آنچل کی جانب تو مجھے اس بار آنچل 26 کو ملا کیا جناب سے پہلے حمد و نعت سے خود کو فیض یاب کیا پھر سلسلے وار ناول کی جانب رخ کیا۔ "ٹوٹا ہوا تارا" میں پلیز اب پیچھے ہوئے بھیدوں کا راز افشا کر دیں کہ اب آنچل رہا ہے کچھ نیا سامنے آنا چاہیے۔ "موم کی محبت" بھی اچھا جا رہا ہے جناب صفدر صاحب کو ضد چھوڑ دینی چاہیے آخر کو ایک بیٹے کے باپ بن چکے ہیں۔ بولی کی شرمین سے محبت کا والہانہ دیوانہ اور مروانہ انداز دیکھ کر دل کی دھڑکنوں کی مانند مچل اٹھا اور عارض پر تو جی بھر کے غصہ آیا۔ فاخرہ گل کا "لال جوڑا" ہمارے معاشرے کی ایک کڑوی حقیقت ہے جو آج تک کی تحریر میں ہمارا حقیقی عکس لاتو دکھائی ہے لیکن ہم حقیقت کو ماننے سے انکاری ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ سب رائٹرز کی تحریریں بھی لاجواب تھیں۔ سروے میں سب کے جوابات زبردست رہے بیاض دل میں بیر دیا ہیں کا شعر بہت پسند آیا۔ شاعری بھی سب کی اچھی تھی۔ یادگار لمحے میں شاہانہ شاہیں کا محبت کے مزاحیات عائشہ پرویز کا ذخیرہ علم مختصر مختصر اور انصاف ہوں صورت مثال عظمیٰ انجم کا انتخاب پسند آیا آئینہ میں سب کے تبصرے پڑھ کے اچھے لگے آنے والوں کو ویلکم اور پرانے والوں کو ٹیک کیئر جی۔ اب اجازت اس دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہمیں آسانیاں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ صراط مستقیم پر گامزن رکھے آمین ثم آمین اللہ حافظ۔

☆ ڈیئر سامعہ! شگفتہ و دلچسپ انداز میں لکھا آپ کا تبصرہ پسند آیا۔

شازیہ خان...... مظفر آباد۔ پیاری باجی السلام علیکم! امید ہے بخیریت موجود عافیت مطلوب۔ مجھ نہیں آ رہا کہ کہاں سے شروع کروں آنچل میں اپنا نام دیکھ کر یقین ہی نہیں آ رہا تھا جب پڑھا اور بار بار پڑھا تو آنکھوں سے بے اختیار خوشی کے آنسو بہہ نکلے۔ یہ یقین ہو گیا آنچل میرے لیے دکھوں سے مرہم علاج ہے کا آنچل سے آنچل کی قسط وار کہانیاں ہر رسالے کی کہانیوں میں پہلے نمبر پر ہے۔ میں نے جب بھی کوئی کام کرنا چاہا تو ناکامی ہی دیکھی اور مایوسی ہوئی لیکن آنچل نے حوصلہ دیا اور میں ایک بار پھر جوان ہوئی۔ میرے ماتھا آنچل نے تو توانائیاں بھر دی اللہ اس میں کام کرنے والے اور اس سے وابستہ ہر فرد کو کامیابیاں عطا فرمائے آمین۔ سب کے تبصرے پڑھتی ہوں زبردست ہوتے ہیں آپ کی محنت کا م کی باتیں سب بہت فائدہ مند ہیں سب رائٹرز کو میری طرف سے دلی نیک تمنائیں۔ آنچل کو سال گرہ بہت مبارک ہو۔

☆ ڈیئر شازیہ! آنچل آپ کا اپنا پرچہ ہے ہر بار شرکت کر سکتی ہیں۔

نور الہدیٰ مغل...... حیدرآباد، سندھ۔ اس بار آنچل انتظار کی آخری حدوں کو چھو کر 22 تاریخ کی صبح دلہن سا سجا دل کو چھوتا آنکھوں کو چھوتا تازہ دم تاثر گیا بہت پسند آیا بالکل فاخرہ گل کے مکمل ناول کی طرح۔ فاخرہ گل آپ شان دار ناول لکھنے پر آپ کو میری ڈھیر ساری دعائیں آپ کے حق میں اللہ پاک قبول و منظور فرمائے۔ ایک یوم الدین میں جنت الفردوس کا پڑھ کر دل بے ساختہ جنت کا تہہ دل سے طلب گار ہو کر خدا کے حضور دعاؤں میں شدت آ گئی۔ سرگوشیاں کی طرف دھیان گیا تو "محبت ایسا نغمہ ہے" اس ماہ نہیں آیا تو اچھا نہیں لگا خیر پھر حمد و نعت سے فیض یاب ہو کر دو جواب آں کی طرف آئے تو نازیہ کنول نازی کے نکاح کا پڑھ کر ایسا محسوس ہوا جیسے ہماری بہن رخصت ہونے والی ہو آپی! آپ شادی کے بعد لکھنا تو نہیں چھوڑ دیں گی نا؟ آپ کا سلسلے وار ناول کب آئے گا؟ یہ سوالات پریشان کر رہے ہیں لیکن ہماری

دعائیں تاحیات آپ کے ساتھ ہیں۔ سمیرا شریف طور کے لیے بھی ڈھیروں دعائیں۔ تعارف سب ہی کے اچھے تھے خاص طور پر صدف افتخار کا سوالات کے جوابات سب ہی کے بہت اچھے تھے۔ تمام پیاسی ہی ڈائری کے اوراق پر سجا دیئے۔ ''سوم کی محبت'' ''ٹوٹا ہوا تارا'' ہمیشہ کی طرح شاندار لیکن بہت ہی مختصر لگی۔ اتنے طویل انتظار کے بعد قسط وار کہانیوں کا دورانیہ تھوڑا طویل ہونا چاہیے باقی آنچل ابھی پڑھا نہیں بقیہ تبصرہ ان شاءاللہ اگلے ماہ اب اجازت دیجئے فی امان اللہ۔

مریم بٹ...... گجرات۔ السلام علیکم ڈیئر شہلا آپی قارئین اینڈ آنچل اسٹاف کیسے مزاج ہیں سبھی؟ اپریل کا آنچل 24 مارچ کو ملا۔ ٹائٹل گرل بہت پیاری لگی دوست کا پیغام آئے میں اپنی فرینڈ آمنہ ریاض کا خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ سب سے پہلے ''ٹوٹا ہوا تارا'' اسٹوری پڑھی انا کے متعلق پڑھ کر بہت دکھ ہوا مجھ میں نہیں آرہا کہ کاشف نے آخر ایسا کیا کہہ دیا ولی کے متعلق جو وہ اتنی بدگمان ہوگئی ہے۔ وہ انا جو ولی سے بے پناہ محبت کرتی ہے اب یہ صورت حال ہے کہ وہ اس کا نام سننا بھی گوارہ نہیں کرتی۔ یقینی طور پر کاشف نے انا کو بہت مجبور کیا ہوگا جو وہ ولی سے ہر تعلق توڑ لینا چاہتی ہے پلیز سمیرا آپی انا اور ولید کو الگ مت کیجئے گا۔ ہم ان دونوں کی دوری برداشت نہیں کر پائیں گے۔ تابندہ بوا بھی لگتا ہے عنقریب کوئی انکشاف کرنے والی ہیں۔ ''سوم کی محبت'' میں سب شرمین کا ساتھ چھوڑتے جارہے ہیں لیکن بوبی ابھی تک اپنی محبت میں ثابت قدم ہے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ ہی شرمین کے لیے خوشیوں کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ ''چاہت دھوپ چھاؤں سی'' اسٹوری پڑھی صدف آصف نے کس قدر بہت اچھی اسٹوری لکھی۔ باقی سلسلے ہمیشہ کی طرح بہت اچھے تھے آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ وہ پیارے وطن پاکستان کو دہشت گردوں کے شر سے محفوظ رکھے آمین دعاؤں میں یاد رکھیے گا اللہ حافظ۔

سدرہ کشف...... خیر پور ٹامیوالی۔ السلام علیکم اپریل کا شمارہ 20 کو ملا ٹائٹل بس اچھا تھا سب سے پہلے آئینہ میں اپنا خط دیکھنے کے لیے بھاگے اپنا نام دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ اس کے بعد اپنا فیورٹ ناول ''ٹوٹا ہوا تارا'' پڑھا جو کہ بہت ہی اچھے انداز میں آگے بڑھ رہا ہے۔ باقی تمام شمارہ بھی ہر لحاظ سے خوب اور سبق آموز تھا آپی بیوٹی کے نکاح اور سمیرا آپی کی منگنی کا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی بہت بہت مبارک ہو آپ دونوں کو اور طیبہ نذیر کے بھائی اور فاخرہ گل کی وفات کا پڑھ کر دل بہت اداس ہوا اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے آمین۔

اروی مختار...... میاں چنوں۔ السلام علیکم آپی! مجھے جس بات کی سب سے زیادہ خوشی ہوئی وہ آنچل میں اپنا خط شائع دیکھ کر۔ مجھے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا بار بار پڑھا پھر جا کر یقین ہوا اور باقی بھی سارا ڈائجسٹ اچھا لگا اور مکمل ناول ''لال جوڑا'' بہت پسند آیا اللہ حافظ۔

پروین افضل شاہین...... بہاولنگر۔ اس بار اپریل کا آنچل سالگرہ نمبر خوب صورت سرورق کے ساتھ میرے ہاتھوں میں ہے سونے سے لت پت ماڈل گرل کو دیکھا اور اپنے میاں جانی پروین افضل شاہین سے ان زیورات کی فرمائش کی تو بولے اگلے سال کی سیلری میں یہ زیورات آئیں گے کیا سال بھر بھوکے پیاسے رہیں۔ میں اپنا سا منہ لے کر رہ گئی سرگوشیاں حمد و نعت در جواب آں واقعی اچھے سلسلے اور تاثرات ہیں۔ مجھ کو میرے آنچل میں پسند آئے۔ ناولٹ اور افسانوں میں لال جوڑا، گھر کی بے محبت دل کا سجدہ، بہت ہی خوب صورت تھے عکس کی اذان پسند آئے۔ شمع الطاف حمیرا نوشین کے اشعار بشریٰ باجوہ اور نورین ملک، غزال خلیل راؤ کی غزلیں۔ شاہدہ نورین کی کے پیغام پسند آئے ام کمال سمیرا مشتاق ملک کے یادگار لمحے۔ شیریں یعقوب شاہد امین راجپوت طیبہ نذیر زاہدہ زمان کے سوالات پسند آئے۔ میاں کی نظروں سے چھپ کر آنچل ایسے چھپا کر رکھتی ہوں کہ جیسے بچوں سے مٹھائی چھپا کر رکھی جاتی ہے اجازت دیں اللہ حافظ۔

وثیقہ زہرہ...... سمندری۔ السلام علیکم آپی جی کیا حال ہے آنچل 24 کو ملا سب سے پہلے سرگوشیاں پڑھیں ایک سوال کی۔ اور ڈائجسٹ آنے والا ہے۔ ہم بہت خوش ہیں اور یقیناً کتاب ہم کی طرح خوب صورت اور دل فریب ہوگا ہماری دعا ہے کہ پیارا آنچل سے بھی زیادہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔ سلسلے وار ناول اچھے جارہے ہیں ''ٹوٹا ہوا تارا'' انا کی بے وقوفی پر غصہ بھی آیا یہ لوگ اتنے بھی کمزور نہیں جو کاشف جیسی لڑکی سے شکست کھائیں۔ ہما اور ... کی جوڑی اور بھی پیاری لگتی ہے۔ ''سوم کی محبت'' ایک لا جواب ناول ہے کردار بھولی اور بہتا کا اضافہ بھول اور پیارا ہو رہا ہے۔ مکمل ناول دونوں اچھے لگے ناولٹ ''آؤٹ'' بازی لے گیا یہ اندازہ نہ لگا سکے آخر قصور کس کا تھا عثمان کا یا حور کے بے جا لاڈ پیار کا افسانے بھی اچھے تھے۔ باقی سلسلے تو ہوتے ہی خوب صورت ہیں اللہ اس پیارے آنچل اور حجاب کو بہت زیادہ ترقی دے آمین اللہ حافظ۔

طیبہ طاہرہ، رابعہ مسکان...... توبہ شریف۔ السلام علیکم شہلا آپی! سب سے پہلے تو آنچل کی سالگرہ مبارک ہو مارچ کے شمارے میں اپنا خط دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کوئی بھی یقین نہیں کر رہا تھا ان کا کہنا تھا یہ خط تمہارا نہیں ہے اس میں بھی میرا اپنا قصور تھا کیونکہ سب ہمیں طاہرہ پکارتے ہیں وہ کہتے تھے کہ یہ طیبہ کا خط ہے جب کہ طاہرہ ہو عقل کے اندھوں کو کون سمجھائے طیبہ ہی طیبہ طاہرہ ہے۔ اس لیے اب ہمیں اپنے لقب کا سہارا لینا پڑا خط کی اشاعت پر پوری ٹیم کے لیے دل سے دعائیں نکلیں اب سالگرہ نمبر میں اپنا شعر دیکھ کر مزید حوصلہ افزائی ہوئی اور نئی بڑی قلم اٹھایا اب تبصرہ حاضر ہے سب سے پہلے تو ''ٹوٹا ہوا تارا'' میں چھلانگ لگائی کیونکہ ہم اتاولی تو زندہ دو دیکھنا چاہتی تھی میری دوست رابعہ ذرا زیادہ ہی کرانا کو مار ڈالے گی سمیرا آپی نے کیا کردیا ہے پلیز اچھا کرنا انا اور ولید کے ساتھ۔ ولید تو میری اور اس ناول کی جان ہے بابا صاحب اور تابندہ بوا ابھی تک مجھ سے باہر ہیں ویسے آپس کی بات ہے بابا صاحب کے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔ اس کے بعد پیاری صفدر شرمین عارفین بوبی کا مسئلہ حل کرنے کے لیے ''سوم کی محبت'' میں حاضری دی زینا کو بیٹا مبارک ہو مگر وہاں مسائل پہلے سے زیادہ ہوگئے ہیں اللہ

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdunovels.net

خیر کرے اگلے ماہ تک انتظار ہے پھر "محبت دل کا سجدہ ہے" ناول کے اینڈ میں جا پہنچنے پر شکر کیا کہ ہماری خالہ نہیں ہے ابھی ہم اینڈ کے ستم پر کڑھ رہے تھے کہ "چاہت دھوپ چھاؤں سی" پھر ہمارا ایک اپنوں کے ستم سے ہوا جس سے میرا یہ مفروضہ درست ثابت ہوا کہ اپنوں سے توقع غیر ہی اچھے ہوتے ہیں اس میں خالہ کو دیکھ لیں جو اپنی بھانجی پر ظلم کر رہی ہیں مگر شکر ہے وہاں سفینہ موجود تھی اس لیے بہلو تحفظ کاری رہی۔ عنیقہ محمد بیگ کے "آؤٹ" نے نہ صرف حور کا نقصان کیا بلکہ پلیئرز کا آؤٹ ہونا بھی پاکستان کا نقصان سے دوچار کرتا ہے۔ "محبت ایسا لفظ ہے" آخری قسط کیوں غائب کردی اپنوں کے ستم بھولنے کے لیے بقیہ تحریریں پڑھنا شروع کیں مگر "لال جوڑا" میں اپنے پھر ستم کے ساتھ حاضر تھے۔ آئینہ میں پروین آپی کو جواب دے کر میرے دل کی بات کہہ دی آپی تو مذاق اور پیار سے تنگ ہوں گی مگر انہیں اپنے مجازی خدا کو ایسا نہیں کہنا چاہیے۔ پروین ڈیئر مائنڈ نہ کرنا۔ کمرزی فریحہ اور شہزادے کے شعر پسند آئے۔ باقی رسالہ ابھی باقی ہے اگلے ماہ تک اللہ حافظ۔

ملائکہ اسلم...... خانیوال۔ السلام علیکم! سب سے پہلے آنچل ٹیم کو ملائکہ کی جانب سے سال گرہ بہت بہت مبارک ہو آنچل 29 کو ملا ٹائٹل پسند آیا۔ قیصر آپی کی سرگوشیاں سن کر دل باغ باغ ہوگیا اب تو حجاب کے شدتوں سے منتظر ہیں۔ حمد و نعت سے دل و دماغ کو منور کیا۔ دانش کدہ میں انکل مشتاق کی اچھی اچھی باتوں سے فیض یاب ہوئے۔ ہمارا آنچل میں نورین مسکان اور صدف سے مل کر اچھا لگا بیاد دلائے مجھے یقین آ گیا ہے کہ آپ صحیح معنوں میں بہنا کہ خیر جستی ہو۔ سب سے اچھے تھے لیکن فریحہ شبیر شمع مسکان اور دعا باجی کا بہت پسند آیا۔ "ٹوٹا ہوا تارا" سمیرا آپی شہوار اور مصطفیٰ کی وجہ سے ابھی مطمئن ہوئے تھے کہ اماں اور ولید کی بدگمانیوں نے بری طرح ڈسٹرب کر دیا۔ اماں اور ولید میرے فیورٹ کردار ہیں پلیز ان کے ساتھ کچھ برا نہیں ہونا چاہیے۔ ام ثمامہ "میں ہوں کی دیوانگی دیکھتے ہوئے شرمین کو چاہیے کہ حارس کو برا خواب سمجھ کر بھولنے کے ساتھ ساتھ ہونی کو او کے کردے۔ فاخرہ گل نے اپنی کاوش کے ذریعے برادریوں کو بیٹیوں پر فوقیت دینے والوں کے لیے بہت اچھا میسج دیا ہے۔ عنیقہ محمد بیگ اور نگہت سیما کے سبق آموز ناولٹ پسند آئے۔ "محبت دل کا سجدہ ہے" "توشین جیسے احساس کمتری کے مارے لوگ کبھی نہیں سدھر سکتے۔ "چشم تر تو نہ چھلک" اقبال بانو نے خصوصاً پیار کرنے والوں کو اچھا پیغام دیا ہے۔ "میرے محبت میں صبح ہے" افسانوں کی دنیا میں سب جھوٹ نہیں ہوتا۔ مجھے کیا اور بی اماں سے مل کر جانا چاہتے ہیں تھیں کیونکہ ایسی سدھار جاتی ہیں اور حقی بی اماں کی ممتا تڑپتی رہ جاتی ہے۔ ام ایمان آپ کی تحریر پڑھ کر بہت اچھی لگی قلم سے جڑی رہو۔ عمارہ احمد اور نازیہ جمال نے بھی عمدہ لکھا۔ "چاہت دھوپ چھاؤں سی" اپریل کی سب سے زبردست تحریر لگی۔ صدف آصف نے شاہ مراد اور سوہنی کے رنگ سے کردار بہت اچھے لکھے۔ میری دعا ہے زور قلم اور زیادہ ہو آمین۔ بیاض دل میں حرا قریشی ارم کمال روحی عباسی پروین افضل شاہین بانو چوہدری سامعہ ملک پرویز اور فریحہ شبیر کے اشعار پسند آئے۔ ذوق مقابلہ سے چکن پسند آیا۔ نیرنگ خیال میں بشریٰ باجوہ صائمہ قریشی اور حسیبہ باجی کی دعا کے علاوہ سامعہ ملک نے اچھا لکھا۔ دوست کا پیغام آئے میں اپنا نام پڑھ کر ایک دم سے موڈ آ گیا آپی میرا نام ملائکہ اسلم ہے ملائکہ رضوی نہیں۔ حرا مجھے یاد رکھا ہے تو آپ کی محبت ہے۔ یادگار لمحے میں سب نے ٹھیک لکھا آئینہ میں اپنا نام غائب پا کر دل خون کے آنسو رو دیا مگر دوستوں کی خاطر خود کو سنبھالا تو پایا کہ مینا ہاجرہ حسینہ انیکس اور حسیبہ کے تبصرے جاندار تھے۔ اجازت چاہوں گی اس دعا کے ساتھ آنچل دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین جزاک اللہ۔

سعیدہ کنول...... ستیانہ۔ السلام علیکم! اس دفعہ سالگرہ ایسی اچھا لگا بہت تعاون کا شکریہ کیا سارا رسالہ چھان مارا ہمارا نام ہی نہیں۔ سب سے پہلے حمد و نعت سے بہت مزہ آیا پڑھنے کا۔ مکمل ناول "لال جوڑا" بالکل ہمارے معاشرے کی عکاسی کر رہا تھا۔ ہمارے معاشرے میں درحقیقت یہی سب کچھ ہوتا ہے فضول رسموں رواجوں کی وجہ سے زندگیاں خراب ہو جاتی ہیں۔ ناولٹ میں "آؤٹ" پڑھ کر دل اداس ہوا لیکن اس میں ساری غلطی حور کی تھی اس نے کبھی اپنے بھائی کو سمجھانے کی کوشش نہیں کی۔ سلسلہ وار ناول "موم کی محبت" میں شرمین کے ساتھ بہت برا ہو رہا ہے اب اس کو چاہیے وہ ہونی کو قبول کرے ان کے جذبے سچے ہیں۔ "ٹوٹا ہوا تارا" میں اماں کے ساتھ برا ہو رہا ہے وہ اتنی کیوں نہیں ولید کو سب کچھ آپ کی شخصیت میں رنگوں کے بارے میں بہت اچھا لگا۔ پلیز آپ پنک اور وائٹ کلر کے بارے میں بھی بتائیں اللہ حافظ۔

عائشہ صدیقہ...... چکوال۔ السلام علیکم! ڈیئر ریڈرز رائٹرز ایڈیٹرز اینڈ آل پاکستانیز! سب سے پہلے موسٹ فیورٹ رائٹر نازیہ کنول نازی کو نکاح کی مبارک باد۔ سمیرا باجی کو منگنی کی بہت بہت مبارک باد ماشاء اللہ آپ دونوں کو نئی زندگی کی تمام خوشیوں سے ہمکنار کرے آمین۔ پلیز آپ دونوں لکھنا مت چھوڑیے گا۔ اب آتے ہیں اس ماہ کے آنچل کی طرف جو اس ماہ کی 25 کو ملا۔ ٹائٹل کچھ خاص نہ تھا قیصر آپی کی سرگوشیاں سن کر دل بے اختیار خوش ہوا وجہ آنچل کی ہم جولی "حجاب" کی اشاعت پر (اب ایک ساتھ دو دو رسالے مزہ آئے گا) حمد و نعت سے دل کو قرار ملا۔ ڈائریکٹ "ٹوٹا ہوا تارا" پر نگاہ ٹھہر گئی۔ اماں کی حالت پر دل دکھ سے بھر گیا اوپر سے اس کا منگنی توڑنے کا فیصلہ...... بے اختیار کاغذ پر غصہ آیا۔ ادھر عادلہ عباس اور رابعہ کی زندگی کو اجیرن کرنے پر تلی ہوئی ہے اب تو سمیرا آپی ان تینوں بہن بھائیوں کو بوری میں بند کر کے سمندر میں پھینک دیں اور ہاں ساتھ ولید بیگم کو بھی جو مصطفیٰ کے تعاقب میں ہیں۔ خیر کہانی زبردست تھی۔ "موم کی محبت" معذرت کے ساتھ آپ کی ساری قسطیں دیکھ کر دل بیزار ہو جاتا ہے اور سے ائیلا گز بہت فضول سے ہوتے ہیں۔ "کردوں سجدہ ایک خدا کو" ایسی سبق آموز کہانیاں شائع کرتی جائیں۔ "محبت دل کا سجدہ ہے" موضوع تو اچھا ہے مگر تبصرہ مکمل ہونے پر، پلیز ناول کو طوالت سے بچایے گا ورنہ بور ہو جائے گا۔ "ہم سے پوچھیے" میں پروین افضل آپی نادیہ یاسمین مدیحہ نورین مہک اور عائشہ پرویز کے سوالات مزہ دے گئے۔ آئینہ میں عائشہ پرویز اور عائشہ حسن

کے سوال پسند آئے۔ نیرنگ خیال اور یادگار لمحے میں سب کچھ زبردست تھا۔ بیاض دل میں اروی افتخار، فریحہ شبیر، طیبہ سعدیہ عطاری، نادیہ یاسمین، مقصدہ بتول، کوثر خالد، شمسہ بلوچ اور حرا قریشی کے اشعار زبردست تھے۔ باقی آنچل ابھی زیر مطالعہ ہے فی امان اللہ۔

ودیعہ یوسف زماں قریشی...... کراچی۔ السلام علیکم آنچل اسٹاف اور تمام قارئین کو آنچل کی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ اپریل کا شمارہ ہاتھ میں آتے ہی کان لگا کر تبصرہ آرا کی سرگوشیاں سنیں اور ماہنامہ حجاب کے متعلق سن کر بے اختیار مسکرا اٹھے۔ امید ہے آنچل کی طرح حجاب بھی کامیابی کے افق پر ایک روشن ستارہ ثابت ہوگا ان شاء اللہ۔ اس کے بعد واش کلر سے فیض یاب ہو کر اپنے پسندیدہ سلسلے وار ناولز کی طرف دوڑ پڑے۔ راحت وفا، سمیرا شریف آپ دونوں ہی بہت اچھا لکھ رہی ہیں بس ذرا "ٹوٹا ہوا تارا" کی سپی انا کچھ عجیب کررہی ہیں۔ مکمل ناول "لال جوڑا" کی محترمہ سدرہ خانہ کا کردار بالکل پسند نہیں آیا جبکہ سارہ نے کہانی کے اینڈ میں دل کو چھولیا۔ واقعی ایک لڑکی کی سوچ ایسی ہی ہونی چاہیے۔ صدف آصف "چاہت دھوپ چھاؤں سی" میں آپ نے ہر کردار کو بہت اچھے سے لکھا مبارک ہو۔ یادگار لمحے میں نورین شفیع ایک خوب صورت حقیقت لیے دل کو بھا گئیں اور طیبہ سعدیہ آپ تو چھا گئیں جناب۔ اب چلتے ہیں نیرنگ خیال اور بیاض دل کی طرف جس کے دیوانے ہیں ہم۔ نیرنگ خیال میں شفیع احمد، سلمیٰ غزل، نیر رضوی، واجد چوہان اور عمارہ اقبال سب ہی نے عمدہ لکھا۔ بیاض دل میں شمسہ بلوچ اور طیبہ سعدیہ کے اشعار پسند آئے اس کے ساتھ ہی اجازت اللہ حافظ۔

سمیرا ادھم، حمیرا ادھم...... احمد پور شرقیہ۔ السلام علیکم! ڈیئر اسٹاف، ریڈرز اینڈ رائٹرز امید ہے کہ آپ سب بخیر و عافیت ہوں گے۔ آنچل کی 38 ویں سالگرہ منانے پر تہہ دل سے مبارک باد۔ اللہ تعالیٰ آنچل کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا کرے آمین۔ اب آتے ہیں تفصیلی تبصرہ کی طرف۔ سب سے پہلے سرگوشیاں سنیں جس میں نئے ماہنامے کا پڑھ کر خوشی ہوئی اور خاص طور پر نام بہت پسند آیا۔ حجاب لفظ پڑھ کر ہی ایک تقدس کا احساس ہوتا ہے۔ اب انتظار ہے اس ماہنامے کی آمد کا کہ جلد وہ ہمارے ہاتھوں میں آئے آمین۔ اس کے بعد حمد و نعت سے دل و روح کو منور کیا اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں کو ایمان کے نور سے منور کرے آمین۔ پھر باری آئی "موسم کی محبت" کی پڑھ کر سخت بدمزہ ہوئی۔ چلیں راحت جی کہانی میں کوئی ٹوئسٹ آیا۔ ناول کے کرداروں کے حالات جوں کے توں ہیں وہی ایک ٹاپک کو لے کر بحث ہورہی ہے۔ کہانی یکسانیت کا شکار ہورہی ہے پھر باری آئی "ٹوٹا ہوا تارا" کی۔ سمیرا جی کیا بات ہے۔ کہانی بہت خوب صورت انداز میں آگے بڑھ رہی ہے۔ مصطفیٰ اور شہوار کی اینڈ رینینڈ تک تجسس ہوئی ہے اب چلیں آگے کے ساتھ مزید کچھ ہونا چاہیے۔ عائشہ اور کاشف کا تو دل کرتا ہے ہماری ... بس پڑھ اٹھتے ہی دل سے ایسا لگا ہے۔ باقی ناول، ناولٹ اور افسانے ابھی زیر مطالعہ ہیں۔ امید ہے کہ ہمیشہ کی طرح وہ بھی بہت اچھے ہوں گے۔ بیاض دل میں فریحہ شبیر، سباس گل، کوثر خالد، شمع کوثر اور ... کے اشعار بہت پسند آئے۔ ڈش مقابلہ میں ... کی ترکیب اچھی اور منفرد لگی۔ بیوٹی گائیڈ میں بھی ... کرنے کے ٹوٹکے اچھے لگے۔ نیرنگ خیال میں سباس گل نے دل کو چھولیا۔ یادگار لمحے تو ویسے ہی یادگار ہوتے ہیں ان کی تو کیا بات ہے۔ ... آپ کی شخصیت رنگوں کی چاندنی میں بھی ... کیا اس چیز کا۔ باقی تمام سال بہت ہی شاندار ... کے لیے نیک تمنائیں اور دعائیں اللہ حافظ۔

آمنہ ولید...... لاہور۔ السلام علیکم! پیارے شہلا جی اینڈ آنچل ریڈرز! امید ہے آنچل میں اپنا کردار خوب صورتی سے نبھا رہی ہیں۔ میں پہلی بار اس محفل میں شامل ہورہی ہوں امید ہے کہ آپ مجھے بھی اپنی اس خوب صورت محفل میں جگہ ضرور دیں گی۔ فیس بک پر میری ایک بہت پیاری دوست فریحہ شبیر کے ذریعے آپ کے معیاری پرچے کی بابت علم ہوا تو اگلے ہی شمارے کے ساتھ آنچل بطور خاص خرید کے لائی۔ رنگا رنگ، پھولوں کی طرح مہکتی تحریریں اور خوش بو کی طرح مہکتے سلسلے دیکھ کر دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ مجھے یہ دیکھ کر اس قدر خوشی ہوئی کہ شعاع، خواتین وغیرہ سے کم نہیں ہمارا آنچل...... لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ بہت دیر کردی آنچل کو اپنانے میں لیکن ان شاء اللہ اب آنچل کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گی۔ آئینہ میں شرکت کے ساتھ ساتھ مراسلات بھی بھیج رہی ہوں حوصلہ افزائی کی منتظر رہوں گی۔ آخر میں اس دعا کے ساتھ اجازت رنگوں اور خوشبوؤں سے بھرا ہمارا آنچل دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین اللہ حافظ۔

☆ ڈیئر آمنہ! ادیا یہ دوست آیے۔

عروج اصغر...... ڈیرہ غازی خان۔ سب سے پہلے شہلا آپی جی اور آنچل کے تمام اسٹاف، لکھاری اور قاری کو میرا سلام قبول ہو۔ اس بار مارکیٹ گئی تو یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ آنچل اپریل کا شمارہ بک اسٹال پر کوئی موجود تھا تو میرا حیران ہونا فطری تھا کیونکہ ہمارے یہاں رسالے اتنی جلدی نہیں ملتے پھر آنچل خرید لیا۔ گھر آکر سب سے پہلے سرگوشیاں پڑھا اور بہت مزہ آیا اس کے بعد پورا رسالہ ستائیس مارچ تک ختم کرڈالا۔ اب آتے ہیں رسالے کی طرف۔ سب سے پہلے نازیہ کنول نازی کا ناول "لال جوڑا" پڑھا اچھی تحریر تھی پھر ہم "محبت دل کا سجدہ ہے" کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ ناول زان سباس آپی! بہت ہی اچھی تحریر تھی۔ رانا جو اور کرن کے کردار مجھے بہت پسند ہیں۔ اس کے بعد دیکھا تو خوشی کا رحجت ہوئی کہ عفیفہ محمد بیگ بھی موجود ہیں۔ عفیفہ آپی! آپ میری فیورٹ رائٹر ہیں آپ کی تحریر "خواب جلتی آنکھیں" مجھے آج تک نہیں بھولی اور یہ تحریر "آہٹ" بھی اچھی لگی۔ تبصرہ مختصر "چاہت دھوپ چھاؤں سی" بھی بہت اچھی لگی۔ نگہت سیما کی "کچھ کمی سی ہے"، اقبال بانو کی "چشم نم تو نہ چھلک" اور ام ثمامہ کی "محبت سے مجبوری تک" بھی بہت ہی دلچسپ تحریریں تھیں۔ باقی افسانے بھی زبردست تھے۔ میرا

شریف طور آپی کا ناول بھی خوب صورتی سے آگے بڑھ رہا ہے اور راحت وفا آپی کے اس ناول میں "جان جاں تو جو کہے" جتنا مزہ نہیں آ رہا باقی سلسلے بھی بہت اچھے لگے سب نے بہت محنت کی اب میں چلتی ہوں اللہ حافظ۔

☆ ڈیئر عروج! خوش آمدید۔

شبنم کنول...... حافظ آباد۔ السلام علیکم! آپ کی چار ماہ سے مستقل قاری ہوں آنچل بہت زبردست رسالہ ہے اعلیٰ معیار زبردست سرورق آپ کے انداز تکلم کی تو کوئی مثال نہیں۔ بے انتہا محبت و خلوص سے گفتگو یوں لگا ہم سب آپ کے اپنے بہت عزیز ہیں۔ آنچل کی الگ پہچان ہے اس کا الگ انداز ہے اور آپ لوگ نئی نئی رائٹرز کو بھی شامل کر رہے ہیں جن میں بہت ٹیلنٹ ہے اور ان کو بھی لکھنا چاہیے۔ میری ذاتی خواہش ہے کہ اس میں اچھی تحقیقی کاوشوں کو ضرور شامل رکھیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں دیگر سلسلے بھی اچھے ہیں۔ ارے یہ کیا "موم کی محبت" میں زیبا کو کب تک سزا ملے گی اصغر کے دل میں نرمی آ جانی چاہیے بیٹے کو دیکھ کر۔ شرمین بے چاری کو چاہئیں کس کس کی محبت پر یقین کرتا ہے۔ شرمین کو بوبی کی محبت کو آزمانا نہیں چاہیے۔ عارض کو سزا ملنی چاہیے جو لڑکیوں کو کھیل سمجھتا ہے اور جی "ٹوٹا ہوا تارا" اس دفعہ کہانی سمجھ نہیں آئی بڑی کی اچھا اب اجازت دیں اللہ حافظ۔

ماریہ انیس...... عالم گڑھ۔ پیاری سی شہلا آپی آنچل اسٹاف اور تمام قارئین کو دل سے پیارا بھرا اسلام۔ یقیناً سب خیریت سے ہوں گی اب آ جاتی ہوں تبصرے کی طرف تو آنچل میں سب تحریریں ہی اچھی ہوں جا ہے پھر وہ سمیرا آپی کی "ٹوٹا ہوا تارا" ہو یا پھر راحت آپی کا "موم کی محبت" ہو۔ سب تحریریں بیسٹ اور سارے سلسلے اے ون پر "ہم سے پوچھئے" کی تو بات ہی اور ہے۔ ام مریم آپ کو بہت زیادہ مبارک ہو "مجھے ہے حکم اذاں" لکھنے پر۔ بس یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پاکستان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہم سب کو بھی اب اجازت دیں پھر آؤں گی اللہ حافظ۔

☆ ڈیئر ماریہ! اسال گرہ مبارک۔

شزا بلوچ...... جھنگ صدر۔ السلام علیکم! سال گرہ نمبر ٹائٹل سوسو (سوری) ہمارا آنچل میں ہمارے انٹرسٹنگ لگیں۔ باقی تینوں سسٹرز سے مل کر بھی بہت اچھا لگا کروسے تو تیرا بھی نے خوب اچھا پوسٹ مارٹم کیا اور مطلب کے زہر کا نا اور اچھے جوابات دیئے۔ ایک ہی نشست میں "ٹوٹا ہوا تارا" تک پڑھ ڈالا سمیرا آپی آپ نے کہانی دے ہی دی اور آپ کی تعریف کے لئے الفاظ نہیں آتی ورنہ نہیں بک پر تو آپ نے ہمیں رلا ہی دیا تھا اور لگتا ہے مجھے "ٹوٹا ہوا تارا" تا جند و نا ہوں گی۔ بیاض دل میں ماریہ یاسین کا شعر بہت پسند آیا۔ ہولی کا نیڈ بھی بہت اچھی ٹپس لیے ہوا تھا نیرنگ خیال سوری کی لگتی ہوں۔ دوست کا پیغام آئے میں ان کی فرینڈز کا شکریہ جنہوں نے یاد رکھا آئینہ میں کل بینا خان چھا گئیں۔ ہم سے پوچھئے میں حسب معمول پروین افضل شاہین چھائی رہیں باقی طیبہ نذیر، اسد، شمیم کے سوالات بھی اچھے تھے۔

آمنہ ریاض...... گجرات۔ السلام علیکم! میری تمام سویٹ سویٹ رائٹرز ریڈرز اینڈ فرینڈز! آنچل اس دفعہ 25 کو ہی مل گیا۔ یقین ہی نہ آیا کہ میرا آنچل مل سکتا ہے لیکن جب خود دیکھا تو یقین آ ہی گیا اور دل باغ باغ ہو گیا "موم کی محبت" اور "ٹوٹا ہوا تارا" پڑھ کر مزہ آیا۔ اس کے علاوہ "محبتوں کی سے" پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ باقی شمارہ بھی پڑھا نہیں سب پیارا بہت خیال رکھیے گا اللہ حافظ۔

AF افتخار...... عارف والا۔ السلام علیکم! آپی میں گزشتہ تین سالوں سے آنچل پڑھتی ہوں لیکن قلم آج اٹھایا ہے۔ مجھے آپ کے تمام سلسلے اچھے لگتے ہیں آنچل پیارا تھا۔ سب سے پہلے "ٹوٹا ہوا تارا" پڑھا تھوڑا سلو جا رہا ہے لیکن زبردست ہے۔ "موم کی محبت" بھی سلو جا رہا ہے پلیز شرمین کو کسی مشکل میں مت ڈالیے گا پلیز راحت آپی اور نازیہ آپی آپ میری فیورٹ رائٹر ہیں اچھا آپی دعاؤں میں یاد رکھیے گا اللہ حافظ۔

انعم زرین، سائرہ زرین...... چکوال۔ السلام علیکم سویٹ شہلا آپی! اس ماہ سال گرہ نمبر دیکھ کر دل خوشی سے بھر گیا ٹائٹل پر پہلی نظر پڑی پیاری سی ماڈل دل کو بھا گئی۔ سب سے پہلے "ٹوٹا ہوا تارا" پر چھلانگ لگائی لیکن اس ماہ کی قسط مختصر کر کی بہت ہی ٹینشن والی تھی۔ "موم کی محبت" بورنگ ہوتا جا رہا ہے خدیجہ کے گورنج ہوتے تو منفرد ہیں لیکن "آؤٹ" پڑھ کر دل بوجھل سا ہو گیا۔ یقین نہیں آیا کہ کوئی بھائی بھی ایسا کر سکتا ہے۔ سباس آپی نے تو آخر کار رانکل اور دل کا نکاح کرا ہی دیا۔ "لال جوڑا" بہت پسند آیا فاخرہ آپی آپ کا انداز بیاں بہت عمدہ ہے۔ دانش کدہ کی معلومات نہایت ایمان افروز ہیں بحیثیت مسلمان ہمیں ہونا چاہیے۔ سروے میں میری فیورٹ رائٹرز حیا آپی اور سباس آپی کو پڑھ کر بہت اچھا لگا۔ ذوق مطالعہ میں الذہن سسٹرز ٹرائی کیا تھا بہت اللہ نے تعریف کی۔ ہولی کا نیڈ میں بیوٹی سے متعلق معلومات فراہم کرتے رہا کریں کیونکہ ہمارے خیال میں یہ وقت کی ضرورت ہے۔ یادگار لمحے میں عورت کا حسن انصاف کا اٹھ جانا رکوع اور جدید سائنس اور دال دانا میری فیورٹ رائٹر عمیرہ احمد کے ناول "جنت کے پتے" سے اقتباس "چہرہ کا نقاب واجب یا مستحب؟" پسند آیا۔ نازیہ آپی کو نکاح کی ڈھیروں خوشیاں مبارک ہو سمیرا آپی آپ کو منگنی کی ڈھیروں مبارک باد۔ اللہ حافظ۔

☆ ڈیئر انعم! آپ خط کے ذریعے دو جواب آں میں شرکت کر سکتی ہیں۔

مدیحہ نورین مہک...... برنالی۔ آداب آپی جان! آنچل ماشاء اللہ ترقی کی راہوں پر گامزن ہے اور میں آپ سے ناراض ہوں آپ نے مجھے آئینہ سے نکال ہی دیا۔ اقوٰی شادو زندگی طیبہ، صوبیہ، سامیہ، سباس، پرنس افضل اور تمام پڑھنے والوں کو بہت سلام۔ سباس گل کا

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

ناول بہت ہٹس بینڈ عادتوں میں یاد رکھے گا سب کی دوست۔

☆ ڈیئر مدیحہ! آپ کا لکھا تبصرہ کی بجائے پیغام سے مماثلت رکھتا ہے کہانیوں پر تبصرہ تو نظر نہیں آ رہا اس مرتبہ بھی ایسا ہی ہے۔

صوفیہ صدیق..... چیچہ وطنی۔ السلام علیکم! آپی آنچل کے 37 سال مکمل ہونے پر بہت بہت مبارک ہو آنچل کے تمام لوگ تعریف کے قابل ہیں جنہوں نے آنچل کو کامیاب بنانے میں دن رات ایک کیا آنچل وہ ڈائجسٹ ہے جس میں ہم لوگ کچھ نہ کچھ پڑھ کے سیکھتے ہیں آج ہی آنچل آیا اور میں نے ایک دن میں پورا پڑھ بھی لیا۔ ہمارا آنچل میں سارہ ملک کا تعارف بہت پسند آیا لگا رہے میں مختصر مختصر عائشہ پرویز کا بہت اچھا لگا آئینے میں سامعہ ملک پرویز کا خط بہت پسند آیا۔ بیاض دل میں کنزیٰ رحمن کا شعر بہت پسند آیا۔ حجاب نیا شمارہ آ رہا ہے پڑھ کر اتنی خوشی ہوئی۔ سلسلہ وار ناول میں "ٹوٹا ہوا تارا" بہت پیارا جا رہا ہے۔ شہوار اور مصطفیٰ کی شکر ہے صلح ہوگئی اتنی خوشی ہوئی پر اللہ کے واسطے اناور ولید کو مت جدا کریں مجھے ولید بہت پسند ہے۔ سمیرا جی یہ کیا کر دیا انا کے ساتھ کہ وہ بولتی بھی نہیں پلیز پلیز اس کے ساتھ کچھ غلط مت کیجیے گا۔ "موم کی محبت" راحت وفا جی اتنی اچھی نہیں لگ رہی آخر میں کے ساتھ ہی ہر دفعہ ہوتا ہے مجھے لگتا ہے کوئی لو سے دیں۔ بولی تو اتنا پیار کرتا ہے۔ مکمل ناول میں "لال جوڑا" فاخرہ گل کا بہت پسند آیا اور بلی کو بھایا قابل تعریف ہے۔ ناولٹ میں "محبت دل کا سجدہ ہے" بہت پسند آیا سباس گل دل یزدان۔ "چھوٹی سی ہے" نگہت سیما کی بھی اچھی کاوش تھی مبارک ہو۔ افسانوں میں "میرے بخت میں عروج ہے" طلعت نظامی کا بہت پسند آیا اور ایک الگ سا لکھا افسانہ "اذان" سیما بنت عاصم جی کمال کر دیا۔ باقی تمام آنچل اس دفعہ زبردست ہے، میری طرف سے تمام آنچل فرینڈز کو سلام۔

سحرش فاطمہ..... کراچی، ای میل۔ السلام علیکم! آخر کار آنچل کی محفل میں اس وقت موجود ہے اپریل میں سالگرہ نمبر پڑھ کر مزہ ہی آ گیا بھئی جب سامنے اچھے تمام ہوں فاخرہ گل اور صدف آصف تو پڑھے بغیر رہا ہی نہیں جا سکتا۔ ہر سلسلہ ایک سے بڑھ کر ایک سب سے پہلے تو میں نفیسہ سعید کا شکریہ ادا کروں گی کہ انہیں میرا افسانہ پسند آیا اور ساتھ ہی [illegible] کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جس نے مجھے یہ موقع دیا۔ اب آ جائیں ذرا تبصرہ پر فاخرہ گل کا "لال جوڑا" پڑھ کر دل شدت سے رویا ہر ایک لفظ دل کی پور پور کو چھو رہا تھا۔ میرے پاس الفاظ ہی نہیں اس تحریر کے تعریف کے لیے آج بھی گھرانے ہیں جہاں برادری کا بول بالا ہے اور دور دور تک برادری سے شادیاں ہو جاتی ہیں اور برادری والوں کا تو کچھ نہیں جاتا البتہ کرنے والوں کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے فاخرہ گل کی اس تحریر میں جو تلخ حقیقتیں موجود ہیں ان میں سے ایک حقیقت کی میں گواہ ہوں لیکن کیا کریں یہ رسم و رواج سے مجبور ہیں ہم لوگ سوچتے ہیں پہلے ہم خاندان برادری کا سوچتے ہیں۔ فاخرہ جی آپ نے بہت رلایا ہے اب پلیز اگلی دفعہ ہمیں ہنسانے کا بھی ارادہ ہے۔ مانا کہ ایک تحریر نے رلا دیا تو دوسری تحریر نے چہرے پر مسکان بکھیر دی جی ہاں صدف آصف کی دل لبھاتی تحریر "چاہت دھوپ چھاؤں کی" صدف جی آپ نے اس دفعہ تو ہنسانے کا پورا انتظام کیا ہوا تھا ہر جملے پر ہنسی آ رہی تھی۔ دل کر رہا تھا پڑھ کر ہنسی نہ رکے گیا واقعی بہت زبردست آپ ہمارا دل جیت لیا۔ اب آ جائیں ذرا نازیہ جمال کی کاوش پر "کی دوست" بہت خوب محبت کی مٹھاس لیے وقت لیکن جب احد اور مرد ہے ساتھ ہوا۔ اس کے علاوہ افسوس ہوا کہ اختتام پر تو عارفہ کے ساتھ اچھا ہوا۔ سباس گل آپ کا ناولٹ پچھلے مہینے شروع ہوا اور پسند آیا آپ چھا گئیں لیکن بے چاری پر اتنا ظلم کریں ساری زندگی کسی بات پر بھی نہیں؟ اب اس کا نکاح بھی کروا دیا۔ اللہ خیر کرے اس کا اور آپ بھی خیر ہی کیجیے گا۔ سروے بھی سب کا بہت اچھا رہا پڑھ کر مزہ آیا۔ آخر میں شریف کو شکی کی مبارکباد اور نازیہ کنول نازی کو نکاح کی مبارکباد دیتے ہوئے اب اجازت چاہتی ہوں۔

صبا خان..... بہاولپور، ای میل۔ السلام علیکم! اس بار آنچل کی تعریف کرنا بڑی نادانی کی بات ہوگی خوب صورت رنگوں سے سجا آنچل ہاتھ میں آتے ہی دل خوش ہو گیا۔ اس کے بعد کہانیوں کی فہرست پر نگاہ دوڑائی اور اپنے پسندیدہ نام پڑھ کر خوشی ہوئی۔ سب سے پہلے میں نے "لال جوڑا" پڑھا فاخرہ گل کے اس ناول کا مجھے بہت دنوں سے انتظار تھا واقعی ایک بہترین معاشرتی مسائل کی عکاسی کرتا ہوا ناول ہے جس میں بہت کچھ سیکھنے کے لیے موجود ہے۔ اس کے بعد اپنی فیورٹ رائٹر صدف آصف کا ناول "چاہت دھوپ چھاؤں کی" پڑھا واہ مزہ آ گیا۔ سچ کہانی کے اتار چڑھاؤ نے آخر تک اپنے سحر میں جکڑے رکھا۔ ان کا انداز تحریر تھوڑا سا سبق آموز ہوتا ہے مگر اس ناول میں محبت کی چاشنی بھی شامل رہی جس کی وجہ سے کہانی کو چار چاند لگ گئے۔ دل یزدان۔ سباس گل کا ناولٹ بہت اچھا تھا بہت تیزی سے کہانی آگے بڑھ رہی ہے کہانی مضبوط اور پراثر ہے۔ ان کو میری طرف سے مبارکباد پیش کریں افسانے سارے ہی اچھے تھے مگر اقبال بانو، سیما بنت عاصم بازی لے گئیں۔ نازیہ جمال کا "کی دوست" بھی پسند آیا مگر سلسلے وار ناول بہت دلچسپ تھے مگر مجھے تو سب سے زیادہ سمیرا کے "جگنو میرے آنچل میں" پڑھ کر مزہ آیا وجہ تو آپ سمجھ ہی گئی ہوں گی۔ سچی بات یہ کہ ناولٹ کا نام جگنو ہے اور خوشی اس بات کی زیادہ ہے کہ حیا بخاری کا پہلا خط اور میرا آخری خط تھا۔ میری دعا ہے کہ آنچل اسی طرح جگمگاتا رہے آمین ثم آمین۔

☆ اس کے ساتھ ہی اگلے ماہ تک کے لیے رخصت رب تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہمیں آسانیاں عطا فرمائے آمین۔

aayna@aanchal.com.pk

www.urdutube.net www.booksitube.net www.urdumovies.net

مجھ سے پوچھیے

شمائلہ کاشف

سندس رفیق...... عبد الحکیم

س: ہر بار جب میرے کمرے کی کھڑکی بجتی ہے تو مجھے کیوں لگتا ہے کہ یہاں جن ہیں؟

ج: ایک عدد آپ جیسی بھوتنی کی موجودگی میں دوسرا جن کیونکر آئے گا۔

س: ہاں یا نہیں میں جواب دیں کیا آپ نے اب مسجد سے جوتے چرانے چھوڑ دیے ہیں؟

ج: ہم تو مسجد جاتے ہی نہیں البتہ تمہیں چرائے ہوئے جوتوں سے پٹتے ضرور دیکھا ہے۔

س: مجھے آپ کے کالم میں سوال بھیجنا کیوں پسند نہیں؟

ج: ہمارے کھرے جوابات سے تمہاری طبیعت جو صاف ہو جاتی ہے۔

س: گرمیاں آ رہی ہیں کمرے میں ہیٹر کا انتظام کروا لیا ہے؟

ج: لگتا ہے لوڈشیڈنگ اور گرمی نے تمہارے دماغ پر کافی اچھا اثر ڈالا ہے۔

س: مس پروین کے شوہر کہاں کے پرنس ہیں؟

ج: مسز پروین کے دل کی سلطنت کے پرنس ہیں۔

ارم کمال...... فیصل آباد

س: کچھ لوگ روٹھ کر بھی لگتے ہیں کتنے پیارے گیت کا جواب گیت سے دیں تو جانوں آپ کو؟

ج: روٹھ جاتے ہو تو کچھ اور حسیں لگتے ہو
بس یہی سوچ کر تم کو خفا رکھا ہے

س: سیانے کہتے ہیں زندگی غم کا دریا ہے آپ کیا کہتی ہیں؟

ج: ان سیانوں میں میں بھی شامل ہوں۔

س: جھوٹ بولے کوا کاٹے اور سچ بولیں تو......

ج: کوا آ مت دیکھے...... بول کر دیکھنا۔

س: شمائلہ جی میں نے سنا ہے آپ میرے لیے اداس ہو گئیں اس لیے فوراً آپ کی محفل میں آ گئی۔

ج: سنی سنائی باتوں پر کبھی یقین نہیں کیا کرو۔

شزا بلوچ...... جھنگ صدر

س: بڑے لکی ہوتے ہیں وہ لوگ جن سے ہم مخاطب ہوتے ہیں کیا خیال ہے؟

ج: تمہارے طرز تخاطب سے پہلے بھی ہم خوش قسمت اور لکی ہی تھے۔

س: بڑے دن ہو گئے ہیں ان کی خوف ناک آواز نہیں سنی؟

ج: اب سسرال جا کر جی بھر کر سنتی رہنا۔

س: سنا ہے جب آپ بولتی ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے منہ سے پھول جھڑ رہے ہوں آپ گانا گاتی ہیں تو کوئل کی آواز سنائی دیتی ہے اور جب آپ بغیر میک اپ کے آئینہ دیکھتی ہیں تو......؟

ج: ایک نہایت معصوم حسین خوب صورت اسمارٹ سی لڑکی نظر آتی ہے...... اب جل تا جا اور دیکھو دیکھو کیا رہی ہے۔

س: کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتا ہے یہ چوبیس گھنٹے ہی کیوں ہیں پچاس کیوں نہیں؟

ج: کام چور...... میں اڑتالیس گھنٹے بھی ہوں تب بھی تم کچھ نہیں کرو گی۔

س: کچھ اس دریا دلی سے ملو...... جیسے جہلم اور چناب ملتے ہیں۔

ج: ہمارے یہاں صرف دریائے سندھ ہے جو بحیرہ عرب سے جا ملتا ہے ڈبلوا ئیں تمہیں۔

س: اوکے کرایہ ختم ہو گیا اب واپس پیدل جانا پڑے گا۔

ج: شکر ہے تم نے جانے کی بات تو کی۔

مدیحہ نورین مہک...... برنالی

س: مجھے دیکھ کے آپ کی شکل کیوں بگڑ جاتی ہے؟

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

ج: اب اس میں ہمارا تو کوئی قصور نہیں تمہاری شکل ہی......

س: یہ منہ اور مسور کی دال بھلا منہ کا دال سے کیا تعلق؟

ج: بغیر منہ کے تم دال کھا سکتی ہو بھلا؟

س: آپ اتنی شرارتی کیوں ہیں؟

ج: اف اللہ ہم معصوم پر اتنا بڑا الزام......

س: جو گرجتے ہیں وہ برستے کیوں نہیں؟

ج: تمہارے میاں جی جو ٹھہرے۔

پروین افضل شاہین...... بھاولنگر

س: مور اپنے پاؤں دیکھ کر روتا ہے اور میرے میاں جانی پرنس افضل شاہین کیا دیکھ کر روتے ہیں؟

ج: بالوں سے محروم اپنی ٹنڈ دیکھ کر کیونکہ شادی سے پہلے وہ بہت بڑے بہار تھی۔

س: میرے میاں جانی اکثر رات میں سوتے ہوئے ڈر کے مارے اٹھ جاتے ہیں جب میں ان سے پوچھتی ہوں تو کہتے ہیں خواب میں ویسٹ انڈیز کی کرکٹ ٹیم نظر آتی ہے۔ کیا علاج کروں کہ ویسٹ انڈیز کی کرکٹ ٹیم کی بجائے ٹینس کی یورپی خواتین کھلاڑی نظر آنا شروع ہو جائیں؟

ج: ان کے سرہانے رکھی اپنی تصویر ہٹالیں اور کسی ٹینس کھلاڑی کی تصویر رکھ دیں پھر ان سے پوچھیں کہ فرق پڑا کہ نہیں انہیں ضرور بتایئے گا۔

س: آئینے میں اپنی صورت دیکھ کر بھلا میں کیا سوچتی ہوں؟

ج: کاش میں بھی کچھ خوب صورت ہوتی۔

نورین خلیل...... جتوئی

س: آپی میں پہلی مرتبہ آئی ہوں کہاں بیٹھوں صوفے پر یا کرسی پر؟

ج: جس پر بیٹھنا تھا وہ ساتھ لانا تھا نا۔

س: آپی ٹھنڈا یا گرم کیا دیں گی میں خود بتاؤں مجھے چائے پسند ہے۔

ج: پہلے چائے پکانا تو ڈھنگ سے سیکھ لو نئی۔

س: آپی امی کہتی ہیں ہم نے رسالوں کا دفتر کھول رکھا ہے کیوں اتنی ہیں؟

ج: جی! آرین جو ٹھہریں۔

دیا آفریں...... شاھدرہ

س: پہلی بار آ رہے ہیں ذرا تعارف کروایئے؟

ج: حد ادب گستاخ! سارا جہاں ہماری تعریف و تعارف جانتا ہے تم کون سی گھاس منڈی سے آ رہی ہو۔

س: سنا ہے آپ کو ٹیڑھے لوگ پسند نہیں؟

ج: اگر ایسا ہوتا تو آپ کیوں کر یہاں تشریف فرما ہوتیں۔

شبنم کنول...... حافظ آباد

س: چلکھیوں کے ہیں آج خوب مزے......؟

ج: تم جو ان کے ساتھ ہر چیز ان کی چھین کر کھا جاتی ہو مدیدی!

س: خواہش کی ہر کشتی کنارہ کیوں نہیں لگتی' آخر کیوں؟

ج: تمہاری خواہش کا وزن زیادہ ہوگا اس لیے ڈوب جاتی ہوگی۔

س: آپ کی یاد میں آنکھیں ہیں پرنم

ج: پیاز کاٹ کر سالن پکاؤ...... ہماری یاد کے بہانے مت بناؤ۔

س: آپ کون سے سال میں ملے گی؟

ج: جس میں 384 دن ہوں گے۔

س: آپ کون سے سوال کا جواب تلاش کرتی ہیں؟

ج: بےوقوف فی الحال یہ سوال ابھی زیر غور ہے۔

جازبہ عباسی...... دیول' مری

س: شمائلہ جی جب بھی ہم کسی نئے آشنا ہونے والے کو اپنا نام بتاتے ہیں تو وہ عجیب سا منہ بنا کر "کیا" کیوں کہتا ہے؟

ج: کیونکہ موبائل کمپنی والوں نے اپنے پیکج کا جو نام رکھ چھوڑا ہے۔

www.urdutube.net
www.bookstube.net
www.urdumovies.net

س: ہمارے پاؤں تلے زمین اور سر پہ آسمان نظر آتا ہے مگر ہم اکثر یہ سوچتے ہیں کہ آسمان پیروں تلے اور زمین سر پہ کیوں نہیں ہوتی؟

ج: شادی سے پہلے ہر لڑکی ایسا ہی سوچتی ہے بعد میں پیروں تلے زمین اور سر پہ آسمان دیکھنے کی بھی نوبت نہیں آتی۔

س: ارے ارے یہ کیا آپ کے تیور مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے' اُف آنچل مت تلاش کریں ہم یوں ہی چلے جائیں گے' ہاہاہا؟

ج: اکثر لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ناں۔

رشک وفا...... بونالی

س: ارے چونک کیوں گئیں ہم ہی ہیں رشک وفا تو کیا سواگت نہیں کرو گے آپ ہمارا وہ بھی سلمان خان کے اسٹائل میں؟

ج: سلمان کے اسٹائل میں آپ کے میاں جی کریں گے ہم تو اپنے انداز میں ہی کہیں گے خوش آمدید۔

س: آپی ہماری بھابی کو ذرا میرج اینیورسری تو وش کردیں اپنے اسٹائل میں۔

ج: اللہ ان کی شادی شدہ زندگی میں خوشیاں بھردے آمین۔

نورین مسکان سرور...... ڈسکہ

س: آپ ہماری آمد پر اتنی خوش ہوں گی اگر ہمیں پہلے پتا ہوتا تو ہم سویرے سویرے ہی چلے آتے؟

ج: منہ اندھیرے آؤ گی تو منہ حیرت سے کھلا ہوگا' جسے آپ خوشی سمجھ رہی ہو۔

س: بہار کا موسم آرہا ہے پھر مجھے کس رنگ کا سوٹ لے کر دے رہی ہیں آپ؟

ج: یہ سوٹ بھی تو تم نے میرا ہی پہن رکھا ہے پہلے یہ تو واپس کردو۔

س: آپی جب آپ چھوٹی تھیں تو کس کمپنی کا فیڈر استعمال کرتی تھیں؟

ج: کیا آپ نے بھی اس عمر میں اپنے لیے اس کمپنی کا فیڈر استعمال کرنا ہے۔

س: آسمان پر ستارے لٹکے ہوتے ہیں تو زمین پر کیوں نہیں گرتے؟

ج: پھر تم اپنے 'ان' کی شکل کس میں دیکھتی۔

سحرش بٹ...... دینہ' جہلم

س: اگر آپ کو کرکٹ ٹیم میں شامل کرلیا جائے تو آپ اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کیسے کریں گی؟

ج: کرکٹ ٹیم کو سدھار کر۔

س: آپ میرے دل کی چین' چین آئے نہ تو کیا کیجیے؟

ج: چین آتا کہیں وہاں تو جانا پڑتا ہے دو نمبری مال لینے کے لیے۔

س: چاچو مجھے "بل بتوڑی" پکارتے ہیں' کیوں؟ ویسے میں لیڈی ڈیانا سے کم نہیں ہوں۔

ج: بل بتوڑی تم پر جچتا بھی بہت ہے۔

س: قد لمبا کرنے کے لیے کتنی لمبی ہیل ہونی چاہیے؟

ج: جتنی لمبی مرضی پہن لو آپ کو کون سا فرق پڑنا ہے۔

عنبر مجید...... کوٹ قیصرانی

س: شمائل جی پہلی بار نہیں دوسری بار شرکت کی ہے جگہ ملے گی؟

ج: چھوٹی سی تو ہو اپنے قد کے حساب سے جگہ خود ہی دیکھ لو۔

س: اُف شمائل جی! اب نظریں نیچے بھی کرو' نظر لگاؤ گی کیا؟

ج: اُف اللہ اب نظر کو بھی نظر لگنے لگی۔

س: ذرا تو پاس میرے آؤ' ذرا تو نظریں مجھ سے ملاؤ' میری جاں مجھ سے دور نہ جاناؤ......؟

ج: باتھ روم سنگر اتنا چیخ کر مت گاؤ' ابا کو مت جگاؤ اور شامت کو نہ بلاؤ......

س: اپیا جی مجھے کراچی دیکھنے کا بہت شوق ہے دکھوتو

کسی میں ایک ماہ بعد آ رہی ہوں واؤ......؟

ج: آپ کی آمد پر اہل کراچی پر اللہ اپنا خاص رحم فرمائے۔

س: کھوئے سے کیوں ہو تم' سوچ میں گم ہو کیوں' بات جو دل میں ہے کہہ بھی دو' کہہ بھی دو...... ہاں ہاں کہہ دو نا......

ج: اُف اللہ بچاؤ...... اُف اللہ بچاؤ...... اُف اللہ بچاؤ......

عائشہ عمر...... فیصل آباد

س: دل تو چاہتا ہے کرکٹ ٹیم کا استقبال...... ایسے کروں کہ ہمیشہ یاد رکھیں؟

ج: سڑے ہوئے ٹماٹر اور انڈوں سے کرو' کھائیں گے بھی اور پکانے کے لیے گھر والوں کے لیے لے جائیں گے بھی۔

س: ان سب نے تو ہمارا دل توڑ دیا؟

ج: دودھ میں انگلی ڈال کر پی جاؤ پکا پھر کبھی ٹوٹنے کا نام بھی نہیں لے گا۔

رخ کومل شہزادی...... سرگودھا

س: کیا حال ہیں آپی' ہمیں مس کیا آپ نے؟

ج: نو مس...... ہم نے آپ کو گزرے وقت کی طرح ہر وقت مس کیا۔

س: آپی کیا بات ہے آپ اتنے پیارے جواب دیتی ہیں کہ بندہ سوال کیے بنا رہ ہی نہیں سکتا؟

ج: اب اس سوال پر تمہارے دست دراز پر ہم کچھ نہیں دے سکتے کہیں۔

س: اللہ آپ کو خوش رکھے دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

ج: آپ بھی خوش رہیں۔

طاہرہ غزل' اریبہ کائنات...... جتوئی

س: آپی ہم اتنے دن بعد آپ کی بزم میں تشریف لائے ہیں ذرا دیکھیے ہمارے آنے سے کیسی رونق ہوگئی؟

ج: رونق کیسی پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی لائٹ بھی گئی۔

س: شمائل آپی! ہماری اپریل میں سالگرہ ہے تو آپ مجھے اچھے سے وش کریں؟

ج: سالگرہ مبارک ہو اپنی عمر تو بتا دو۔

س: شعر کا جواب دیں؟

وہ کبھی تو ملے تو اسے کہنا' تیری جدائی نے اس کا یہ حال کر دیا ہے

وہ نہیں روتا لوگ اسے دیکھ کر روتے ہیں

ج: کرکٹ ٹیم میں شامل ہے کیا؟

میزاب...... قصور

س: آپی لوگ مجھے کنجوس کیوں کہتے ہیں؟

ج: کنجوس نہیں تو کیا مکھی چوس کہہ لیں گے۔

س: آپی میں کبھی کبھی آپ کی محفل میں آ جایا کروں؟

ج: ضرور آئیں لیکن جلدی سے جانے کے لیے۔

خوشی...... برنالی

س: مصیبت میں تو گدھے کو باپ بنانا پڑتا ہے اور خوشی میں؟

ج: گدھے کا باپ بننا پڑتا ہے۔

س: آپی انسان شادی کب کرتا ہے؟

ج: جب کچھ سمجھ نہیں آتا اس وقت۔

کرن ملک...... جتوئی

س: شائلہ آپی کیا واقعی دھوپ میں بیٹھنے سے بال سفید ہو جاتے ہیں؟

ج: پتا نہیں تجربہ کر کے دیکھو اگر ہو گئے تو پارلر والوں کی عید ہوگی ہر ماہ۔

س: آپی سردیوں کی برسات ہو اور ساتھ وہ ہو؟

ج: بس تم بہانے سے اپنی ساس نندوں کی باتیں سنانا۔

س: آپی شوہر اپنی بیوی سے یہ کیوں کہتا ہے کہ شادی سے پہلے تو......

ج: کیونکہ شادی کے بعد تو بے چارہ کچھ کہہ ہی نہیں سکتا۔

س: شمائلہ! بیوی اور محبوبہ میں کیا فرق ہے؟
ج: بیوی ذاتی اور محبوبہ سماجی ہوتی ہے' سب کی خدمات پر مامور۔

سونی علی...... ریشم گلی' مورو

س: آپی رنگ گورا کرنے کے لیے اپنے چہرے پر وائٹ آ ئل پینٹ کروالیں' کبھی کالی نہیں ہوں گی؟ ایڈوائز دینے پر شکریہ کی ضرورت نہیں۔
ج: ہم تو ماشاء اللہ پہلے ہی سے بہت خوب صورت ہیں البتہ آپ کے مشورے پر ضرور عمل کرتا۔
س: ہائے رے ربا ان مردوں کا دل آخر ایک عورت پر کیوں نہیں ٹکتا؟
ج: ان کے دل اور نیت دونوں میں فتور جو ہوتا ہے۔
س: گھر والی بدتمیز اور باہر والی شریف کیوں دکھائی دیتی ہے شوہر حضرات کو؟
ج: گھر والی اپنی بیوی جبکہ باہر والی دوسروں کی بیوی ہوتی ہے اس لیے ایسا دکھائی دیتا ہے۔

ہالہ سلیم...... کراچی

س: اپیا ایک تو گرمی نے برا حال کیا اوپر سے......
ج: اوپر سے بجلی والوں کا بے حساب پیار و محبت۔
س: اپیا جی گرمی میں بھی آپ اتنے ٹھنڈے جواب کیسے دے لیتی ہیں؟
ج: برف کی سل رکھ کے۔
س: اپیا آج کل ہر کسی کو اپنی ہی کیوں پڑی رہتی ہے؟
ج: دوسروں نے مائنڈ کرنا جو شروع کر دیا ہے نا اس لیے۔
س: اپیا اجازت اس دعا کے آپ ہمیشہ خوش رہو۔
ج: سدا ہنستی مسکراتی رہنا آمین۔

مسز طلعت...... کراچی

س: آپی! کیا میں آپ کی محفل میں شریک ہو سکتی ہوں؟
ج: آ جایئے محفل لگی ہوئی ہے۔
س: آپی یہ بتائیں کہ بھول اور قبول میں کیا فرق ہے؟
ج: جو انکار اور اقرار میں ہوتا ہے۔
س: موٹی اور چھوٹی بیوی میں کیا فرق ہے؟
ج: کوئی فرق نہیں دونوں "بیوی" ہی ہوتی ہیں۔
س: روٹھے ہو تم' تم کو کیسے مناؤں...... بتائیں؟
ج: کوئی ضرورت نہیں' خود ٹھیک ہو جائیں گے۔
س: وہ آئے ہمارے گھر میں خدا کی قدرت...... بھلا کون؟
ج: پیارا آنچل۔
س: اچھا آپی اجازت کیا میں آئندہ ماہ شرکت کر سکتی ہوں؟
ج: اللہ حافظ آئندہ ماہ کے آگے ایک ماہ میں۔

ام استغفار...... کراچی

س: ماہ دولت ایک طویل عرصے بعد تشریف فرما ہیں۔ ویلکم تو کہیں گی نا......؟
ج: اچھا دل کم کرنا بھی پڑے گا۔
س: اچھا یہ تو بتائیں پلیز کہ ہمیں کسی پہ اعتبار کرنا ہو تو کیسے کریں......؟
ج: بہت سوچ سمجھ کر کرنا کہیں......
س: ایک تو گرمی...... اوپر سے سوالوں کی بوچھاڑ آپ گھبرائی تو نہیں......؟
ج: جانا نہیں اور کیا گھبرانا چاہیے ہم کو۔
س: اچھا جی ہم چلتے ہیں واپس...... پھر ملیں گے...... چلتے چلتے...... پر بھی الوداع مت کہیے گا...... نہیں ہم یہ بھی نہیں دیکھیں گے کہ ہم آپ کے ہیں کون؟ اور...... اور کچھ نہیں' ہم کیا کہہ سکتے ہیں بس جی...... آل از ویل...... آل از ویل بائے...... اللہ حافظ۔
ج: سنبھل کر وہ آئی جوتی اماں کی......

آپ کی صحت

ہومیو ڈاکٹر ہاشم مرزا

عظمٰی ننکانہ صاحب سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر جواب دیں۔

محترمہ آپ CHIMA PHILA-30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔ اس کے علاوہ 550 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال کردیں بریسٹ بیوٹی آپ کے گھر پہنچ جائے گا اس کے استعمال سے فائدہ ہوگا۔

ایچ سعدیہ رسانگلہ ہل سے لکھتی ہیں کہ میرا جسم ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے اور حسن نسواں کی کمی ہے۔ سیلان کی بھی شکایت ہے۔

محترمہ آپ FIVE PHOS-6X کی 4،4 گولی تین وقت روزانہ کھایا کریں اس کے علاوہ 550 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال کردیں BREAST BEAUTY آپ کے گھر پہنچ جائے گا اس کے استعمال سے قدرتی حسن بحال ہوجائے گا۔

ع۔ س۔ آزاد کشمیر سے لکھتی ہیں کہ میری یادداشت کمزور ہے اس کے لیے کوئی مناسب دوا تجویز فرمائیں۔

محترمہ آپ KALI PHOS-6X کی 4،4 گولی تین وقت روزانہ کھایا کریں ان شاء اللہ مسئلہ حل ہوجائے گا۔

صوفیہ تبسم وہاڑی سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر علاج تجویز فرمائیں۔

محترمہ آپ BORAX-30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

ش۔ خ گجرات سے لکھتی ہیں کہ عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور حسب معمول خدمت خلق میں کوشاں رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

میرا مسئلہ یہ ہے میری دور کی نظر بہت کمزور ہے اور اکثر کندھوں میں درد رہتا ہے۔ مہربانی فرما کر کوئی ایسی دوا تجویز فرمادیں جس سے میری عینک اتر جائے اور آنکھوں سے عینک کے اثرات بھی ختم ہوجائیں۔ میں اپنی کمزوری نظر سے بہت تنگ ہوں آپ مناسب دوا تجویز فرما کر شکریہ کا موقع دیں زندگی بھر آپ کی احسان مند اور دعا گو رہوں گی ان شاء اللہ۔

محترمہ آپ CINERARIA EYE ڈراپس روزانہ رات سوتے وقت آنکھوں میں ڈالا کریں۔

نبیلہ کوثر گجرات سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر کوئی دوا تجویز فرمائیں۔

محترمہ آپ PULSATILLA-30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں دوسرے مسئلے کے لیے فون نمبر 021-36997059 پر صبح 10 تا 1 بجے رابطہ کرلیں۔

ف۔ و شیخوپورہ سے لکھتی ہیں کہ میں یہ خط بہت امید سے لکھ رہی ہوں خدارا مجھے ناامید نہ کریں میں شادی شدہ ہوں اور میری دو بیٹیاں ہیں بیٹا نہ ہونے کے جرم میں مجھے حقیر سمجھا جاتا ہے۔ مجھ پر زندگی کا دائرہ تنگ کردیں گے اگر میں آئندہ بھی بچی پیدا کروں گی تو خدا کے لیے میرے مسئلے کا حل نکالیں اور مجھے جڑواں بیٹوں کے لیے کوئی دوائی کا مشورہ دیں اور وقفے کا بھی طریقہ بتائیں۔

محترمہ آپ حمل کے پہلے مہینے میں CALC PHOS-CM کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر رات سوتے وقت لیں اور دوسرے دن صبح نہار

www.urdutube.net www.bookstube.net www.urdumovies.net

منہ پھر اسی طرح لیں یہ دو خوراک کافی ہوں گی اللہ تعالیٰ آپ کی مراد پوری کرے گا۔

عمران اعوان خوشاب سے لکھتے ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر دوا تجویز فرمائیں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ دوا کہاں سے ملے گی

محترم آپ AGNUS CAST -30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں یہ دوا کسی بھی ہومیو پیتھک اسٹور سے شواب جرمنی کی خرید لیں۔

احمد رضا میر لاہور سے لکھتے ہیں آپ لوگوں کو بیماریوں کا علاج بتاتے ہیں اور اس سے لوگ بھی ٹھیک ہوجاتے ہیں میں پہلی بار آپ کو اس امید پر خط لکھ رہا ہوں کہ آپ میرے مسئلے کا بھی حل بتائیں گے میرے مسئلے شائع کیے بغیر مناسب دوا تجویز فرمائیں۔

محترم آپ AGNUS CAST- 30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں دوسرا اس عمر میں قد بڑھنا ممکن ہے۔

عالیہ نذیر سرالوائی سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 24 سال ہے مجھے الرجی کا مسئلہ ہے جو تقریباً تین سال سے ہے میں بڑی امید کے ساتھ آپ کو خط لکھ رہی ہوں میرے چہرے اور ہاتھوں میں جلن اور خارش شروع ہوجاتی ہے اس کے بعد متاثرہ حصہ سرخ ہوجاتا ہے۔ میں بہت پریشان ہوں یہ مسئلہ مجھے دو سال پہلے سے ہوا تھا آپ مجھے کوئی اچھی سی دوا تجویز کریں جو با آسانی کسی بھی میڈیکل اسٹور سے مل جائے میں نے بہت سے ڈاکٹرز سے مشورہ کیا مگر وقتی طور پر آرام آجاتا ہے۔ میرا یہ مسئلہ سردیوں میں بڑھ جاتا ہے۔

محترمہ آپ URTICAURNUS-3X کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

سکندر بیگ سکھر سے لکھتے ہیں کہ میری عمر 25 سال ہے سر کے بال غائب ہونا شروع ہوگئے ہیں میں گنجا ہو رہا ہوں اور بہت پریشان ہوں یہ میرا خاندانی معاملہ ہے والد، چچا، تایا سب بالوں سے محروم ہوچکے ہیں مجھے اس کے لیے کوئی مفید علاج بتائیں کہ میرے سر کے بال قائم رہیں اور جو گر چکے ہیں وہ دوبارہ آجائیں۔

محترم آپ مبلغ 700 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال کردیں ہم نے HAIR GROWER کے فارمولے کو مزید تیز بنایا ہے کئی قیمتی جڑی بوٹیاں شامل کی ہیں جس کی وجہ سے اس کی کارکردگی اور زیادہ موثر ثابت ہورہا ہے اس کی 4.5 بوتل استعمال کرنے سے آپ کے سر پر گھنے بال پیدا ہوں گے۔

ذکیہ ناز ملتان سے لکھتی ہیں کہ مجھے 3 ماہ سے پیریڈز نہیں ہوئے میری عمر 21 سال ہے پلیز کوئی علاج بتائیں یہ بھی کہ کتنے عرصے تک دوا استعمال کرنی ہے اور دوسرا مسئلہ میرا وزن ہے میری کمر کے دونوں طرف بہت چربی ہے اور پیٹ بھی کم کرنا ہے لیکن دوا بتائیں اور یہ بھی کہ دوا کہاں سے ملے گی میں ملتان میں رہتی ہوں۔

محترمہ آپ SENECIO-30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں ماہانہ نظام درست ہونے کے ساتھ وزن بھی کم ہوجائے گا۔

سدرہ کنول ملتان سے لکھتی ہیں کہ میرا وزن بہت بڑھ رہا ہے کم کرنے کے لیے کوئی دوا تجویز فرمائیں۔

محترمہ آپ PHYTOLACCA BARRY-Q کے 10 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

محمد علی لکھتے ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر دوا تجویز فرمائیں۔

محترم آپ CALC PHOS-6X کی 4,4 گولی تین وقت روزانہ کھائیں اور ACIDPHOS

www.urdutube.net www.booksstube.net www.urdumovies.net

3X کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں اس کے علاوہ BARIUM CARB 200 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر ہر آٹھویں دن ایک بار لیں۔

نسیم قریشی جہلم سے لکھتی ہیں کہ میرے جسم پر سوکھی خارش ہوتی ہے کوئی دانے وغیرہ نہیں نکلتے۔

محترمہ آپ DOLICHLIS-30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

قلندر شاہ ملتان سے لکھتے ہیں میرے جسم پر خارش ہوتی ہے جو سردی کے موسم میں بڑھ جاتی ہے اور خارش کرنے سے خون نکل آتا ہے۔

محترم آپ PETROLIUM-30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

رئیسہ خاتون حیدرآباد سے لکھتی ہیں کہ میرے چہرے پر بال نکل آئے ہیں جو بہت برے لگتے ہیں لوگ مذاق اڑاتے ہیں مجھے کسی نے بتایا کہ آنچل میں ایسی دوا لکھی ہوتی ہے میں نے آنچل خرید کر آپ کو پڑھا بڑی امید پیدا ہوئی۔ آپ APHRODITE مجھے بھیج دیں۔

محترمہ آپ 900 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام بھیج کر ارسال کر دیں افروڈائٹ ایک ہفتے میں آپ کے گھر پہنچ جائے گا۔

مہوش نورین جھنگ صدر سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 23 سال ہے 5 سال کی عمر سے پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہوں ڈاکٹر لوگ آنتوں کی سوجن بتاتے ہیں صبح اٹھتے ہی پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ جو حاجت کے بعد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ ایلوپیتھک ادویات کھاتے کھاتے تنگ آ گئی ہوں مقامی ہومیو پیتھک ڈاکٹر کو بھی دکھایا مگر آرام نہیں آیا بڑی امید کے ساتھ آپ کو مکمل کیفیت لکھ رہی ہوں آپ میرے لیے بھی کوئی دوا تجویز فرمائیں۔

محترمہ آپ NUX VOM-30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں ان شاء اللہ شفا حاصل ہوگی۔

ثمرہ احسان شاہ کوٹ سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 22 سال ہے جسمانی طور پر میں بہت کمزور ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب میں سو کے اٹھتی ہوں یا کام کرتی ہوں تو میرے گھٹنے کی ہڈیاں اور پاؤں کی ہڈیوں سے چٹک کی آواز آتی ہے اور ہاتھوں کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ کلائیاں بھی کمزور ہیں براہ کرم مجھے کوئی دوا بتا دیں اور یہ بھی بتا دیں کہ میں دوا کتنے ماہ تک جاری رکھوں۔

محترمہ آپ CUPRUM MET-30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

نوشین مشتاق بوریوالہ فیض آباد لودھراں سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے چہرے پر بے شمار تل ہیں جو دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں رنگ میں بھورے اور کالے ہیں۔ کوئی دوا تجویز کریں کھانے کی دوا کے ساتھ چہرے پر لگانے کے لیے کریم بھی دیں۔ جس سے جلد افاقہ ہو۔ مدت بھی تجویز کریں میری عمر اٹھارہ سال ہے۔ دوسرا مسئلہ میری بہن کا ہے چہرے کے ساتھ ساتھ پورے جسم پر مردوں کی طرح بال ہیں عمر بارہ سال ہے کوئی اچھی سی دوا تجویز کریں افروڈائٹ کے ساتھ کھانے کی دوا بھی بتا دیں۔ تیسرا مسئلہ میری کزن کا ہے جوتے کی وجہ سے اس کے پاؤں پر گہرے کالے نشان ہیں خاص طور پر گٹوں اور انگوٹھے پر ہے کوئی اچھی سی دوا بتائیں جس سے پاؤں بالکل صاف ہو جائیں۔

محترمہ آپ تلوں کے خاتمے کے لیے THUJA-Q کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں اور اسی کو تلوں پر روزانہ لگایا کریں بہن کے چہرے سے بال ختم کرنے کے لیے 900 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے

نام پتے پر ارسال کردیں افروڈائٹ آپ کے گھر پہنچ جائے گا۔ اس پر لکھی ہوئی ترکیب کے مطابق استعمال کرنے سے بال مستقل طور پر ختم ہوجائیں گے۔ ان شاء اللہ پیر کالے ہونے سے بچانے کے لیے موزے استعمال کریں۔

فاروق احمد کراچی سے لکھتے ہیں کہ میں اپنی بیماری سے بہت پریشان ہوں کئی جگہ علاج کرانے کے باوجود صحت حاصل نہیں ہورہی مکمل کیفیت لکھ رہا ہوں میرا مسئلہ شائع کیے بغیر مناسب دوا تجویز فرمائیں۔

محترم آپ صبح 10 تا 1 بجے یا شام 6 تا 9 بجے کلینک پر تشریف لائیں۔ اپنی تمام میڈیکل رپورٹس ہمراہ لائیں ان شاء اللہ آپ کا علاج ہوجائے گا۔

نگہت سلطانہ ایبٹ آباد سے لکھتی ہیں کہ مجھے زنانہ اعضا پر ورم کی شکایت ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اعضا باہر نکل پڑیں گے لیڈی ڈاکٹر نے آپریشن کا مشورہ دیا ہے جو میں نہیں کرانا چاہتی سنا ہے کہ ہومیو پیتھک میں ایسی تکالیف کا علاج بغیر آپریشن ہوجاتا ہے بڑی امید کے ساتھ آپ کو خط لکھ رہی ہوں میرے لیے کوئی دوا تجویز فرمائیں۔

محترمہ آپ SEPIA-30 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں بھاری وزن اٹھانے سے پرہیز کریں۔

ناہید شہزاد والدیار سے لکھتی ہیں کہ جب کوئی کتاب وغیرہ پڑھتی ہوں تو زیادہ دیر پڑھا نہیں جاتا آنکھوں پر بھاری پن محسوس ہوتا ہے پڑھنا چھوڑ دیتی ہوں۔

محترمہ آپ RUTA-3- کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر تین وقت روزانہ پیا کریں۔

پرنچل صاحبہ گوجرانوالہ سے لکھتی ہیں کہ میری قریب کی نظر کمزور ہے اور ناک پر ایک گلٹی ہوگئی ہے جس میں تکلیف کوئی نہیں ہے سرجن کہتے ہیں کہ تکلیف کوئی نہیں ہے تو ابھی رہنے دو کچھ بڑی ہوجائے گی تو آپریشن آسان ہوجائے گا آپ اپنے مشوروں میں گلٹی ختم کرنے کی دوا بھی بتاتے ہیں۔ میری گلٹی کے لیے بھی علاج بتائیں جوابی لفافہ بھیج رہی ہوں۔

محترمہ آپ CALC FLOUR-6X کی 4, 4 گولی تین وقت روزانہ کھایا کریں اور CINIRARIA-EYE ڈراپس روزانہ رات سوتے وقت آنکھوں میں ڈالا کریں جوابی لفافہ بھیج کر ضائع نہ کریں براہ راست جواب نہیں دیے جاسکتے۔

سہانہ میر جعفر واٹنگ سے لکھتی ہیں کہ میری عمر 20 سال ہے میرا قد چھوٹا ہے اور میں وزن بڑھانا چاہتی ہوں اور میری دوست کی عمر 23 سال ہے اس کے چہرے پر مردوں کی طرح بال ہیں جو بہت برے لگتے ہیں اس کے لیے بھی کوئی میڈیسن بتادیں۔

محترمہ آپ CALC PHOS-6X کی 4,4 گولی تین وقت روزانہ کھایا کریں اور BARIUM CARB 200 کے 5 قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر ہر آٹھویں دن ایک بار لیں رنگ صاف کرنے کے لیے JODUM-1000 کے 5 قطرے ہر 15 دن میں ایک بار لیں۔ بال ختم کرنے کے لیے 900 روپے کا منی آرڈر میرے کلینک کے نام پتے پر ارسال کردیں۔ APHRODITE ایک ہفتے میں آپ کے گھر پہنچ جائے گا۔ 2، 3 بوتل کے استعمال سے بال ہمیشہ کے لیے ان شاء اللہ ختم ہوجائیں گے۔

ملاقات اور منی آرڈر کرنے کا پتا۔

صبح 10 تا 1 بجے شام 6 تا 9 بجے فون نمبر 021-36997059 ہومیو ڈاکٹر محمد ہاشم مرزا کلینک دکان نمبر C-5 کے ڈی اے فلیٹس فیز 4 شادمان ٹاؤن نمبر 2 سیکٹر 14B نارتھ کراچی 75850

خط لکھنے کا پتا

آپ کی صحت ماہنامہ آنچل پوسٹ بکس 75 کراچی۔

کام کی باتیں

حنا احمد

پانی صاف کرنے کے طریقے

شیشے کے گلاس میں بھرے ہوئے صاف پانی کو جس سے آپ اپنی پیاس بجھانے والے ہیں پینے سے پہلے ذرا ایک لمحے کے لیے رک کر سوچ لیجیے کہ یہ بظاہر صاف شفاف نظر آنے والا پانی واقعی پینے کے قابل ہے یا نہیں؟ عین ممکن ہے کہ یہ صفائی کے مطلوبہ معیار پر پورا نہ اترتا ہو اور اس میں ہزاروں لاکھوں پیتھوجن یعنی (Pathogens) انسان کو بیماریوں میں مبتلا کرنے والے بیکٹیریا' وائرس' پروٹوزوا اور قسم قسم کے دوسرے مہلک جراثیم موجود ہوں۔ یہ جراثیم اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں کہ صرف ایک اچھی خوردبین سے ہی نظر آسکتے ہیں لیکن یہ پانی میں تیزی سے پھیلتے پھولتے ہیں اور انسانی جسم میں پہنچ کر بہت سی خطرناک بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

یہ تو وہ پانی ہے جو آپ کو ایک باقاعدہ واٹر سپلائی کے نظام کے تحت صاف ہو کر اور ممکن ہے جراثیم کش ادویہ کے استعمال کے بعد گھر میں لگے ہوئے کنکشن سے مل رہا ہے۔ دیہی علاقوں میں تو پانی کی صفائی کا کوئی نظام سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ وہاں کے لوگ تو بسا اوقات کھلے جوہڑوں کا گدلا پانی پینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس قسم کا غیر صاف شدہ پانی پینے والے ہر وقت مہلک بیماریوں کی زد میں رہتے ہیں اور ان بیماریوں کا شکار ہو کر بسا اوقات موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کم عمر بچے ایسے لوگ بیماریوں کے خلاف جن کی قوت مدافعت کم ہو یا دوسری بیماریوں کی وجہ سے کمزور رہ جانے والے لوگ ان بیماریوں کا بار بار شکار ہوتے رہتے ہیں۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہمارے ملک میں 80 فیصد بیماریاں صرف غیر صاف شدہ پینے کے پانی کے استعمال کی وجہ سے لاحق ہوتی ہیں۔ ان میں ہیضہ' پیچش' ٹائیفائیڈ سے لے کر امراض قلب اور کینسر جیسی بیماریاں تک شامل ہیں۔ عالمی پیمانے پر اگر پینے کے آلودہ پانی کی وجہ سے بیمار ہونے والے بچوں کی تعداد کا اندازہ لگایا جائے تو ہر سال چھ ملین بچے یا ہر روز بیس ہزار بچے ان مہلک بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں ان بچوں میں سے 2.2 ملین بچے ہر سال موت کا شکار ہو جاتے ہیں یا یوں سمجھئے کہ ہماری دنیا میں ہر آٹھ سیکنڈ کے بعد ایک بچہ صرف اس لیے فوت ہو جاتا ہے کہ اس کو پینے کے لیے صاف پانی میسر نہیں ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں ہماری ترجیحات واضح ہو جاتی ہیں علاج معالجے کی ضروری سہولتوں سے بھی کہیں زیادہ بڑھ کر ہماری اولین ترجیح یہ بن جاتی ہے کہ آبادیوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے اگر ہم 80 فیصد بیماریاں کو انسان کو لاحق ہونے سے پہلے ہی روک لیتے ہیں تو پھر صحت کے دوسرے واضح فوائد کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہے کہ علاج معالجے کی موجودہ سہولتوں پر بار کم سے کم ہوتا جائے گا اور ملک میں ہر شخص کو علاج کی سہولت با آسانی پہنچانے کے قابل ہو جائیں گے۔

پینے کے پانی کو صاف کر کے اس کو پینے کے قابل بنانے کے کئی طریقے ہیں اس میں وہ طریقے بھی ہیں جن کے ذریعے ہم پوری آبادیوں اور بڑے بڑے شہروں کی پانی کی سپلائی کو محفوظ بناتے ہیں اور وہ طریقے بھی ہیں جن کو ہم گھروں میں استعمال کر کے اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ ہمارا پینے کا پانی ہر قسم کے مضر اجزا اور آلودگیوں سے پاک ہو۔

شہروں کو آب رسانی کے لیے بنائے جانے والے منصوبوں کے لیے عام طور پر پانی قدرتی ذرائع جیسے کہ دریاؤں نہروں یا قدرتی جھیلوں سے آتا ہے۔ اس میں حل شدہ اور غیر حل شدہ دو طرح کی آلودگیاں شامل ہوتی ہیں۔ مٹی' ریت' چھوٹے نباتاتی پودے پانی میں پلنے والے حشرات الارض وغیرہ۔ ایسی آلودگیاں ہیں جو پانی

میں تیرتی رہتی ہیں اور پانی کو پینے کے قابل بنانے کے لیے جن کو پانی سے الگ کرنا ضروری ہے اس مقصد کے لیے پانی کے بڑے بڑے تالاب بنائے جاتے ہیں جن میں پانی کھڑا رہنے کی وجہ سے بہت سی بھاری اور نہ حل ہونے والی آلودگیاں نیچے تہہ میں بیٹھ جاتی ہیں اور اوپر کا پانی قدرے صاف ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد فلٹریشن کا مرحلہ آتا ہے جہاں پانی کو باریک جالیوں سے گزار کر باقی غیر حل شدہ آلودگیوں کو بھی دور کرلیا جاتا ہے اور پانی دیکھنے میں صاف شفاف ہوجاتا ہے۔

لیکن یہ باریک جالیاں پانی میں موجود وہ جن یا بیماریاں پھیلانے والے جراثیم کو نہیں روک سکتیں اور یہ مہلک جراثیم بدستور ہمارے پینے کے پانی میں نا صرف موجود رہتے ہیں بلکہ سازگار ماحول کی وجہ سے ان کی تعداد بھی مسلسل بڑھتی رہتی ہے۔ ان کو تلف کرنے کے لیے کیمیائی طریقے اپنائے جاتے ہیں جن میں ایسی جراثیم کش ادویہ استعمال کی جاتی ہیں جو ان جراثیم کو تلف کردیتی ہیں لیکن ان کے انسانی صحت پر کسی قسم کے مضر اثرات نہیں ہوتے۔ ان جراثیم کش ادویہ میں سب سے زیادہ موثر کلورین کا پاؤڈر ہے جس کو پانی کے ان تالابوں میں موجود شہریوں کو سپلائی کیے جانے والے پانی میں ملا دیا جاتا ہے اور موثر طور پر سپلائی کیے جانے والے پانی میں موجود مہلک جراثیم کو ختم کردیتا ہے۔

ہمارا پینے کا پانی اس عمل کے بعد استعمال کے لیے بالکل محفوظ ہوجاتا اگر پائپوں کے ذریعے پانی کی ترسیل کا نظام بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہوگیا ہوتا۔ تھوڑی بہت ٹوٹ پھوٹ پانی اور سیوریج کے اچھے سے اچھے نظام میں بھی ہوتی ہے لیکن اس کو کنٹرول کرنے کے لیے یہ احتیاط کی جاتی ہے کہ پانی کی لائنوں میں ہر وقت پریشر سے جانے والا پانی موجود ہوتا ہے لہٰذا اگر کہیں سے پانی کا پائپ کا جوائنٹ ٹوٹا ہوا بھی ہو تو پانی کے پریشر کی وجہ سے پانی اس میں سے باہر کی جانب ہی جاتا ہے اور باہر سے کسی قسم کی آلودگی پائپ کے اندر آ کر شہریوں کو سپلائی کیے جانے والے پانی میں شامل نہیں ہو پاتی۔ دوسرا یہ کہ پانی کی لائنوں کے مقابلے میں سیوریج کی لائنیں قدرے نیچے لیول پر چل رہی ہوتی ہیں لہٰذا اس بات کا خدشہ نہیں رہتا کہ سیوریج کا پانی یا اس کی آلودگی سیوریج لائن سے اگر باہر نکل بھی جاتی ہے تو وہ کسی طرح پینے کے پانی کی لائن تک پہنچ سکے گی۔

بدقسمتی سے ہمارے شہروں میں بد انتظامی کے باعث پانی کی لائنوں میں جگہ جگہ بہت بڑی ٹوٹ پھوٹ ہوچکی ہے یہاں تک کہ کراچی جیسے شہر میں پانی کی سپلائی کا ایک تہائی اس ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے ضائع ہوجاتا ہے اور ہم ہر وقت پانی کی شدید قلت کا شکار رہتے ہیں۔ اس قلت کے باعث یہ ممکن نہیں رہا ہے کہ پانی کی لائنوں میں ہر وقت پانی پریشر کے ساتھ موجود رہے اور ہمیں یکے بعد دیگرے شہر میں موجود ہر علاقے کے پانی کی سپلائی لیے وقفوں کے لیے بند کرنی پڑتی ہے۔ جب پانی کی سپلائی بند کی جاتی ہے پانی کی لائنوں کے اندر خلا پیدا ہوجاتا ہے اور یہی لائنیں بالکل کسی سکشن پمپ کے طرح باہر سے پانی، کیچڑ اور ہر قسم کی الا بلا پائپ لائنوں کے اندر کھینچنے لگتی ہیں۔ اس پر ایک اور ستم یہ کہ سیوریج کی لائنیں واٹر سپلائی کی لائنوں کے انتہائی قریب سے گزرتی ہیں اور ہیں بہت علاقوں میں ان کا لیول پانی کی لائنوں کے لیول کے اوپر ہے۔ سیوریج لائنوں سے لیک ہونے والا غلیظ پانی اور دیگر ہر قسم کی گندگی زیر زمین پانی کی لائنوں کے اطراف نا صرف جمع ہوجاتی ہے بلکہ جب پانی کا بہاؤ پانی کی لائنوں میں بند کیا جاتا ہے تو یہ سیوریج آزادی کے ساتھ پانی کی لائنوں میں داخل بھی ہوجاتی ہے۔ جب ان لائنوں میں دوبارہ پانی چھوڑا جاتا ہے تو یہ گندگی پینے کے پانی کے ساتھ مل کر ہمارے گھریلو ٹینکوں اور نلکوں تک پہنچ جاتی ہے۔

(جاری ہے)

عائشہ سلیم......کراچی

ادارہ

جگنو میرے آنچل میں

دیا آفرین...... شاہدرہ

۱) آنچل میں اتنے سارے نام ہیں جنہوں نے اپنی تحریروں سے اسے سجایا۔ سرفہرست نازیہ کنول نازی، نادیہ فاطمہ، نگہت عبداللہ، نازیہ جمال، عالیہ حرا، سیدہ غزل زیدی...... مگر آپ نے ایک کی شرط رکھی ہے تو سندس جبیں کا ناول ''شکست ذات'' بلاشبہ برسوں یاد رہے گا رائٹر نے رلایا ہے سب کو۔

۲) میں یہاں نازیہ کنول نازی کی چند لائنیں لکھ رہی ہوں، وہ کہیں کہیں نبیل الرحمان قمر کی طرح ڈائیلاگ لکھتی ہیں (کہیں کہیں)

''میں نہیں جانتا جسم سے جان نکلنے پر کتنی تکلیف ہوتی ہے مگر میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اس وقت میرا دل جس تکلیف کے حصار میں ہے یہ تکلیف جان نکلنے سے کم والی تکلیف نہیں ہے کاش، کاش تم دیکھ سکتیں جو اس وقت میرا حال ہے وطن سے دور اپنے رشتوں سے محروم، اس سرد رات میں مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میرا خون تمہیں ہمیشہ کے لیے کھو دینے کے احساس سے رگوں میں جمتا جا رہا ہے کاش میں تمہیں خوش رہنے کی دعا دے سکتا۔''

۳) کوئی خاص کردار تو نہیں میں تو ارد گرد لوگوں میں کوئی نہ کوئی کردار ہی ڈھونڈتی رہتی ہوں۔ کوئی ڈاکٹر ہو، ٹیچر، پولیس یا ایاز جیسے لوگ سب ہی اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔

۴) کردار روپے بدلتے ہیں مگر وہ کردار جنہوں نے اپنا تاثر مخصوص رکھا ان میں سرفہرست ''مجھے ہے حکم اذاں'' کی زینب، عمیرہ اور منفی کردار میں بس ایک سرفہرت ہے عادلہ۔

۵) کیا یاد دلایا مجھے کالج کے دن یاد آ گئے۔ کالج کا وہ منظر جب سالگرہ والے دن ہم فرینڈ خوب کھائی کرا نجوائے کر رہے تھے۔ میری سالگرہ کا فائدہ اٹھایا تا سو نے (میں اتنا نہیں کھاتی یار) یہ لمحے ہمیشہ میری یادوں کا حصہ رہیں گے۔

۶) آنچل کا اگست اور اکتوبر کے سرورق مجھے بے حد خوب صورت لگے تھے۔

۷) کوئی ایسا سلسلہ ہونا چاہیے جہاں مختلف شعرا کا انتخاب بھی بھیجا جا سکے مگر تیر تک خیال بھی باقی رہے اور ''کام کی باتیں'' کی جگہ ''آپ کی شخصیت'' والا سلسلہ دوبارہ شروع ہونا چاہیے۔

۸) اب آیا نا دلچسپ سوال، بتائیں کب ملاقات کرائیں گے، مجھے پیرا شریف طور سے ملنا ہے۔

فنفه جٹ...... سرگودھا

۱) آنچل کی سالگرہ پر بہت مبارک باد اللہ ہمارے آنچل کو اور ترقی دے آمین، مجھے تو آنچل کی ہر تحریر ہی پسند ہے لیکن برف کے آنسو، کروں سجدہ ایک خدا کو، مجھے ہے حکم اذاں، میرا الزام بھی تم، میرا آپی کا ناول لوٹا ہوا تارا یہ تحریر کبھی نہیں بھولے گی ہمیشہ ہمیشہ یاد رہیں گی۔

۲) مجھے وہ پیراگراف بہت پسند آیا تھا جب فاطمہ دعائے نور پڑھتی ہے اس کے الفاظ یہ تھے اے اللہ میرے دل میں نور ڈال دے اور میری بصیرت میں نور ہو اور میری سماعت میں نور ہو اور میرے دائیں جانب اور بائیں جانب نور ہو اور میرے لیے نور بنا دے، اے اللہ مجھے نور عطا کر دے اور جب فاطمہ اور عباس دوڑ لگاتے ہیں لاریب اور سکندر کا سامنا دونوں کو رکنے پر مجبور

کر دیا۔ چاروں کے درمیان سلام دعا کا تبادلہ ہوا تھا۔ عباس اور سکندر نے قدموں کو بڑھایا تو وہ کچھ پیچھے رہ جانے والی لاریب کے مقابل آ گئی تھی جس نے عباس کی موجودگی کے باعث چہرے کو چادر کے نقاب میں چھپا لیا تھا اس کی تعلیم میں فاطمہ نے بھی یہی عمل دہرایا۔ اسے اس پل زینب کے الفاظ یاد آ گئے تھے۔ عورت چاند کی طرح نہیں ہونی چاہیے جسے ہر کوئی بے نقاب دیکھے بلکہ مسلمان عورت سورج جیسی ہونی چاہیے جسے دیکھنے سے پہلے ہی آنکھیں جھک جائیں۔

۳) افسانوں کی دنیا میں بے شک سب جھوٹ نہیں ہوتا۔ بے شک ہمارے ماحول سے ہی بنتی ہیں اور زندگی کے موڑ میں ایسے انسان مل ہی جاتے ہیں۔

۴) میرے پسندیدہ کردار میرا الزام تم ہو کے کردار آ ثمر اور خاص کر مشکوۃ کا کردار بہت پسند آیا تھا اور برف کے آنسو کے ناول میں زعیم اور عائزہ کا کردار بہت اچھا لگا تھا۔

۵) میری زندگی کا خوب صورت لمحہ مائزہ سے ملنا اس سے باتیں کرنا ہیں جب اسے یاد کرتی ہوں تو لبوں پر مسکراہٹ آ جاتی ہے اور اسلام آباد کا سفر ہمیشہ یاد رہے گا بہت مزہ آیا تھا اور جہاں میں سلائی کرنے جاتی تھی۔ وہاں پر گزرے ہوئے دن آپی جی کی ڈانٹ پھپھو شانہ کی شادی کے دن جب یاد آتے ہیں تو ذہنی و جسمانی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔

۶) تمبر اور اکتوبر کا ٹائٹل بہت پسند آیا تھا۔

۷) آنچل تو سارا ہی اچھا ہے کوئی خاص تبدیلی کی ضرورت نہیں، بس سلسلہ وار ناول زیادہ کر دیں۔

۸) اف اللہ کیا سوال پوچھ لیا میں تو سب رائٹرز سے ملنا چاہوں گی اب کسی ایک کا کیا نام لکھوں، ان شاء اللہ ضرور ملوں گی وہ ہے نہ کہ ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے تو بس یہی حال میرا ہے۔ اس جہاں میں نہ سہی تو اس جہاں میں مل لیں گے۔

بنت حوا…… چوک سرور شہید

۱) پہلا سوال ہی اتنا خوب صورت پوچھ لیا آپ نے تو اس کا جواب بھی ایسا ہی ہے ”جھیل کنارہ کنکر“ اور ”کروں سجدہ ایک خدا کو“۔

۲) بہت سے ناول ذہن و دل کو چھو جاتے ہیں، کچھ گہرے انمٹ نقوش چھوڑ جاتے ہیں۔ ”انسان جانوروں اور پرندوں کو دیکھ کر بھی سبق حاصل نہیں کرتا جو کہ تنکوں کے آشیانے بناتے ہیں اور رزق ذخیرہ نہیں کرتے۔“ یہ کسی کہانی کا جملہ نہیں بابا بلھے شاہ کی نظم کا مرکزی خیال ہے۔

۳) بالکل، ابھی آج ہی میں جب انا، شرمین، عارفین اور یوبی کے کردار پڑھ رہی تھی تو ان سب کو اپنے ارد گرد حقیقت کی دنیا میں بھی دیکھ چکی ہوں۔ رائٹرز بھی تو زندگی کی کہانی سے سچ کشید کر کے اسے لفظوں میں پرو کر صفحہ قرطاس پر بکھیرتی ہیں۔

۴) میں یہ نہیں دیکھتی کہ مثبت و منفی کردار کس کا ہے میں تو منفی کردار سے سبق حاصل کرتی ہوں اور مثبت کردار کو اپنانے کی کوشش کرتی ہوں کیونکہ محبت و نفرت اچھے یا برے انسان سے نہیں اچھے و برے کردار سے کی جاتی ہے۔

۵) ہر وہ لمحہ جس سے میری ذات سے دوسروں کو خوشی ملی ہو اور ہر وہ لمحہ جو میں نے اپنے خدا کو یاد کرتے گزارا ہو۔

۶) ٹائٹل اکثر یاد نہیں رہتے، ویسے فروری کے

ٹائٹل میں ماڈل کا لباس اور جیولری بہت اچھی تھی۔

۷) میری تمام مصنفین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی کہانیوں میں اور بہنوں کی عدالت میں قاری بہنوں کی اصلاح کے لیے ایسے کردار اور جوابات تحریر کریں جن سے وہ خوابوں کی بجائے حقیقت کی دنیا میں رہیں اور اس کو فیس کریں کیونکہ بیشتر قارئین، رائٹرز کو فالو کرتی ہیں۔ اس لیے نازی اور دوسری رائٹرز سے میری گزارش ہے کہ خوابوں کو زیادہ مت اجاگر کریں لڑکیاں بہت سے خواب دیکھتی ہیں مگر پھر ان کے بدلے میں بہت سے دکھ اور خمیازے بھگتنے پڑتے ہیں۔ خوابوں کی دنیا میں انسان حقیقت کو بھول جاتا ہے اور آج کل جو زمانہ ہے اس میں ہر لڑکی کو خود اپنے نفس کو خواب دیکھنے سے روکنا چاہیے۔

۸) اس سوال کا جواب پھر ایک ایک دو دیں۔ جی ہاں سمیرا صاحبہ اور نازی۔ میں نے کوشش کی کہ سیدھے سیدھے جواب دوں پھر بھی اپنی ہی انداز میں...(ہاہا)

ام عمارہ ...... چیچہ وطنی

۱) آنچل کے سابقہ سالگرہ نمبر سے شائع ہونے والی بہت سی تحریریں ایسی ہیں جنہیں میں بھول نہیں سکتی لیکن آپی نازیہ کنول نازی کی ایک تحریر "بھوک" جسے میں کبھی بھی بھول نہیں سکتی۔

۲) آنچل میں سے ایک قول کہ

"حیا اور ایمان دو ایسے پرندے ہیں اگر ان میں سے ایک اڑ جائے تو دوسرا خود بخود اڑ جاتا ہے۔"

"جو یہ کہتے ہیں کہ خدا نظر نہیں آتا مگر حقیقت تو یہ ہے کہ جب انسان مصیبت میں ہوتا ہے تو اسے خدا کے سوا کوئی اور نظر نہیں آتا۔

۳) افسانوں کی دنیا میں واقعی سب کچھ جھوٹ نہیں ہوتا جیسا کہ "ٹوٹا ہوا تارہ" میں عادل، کاشفہ، ایاز تینوں بہن بھائی جیسے کردار آج کل کے لوگوں میں عام پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی خوشیوں اور شدت پسندی کی وجہ سے لوگوں کی خوشیوں کو اپنے قدموں تلے روند دیتے ہیں۔

۴) ہر شخص اپنے کردار اور موقع کے لحاظ سے صحیح ہے لیکن مجھے "کروں سجدہ ایک خدا کو" اس میں میر عباد کا کردار بہت اچھا لگا بلکہ بالکل اپنی طرح کا لگا کیونکہ لوگ ایسی ہی باتیں کرتے ہیں جو دین پر عمل کرتا ہے۔

۵) میری زندگی کے وہ لمحے جو میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزاروں اور وہ لمحے مجھے قلبی سکون عطا کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ وہ نیکی جو تجھے خوش کردے بس تو مومن ہے تو یہ حدیث میری ذہنی وجسمانی تھکاوٹ میں ایک شگفتگی مسکراہٹ عطا کر دیتی ہے۔

۶) دسمبر کے شمارے میں ٹائٹل اچھا تھا کوئی ایسا خاص نہیں جس نے مجھے متاثر کیا ہو۔

۷) آنچل میں ایسی تبدیلی چاہتی ہوں کہ زیادہ چھوٹی کہانیاں نہیں ہونی چاہیے بلکہ لمبی کہانیاں ہونی چاہیے مجھے لمبی کہانیاں پسند ہیں۔

۸) آنچل کی تمام رائٹرز سے ملنے کی خواہش ہے لیکن آپی نازی سے ملنے کی بہت خواہش ہے جب ان سے کانٹیکٹ ہوجائے گا تو ان کے ذریعے باقی سب سے بھی ہوجائے گا۔